TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222656
UNIVERSAL
LIBRARY

نوٹ جس کتاب پر مولف کے قلمی دستخط نہ ہوں وہ مسروقہ ہے۔

جلوۂ داغ

یعنی

بلبلِ ہند وستان جہان اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ عالیجناب

نواب فصیح الملک بہادر نواب مرزا خان صاحب حضرت داغ

دہلوی مدظلہ العالی کی باتصویر سوانح عمری

مولفہ

خاکسار سید علی احسن احسن مارہروی احقر تلامذۂ حضرت موصوف

بالقابہ مدظلہ العالی

سنہ ۱۹۰۲ء

در مطبع شمس حیدرآباد دکن باہتمام ابراہیم خاں اکبرآبادی شائع ہوا

حسب ایکٹ رجسٹری ہو گئی ہے

فہرست مضامین

خلاصہ مضمون	صفحہ
تمہید	۱ تا ۷
تاریخ ولادت	۷
خاندانی حالات	۸ تا ۱۰
زائچہ نسبنامہ	درمیان ۸ و ۹
مرزا صاحب کا قلعہ میں آنا	۱۰
تعلیم	〃
مختلف فنون کی تعلیم	۱۲
ابتدائے شاعری	۱۳
شرکت مشاعرہ اول	۱۳
داد سخن	۱۴
مختلف مشاعروں کی شرکت	۱۶
لطیفہ	۱۷
قلعۂ شاہی کی جدائی	۱۹
ولیعہد بہادر کا انتقال	〃
رامپور جانا	۲۰
والیِ رامپور کی قدر افزائی	〃
کلکتے کا پہلا سفر	۲۱
نواب خلد آشیان کو مرزا صاحب کے ساتھ خصوصیت۔	۲۲
رامپور کے مشاعرے	۲۳
حضرت اسیر کی انصاف پسندی	۲۴
مرزا صاحب کی زبان پر لوگوں کے	

خلاصہ مضمون	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
خیالات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۲۴	مقامات کا سفر	۴۵
تقلید زبان کی بحث	۲۵ تا ۳۴	حیدرآباد مین آنا	〃
مرزا صاحب کے سفر	۳۴	دربار اعلیحضرت مین رسائی	۴۶
پٹنے کا سفر	۳۵	تاریخ ملاقات حضور	۴۷
پٹنے کا مشاعرہ	۳۶	ایام امیدواری مین حیدرآباد سے	〃
کلکتے کی قیامگاہ	۳۷	پھر دلی جانا۔	
کلکتے مین ملاقاتیون کی کثرت	〃	تاریخ ورود حیدرآباد	〃
لطیفہ	۳۸	امیدواری کا زمانہ	۴۸
اہل کلکتہ کی قدردانی	۳۹ تا ۴۱	حضور کی غزل کا آنا	〃
کلکتے مین آپکی مخالفت اور وہان کی مشاعرے۔	۴۱ تا ۴۳	تقرر تنخواہ	۴۹
		اضافہ تنخواہ	〃
کلکتے سے معاودت	۴۴	تاریخ اضافہ	〃
رامپور سے قطع تعلق۔		عطیات شاہی	〃
رامپور سے آنے کے بعد مختلف	۴۵	عطیات شاہی کے شکریے	

خلاصہ مضمون	صفحہ
مین مختلف تاریخین	۵۰تا۵۶
مرزا صاحب کا اور شعرا سے مقابلہ	۵۶
مرزا صاحب کی عام مقبولیت	۵۷
مرزا صاحب کے کلام پر عالمیانہ الزام	
اور اُسکا محاکمہ	۵۸
مرزا صاحب کے کلام کا انتخاب	۶۰تا۷۱
قصائد و مثنوی کا انتخاب	۷۲تا۱۱۱
کلام کا اندازہ	۱۱۱
شعر کہنا۔	۱۱۲
شاگردون کی اصلاح	۱۱۵
اصلاح دینے کا طریقہ	″
حضور نظام کے کلام کی اصلاح	۱۱۷
اصلاح کی قسمین	۱۱۸
نمونۂ اصلاح	۱۱۹

خلاصہ مضمون	صفحہ
مرزا صاحب کی زندگی مین انتقال	
کی افواہین۔	۱۲۱
لطیفہ	۱۲۴
حاسدین	″
شاگردون کی تعداد	۱۲۵
شاگرد کرنے کا طریقہ	″
اعلیحضرت کا ذکر	۱۲۶
اعلیحضرت کے کلام کا انتخاب	۱۲۷تا۱۳۲
بعض تلامذہ کے نام	۱۳۲
مرزا صاحب کے ذاتی خصائص	۱۳۲
خطابات شاہی	۱۳۵
انکسار	۱۳۶
انصاف پسندی	۱۳۷
ظرافت طبع	″

خلاصہ مضمون	صفحہ
مرزا صاحب کا عام برتاؤ	۱۳۸
حقوق العباد کا خیال	۱۳۹
راقم کے ساتھ برتاؤ	۱۴۰
قطعہ بطور ہدایت نامہ	۱۴۲
مرزا صاحب محض شاعر نہیں	۱۴۴
مرزا صاحب کی شوق کی چیزیں	۱۴۵
وضع و شکل	۱۴۷
شادی	۱۴۸
سفر حج	۱۴۸
پرہیزگاری	۱۴۹
احباب	〃
حضرت امیر مرحوم کی آمد	۱۵۱
ملک کے لایق بزرگوں اور مورخوں کی رائیں	۱۵۲
خاتمہ	۱۵۷
تاریخ طبع	۱۵۹ تا ۱۶۰

بنی نوع انسان کو تمام موجوداتِ عالم مین اشرف المخلوقات مانا گیا ہے اور اس مانے ہوئے شرف کا یقین کر لینا ایسا ہی آسان ہے جیسا دن کو دن اور رات کو رات سمجھ لینا۔ لیکن درحقیقت وہ انسان اس شرف کے پانے کا مستحق نہین ہے جسنے اپنے دل و دماغ اپنے آنکھ کان اپنے ہاتھ پاؤن اور دوسرے اعضا سے جانورون کی طرح بے سوچے سمجھے کام لیا ہے۔ ایسی خلقت کا وجود جو اپنے فرایضِ منصبی کو ادا نہ کر سکے عدم کے برابر ہے اور اسی کے مقابل مین اُس مخلوق کا عدم جسنے اپنے کامون کو قانونِ قدرت کے مطابق انجام دیا ہے عین وجود سمجھنا چاہیے۔

ابتدائے آفرینش سے آجتک جس جس شخص نے اشرف المخلوقات کا موزون خطاب پایا ہے اُس کا نام اُس کا حال اور اُسکے تمام فضائل ہمارے پیش نظر ہین اور یہی اُسکے دیمی وجود کا ادنیٰ ثبوت ہے باوجودیکہ اُسکو دنیا سے گزرے ہوئے صدیان گزر گئین لیکن ؎

زندہ است نام نیکو نوشیروان بعدل	گرچہ بسے گزشت کہ نوشیروان نماند

اس معمولی تمہید سے میرا منشا یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اُسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ اپنی زندگی مین اپنے تمام فرایض کو عمدہ طریقہ سے ادا کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اُسکے بعد اُسکی آنے والی نسلین ہمیشہ اُسکی یادگار باتون سے اچھا سبق لینگی - بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ جہانتک ہم سے ہوسکے اپنے موجودہ یا گزشتہ زمانے کے برگزیدہ انفاس کی یادگار باتون کا عکس اپنے لوح دل سے صفحہ کاغذ پر اُتار جائین تاکہ جسطرح ہم اسوقت اسلاف کے واقعات و ملفوظات دیکھ دیکھکر اور سن سنکر بہت سے فائدے حاصل کرتے ہین - آیندہ بھی یہ سلسلہ یہین جاری رہے ؎

نام نیک رفتگان ضایع مکن	تا بماند نام نیکت برقرار

مشکل سے مشکل کام کا خیال دل مین لے آنا معمولی اور سہل بات ہے -

لیکن اُسکی علی کارروائی ایک ایسی اہم اور غیر معمولی محنت ہے جو انسان کے چھکے چھڑا دیتی ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم جیسے خیالی پلاؤ پکانیوالے ہمیشہ اُدھر مین لٹکے رہتے ہین مین نے جس کام کے لیے قلم اُٹھایا ہے وہ بہت ہی دشوار گزار منزل ہے اور مجھ سے شخص سے اس کام کا سرانجام ہوجانا عجب اتفاق ہے عموماً تاریخ کا میدان طے کرنا بڑی پامردی کا کام ہے خصوصاً کسی نامی شخص کی سوانح عمری تالیف فلمبند کرنی ایسی سنگلاخ اور دشوار گزار راہ ہے جسکا طے کرنا کوئی آسان نہین اگرچہ اگلے زمانے سے کہین زیادہ اسوقت خاص اردو زبان مین شاعری کا چرچا پایا جاتا ہے۔ جس شہر مین جس قصبے مین دیکھیے بیسیون شاعر موجود ہین مگر اس بہتات سے کیا ہوتا ہے ہر زمانے اور ہر صدی اور ہر دور مین شاعری اُنہین چند انفاس کے قدمون سے لگی رہی ہے جنکے سر عام مقبولیت کا سہرا بندھا ہے اور جنھون نے اپنی قادر الکلامی سے اپنے آپکو استاد منوادیا ہے۔

ہندوستان مین عموماً دلّی اور اُسکے بعد لکھنو کے لوگ اہل زبان مانے جاتے ہین اور انھین دو شہرون مین ایسے ایسے اساتذہ گزر گئے ہین جنکے سکے تمام ملک کے دلون پر بیٹھے ہوئے ہین مگر افسوس ہے کہ اب صفحہ

عالم پر اُنکی مثالین کہین نہین پائی جاتی اور جو دو ایک نفوس جنکو اسلاف کا فخر کہنا چاہیے باقی رہ گئے ہین اُنھین کے دم کا یہ سب دمامہ ہے اُنکے بعد چارون طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آئیگا۔

خدا غریق رحمت کرے جناب مکرمی منشی میر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم کو جو آخری دور مین لکھنؤ کا نام روشن کر گئے مگر اب اُن کا نام مشہور کرنے والا بجز اُنکے کلام کے کوئی دکھائی نہین دیتا۔

لکھنؤ سے زیادہ دلّی کے لیے رونا ہے اب سے سیکڑون برس پہلے یہی وہ سرزمین ہے جس مین زبان اُردو نے نشو و نما پاکر بڑے بڑے اساتذہ اور قابل لوگون کی توجہ سے دن دونی رات چوگنی ترقی حاصل کی اور آہ اب وہی دلّی ہے جس مین سوائے ایک ذات کے آگے خدا کا نام ہے کیا صحیح ارشاد ہوا ہے ؎

پھر اتنا بھی نہین اے داغ کوئی	غنیمت ہے جہان مین دم ہمارا

یہ بھی دلّی کی بلکہ تمام ملک کی خوش قسمتی ہے کہ اس آخری دور مین جہان استاد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ مدظلہ سے باکمال شاعر نے اسلاف کا نام روشن کیا۔ یہی وہ باکمال شاعر ہے کہ باوجود ایشیائی شاعر ہونیکے

اب نیچرل شاعری مین بھی ہر طرح صدر انجمن بننے کا مستحق ہے یہ ہی وہ نامور
اُستاد ہے جسنے اپنی زندگی مین کیا بلحاظ شہرت کیا بحیثیت عزت ابتدا سے
اب تک تمام شاعرون مین صدر نشینی کا مرتبہ پایا یہی وہ قابلِ فخر سخن ور ہے
جسنے اردو زبان کو باوجود اُسکی ابتری اور بے قدری کے جو ابتائے زمانہ کی
ہاتھون ہوئی حد کمال تک پہنچایا۔ اور اب یہ بات وہم و گمان مین بھی نہین
آتی کہ اس سے زیادہ بھی اردو زبان کی صفائی ممکن ہے۔ یہ دعوے بے دلیل
نہین ہین۔ بلکہ انکے ثبوت مین حضرتِ موصوف کا تمام کلام شاہد ہے۔
یون تو ہندوستان مین اردو زبان کے بہت سے شعرا اور اسانذہ ہوتے
آئے ہین اور ہوتے چلے جائین گے۔ مگر جسطرح بقول مولوی حالی صاحب
پانی پتی کے فارسی کی شاعری کا حضرت غالب مغفور پر خاتمہ ہوگیا ہے اسیطرح
حضرت داغ کے نام پر اُردو شاعری کا اختتام ہے یہ تو ناممکن تہا کہ ایسے
باکمال اور نامور شخص کی تالیف تمام ملک مین کوئی شخص نہ لکہتا مگر یہ یقینی بات ہے
کہ جسطرح یہ مختصر سوانح تحقیق سے جمع کیے گئے ہین ایسا ذریعہ اورون کو مشکل
سے ملسکتا تہا۔ جبسے پیسہ اخبار لاہور مین مشاہیرِ عالم کے مرقعات اور سوانح عمریان
چھپنی شروع ہوئین اُسوقت سے مجہکو خیال تہا کہ شاید اسکے لایق اور قابل ایڈیٹر

حضرت جہان اُستاد کے حالات موجودہ اور مطبوعہ تذکرون سے زیادہ درج اخبار
کرینگے۔ مگر نومبر ۱۹۰۱ء کا پیسہ اخبار دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اُنکو کوئی معتبر ذریعہ
حالات دریافت کرنیکا نملا بلکہ مجبور رہو کر اُسی اخبار مین حضرت کے تلامذہ وغیرہ سے
آپ کے حالات قلمبند کرنے کی استدعا کی ہے۔ منشی محمد الدین صاحب فوق
جو ایک مستعد اور لایق شخص ہین اور جنکو حضرت اُستادی کے شاگرد ہونے کا
فخر حاصل ہے ایک عرصے سے حضرتِ موصوف کی لایف سوانح لکھنے کا ارادہ
کر رہے تھے بلکہ برادر مذکور نے بارہا اسکے متعلق حضرتِ اُستادی کی خدمت
مین عریضے بھیجے چونکہ اُسی زمانے مین اس کام کو مین انجام دے رہا تہا اسلیے
یہ حالات اُن تک نہ پہنچ سکے۔ اسی طرح اور بھی چند احباب کے خیالات
سوانح عمری لکھنے کے متعلق ہوئے مگر کیا کیا جاے خدا کو یہہین منظور تہا کہ
فصیح اللغات کے ساتھ ساتھ اسکی بہی اشاعت ہو اس مختصر سوانح عمری مین۔
تاریخ ولادت۔ زائچہ۔ نسب نامہ۔ بچپن کا زمانہ۔ تعلیم۔ شوقِ شاعری۔ دلّی کے
مشاعرے۔ قلعے کی صحبتین بہادر شاہ بادشاہ کے مشاعرون مین شرکت۔
عام احباب کی صحبت۔ استاد کی اصلاح۔ غدر کے متعلق حالات۔ اُستاد کے
سامنے اور اُنکے بعد مشاعرون مین معرکے۔ اساتذۂ زمانہ کی دادسخن۔ رامپور

کا سفر۔ وہان کی ملازمت نواب خلد آشیان کی قدر دانی۔ اہلِ لکھنؤ کی صحبت رامپور کے شاعرون کی کیفیت۔ خلد آشیان کی وفات۔ رامپور سے قطع تعلق مختلف مشاغل۔ مختلف سفر۔ دکن آنیکا خیال۔ دکن مین آنا۔ اُمید واری کا زمانہ۔ دربار حضور مین باریابی۔ خدمتِ اُستادی کا پانا اور خطاب حاصل کرنا اور انکے سوا وہ سب باتین جو سوانح عمری سے متعلق ہین بطور اختصار قلمبند کی ہین۔ اس مختصر سوانح کے بعد اگر مستقل طور پر کامل سوانح عمری لکھنے کا خیال ہوگا تو سوائے اُن زاید باتون کے جو سوانح اپنی رائے سے کتاب کو ضخیم کرنے کے لیے لکھا کرتے ہین۔ تمام ضروری باتین اس مین ملینگی خدا سے امید ہے کہ ملک میری اس بکار آمد خدمت کی ضرور قدر کرے گا۔ اب یہان سے سوانح عمری کے متعلق فرداً فرداً ہر ایک ضروری واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

نواب مرزا خان المتخلص بداغ المخاطب بہ ببل ہندوستان جہان اُستاد ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۶ ہجری مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۸۳۱ء موافق ۱۴۔ بیساکھ سمت ۱۸۸۸ بکرمی روز چہارشنبہ دو بجے دن کے بعد بمقام شاہجہان آباد دہلی محلہ چاندنی چوک مین پیدا ہوئے مشہور و لایق پنڈتون اور جوتشیون نے جو آپکا زائچہ بنایا ہے اُسکی نقل علیحدہ کاغذ پر

کر کے ہدیۂ ناظرین ہے۔ مرزا صاحب کے خاندان اور حسب و نسب کے
حالات جو کہ اجمالاً اُنکے بعض خاندانی اعزا سے معلوم ہوئے اور جن کی
تفصیل و تصدیق خود جناب موصوف نے فرمائی یہ ہین کہ مرزا صاحب کے والد
ماجد کا نام نواب شمس الدین احمد خان تھا اور آپ کے آبائی خاندان کا سلسلہ
محمد بن حنیفہ سے ملتا ہے۔ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
آپکے اجداد بزرگوار مین تھے۔ چنانچہ ریاض الدولہ محمد مرزا خان دہلوی صاحب
اشرف الاخبار نے جو اپنا خاندانی شجرہ مرتب کیا ہے اور جسکی ایک نقل بجنسہ
زائچہ کے ساتھ منسلک ہے اُسکے حاشیے پر خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
کی نسبت یہ عبارت تحریر کرتے ہین کہ "از اولاد خواجہ احمد یسوی کہ ہمہ خود را بخواجہ
موصوف منسوب میکنند خواجہ محمد امین دریا کند صاحب سجادہ بودند و در حقیقت
خواجہ احمد یسوی سوائے دختر اولاد نداشتہ بودند۔ بابرادرزادہ خود دختر
خود منسوب فرمودند و از انہا کہ اولاد شد ہمہ خود را از اولاد خواجہ احمد یسوی
شمار میکنند و حال خواجہ موصوف در تمامی کتب تواریخ اولیائے کرام مرقوم
است۔ بہرحال جسطرح کہ ہزارون قبائل عرب اپنے اپنے گھر بار چھوڑ چھوڑ کر
عراق و عجم وغیرہ مین جا بجا کر جا بسے اسی طرح مرزا صاحب کے آباواجداد

تاریخ ولادت

۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۵ مئی سنہ ۱۸۳۱ء موافق ۱۴ ایر بیاکھ
سنہ ۱۸۸۸ بکرمی روز چہارشنبہ ۲۱ گھڑی ۲ پل یعنی دو بجے دنکے

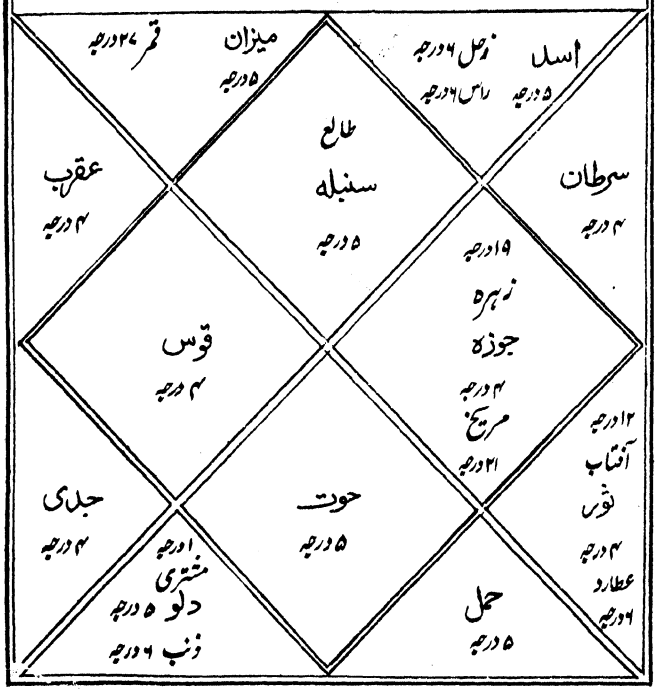

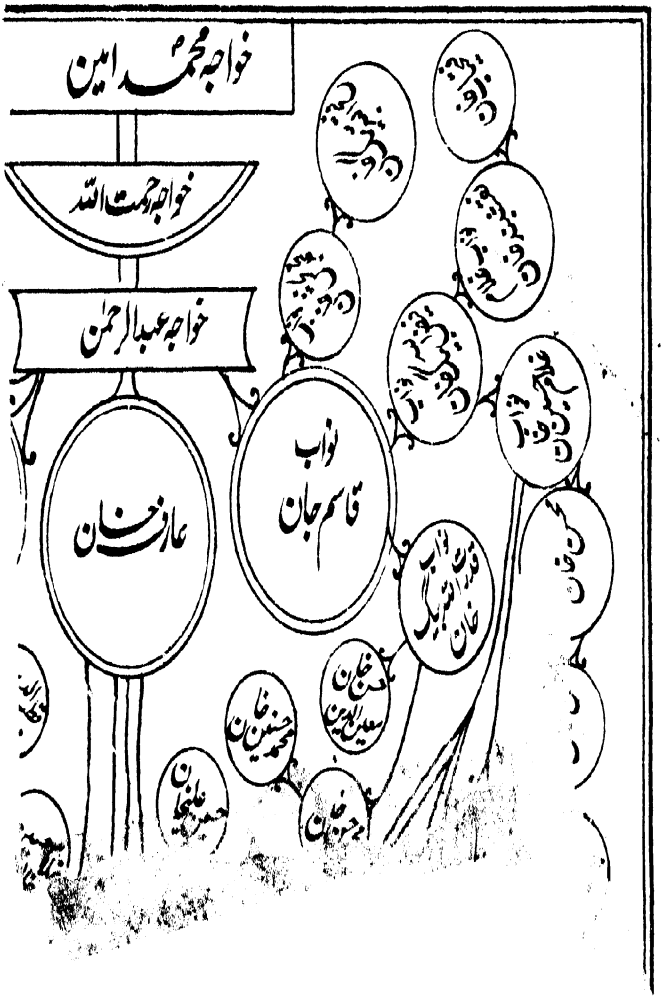
خواجہ محمد امین
خواجہ رحمت اللہ
خواجہ عبدالرحمن
عارف خان
نواب
قاسم جان
نواب
خان
حسن خان
سعید الدین
محمد حسین خان
حسن خان

بھی متفرق و منتشر ہوکر سمرقند و بلخ مین متوطن ہوئے - مرزا صاحب کے
پردادا نواب عارف خان اور اُنکے بھائی نواب قاسم خان اپنی قوم کے
بہت سے ہمراہیون کے ساتھ عالمگیر ثانی کے عہد مین وارد ہندوستان
ہوئے - اور جبکہ شاہ عالم بادشاہ صوبۂ بنگال کی مہم پر تھے - ان دونون بھائیون
نے شریک جنگ ہوکر بادشاہ کو مدد دی یہ اور ایسی بہت سی باتون نے نواب
قاسم خان اور اُنکے بھائی کی وقعت بادشاہ کی نگاہ مین بڑہادی چنانچہ پیشگاہ
سلطانی سے نواب شرف الدولہ سہراب جنگ کا خطاب عطا ہوا - اسکے
بعد نواب عارف خانصاحب امیر الامرا نواب نجف خان بہادر کی مصاحبت
مین رہے - مرزا صاحب کے دادا نواب احمد بخش خان مرحوم برٹش گورنمنٹ
کے بڑے خیر خواہ اور جان نثار تھے - بھرتپور کی مشہور مہم اُنھین کے ہاتھون
سر ہوئی اور ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے رہے - کچھ دنون
ریاست الور مین بھی اُن کا تعلق رہا ہے - جنرل لیک صاحب بہادر کے
زمانے مین اور اُنکے توسط سے نواب موصوف کو اُن کی خیر خواہیون کے
جلد دومین برٹش گورنمنٹ نے فخر الدولہ رستم جنگ کا خطاب عطا فرمایا اور اسی صلے
مین ریاست فیروزپور جو احاطۂ پنجاب میوات واقع ہے عطا کی - غرضکہ مرزا

صاحب کے آباواجداد ہندوستان مین آکر ہمیشہ معزز وممتاز رہے اور
اب تک نواب فخرالدولہ رستم جنگ کا خاندان مشہور خاندان ہے
ریاست لوہارو اسی خاندان مین بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ فخرالدولہ رستم جنگ
نواب احمد بخش خان بہادر کے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرۂ منسلکہ سے
ظاہر ہے۔ ۱۲۵۲ھ مین جبکہ آپکے والد کا انتقال ہوا تو اُس زمانے مین
مرزا صاحب اتنے خورد سال تھے کہ آپکو اسکے متعلق اُسوقت کی کوئی
بات بھی یاد نہین۔ بہرحال اُس پریشانی کے زمانے مین مرزا صاحب کی والدۂ
ماجدہ نے صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولیعہد شاہ دہلی
کے دامن عاطفت مین امان لی اور اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ محل شاہی
مین گزارا اور نواب شوکت محل بیگم صاحبہ خطاب پایا۔ مرزا صاحب بھی اپنی
والدہ کے ساتھ قلعۂ شاہی مین پہنچے۔ اور گویا وہین آپ کی تعلیم کی بسم اللہ
ہوئی۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ اس سے پہلے شروع ہوچکا تھا۔ اور رامپور مین
مولوی غیاث الدین صاحب غیاث اللغات سے فارسی کی درسی کتابین
پڑھی تھین مگر پھر قلعہ مین آکر مستقل طور سے مولوی سید احمد حسین صاحب
ولد میر غلام حسین صاحب المتخلص بہ شکیبا۔ جو میر تقی میر کے شاگرد تھے

آپکے معلم مقرر ہوئے فارسی کی درسی کتابین مرزا صاحب نے انھین بزرگ سے تمام کین۔ کتاب کا سبق لینے کے بعد خط کی مشق بھی ہوتی تھی چنانچہ پہلے مشہور خوشنویس سید امیر صاحب پنجہ کش دہلوی کے شاگرد ہوئے اور پھر معمولی اوقات مین مرزا عباد اللہ بیگ صاحب سے جو امیر صاحب کے شاگرد رشید تھے اصلاح لیا کیے۔ پرانے زمانے کی تعلیم مین جہان اور بہت سی عمدہ باتین تھین منجملہ اُنکے ایک بات سب سے اچھی اور قابل قدر یہ تھی کہ ہر شخص اپنی اولاد کو اپنی حالت اور زمانے کی ضرورت کے لایق مختلف علوم و فنون مین تعلیم دلوانا چاہتا تھا تاکہ اُسکو اپنی ضرورتون مین دوسرونکا محتاج اور دست نگر نہ بننا پڑے۔ اگر شمار کیا جائے تو اگلے زمانے کا کوئی لکھا پڑھا آدمی ایسا نہ ملیگا جو علاوہ درسی تعلیم کے مختلف فنون مثل بہکیتی یکیتی جوزنگ لگانا سیاہ گری۔ بانگ۔ بنوٹ۔ وغیرہ وغیرہ سے واقف و آگاہ نہو بخلاف اسکے اگر اس زمانے مین کسی تعلیم یافتہ گریجوئیٹ کو تلاش کیا جائے تو شاید فی ہزار ایک شخص بھی ایسا نہ ملے جو ان فنون کے نامون سے بھی گوش آشنا ہو پھر جاننا تو بڑی بات ہے۔ کم سے کم اس پرانی طرز تعلیم کا یہ نتیجہ ضرور ہوتا تھا کہ تعلیم پانیوالا اگر سب علوم و فنون مین کاملیت کے درجے

پر نہ پہنچتا تھا تو بھی اُسکو ایک ایسی عام واقفیت یقینی ہو جاتی تھی جسکی وجہ سے بہت کچھ اُس کا ملکہ بڑھجاتا تھا اور وہ ہر ایک موقع پر اور ہر ایک محفل مین اپنے آپکو کسی مقابل سے کم ثابت نہ ہونے دیتا تھا۔

مرزا صاحب نے بھی ضرورتِ زمانہ کے موافق بہت سی باتین حاصل کین قلعۂ شاہی کے متوسل ہونے سے جو خصوصیت اور جو آسانیان تعلیم مین آپکو میسر ہوئین اور جو ذی کمال اُستاد آپکو ملے وہ عام طور سے اور لوگون کو نصیب نہین ہو سکتے تھے۔ اجمالاً فنِ سپاہ گری کے کل اصول اور تمام باتین قلعے مین رہ کر آپ نے سیکھی ہین چنانچہ عندالتذکرہ ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب جن سے مین نے لکھنے کی مشق کی تھی اُنھین سے باتک بھی سیکھی اور مرزا سنگی بیگ سے جو خاندان میر حامد علی مین مشہور پھکیتی باز تھے۔ پھکیتی علی مد کی سیکھی اور گھوڑے کی سواری کا طریقہ سجن خان اور بندو خان چابک سوارانِ شاہی سے حاصل کیا اور بندوق لگانی اور تیر لگانا اور چور نگ لگانا اور سینا کاٹنا صاحب عالم مرزا فتح الملک بہادر سے سیکھا۔ اسی طرح اور متفرق فنون مختلف لوگون سے حاصل کیے یہ قاعدے کی بات ہے کہ انسان بُری بھلی جس صحبت اور جس [illegible] مین

حاصل

ابتدائے شاعری

رہتا ہے۔ اُسکی تاثیر اور اُس کی تعلیم نقش کالحجر کی طرح ایسی دلنشین ہوجاتی ہے جو مٹائے نہین مٹ سکتی قلعے مین پہنچکر ابتدائے شعور سے جہان اور بہت سی باتون کا چرچا دیکھا وہان سب سے زیادہ شاعری کی گرم بازاری بھی پائی آپکی خداداد اور ہونہار طبیعت کا رجحان اسیطرف زیادہ رہا اور اس آتش شوق کی بھڑکانے والے سامان بہت کچھ جمع ہوگئے۔ خاقانی ہند سلطان الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم حضرت ذوق علیہ الرحمۃ کا زمانہ تھا اور یہ بادشاہ اور ولیعہد کے اُستاد ہونے کی وجہ سے اکثر قلعے مین تشریف لایا ہی کرتے تھے۔

مرزا صاحب کی ذہانت خداداد اور تیزی طبع دیکھکر صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر نے آپکو حضرت ذوق کا شاگرد کیا جب آپکو خاقانی ہند کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا اُسوقت آپکا سن گیارہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔ اُس زمانے مین علاوہ قلعے کے اکثر شہر مین مختلف مقامات پر مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے یہ پہلے پہل نواب مصطفےٰ خان مرحوم المتخلص بشیفتہ کے مشاعرے مین غزل پڑہی جسکی طرح مین پہلا مطلع یہ فرمایا تہا ؎

شرر و برق نہین شعلہ و سیماب نہین
کس لیے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہین

اگرچہ اب یہ مطلع دیوانون مین نہین رکھا گیا ہے مگر اہل نظر اس مطلع کو

پہلا مشاعرہ

دیکھہ کر بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی جودتِ طبع کا اندازہ کر سکتے ہین بظاہر اس شعر مین دو ایک بندشین پرانی طرز کی ہین۔ مگر ایک ایک حرف ایک ایک لفظ سے آمد ٹپکی پڑتی ہے بھرتی کا نام نہین یہی وہ باتین ہین جو شاعر کو اکتساب سے نہین آسکتین بلکہ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست	تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس مشاعرے مین غزل پڑھنے کے بعد پھر تو یہ حالت ہوگئی کہ جہان کسی معزز مشاعرے کا ذکر سنا اور پہنچے۔ بات یہ تھی کہ سوائے فارغ البالی اور اطمینان اور ابتدائی زمانے کے اُس وقت کے لوگ اور اُس زمانے کی طبیعتین ایسی انصاف پسند اور منصف مزاج تھین کہ اگر کسی مشاعرے مین کوئی معمولی بچہ بھی غزل پڑھتا تو اسکو اسقدر دادِ سخن دیجاتی تھی کہ خواہ مخواہ ہر مشاعرے مین جانے کو اُس کا جی چاہتا تھا اور ایسا ہونا کوئی عجیب بات نہین کیونکہ انسانی طبیعت فطرتاً تعریف پسند واقع ہوئی ہے۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ محلہ زینت باڑی مین مشاعرہ ہوا۔ گیسو اپنا۔ جادو اپنا اسی ردیف و قافیہ مین مصرع طرح دیا گیا۔ مولوی امام بخش صہبائی کا زمانہ تھا مین بھی غزل کہہ کر لے گیا جب مین نے یہ مقطع پڑھا کہ ؎

لگ گئی چپ تجھے اے داغِ حزیں کیوں ایسی	مجھکو کچھ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

اسکو سنتے ہی آفرین صد آفرین کہتے ہوئے حضرت صہبائی اُٹھے اور مجھے گلے سے لگایا اسوقت جناب اُستادی موصوف بالقابہ و مدظلہ العالی کا بھی یہی حال ہے جب کبھی میرے سامنے مشاعرے مین تشریف لیگئے دیکھا گیا کہ بمقابلہ پرانے کہنے والون کے نومشقون کی زیادہ تعریف فرمائی بلکہ ایک مرتبہ نصیحتانہ فرمایا بھی تھا کہ "بھائی جب تک ان نومشقون کو دادِ سخن نہ دیجائے گی تو آگے کہنے کے لیے اور پڑھنے کو جرأت کیا ہوگی اور دل کیا بڑھے گا"۔

ایک مرتبہ نجم الدولہ حضرت غالب مرحوم نے قلم نکلے۔ دم نکلے۔ ہم نکلے۔ اس ردیف و قافیہ مین بڑے زور کی غزل کہی اتفاقاً یہی طرح قلعے کے مشاعرے مین دیگئی مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین نے اس زمین مین غزل کہی مگر چونکہ یہ میرے پاس مصرعِ طرح اُسی شب کو پہنچا۔ جس شب کو مشاعرہ تھا اس لیے اتنی مہلت نہ ملی کہ دو ایک روز پیشتر اُستاد کے پاس لیجا کر اصلاح لیتا۔ مشاعرے کا وقت قریب تھا اور ابھی بادشاہ برآمد نہ ہوئے تھے کہ مین نے دیوان خاص مین وہ غزل اُستاد مرحوم کو سنائی اُنہون نے غزل کو سُنکر فرمایا کہ خاصے

شعر ہین۔ اتنے مین بادشاہ تشریف لے آئے اور مشاعرہ شروع ہوگیا
مین نے بھی اپنے نمبر سے غزل شروع کی جب یہ شعر پڑہا کہ ؎

ہوئے معزور وہ جب آہ میری اثر دیکھی	کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلے

یہ شعر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ غرضکہ اُس
زمانے مین دلّی کے بہت کم ایسے مشاعرے ہونگے جن مین مرزا صاحب
نہ شریک ہوئے ہون۔ بادشاہ کی موجودگی تک برابر دیوانِ عام کے
مشاعرون مین شرکت رہی۔ نواب اصغر علی خان المتخلص بہ نسیم شاگرد رشید حضرت
مومن دہلوی کے ہان دھوم دھام سے مشاعرے ہوتے تھے۔ وہان بھی اکثر
جاتے رہتے تھے۔ شہزادہ مرزا صابر صاحب مرحوم نے دلّی مین اکثر مشاعرے
کیے اُن مین بھی بالالتزام شریک رہے۔ ہر مشاعرے مین سامعین آپکی
غزل کو غور اور شوق سے سنا کرتے تھے۔ یون تو عموماً تمام مشاعرے سے
آپ داد سخن لیتے تھے مگر مولوی امام بخش صاحب صہبائی اور مفتی صدرالدین
خان صدر الصدور اور مرزا اسد اللہ خان غالب جیسے باکمال اساتذہ خصوصاً
مرزا صاحب کے کلام اور طبیعت کے معترف و مداح رہتے تھے۔ ابتدائے
عمر سے آپکی طبیعت نہایت تیز اور ذہین تھی اکثر ناواقف آپکی کم عمری اور

نو مشقی کو دیکھ کر رائے زنی کیا کرتے تھے کہ انکی غزل اُستاد ذوق کہدیا کرتے ہین ورنہ اس عمر مین ایسی طبیعت نہین ہوسکتی۔ بعد انتقال حضرت ذوق مرحوم کے جب بڑے بڑے معرکۃ الآرا اور امتحانی مشاعرون مین کلام پڑھکر اہل مشاعرہ سے بیحد دادِ سخن لی اُسوقت لوگون کی آنکھین کھلین اور اسی زمانے سے زمانے مین آپکی شہرت ہوتی گئی چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

بعد اُستاد ذوق کے کیا کیا	شہرت افزا کلام داغ ہوا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نواب اصغر علی خان نسیم کے ہان مشاعرے مین حضرت ذوق و حضرت غالب و حضرت مومن وغیرہ اساتذہ شریک تھے اور (اسمان کے لیے) اس ردیف و قافیہ مین مصرع طرح دیا گیا تھا۔ مرزا صاحب نے اس زمین مین سرسری فکر کی تھی بلکہ اُستاد سے اصلاح بھی نہین لی تھی کہ مشاعرے کا دن آگیا اتفاق سے اُسی دن مشاعرے مین مرزا صاحب کو اُستاد ذوق اور حضرت مومن کے درمیان مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ یہ قاعدہ تھا کہ جس مشاعرے مین خاقانی ہند سلطان الشعرا حضرت ذوق شریک ہوتے تھے اُس مشاعرے مین سب کے بعد اُنھین کا نمبر ہوتا تھا۔ جب سارا مشاعرہ غزلین پڑھ چکا اور مرزا صاحب کا نمبر آیا تو اُستاد ذوق نے اِن سے غزل پڑھنے کے لیے

ارشاد کیا مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین اچھی اچھی غزلین سن چکا تھا۔ اُن غزلون کے بعد میری غزل کا رنگ جمتا ہوا نہین معلوم ہوتا تہا۔ اسلیے مصلحتاً مین نے وہ طرح کی غزل چھپالی اور اُستاد سے کہا کہ طرح مین تو کچھ فکر کی نہین ہے اگر ارشاد ہو تو غیر طرح عرض کرون اُستاد نے پڑہنے کی اجازت دی۔ مین نے یہ مطلع پڑہا ؎

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا	کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

یہ مطلع سنتے ہی تمام مشاعرے مین ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی اور ہر طرف سے آفرین و مرحبا کی صدائین آنے لگین۔ اس غزل کے پڑہنے سے پیشتر بہت دیر سے مشاعرے مین سکوت تہا اب جبکہ اوّل سے آخر تک مرزا صاحب کی غزل کی واہ واہ ہوئی تو اُستاد ذوق کو اپنی غزل کے رنگ نہ جمنے کا خیال پیدا ہوا چونکہ مرزا صاحب اُنکے برابر ہی بیٹھے ہوئے تھے اُنکی ہر ایک ادا کو دیکھ رہے تھے۔ اُستاد ذوق علیہ الرحمۃ چپکے چپکے بار بار یہ فرماتے جاتے تھے کہ لاحول ولا قوۃ کیا فروگزاشت ہوئی ہے کیا فروگزاشت ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مین نے انکو غیر طرح پڑہنے کی کیون اجازت دیدی۔ بدو شعور سے ایام غدر تک مرزا صاحب کا زمانہ بالکل اطمینانی زمانہ تھا کوئی

تردد کسی قسم کے افکار پاس نہ پھٹکنے پاتے تھے اس عالمگیر بے اطمینانی نے
جہان سیکڑون خاندانون کو اور ہزارہا بندگان خدا کو تباہ و پریشان کیا وہان آپکو
بھی متردد و متفکر بنا دیا۔ ہنگامۂ غدر سے کچھ دنون پیشتر آپکے مربی آقائے نامدار
صاحب عالم مرزا فتح الملک ولیعہد بہادر نے بقضائے آلہی یکایک دبائے
مبتلا ہوکر انتقال کیا اس صدمۂ جانکاہ سے اُسوقت جسقدر آپکو پریشانی اور رنج
ہوا ہو تھوڑا ہے۔ واقعی آپکا یہ فرمانا بجا ہے کہ "مین نے اپنی عمر مین چند ایسے
روح فرسا و جانگداز صدمے اُٹھائے ہین جنکے بیان سے کلیجہ شق ہوتا ہے
اور اُن صدمون مین سب سے بڑا صدمہ ولیعہد بہادر ممدوح کے انتقال کا
ہے" اس سانحۂ ہوشربا کی جو تاریخ آپ نے فرمائی ہے وہ بطور یادداشت
یہان لکھی جاتی ہے ؎

قصد کی جدائی

غم فتح ملک سلطان چہ بلائے جان و دل شد	دہ ہش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو ز داغ سال رحلت دل دردمند پرسید	بکشید آہ حسرت دو صد و دو و ازدہ بار

۲۱۲

دو سو بارہ مین اگر لفظ آہ کے عدد یعنی ۶ سے ضرب دیجائے تو حاصل ضرب
۱۲۷۲ ہوگا اور یہی سنۂ مقصود ہے۔ ابھی اس صدمۂ عظیم کی یاد دل غمگین سے
نہ جانے پائی تھی کہ دس مہینے کے بعد غدر کا ہنگامہ شروع ہوگیا یہ ہنگامہ ۱۸۵۷ء

میں واقع ہوا اور اسکے کم وبیش اکثر حالات ہر شخص کو معلوم ہیں۔ یہاں اُن کی تفصیل فضول ہے۔ غرضکہ جب تک یہ ہنگامہ فرو نہوا طرح طرح کی پریشانیاں اور تکلیفیں عام مخلوق کو پہنچتی رہیں۔ اس انقلاب زمانہ کے بعد مرزا صاحب ریاست رامپور کو تشریف لے گئے اور فردوس مکان نواب یوسف علیخان بہادر کے سایۂ عاطفت میں پناہ گزین ہوئے نواب موصوف اپنی حیات تک ہمیشہ بطور مہمان نوازی کے سلوک کرتے رہے نواب فردوس مکان کے بعد خلد آشیاں نواب کلب علی خان بہادر نے اپنی قدردانی اور لطف خسروانی سے مرزا صاحب کو ریاست میں باقاعدہ ملازم فرماکر اپنی مصاحبت میں رکھا اور بطور معتمد خاص کارخانہ جات اصطبل۔ وگاڑی خانہ۔ وفراش خانہ وکنول خانہ۔ وشترخانہ۔ سپہ وکیا مرزا صاحب نے ۲۴ برس تک مصاحبت کے ساتھ ساتھ ان سب کاموں کو نہایت خوبی اور عمدگی و دیانت سے سرانجام دیا اور بڑے نیکنام اور بے لوث رہے نواب خلد آشیاں کو آپ پر بہت بڑا بھروسا اور اطمینان تھا اور بہت زیادہ آپکی عزت اور قدر فرماتے تھے ہمیشہ کلام کرتے وقت بھائی نواب مرزا خان کہکر خطاب کیا کرتے۔ اکثر اپنے ہمعصر رؤسا و اراکان سے آپکی تعریف کیا کرتے تھے اور یہی کہتے کہ یہ

رامپور جانا

والی رامپور کی قدردانی

میرے بھائی ہین۔ جب کبھی کسی ریاست سے کوئی نواب یا راجہ یا ولایت سے
کوئی لارڈ یا لفٹنٹ گورنر وغیرہ آتے تو اکثر اُنکی فرودگاہ اور اُنکے استقبال
کے انتظام و اہتمام کے لیے نواب صاحب مرزا صاحب کو بھی منتخب
کرکے بھیجا کرتے۔ نواب صاحب اپنی عادت کے موافق مراہم خسروانہ سے
ہمیشہ علاوہ ماہوار جیب خاص سے بہت کچھ سلوک کیا کرتے تھے۔ اِن باتونکو
وہی لوگ خوب جانتے ہین جو نواب خلدآشیان کی خدمت مین رہ چکے ہین۔
اس قدردانی کا ادنیٰ ثبوت یہ تھا کہ نواب خلدآشیان کے زمانے مین ریاست
رامپور کیا بلحاظ ظاہری ثروت کیا بلحاظ عزت کیا بلحاظ شہرت اور کیا بلحاظ مجمع
اہل کمال ہر طرح سے موجودہ ریاستون مین زیادہ نامور تھی۔

جسقدر نواب خلدآشیان کو مرزا صاحب سے محبت تھی اُسی قدر آپ
بھی اُنپر فریفتہ تھے۔ واقعات اور حالات معلوم ہونے کے بعد یہ کہنا
ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ دونون طرف گویا ایک تعشق تھا۔ ہز اکسیلنسی لارڈ
لارنس صاحب بہادر وایسرائے ہند کے زمانے مین نواب خلدآشیان
کلکتے تشریف لے گئے تھے۔ اور کسی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے
یہ وہ زمانہ ہے جبکہ کلکتے مین نہ بھاگارتی کا پل بنا تھا اور نہ واٹر ورکس کا وجود تھا۔

نواب صاحب بہادر نے اپنے قیام کے لیے کئی کوٹھیان کرایہ پر لی تھین
حسب قاعدہ ایک کوٹھی اپنے لیے تجویز کی اور دوسری کوٹھی مین دیگر معزز
رؤسا و اعزا کو رہنے کی اجازت دی مگر مرزا صاحب کو خاص اپنے پاس رکھا
اور فرمایا کہ میرا محافظ سوائے تمہارے کون ہے۔ اس قسم کے بہت سے
واقعات ہین جن کا بیان کرنا اگرچہ بے موقع نہین ہے مگر طول کے خیال سے
قلم انداز کیے جاتے ہین۔ یہی قدردانیان تھین اور ایسے ہی تعلقات تھے
جنھون نے مرزا صاحب کے دلی جذبات کو تصدیق باللسان کر کے دکھایا
چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

ہر چند رامپور مین گھبرا رہا ہے داغ	کسطرح جائے گا لب علیخان کو چھوڑ کر

اب تک حضرت موصوف مدظلہ العالی کا یہ حال ہے کہ جب کبھی اپنے
گھر مین اپنے بزرگون اور عزیزون کی فاتحہ دلواتے ہین تو اُس نیاز کے ثواب
پانیوالون مین نواب خلد آشیان کا نام بھی ضرور ہوتا ہے۔ خود مین نے کئی
مرتبہ فاتحہ دیتے وقت اُن کا نام بھی لیا ہے بظاہر یہ ایک معمولی بات معلوم
ہوتی ہے لیکن چشم حقیقت سے دیکھا جائے تو اس قسم کے التزام سے سچی
محبت اور وفاداری کی بو آتی ہے۔

گو نواب فردوس مکان کے زمانے ہی سے رامپور مین شعر و سخن کی گرم بازاری شروع ہوگئی تہی مگر نواب خلد آشیان کے عہد مین جہان اور بہت سی باتون کو فروغ ہوا وہان شاعری کا چرچا بھی حد کمال کو پہنچ گیا تھا۔ خود نواب صاحب کو مذاق شاعری سے ایک خاص ذوق تہا۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر بحر۔ قلق۔ منشی امیر احمد امیر مینائی۔ حکیم سید ضامن علی جلال۔ منشی اسمعیل حسین منیر منشی احمد حسن خان عروج۔ منشی امیر اللہ تسلیم وغیرہ وغیرہ جیسے بڑے بڑے نامی شعرائے روزگار ریاست مین موجود تہے۔ ان سب لکھنؤ کے سر برآوردہ شاعرون کے مجمع مین دلی کے نامور شعرا مین صرف مرزا صاحب ہی کا دم تہا۔ رامپور کے رؤسا و امرا مین اکثر مشاعرے ہوا کرتے تہے۔ مرزا صاحب نے غدر کے بعد پہلے پہل صاحبزادہ محمد رضا خان صاحب کے ہان کے مشاعرے مین غزل پڑہی تہی جسکا یہ مشہور مطلع ہے ؎

بھولے بھٹکے جو تری گھر مین چلے آتے ہین	اپنی تقدیر کے چکر مین چلے آتے ہین

کبھی کبھی خاص نواب صاحب بہادر کی طرف سے بھی مشاعرہ ہوا کرتا تہا گو نواب صاحب بذات خود اُسمین شریک نہین ہوتے تہے مگر وہ مشاعرہ ریاست ہی سے نامزد ہتا۔ ایسے مشاعرے کا اہتمام و انتظام مرزا صاحب کے سپرد

ہوتا تھا۔ ہر ایک مشاعرے مین مرزا صاحب کی غزل پر لوگون کی نگاہین ہوتی تھین اور زیادہ تر آپ کے شعر چمکتے تھے۔ اکثر آپکی غزلین سن لینے کے بعد آدھے سے زیادہ مشاعرہ اٹھجاتا تھا۔ منشی مظفر علی اسیر کا یہ مقولہ سنا گیا ہے کہ وہ کلام پسندیدہ ہے جو مشاعرے سے باہر جائے۔ اکثر حضرت اسیر یہ کیا کرتے تھے کہ مجلس مشاعرہ برخاست ہونے سے پہلے خود باہر آڑ مین کھڑے ہوجاتے اور جانے والون مین دیکھا کرتے کہ لوگون کی زبانون پر کس کا شعر ہے۔ اُنہین کا قول تھا کہ مین نے اکثر مرزا داغ ہی کا شعر باہر نکلتے ہوئے دیکھا

حضرت اسیر کی انصاف پسندی

مرزا صاحب کی زبان پر لوگون کے خیالات

جسنے بعض ناواقفون کے ایسے خیالات فاسد بھی سنے ہین کہ مرزا صاحب نے رامپور رہکر اور شعرائے لکھنؤ کی صحبت پاکر اپنے اسلاف اور اپنے شہر کی طرز چھوڑدی ہے اور بالکل اہل لکھنؤ کے مقلد ہوکر وہین کی بندشین وہین کے چوچلے وہین کے استعارے غرضکہ وہین کی روش اختیار کرلی ہے۔ حیرت ہے کہ ایسی اُلٹی گنگا بہانے والے بھی ابھی تک دنیا مین موجود ہین۔ اس خیال کے موید اگرچہ اب بہت کم نظر آتے ہین اور جو ہین وہ کبھی کبھی دبی زبان سے اسطرح کہہ جاتے ہین جس سے اُن کا مطلب صاف ظاہر نہین ہوتا۔ مگر ہم اس موقع پر مجبور ہین اور جو کچھ جواب ہماری رائے ناقص مین

ان لچر اور پوچ خیالات کی بابت آیا ہے اُسکو بغیر ظاہر کیے نہین رہ سکتے۔
خیال کرنے کی بات ہے کہ جس اہلِ زبان اور زبان دان نے ابتدائے
عمر سے ۳۰-۳۲ برس تک اپنی جگہ پر مشقِ سخن کی ہو وہ دوسری جگہ جاکر
یکایک اپنی مادری زبان سے ایسا ناآشنا ہو جائے گا اپنے مقلدون
کی تقلید کرنے لگے۔ بفرض محال اگر یہ دعوی مان بھی لیا جائے تو یہ بات
دکھانی چاہیے کہ مرزا صاحب نے اہلِ لکھنو کی کیا پیروی کی ہے اور کس قسم
کی تقلید فرمائی ہے کیا رامپور جانے سے پہلے جس طرز مین مرزا صاحب
فرماتے تھے اُسکے خلاف طرز اختیار کی یا لکھنو کے مخترعات و تصرفات
اپنے کلام مین داخل کر لیے کیا دم جھانسے کو دم دار کا باندھا کیا موتی بیندہنے
(بیائے معروف) کو موتی بیدہا (بیائے مجہول) کہا کیا تم جیسے کو تم ایسے
فرمایا کیا ماشاءاللہ کو ماشاءاللہ سے کہا۔ آخر وہ کیا تقلید کی ہے ہمارے خیال
مین تو کچھ نہین آتی ہمتو ابتدا سے مرزا صاحب کے کلام مین جو لطافت
جو جدت جو صفائی جو دلچسپی اور جو رنگ دیکھتے ہین وہی آجتک موجود ہے
اگر ہان ہمسے پوچھیے تو ہم مرزا صاحب کے کل معاصرین شعرا کو (کیا وہ لوگ
جو رامپور مین تھے اور کیا وہ حضرات جواب جابجا موجود ہین) دکھا سکتے

تقلید زبان کی حقیقت

ہین کہ اُن سب نے کیا کیا تقلید کی ہے اور کتنا اتباع کیا ہے اور کر رہے ہین۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ دیکھنے والے معاصرین مرزا صاحب کے ابتدائی کلام کو پہلے بہ نظرِ غور دیکھین پھر اُسکے بعد کا کلام بچشم انصاف ملاحظہ کرین جو کچھ فرق ہو گا ظاہر ہو جائے گا۔ اور پھر یہ بات بھی بآسانی سمجھ مین آجاے گی کہ موجودہ طرز کا کون موجد ہے۔ کوئی صاحب ہمکو یہ بات بھی بتائین کہ مرزا صاحب سے پہلے لکھنؤ مین وہ کتنے اساتذہ تھے جنھون نے اس رنگ مین اور موجودہ طرز مین کچھ کہا ہے۔ اگر کسی ایک کا بھی نام لیا جائے تو ممکن ہے ہمکو یہ خیال ہو کہ شاید ان کی ہی تقلید مرزا صاحب نے فرمائی ہے۔ چونکہ یہ کتاب کوئی مکالمے کی کتاب نہین ہے اس لیے اس بحث کو طول دینا نامناسب سمجھکر اس کے متعلق اور چند ضروری باتین لکھکر دوسری طرف توجہ کی جائیگی۔ سب سے پہلے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اہلِ زبان کے کلام مین چند ایسی مابہ الامتیاز باتین پائی جاتی ہین۔ جو غیر اہلِ زبان کو میسر نہین ہو سکتین اور وہ باتین ایسی ہین جیسے محاورے بندی۔ روزمرہ کی پابندی۔ فصاحت و بلاغت کے ساتھ الفاظ کی دھلت و بیان مین صفائی کلام سنتے ہی سمجھ مین آجانا اور اُسکا اثر ہونا اور اسی طرح بہت سی باتین ہین جو کلام

کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہین۔

راقم نہ دلی کا رہنے والا ہے نہ الحمد للہ لکھنؤ کا البتہ اہلِ زبان کا مقلد ہے میر سودا سے لیکر مرزا صاحب تک تمام اساتذۂ دہلی کے کلام کا وقتاً فوقتاً مطالعہ کیا ہے ان تین جو بیان کیگئین ان سب کے کلامون مین پائی گئین دلی اور لکھنؤ کی زبانون مین جو فرق بتایا گیا ہے وہ حضرت ناسخ مرحوم کے وقت سے ہوا ہے گویا اسی زمانے سے لکھنؤ کی زبان دلی کی زبان سے علیحدہ تصور کی گئی ہے۔ یہان اساتذۂ کرام کے کلام پر نہ کوئی ریمارک کیا جاتا ہے نہ ریویو اور نہ اس کا موقع ہان یہ بات دکھائی جاتی ہے کہ حضرت ناسخ سے اسوقت تک (جسکو تقریباً کم و بیش سو برس کا زمانہ فرض کر لیجئے۔) اگر سب شعرائے لکھنؤ کے کلام سے محاورہ بندی روزمرہ کی پابندی۔ صفائی بیان مین اثر وغیرہ یہ سب باتین تلاش کیجائین تو شاید اہلِ دہلی کے کسی ایک شاعر کے برابر ہون۔ مگر یہ کوئی تعجب انگیز بات نہین ہے ناسخ مغفور نہ دلی کے نہ لکھنؤ کے وہ بیچارے ایک دوسری جگہ سے آئے اپنے شوق سے فنِ شاعری مین کمال حاصل کیا اور اپنی خوشی سے ایک خاص طرز پسند کی جسکو وہ نباہ گئے اس سے کسیکو انکار نہین ہو سکتا کہ اہلِ لکھنؤ مین وہی پہلے شخص ہین جنہون نے پرانی لکیرین

اور پرانے الفاظ اپنے کلام مین استعمال نہین کیے۔ البتہ یہ کہنا غلطی ہے
کہ اُن کی دیکھا دیکھی یا بقول مخالفین کے صاف لفظون مین کیون نہ کہا جائے
اُنکی تقلید سے اہل دہلی نے وہ الفاظ متروک کر دیے۔ یہان ایک نکتہ
سمجھنے کے لایق ہے۔ مثلاً ایک وہ شخص جسکو ایک خاص کام کرنے کی کبھی
عادت نہ ہو اور اُس کام کے مقررہ اصول بھی قابل ترمیم ہون اتفاق سے
اُس اجنبی کو ایسے ہی وقت مین وہ کام انجام دینا پڑے جبکہ اُس کام کے
اصولون مین ترمیم ہو کر آسانیان شروع ہو گئین ہون تو ایسی حالت مین
اُس ناواقف کو کیا معلوم ہوگا کہ اسکے پہلے اصول کیا تھے وہ تو اُنہین
ترمیم شدہ اصولون پر کام کرے گا جو اُسنے پائے۔ اب اسکے برخلاف
ایک وہ شخص جسکے ہان پشتہا پشت سے وہی کام ہوتا چلا آتا ہے اور اب وہ اس
کام کے پرانے اصول کی ترمیم پر متوجہ ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ بمقابلہ اُس
اجنبی کے اس کو از حد دقتین اُٹھانی پڑینگی کیونکہ اُس نے تو ایک وقت
مین موجودہ اصول معلوم کر کے اپنا فوائی کام شروع کر دیا اس بیچارے کو اپنے
ساتھ تمام متعلقین کو اس ترمیم کی طرف متوجہ کرنا پڑے گا اور یہ ناممکن ہے کہ
برسون کی عادت پڑی ہوئی دنون مین چھوٹ جائے البتہ جو اس کام سے

محض ناآشنا ہو اُسکو جو بات بتادی جائے یا جو بات وہ پسند کرے اُس کو
بغیر کسی کی مخالفت اور وقت کے انجام دیتا رہیگا۔ اب یہان اس اجمال کی تفصیل
کیجاتی ہے۔ اہلِ لکھنؤ کا یہ کہنا کہ زبان کی صفائی اور اُسکی ترمیم ہمارے سوا
کسی نے نہین کی اُسوقت تک ہرگز قابلِ تسلیم نہین جب تک اسکا ثبوت نہ دیا
جائے یعنی یہ بتایا جائے کہ دہلی مین پہلے صرف فلان محاورہ یا لفظ بولا جاتا
تہا پھر ہمنے اوسکو یون درست کیا اور اہلِ دہلی نے اُسکو مان لیا اور اُسی طرح
بولنے لگے۔

ہمارا دعوی یہ ہے کہ دلی مین جو محاورات مستعمل ہین عام اس سے کہ وہ
پرانے ہون یا نئے سب اہلِ دہلی کے تجویز کیے ہوئے ہین باہر والون کو
اُس مین دخل نہین چونکہ عام طور سے ہر کہ دمہ پر کسی کا یہ جبر ہو نہین سکتا کہ ہر شخص
یکسان بات چیت کرنے پر اور ترمیم شدہ محاورات کے استعمال پر مجبور کیا
جائے اسلیے یہ یقینی بات ہے کہ تمام اہلِ دہلی اپنی اپنی جگہ قدیم و جدید
سب محاورے استعمال مین لاتے رہے ثقات شعرا مین اس کا زیادہ لحاظ
رہا اور وہی وقتاً فوقتاً ترمیم اور متروک کرتے رہے۔ یہ کہنا کہ آئے ہے جائے
ہے۔ کی جگہ آتا ہے۔ جاتا ہے یا سون کی جگہ سے۔ تئین کی جگہ کو۔ ایدھر کی

جگہ اُدھر یا اور اسی قسم کی ترمیمین اہلِ لکھنؤ نے کی ہین۔ ہم اُسوقت مان سکتے ہین۔ جبکہ ہمکو یہ ترمیم شدہ الفاظ اہلِ لکھنؤ کے وجود سے پہلے یا حضرت ناسخ کے معاصرین کے زمانے مین اہلِ دہلی کے ہان نہ ملین۔ جب میر تقی میر اور سودا سے ذوق تک ہمکو دونون طرحکے الفاظ ملتے ہین۔ پھر کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ اہلِ لکھنؤ کو موجد مانا جائے۔ ہمکو دکھایا جائے کہ نجم الدولہ حضرت غالب سے پہلے کس نے اہلِ لکھنؤ مین اس موجودہ صاف نثر لکھنے کے ابتدا کی اور آج لکھنؤ مین وہ کون شخص ہے جو اس طرز کی تقلید نہین کرتا۔ ساتھ ہی اسکے یہ بات بھی بتائی جائے کہ اہلِ لکھنؤ کے مخترعات و تصرفات دلّی مین کس زبان دان نے اپنے کلام مین استعمال کیے ہین۔ یہان بمعنی گھر کے جسطرح دلّی مین کہتے ہین کہ ہم آپکے ہان گئے تھے۔ ایسے موقع پر لکھنؤ مین آپکے یہان گیے تھے کہا جاتا ہے یا اندھر بمعنی آندھی کے۔ برسنا اینٹھنے کی جگہ بالائی۔ ملائی کی جگہ بجائے مکیہ کلام کے سخن مکیہ۔ اس قسم کے الفاظ کی وقعت اہلِ زبان کی نگاہون مین اُسی قدر ہے جسقدر دکن کی نکو۔ اور بنگال کی مہرا و اور گجرات کی اپن کی قدر ہے اس قسم کے اختراعات کی اہلِ دہلی نے ہمیشہ مخالفت کی ہے۔ چنانچہ اس کی تائید مین ہمارے ایک

مہربان بہائی نے سخن تکیہ کے متعلق مرزا غالب مرحوم کا ایک شعر سنایا تھا جو یہان لکھا جاتا ہے ؎

روا رکھو نہ رکھو ہے جو لفظ تکیہ کلام	اب اُسکو کہتے ہین اہلِ سخن سخن تکیہ

مثال کے طور پر یہان چند شعر اساتذۂ سلف کے لکھے جاتے ہین جن سے یہ بات ثابت ہوگی کہ موجودہ الفاظ جنکو اہلِ لکھنؤ حضرت ناسخ وغیرہ کے ایجاد بتاتے ہین اُس زمانے مین بھی مستعمل تھے (میر) ؎

مربوط ہین تجھہ سے بہی یہی ناکس و نااہل	اس باغ مین ہمنے گلِ بے خار نپایا

ستی کی جگہ سے کہا گیا ہے (میر) ؎

دل سے آنکہون مین لہو آتا ہی شاید اسکو	کشمکش مین بیقراری کی یہ پہوڑا چھلگیا

آئے ہے کی جگہ آتا ہے موجود ہے (میر) ؎

کیونکر تمہاری بات کرے کوئی اعتبار	ظاہر مین کیا کہو ہو سخن زیرِ لب ہے کیا

بجائے "کیونکہ" کے کیونکر بھی کہا گیا ہے۔ (سودا)

نہ جانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا
کہ لے لے ہچکیان جیوڑا نکل جاتا ہے شیشے کا

آئے ہے۔ جائے ہے کی جگہ آتا ہے جاتا ہے بہی موجود ہے ؎

سودا کہے ہتا یار سے یکمو نہین غرض		اودھر کھلی جو زلف ادہر دل بکھر گیا

آیدھر کی جگہ اودھر کہا گیا ہے (درد)

جگ مین آکر ادہر اُدہر دیکھا		تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

ایدھر۔ اودھر۔ جیدھر کی جگہ ادھر اُدہر جدھر موجود ہے (درد)

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحًا لیکن		مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ کچھ ورنہ تھا

کرے ہتا کی جگہ کرتا تھا۔ مین پوچھا کے محل پر مین نے پوچھا کہا ہی (درد)

مراجی ہے جبتک تری جستجو ہے		زبان تب تلک ہے یہی گفتگو ہے

اُس زمانے مین تک بھی کہا جاتا تھا۔ (سوز)

عارضی حسن پر نہ ہو مغرور		میرے پیارے یہ گو ہے یہ میدان

پیارے بروزن فعلن بھی موجود ہے ۵

خدا کے لیے میرے ای ہمنشینو		وہ مانگا جو جاتا ہے اُسکو بلا لو

خدا کی سون کی جگہ خدا کے لیے اور جاے سے ہے کی جگہ جاتا ہے اہون نے بھی کہا ہے۔ غرض اسی طرح سے اکثر وہ الفاظ جو حضرت ناسخ کے ایجاد کیے ہوئے بتائے جاتے ہین سب اگلون نے کہے ہین اور جو اُن سے رہ گئے وہ حضرت ذوق و غالب و مومن نے صاف کیے اور اُنکے بعد

تو اب حضرت جہان اُستاد فصیح الملک بہادر نے جو کیا وہ موجود ہے۔ اصل
بات صرف اتنی ہی ہے کہ ثقہ محاورات جو دلّی سے لکھنؤ مین گئے اُنہین کو
ناسخ نے استعمال کیا پرانے الفاظ نہ عام طور سے اُنہون نے سنے
نہ اُنسے کوئی غرض رکھی۔ اس قسم کا دعوی کہ جناب ناسخ نے اُردو زبان مین صرف
و نحو کے قاعدون سے صفائی کی بالکل بے اصل ہے اس کا کوئی ثبوت
نہین اُن کی صفائی اور اُن کی بندشون اور ترکیبون کی جو عام طور سے پرانے
لوگ تعریف کرتے ہین اُسکی وجہ یہی ہے کہ جسطرح اساتذۂ سلف نئے
پرانے سب الفاظ ایک ساتھہ ایک جگہ اپنے کلام مین استعمال کر جاتے
تھے اسطرح انہون نے نہین کیا محض وہی الفاظ استعمال کیے جو اُن کے
مقابل مین فصیح تھے مولفِ تذکرہ آبحیات شیخ ناسخ کے حالات لکھتے لکھتے
ایک جگہ یون لکھتے ہین کہ "اُس عہد تک شعرائے لکھنؤ اُن اُستادون کی
شاگرد تھے جن کا دریائے کمال دلّی کے سرچشمہ سے نکلا تھا۔ اور فصحائے
لکھنؤ بھی ہر محاورے کے لیے دلّی ہی کو فخر سمجھتے تھے کیونکہ وہ اکثر اُنہین
بزرگون کے فرزند تھے جنہین زمانے گردش نے اُڑا کر وہان پھینکدیا تھا۔
پس شیخصاحب اور خواجہ صاحب حیدر علی آتش کے کمال نے لکھنؤ کو دلّی

کی قید پابندی سے آزاد کر کے استقلال کی سند دی اور وہی مستند ہوئے
اب جو چاہین کہین ہم نہین روک سکتے چنانچہ شیخصاحب فرماتے ہین ۔

اے خط اُسکے گورے گالون پر یہ تو نے کیا کیا چاندنی راتین یکایک ہوگئین اندھیاریان	

اگرچہ دلّی مین بچے سے بوڑھے تک اندھیری رات کہتے ہین مگر لکھنؤ
والے کے ٹوکنے کا مُنہ نہین ۔ کیونکہ جس خاک سے ایسے ایسے صاحب
کمال اُٹھین وہان کی زبان خود سند ہے بکاولی مین نسیم کہتے ہین ۔ ع
گھوما مانندِ زر و گھر گھر ۔ دلّی والون کی زبان سے گھومنا ممکن نہین ۔
ہان تو اب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت جہان اُستاد نواب
فصیح الملک بہادر داغ دہلوی نے جو کچھ فرمایا وہ اپنی ہی زبان ہے اور جو
جو الفاظ اور محاورے متروک فرمائے وہ اپنے ہی اجتہاد سے نہ باہر والون
کی تقلید سے اور اگر ایسا وہ نکرتے تو کون کرتا ۔

غیرونکا اختراع و تصرف غلط ہے داغ	اردو ہی وہ نہین جو ہماری زبان نہین

مرزا صاحب کے سفر

ریاست رامپور مین مرزا صاحب کا قیام چالیس پینتالیس سال تک رہا
اور مختلف اوقات مین بارہا سفر کا اتفاق ہوا جن مین اکثر بکار سرکار جانا پڑا

اور کبھی کبھی اپنی ضرورتون سے بھی سفر کیا۔ سب کی تفصیل نہ یاد ہے نہ لکھنے کی ضرورت۔ ایک مرتبہ بضرورت خاص رامپور سے دلّی اور لکھنو وغیرہ مقامات مین ہوتے ہوئے کلکتے تشریف لیگئے تھے اور وہان کم وبیش تین مہینے قیام کیا تھا۔ اثنائے سفر مین آٹھہ روز پٹنے عظیم آباد مین بھی مقیم رہے اور وہان ایک مشاعرے مین بھی شرکت فرمائی تھی جسروز آپ وہان پہنچے تھے اُسی دن کسی رئیس شہر کے ہان مشاعرہ تھا آپکی خبر تشریف آوری سنکر وہان کے عمائد ورؤسا آپکی قیام گاہ پر آئے اور مشاعرے مین چلنے کے لیے اتنا اصرار کیا کہ باوجود تکان اور زحمت سفر مجبور ہو گئے اور مجلس مشاعرہ کو اپنے قدوم میمنت ملزوم سے عزت بخشی۔ مشاعرہ بہت بڑا تھا شہر ہونے کی وجہ سے مجمع بھی مشاعرے مین خاصا تھا۔ جب سب اپنی اپنی غزلین پڑہ چکے تو آپسے غزل پڑہنے کے لیے استدعا کیگئی جسوقت آپکے بلانے کو صاحب مشاعرہ گئے تھے اُنکے سامنے اُسیوقت آپنے بیس پچیس شعر فرمائے تھے اور دس پانچ مشاعرے مین آتے آتے کہہ لیے تھے۔ بہرحال وہ غزل آپ نے پڑھی جسکا ایک مطلع ومقطع یہ ہے ؎

اس کعبۂ دل کو کبھی ویران نہین دیکھا	اُس بت کو کب اللہ کا مہمان نہین دیکھا

وفات

کیون پوچھتے ہو کون ہو یہ کسکی ہے شہرت	کیا تمنے کبھی داغ کا دیوان نہین دیکھا

آپکی غزل پڑھنے سے پہلے ہی مشاعرے کو بہت طول ہو گیا تھا مگر جب اپنے غزل شروع کی ہے اُسوقت سبکی اُچٹی ہوئی طبیعتین ٹھہر گئین سب کے اُکھڑے ہوے دل جمگئے آپکی غزل سننے کے بعد بھی سخنورون کا اُٹھنے کو جی نہین چاہتا تہا۔ باقاعدہ مشاعرہ ہو جانے کے بعد بہت سے فدائے سخن بیٹھے رہے اور دیر تک یہ خاص مجلس بھی گرم رہی انہین خاص لوگون مین ایک صاحب نے اپنا کلام سنانا شروع کیا اور ایک ہی غزل کے اتنے شعر سنائے کہ پھر سب لوگ اُکتا گئے آخر جب وہ اپنا کلام ختم کر چکے تو مرزا صاحب نے اُنہین کی غزل کے ہمطرح ایک شعر پڑہا جو وقت کے وقت وہین موزون فرمایا تھا ؎

جسمین لاکھون برس کی حورین ہون	ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

جاننے والے جان سکتے ہین کہ اس شعر کا اثر مشاعرے مین کیا ہوا ہوگا اور اس ایک شعر نے کتنی غزلون اور کتنے دیوانون کے برابر داد سخن لی ہوگی ایک معمولی اور سچا اثر تو یہی تھا کہ مشاعرے مین اور مشاعرے سے باہر ہر ایک سننے والے کی زبان پر یہی شعر تھا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

ع قبولِ خاطر لطفِ سخن خداداد است ۔ للہ در قائلہ ۔

کلکتے مین ناخدا کی مسجد کے سامنے آپ ٹہرے تھے اور جب تک وہان رہے برابر مشاعرے ہوتے رہے ایک مشاعرہ تو لوگون نے آپ ہی کے مکان پر کیا تھا جس مین مٹیا برج کا خاندانِ شاہی اور بہت سے ملازمان و عمائدین خاندانِ شاہی محض آپکی خاطر سے شریک ہوئے اور اسیطرح اکثر مختلف مقاماتِ شہر مین مشاعرے ہوا کیے ۔ برابر آپکے قیام تک وہان یہی کیفیت رہی کہ روزانہ صبح شام بیسیون اور سیکڑون نئے نئے مشتاق روسا و عمائدین آپ سے ملنے کے لیے آتے تھے اُن مین بعض مشتاق ایسے بھی ہوتے تھے جنکو اپنے کامون سے ذرا مہلت نہ ملتی تھی مگر آپ سے ملنا ایسا ضروری خیال کرتے تھے کہ اپنا کام ہرج کرکے آتے اور صرف آپکے دیدار سے مشرف ہوکر چلے جاتے اُنکے چلے جانے کے بعد معلوم ہوتا کہ فلان رئیس آئے تھے اور اسطرح چلے گئے ایک مرتبہ کا ذکر مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین ایک صاحب مشاعرہ کی فرمایش سے اُنہین کے سامنے غزل کہہ رہا تھا اور اُسوقت ایسا مصروف و منہمک تھا کہ کسی آنے جانے والے پاؤن کی آہٹ یا باتون کی آواز قطعًا نہین

لطیفہ

سنائی دیتی تھی ایسی حالت مین دو شخص بزرگ صورت سفید ریش جو
صورتون سے معزز حکام معلوم ہوتے تھے اور جنکی موجودہ حالت سے یہ بات
بھی ظاہر ہوتی تھی کہ یا تو یہ کہین سے سفر کیے ہوئے آرہے ہین یا کہین
جانے کو تیار ہین بہرحال وہ دونون صاحب مکان مین آئے اور جہان مین
بیٹھا ہوا فکرِ سخن کر رہا تھا مقابل مین آکر خاموش کھڑے ہو گئے اور اسی طرح
اُنکو دس بارہ منٹ گزر گئے اتفاق سے دو ایک آدمی اور صاحب مشاعرہ
عبدالرزاق صاحب جو میرے ہمصحبت تھے میرے انتشار طبیعت کی وجہ
سے کوئی بات بھی اُن سے نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر مین جب مین نے سر
اُٹھایا تو اپنے سامنے دو اجنبی شکلین دیکھین۔ ایسی حالت مین اکثر دیکھا گیا
ہے کہ آدمی گھبرا جاتا ہے اور چونکہ وہ ایک دوسرے ہی عالم مین ہوتا ہے
اس لیے ایسی بے اختیاری مین اُسکے مُنہ سے ایسے کلمات نکلجاتے
ہین جو بالکل بے موقع ہوتے ہین۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ مین نے
اُن پیر مرد اجنبیون کو دیکھکر بیساختہ یہ کہا کہ "ہین ابھی سے یہ منکر نکیر کہان
آ گئے" مین ابھی زندہ ہون اسکے بعد دو ایک منٹ تک وہ دونون اسی
طرح کھڑے رہے اور بغیر کچھ کلام کیے فوراً بزم مشاعرہ مین واپس چلے گئے

اُنکے جاتے ہی یہان ہمصحبتون نے قہقہہ لگایا اور اُن لوگون کے
اتنے عرصے سے آنیکی اور کھڑے رہنے کی سب کیفیت بیان کی پھر
تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب ضلع پٹنہ کے منصف
یا صدر الصدور تھے اور دوسرے بھی اسی طرح کہین کے حاکم تھے مشاعرے
کی خبر سنکر صرف میرے دیکھنے کو اتنی دور سے ابہی آئے ہین اور بعد
مشاعرہ فورًا ریل پر واپس جائین گے۔ ہمارے نزدیک یہ بات ذرا بھی
قابلِ استعجاب نہین ہے کیونکہ قدرشناس اور صاحبِ نظر وہی لوگ ہین
جو اپنے ہمعصر کملائے روزگار اور افتخارِ اسلاف کے وجود کو مغتنم سمجھکر کم سے
کم اُنکی زیارت کو بھی اپنا فخر سمجھتے ہین اگر ہم پرانی تاریخین اور ملفوظات
دیکھین تو ہمکو ایسی ہزارون مثالین ملینگی۔ اسی مہینے کا ذکر ہے کہ ایک دن
مین حسب معمول حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت مین حاضر تھا کہ دو صاحب
جو بالکل اجنبی اور نووارد تھے تشریف لائے۔ بعد سلام و مصافحہ جب
اُن کا نام اور آنے کا سبب پوچھا گیا تو ایک صاحب نے اپنا نام سید
اسد اللہ اور دوسرے صاحب نے حاجی عبد السبحان بتایا اور غرض
یہ بیان کی کہ ہم گاپوجا کی تعطیل مین فرصت پاکر محض آپکی زیارت کے لیے

اہل کمال کی قدردانی

کلکتے سے حیدرآباد کل تمکو آئے ہین جسوقت وہ دونون صاحب
آئے تھے دن کے دس بجے کا وقت تہا حضرت اُستادی وملاذی نے
اپنے اخلاقِ حسنہ کے موافق اُنکو مدعو کیا اور آدمی کو حکم دیا کہ اُن کا اسباب
قیام گاہ سے لے آئے جسکے جواب مین اُن صاحبون نے یہ کہا کہ ہملوگ
محض آپکی زیارت کے لیے اتنا وقت پاکر چلے آئے ہین۔ اب اتنی
فرصت نہین ہے کہ ہم ایک دن بہی یہان ٹہر سکین جو ہماری آرزو تہی وہ
پوری ہوگئی اب ہمین اجازت دیجئے کہ ہمارا مقدمہ وہان پیشی مین ہے۔
اسی وقت گیارہ بجے کی ٹرین مین چلے جائین گے ہرچند اُن سے اصرار
کیا گیا حتیٰ کہ دوپہر کے کہانے کے لیے کہا گیا مگر اُن صاحبون نے
ایک نہ مانی اور نہایت سچے عذرات اور اپنا خلوص ظاہر کرکے اُسیوقت
واپس تشریف لیگئے۔ واقعی یہ ہے کہ اہلِ کلکتہ نے مرزا صاحب کے
زمانۂ قیام مین آپکی قدر و منزلت آپکے لایق کی تھی یہان ہم بطورِ نمونہ ایک
اشتیاق نامہ کی نقل کرتے ہین۔ یہ خط مرزا آسمان جاہ بہادر ابن السلطان
محمد واجد علی شاہ اودھ نے اُسوقت آپکی خدمت مین بہیجا تھا جبکہ آپ
۱۳۱۷ھ مین اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم و ملکہم کے ہمراہ

کلکتے تشریف لیگئے تھے۔ اس اشتیاق نامے کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپکے دوبارہ کلکتے سے چلے آنے کے بعد وہان کے قدرشناس عمائد و رؤسا کو آپ سے ملنے کا کسقدر اشتیاق تھا اور آپکے کمال نے انکو کسقدر گرویدہ بنا لیا تھا خط مذکور کی نقل بجرفہ یہ ہے۔

"سخن سنج نکتہ دان نازک خیال جادو بیان فصیح الملک نواب مرزا خان بہادر زید اللہ منزلتہ۔ بعد ما دعا گو ہون۔ پرسون گورنمنٹ ہاؤس مین جو مجھ سے آپ سے ملاقات ہوئی تھی وہ ایسی نہ تھی جس سے سیری اور سرور کامل ہوتا۔ چونکہ فی زمانہ آپ شاعرون مین میرے نزدیک واقعی بلبلِ ہندوستان اور سحر بیان ہین جیسا لطف کہ مجھکو آپکے کلام مین آتا ہے ایسا مزا شاعرانِ حال کے کلام سے نہین ملتا اور اسوقت کلکتے مین آنا بھی آپکا حسن اتفاق سے ہوا کیا خوب ہوتا کہ آپ سے ایسی صورت ملاقات کی ہوتی کہ آپکی زبان سے آپکا کلام سننے مین آتا اور دل لطف اُٹھاتا دنیا مین کوئی صاحب کمال ایسا نہین گزرا جسکے دشمن دوست اور پچاس دشمن نہ ہوئے ہون اور واقعی جب تک ایسا نہ ہوا اسوقت تک اس نیرنگِ زمانہ مین اہلِ ہنر کی شناخت نہین ہوسکتی۔ مگر وہ مخالف بھی بڑا خوش قسمت

کلکتے مین آپکی مخالفت

اور قابلِ قدر ہے جو اپنی مخالفت کے زمانے مین اچھی طرح صاحبِ جوہر کو جانچ کر اور آزما کر اپنے افعال سے منفعل ہوا اور پھر دل سے اُس کا معتقد ہو جائے۔ جس زمانے مین مرزا صاحب کے قیام کی وجہ سے کلکتے مین مشاعرے ہو رہے تھے اُسی زمانے مین وہین کے کوئی صاحب آپکے سخت مخالف تھے اُنکے حسد کی حالت یہ تھی کہ جہان کہین آپکا کلام سنتے وہان سے اُٹھ جاتے اتفاق سے ایک مشاعرے مین وہ صاحب بھی شریک ہوئے جس مین مرزا صاحب بھی تشریف رکھتے تھے حسبِ قاعدہ جب تمام اہلِ مشاعرہ نے غزلین پڑھلین۔ اور مرزا صاحب اپنی غزل پڑھنے کے لیے تیار ہوئے تو وہ بزرگ اپنی عادت کے موافق اُس جگہ سے اُٹھکر ایسے مقام پر جا بیٹھے جہان اُنکے خیال مین آواز نہ آسکتی تھی جسوقت آپ نے اپنی مرصع غزل کا یہ مطلع پڑھا کہ ؎

شبنم سے شبِ ہجر کی ظلمت نہین جاتی	سو شوب پڑین جب بھی یہ رنگت نہین جاتی

اسکے پڑھتے ہی تمام مشاعرے مین ہر طرف سے شورِ تحسین و آفرین بلند ہوا وہ حضرتِ مخالف جو ایک کونے مین بیٹھے ہوئے تھے ایسی دادِ سخن پر بہت متعجب ہوئے اور لوگون سے پوچھا کہ وہ کیا شعر ہے جسکی اتنی تعریف

ہو رہی ہے کسی نے یہی مطلع پھر اُنکو سُنایا - اس سچے اور با اثر کلام سے
اُنکی ایسی قلب ماہیت ہوئی کہ سنتے ہی بیچین ہو گئے اور اپنی جگہ سے
اُٹھکر مرحبا و صد مرحبا کہتے ہوئے حضرت موصوف کے پاس آ بیٹھے پھر اپنی
بیجا مخالفت کی معافی چاہکر بہ تن آپکا کلام فصاحت التیام سننے لگے - واقعی
جس طبیعت مین خداداد انصاف پسندی کا مادہ ودیعت ہوتا ہے وہ کبھی
ہمیشہ کسی بیجا مخالفت پر قایم نہین رہ سکتا - غرضکہ اسی طرح آپ کی وجہ سے
کئی مشاعرے کلکتے مین ہوئے - ایک مشاعرے کی طرح مین آپ کی
غزل کا یہ مشہور شعر ہے ؎

اک چشمۂ حیوان ہی تو اک چشمۂ کوثر		دو قطرے ہین آبِ دمِ شمشیر سے باہر

کلکتے کے ایک مشاعرے مین جو غزل آپنے پڑہی تھی اُس کا مقطع
یہہ ہے ؎

یہ حسین یہ مہ جبین یہ شہر ایسی طرح بھر		داغ کلکتے سے لاکھون داغ دل پر لیچلا

چونکہ آپ ریاست رامپور کے ملازم تھے اور ملازم بھی ایسے کہ نواب
خلد آشیان ایک دم بھی آپکا جدا رہنا پسند نہین کرتے تھے جب رخصت
کے دن ختم ہو گئے تو آپ کلکتے سے رام پور تشریف لے آئے اور

نواب خلد آشیان مرحوم کی حیات تک یہین بسر کی نواب موصوف کی رحلت کے بعد ریاست مین جو بدنظمیان اور جو خرابیان واقع ہوئین وہ جاننے والون پر پوشیدہ نہین - ایسی حالت مین ایسا شخص کیون کر رہ سکتا تھا اور سچ ہے ۔

رہے کیا مصطفےٰ آباد مین داغ	وہ سارے لطف تھے خلد آشیان تک

بالآخر آپ نے لاکھون رُپے کا حساب کتاب اور تحویل دو چار مہینون مین سمجھا بجھا کر رامپور کو خیرباد کیا ۔

گئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ	وہی دم تھا غنیمت وہ نہین ہے

۱۸۸۷ء مطابق ۱۳۰۵ھ مین آپ رامپور سے بالکل قطع تعلق کر کے دلی تشریف لے آئے اور حیدرآباد دکن مین تشریف لانے تک مختلف مقامات کی سیر فرماتے رہے - لاہور - امرتسر - ریاست کشن کوٹ - اجمیر شریف آگرہ - بنگلور - علیگڑھ - متھرا - جے پور - ریاست منگرول ان شہرون مین اپنے تلامذہ اور مشتاقون کو جلوۂ دیدار سے مشرف کیا گویا ان مقامات مین تشریف لاکر تاریخی دنیا مین ایک قابلِ قدر یادگار چھوڑی ۔

جہان آباد ہر منزل ہے اک دلچسپ مکان اپنا	قدم باہر نکالا جب مکان سے

اور شہرون کے مقابلے مین آگرے کو آپکے قیام سے زیادہ شرف
حاصل ہوا یہان آپنے دو ایک مشاعرے بھی شرکت کی تھی۔ نواب
خلد آشیان کے زمانے تک نہ آپکو کسی دوسری جگہ جانیکا خیال ہوا اور نہ آپ
جا سکتے تھے مگر اُنکے بعد آپکو فکر ہوئی اور مختلف خیالات دل مین آنے
لگے ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن فتن الزمن ہندوستان مین سب
سے بڑی ریاست ہے اور ہمیشہ سے یہان مجمع خلایق ہے یہان ہر ایک فن اور ہر ایک
ہنر کی کماحقہ قدر کیجاتی ہے۔ جہان اور بہت سی امتیازی باتین شانِ
ریاست کے لیے ہونی چاہئین وہان ایک بات یہ بھی ہے کہ قدیم زمانے
سے ہر ایک فن کا کوئی نہ کوئی اُستادِ کامل ریاست کی طرف سے مامور رہتا چلا
آیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ نصیر وغیرہ منجملہ اور اُستادون کے شاہی اساتذہ
مین شامل تھے۔ مرزا صاحب کو حیدرآباد آنے مین کچھ دنون تک پس و
پیش رہا مگر تقدیر آلہی کہہ رہی تھی کہ ؎

ہند سے تا بہ دکن داغ ہے شہرت تیری	ابتو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے

آخر یہی ہوا کہ ۱۳۰۵ھ مین آپ حیدرآباد تشریف لائے اور پہلے
پہل محلہ بازار رشیدی عنبر مین مولوی سیف الحق صاحب دہلوی مترجم اخبارات

حیدرآباد مین آنا

سرکاری کے مکان سے متصل ایک دوسرے مکان مین مقیم ہوئے آپکی شہرت و ناموری نے آپکی تشریف آوری سے پہلے ہی حیدرآباد کے قدرشناسون کے دلون مین گھر کر لیا تھا۔ اور وہ کون سا سخن دوست شخص ہوگا جسکی محروم آنکھین آپکے جلوے کی مشتاق نہون اور وہ کس کا سخن شنوکان ہوگا جو آپکے قدوم میمنت لزوم کی آہٹ نہ لیتا ہو۔ تمام شہر مین آپکے آنے کی دھوم مچی ہوئی تھی اور ہر ایک شوق بھرا دل آپکا مشتاق تھا۔ شدہ شدہ بندگان عالی متعالی قدر قدرت آیۂ رحمت اعلیحضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ واقبالہ کو بھی اطلاع ہوئی اور اسی درمیان مین مرزا صاحب نے اپنی پہلی عرضی راجہ گردھاری پرشاد صاحب بہادر عرف بنسی راجہ المتخلص بہ باقی کی معرفت پیشگاہ سلطانی مین بھیجی جسکے بعد آپکو باریابی کا حکم ہوا اور آپ حاضر دربار ہوئے اور ایک قصیدہ سنایا جسکا پہلا مطلع یہہ ہے ؎

مین ہوا بادیہ پیما طرف ملک دکن		سرشک چشم غزالان ہوئی گرد دامن

اس شرف یابی کی تاریخ آپنے یہ فرمائی ہے ؎

قدمبوس حضرت کا حاصل ہوا		بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھین اگر | | یہ کہدو ملے داغ سلطان سے ۱۳۰۵ھ

اول مرتبہ جب آپ حیدرآباد تشریف لائے تھے اُسوقت آپ کے یہان کے مصارف کا پورا اندازہ نہین کیا تھا اور نہ یہان کے اخراجات کی حالت معلوم تھی اسلیے آپکو حیدرآباد آکر پھر ایک مرتبہ مصارف ذاتی کے انتظام کو دلی جانا پڑا اور دس مہینے تک مختلف مقامات مین رہے اسمرتبہ جب آپ حیدرآباد سے دلی کو گئے ہین تو اسی اثنا مین بنگلور اور بمبئی بھی تشریف لے گئے تھے۔ آپکی اس غیر حاضری کے زمانے مین بندگان اعلیحضرت نے آپکو یاد فرمایا چنانچہ نواب داور الدولہ دوار الملک بہادر کے ذریعے سے آپکو اطلاع ہوئی اور طلب کیے گئے۔ دس ماہ کے بعد مرزا صاحب پھر حیدرآباد مین تشریف لے آئے اور مستقل قیام کیا جسوقت مین آپ مولوی سیف الحق صاحب کے قریب مکان مین قیام پذیر تھے آپکے دوست مولوی ظہور علی صاحب ساکن اٹاوہ وکیل ریاست حیدرآباد آپکو اپنے مکان مین لے آئے تھے اور یہین تا صدور فرمان ملازمت مقیم رہے۔ غرۂ خورداد ماہ الہی مروجہ ریاست حیدرآباد دکن ۱۲۹۷ف مطابق ۷ اپریل ۱۸۸۸ء کو آپ حیدرآباد مین تشریف لائے اور ساڑھے

سوانح ملاقات حضور

سوانح قیام حیدرآباد

امیدواری کا زمانہ

تین سال کامل اُمیدواری کی۔ حیدرآباد کی اُمیدواری کا زمانہ اور اُسکے مصارف وہی لوگ خوب جان سکتے ہین جنہون نے ہماری طرح یہان رہکر امیدوار وکو دیکھا ہے اور خود بھی مزا چکھا ہے۔ بڑے بڑے مستقل مزاجون کو دیکھا ہے کہ ایسی امید وبیم کی حالت مین اپنی طبیعت کے انتشار سے ہمت ہار بیٹھے ہین۔ مگر مرزا صاحب ابتدا ہی سے شاہی دربار کی خوبو سے واقف تھے اور وہان کے کل معاملات کو اچھی طرح سمجھتے تھے آپ کے پائے استقلال کو ذرا بھی لغزش نہوئی اور ع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔ پر عمل رہا۔ چنانچہ دیر آید درست آید کے موافق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ روز یکشنبہ ۹ بجے شب کو مولوی ظہور علی صاحب کے مکان پر فرمانِ رحمت نشان یعنی بندگانِ عالی متعالی اعلیحضرت آصفِ سادس ادام اللہ ملکہ واقبالہٗ کی غزل ایک مہر شدہ لفافے مین چند چوبدار لیکر حاضر ہوئے اور زبانی یہ کہا کہ صبح آٹھ بجے حاضرِ دربار ہونیکو ارشاد ہوا ہے۔ آپ نے اُسیوقت اُس غزل کو دیکھکر واپس کیا اور علی الصباح حسب الطلب حاضر ہوکر نذر دی اس تاریخ سے یہ سلسلہ صلاح شروع ہوگیا اور روزانہ مراحم خسروانہ بڑھتے گئے۔ اس تقرر سے نو مہینے

حضور کی غزل کا آنا

کے بعد ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۶ آذر ۱۳۰۱ف کو ایک مراسلہ نشان (۷۵) علاقہ پولٹیکل ایجنسی سے اس مضمون کا صادر ہوا کہ سرکار نے آپکے نام چار سو پچاس رُپے سکہ حالی ماہوار کا وظیفہ ابتداے ورود سے منظور فرمایا ہے۔ تین برس تک یہی وظیفہ ملتا رہا اسکے بعد ۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ بحکم سلطانی آپکا وظیفہ ایک ہزار رُوپیہ ماہوار مقرر ہوا اور جب سے آپ وارد حیدرآباد ہوئے اُس تاریخ سے تاصدور حکم مذکور ایک ہزار رُپیہ ماہوار کے حساب سے رقم خزانۂ شاہی سے عطا کی گئی اس اضافے کی تاریخ آپ نے یہ فرمائی ہے ؎

ہو گیا میرا اضافہ آج دو نے سے سوا	یہ کرم اللہ کا ہے یہ عنایت شاہ کی
اس ترقی کی کہو اے داغ یہ تاریخ تم	ابتدا سے اپنی سارے پانسو نقدی بڑھ گئی

۱۳۱۲ھ

اب تک آپکو معاملات شاہی کی کچہری سے جو صرف خاص سے متعلق ہے ایکہزار رُپے سکہ حالی ماہوار از صرف خاص کی مدین ملتے رہتے ہین۔ علاوہ اس تنخواہ کے وقتاً فوقتاً پیشگاہ سلطانی سے مختلف عطیات بھی پائے ہین ایک گاؤن کا مرزعہ جسکو حیدرآباد مین مقطعہ بھی کہتے ہین معہ ایک باغ بندگان عالی متعالی دام اقبالہم نے خرید فرما کر آپکو عطا کیا۔ ایک مرتبہ ہنکنڈی

اضافہ

عطیات متفرقہ

کی شکارگاہ مین اعلیحضرت نے ایک مرصع گھڑی عطا فرمائی فی البدیہہ آپنے
یہ تاریخی قطعہ کہکر پیش کیا ۵

شجاعت سخاوت ہمیشہ ہے توام — وہ آصف مین پائی وہ آصف مین دیکھی
ادہر شیر مارے اُدھر توڑے بخشے — خدا نے یہ جرأت یہ بہت عطا کی
عنان جب اُٹھائی تو پھر کون روکی — نہ ندی نہ نالا نہ جنگل نہ جھاڑی
ہوا یہ کسے شوق صید افگنی کا — نہ برسات مانے نہ گرمی نہ سردی
بہت سے مرے سامنے شیر ماری — لگی شیر کے سر مین یہ دل پہ گولی
دل و دست جب تک نہ قبضے مین ہونگے — لگے گی نہ ہرگز بندوق ایسی
اُڑائے رُپے پھینک کر آسمان پر — لگی ہر رُپے کے نشانے پہ گولی
جو لی بائین شانے پہ بندوق شستہ نی — تو حیرت ہوئی چشم مردم پہ طاری
خصوصاً مجھے تھا تحیر کا عالم — کہ حضرت لگاتے ہین بندوق یون بھی
اُڑائے بہت اسطرح بھی نشانے — کسی مین سنی تھی نہ یہ بات دیکھی
کوئی کیون پریشان ہو جب پڑے یہ ہو — ترحم تلطف تسلی تشفی
توجہ ہر اک پر خبر گیر سب کے — پھر اُسپر خیالات مالی و ملکی
فراست مین رشکِ فلاطون و لقمان — طبیعت مین کانِ سخن جانِ معنی

مرے حال پر جو عنایت ہے اب تک
وہ مشہورِ عالم ہوئی ہے کہانی

سراسر کرم ہے یہ شاہِ دکن کا
بھلا کیا ہون مین اور کیا میری ہستی

سلاطینِ عالم سے کیا مجھکو مطلب
کسی سے غرض کچھ نہ پروا کسی کی

نہین ہفت اقلیم سے کچھ تمنا
کہ اپنے لیے ہے یہ سرکارِ عالی

ہوئی ابتدا سے وطن ہی مین حاصل
نمکخواریِ شاہِ جمجاہ دہلی

پسِ عذر عتا رام پور اپنا مسکن
مری قدر کی سب نے لیکن نہ ایسی

یہان مجھکو بختِ رسا کیون نہ لاتا
اب وجد ہوئے سب یہ مین وسپاہی

ملا بادشہ قدردانِ ہنر ور
بگڑا کر بنی ہے یہ قسمت کی خوبی

سعادت کا ہوا اپنے طالع کو مژدہ
مبارک ہو بختِ رسا کو ترقی

یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا
کوئی کام انجام ہو حسبِ مرضی

ادا ہو حق نمک جب بھی ہر گز
تصدق ہو سو جان سے گر یہ فدوی

کرم پر کرم ہے عطا پر عطا ہے
یہ ہین یا الٰہی رہے لطفِ شاہی

نمکخوار کی پرورش ہر طرح ہے
زہے دلنوازی زہے سرفرازی

گھڑی جب ملی مجھکو مین نے یہ جانا
مرے بخت کی ساعتِ نیک آئی

ستارون سے روشن وہ ہیرے جڑے ہین
کہ خورشید کی آنکھ بھی جن سے چھپکی

لکھو اس گھڑی داغ تاریخ زیبا		مرصع منور گھڑی شاہ نے دی
		سنہ ۱۳۱۱ھ

اسی طرح ایک مرتبہ گھڑی کا طلائی توڑا مرحمت ہوا اپنے فوراً یہ قطعۂ تاریخ پیش کیا ؎

عطیات پیہم کا کیا شکر ہو		کہ فدوی کو کیا کیا عنایت ہوا
بدیہہ کہو داغ تاریخ تم		یہ سونے کا توڑا عنایت ہوا
		سنہ ۱۳۱۲ھ

ایک بار دو تلوارین عطا ہوئین یہ برجستہ قطعۂ تاریخی فرمایا ؎

تیز ہین تیز نگاہون سے بھی انکی دھارین	یہ وہ تلوارین ہین زخمون کا نہین جنکی علاج
گھاٹ دونون کی خوش اسلوبی سے دونون یکتا	جوہر و آب کی یہ شکل کہ بحر مواج
مغربی اور جنوبی ہین یہ دونون بیمثل	سر بسر ہین سپر بدخواہ انہین کی محتاج
تیرے قبضے مین رہی تاریخ عطائے شاہی	لکھدے اے داغ عنایت ہوئین تلوارین آج
	سنہ ۱۳۱۳ھ

علم صنایع مین تاریخ کا میدان جسقدر تنگ اور مشکل ہے اُسکو جاننے والے جانتے ہین اس صنعت کی تعریف یہی ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اُس کا تمام و کمال پتا مادۂ تاریخ ہی سے ملجائے اگر کسی کے انتقال کی تاریخ کہی جائے تو اُس مین کم سے کم سے یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ مادہ پڑھنے سے واقعہ معلوم ہو جائے یہ نہین کہ مرنے کی تاریخ افسوس رفت سے نکالی

جائے یہ صحیح ہے کہ افسوس رفت مین سنہ مقصود نکلتے ہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا کہ کون گیا کہان گیا اور کیا گیا۔ اصلی اور عمدہ مادۂ تاریخ وہی ہے جو مصرعون کا محتاج نہو مذکورۂ بالا تاریخین اگرچہ بہت عجلت مین فی البدیہہ کہی گئی ہین مگر ان مین کوئی مادہ ایسا نہین جو مصرعون کا محتاج ہو اور یہی تاریخ کی اعلےٰ صفت ہے۔ مرزا صاحب نے اور بھی سیکڑون تاریخین کہی ہین جو آپکے دیوانون مین موجود ہین حضرت بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم کی شکارگاہ مین تو یہ کیفیت تھی کہ ادھر شیرون پر گولیان چلتی تھین اُدھر تاریخون کی بھرمار ہوتی تھی سب تاریخین بغیر تعمیہ داخلی و خارجی کے بہت صاف اور اپنے اپنے مطالب پر حاوی ہین۔ مرزا صاحب سے پہلے بھی اس ریاست مین اسی عہدے پر اور شعرا رہچکے ہین مگر جسقدر عزت و توقیر آپکی ہوئی وہ اورونکو نصیب نہین۔ آپ اُستاذ السلطان ہونے کے سوا خاص بندگانِ عالی متعالی دام اقبالہم کے اسٹاف مین بھی داخل ہین۔ ہر ایک باقاعدہ دربارِ شاہی مین مثل اور امرائے عظام کے آپ بھی طلب فرمائے جاتے ہین۔ ہر باقاعدہ دربار مین آپ ایک خاص یونی فارم ڈریس پہنکر جاتے ہین جس مین سیاہ ترکی کوٹ جسکے کنارون پر کارچوبی کام ہوتا ہے

اور اُسی کے ساتھ پتلون ہوتی ہے اور بجائے عمامہ وغیرہ کے منصب داری پگڑی پہنی جاتی ہے جو خاص حیدرآباد کی ایجاد شدہ ہے - دربار وغیرہ مین جانے کے لیے ہمیشہ آپ کے لیے اصطبل شاہی سے جوڑی کی گاڑی آتی ہے - جب کبھی حیدرآباد سے باہر اعلیحضرت ولی نعمت تشریف لے جاتے ہین تو آپ بھی اسٹاف کے ساتھ ہوتے ہین خود بندگان حضور آپکی بہت عزت و قدر فرماتے ہین - دربار مین کسی رئیس و امیر کو سوا چند امرا کے بیٹھنے کی اجازت نہین اُن بیٹھنے والون مین مرزا صاحب بھی ہین ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی کہکر اعلیحضرت مین پیش کی ؎

اچھے بُرے ملجاتے ہین بازاری آم	ابتو نظر آتے ہین بدشواری آم
مرغوبہ و دلپسند والفن اے داغ	سنتا ہون کہ باغون مین ہین سرکاری آم

اس رباعی کے جواب مین دربار عالی سے بہت سی کشتیان سرکاری باغون کے آمون کی آپ کے لیے بھیجی گئین جنکی تعریف مین آپنے یہ قطعہ موزون فرمایا ؎

شاہ نے دین آم بھری کشتیان	بحر عطا کیا ہی ہوا موجزن
کشتیون مین آم جو ہین رنگ رنگ	داغ کا گھر آج ہے رشک چمن

سرخ ہین ہی لالہ رخون کی بہار
سبز ہین ہے سبز خطون کی پہبن

زرد ہین ہے رنگ گلِ زعفران
کیسری پوشون کی ہے اک انجمن

آم کے منہ پر ہے سیاہی کہ ہے
مردمکِ چشمِ بتِ سیمتن

اَلفَنُ و مرغوبہ اَلذّا لثمّہ
ذا یقے مین غیرتِ شہدِ عدن

ایسے کہان پریون کے پر سبز سبز
ایسے کہان حورون کے سیبِ ذقن

طوطا پری لال دیا دلپسند
کہتے ہین نامی اسے اہلِ دکن

آم ہرا حامِ زمرد کی شکل
لال دیا صورتِ لعلِ یمن

سونگھ کے ہو جائے معطر دماغ
منہ پہ گرا اُنکے ہے مشکِ ختن

رنگ ہے وہ شوخ کہ جیسے پری
اور وہ خوشبو کہ معطر دلہن

گر کبھی ان آمون کا رس چوس لین
ہونٹ ہی چاٹا کرین شیرین دہن

انبۂ شیرین جو اُسے ہو نصیب
نام بھی شیرین کا نہ لے کوہکن

یہ ہی تو ہین جنت دنیا کے آم
انکا ہی مصلح ہے بہشتی لبن

ایسے رسیلے ہین وہ نازک ہین پوست
جیسے کہ ہون دلبرِ نازک بدن

سیکڑون قسمین اسی میوے کی ہین
پھر ہے یہ افراط کہ لاکھون ہی من

واقعی ان آمون کی تعریف مین
کم ہے جہان تک کہین اہلِ سخن

قاش بنے اسکی جو اپنی زبان	قند کا کوزہ بنے اپنا دہن
دیکھیے شیرینیِ گفتار پھر	نطق بھی چپکے دمِ عرضِ سخن
نام تو ہے گرچہ یہ معنی نہون	شرکتِ اسمی سے ہے شیرین دہن
مجھکو یہ مصرع بہت آیا پسند	ابنتہ اللہ نیاتاً حسن
پھولے پھلے شاہ کا باغِ مراد	اور ثمر یاب ہون اہلِ زمن
فیض رسان داغ کو یارب رہے	خسرو محبوب نظامِ دکن

اسوقت اگر مورخانہ حیثیت سے دیکھا جائے تو تاریخی دنیا مین جہان اُستاد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی سے زیادہ مشہور اور معزز شاعر کم سے کم ہندوستان مین کوئی اور نہ ملیگا۔ اسمین شک نہین کہ حضرت امیر خسرو سے اب تک شعرائے اُردو مین اکثر اور بھی اساتذہ مشہور ہین مثلاً فیضی۔ بیدل۔ فقیر آزاد۔ میر سودا۔ غالب۔ ذوق۔ مومن۔ میر حسن۔ ناسخ۔ آتش۔ انیس۔ دبیر۔ امیر وغیرہ مگر ان لوگون کا ذکر اکثر خاص طبقون مین کیا جاتا ہے عام طور سے بہت کم لوگ اُنکو جانتے ہین اور ایک امتیازی فرق مرزا صاحب کی ناموری اور ان اساتذہ کی شہرت مین یہ ہے کہ جسقدر شہرت و ناموری آپکو اپنی زندگی مین حاصل ہوئی ہے اسقدر شاید ہی کسیکو

مرزا صاحب کا اور شعرائے متقدمین

نصیب ہوئی ہو۔ فارسی شعرا مین بلبلِ شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ کی شہرت
محتاجِ بیان نہین بلادِ عجم کا حال معلوم نہین ہندوستان مین تو مکتب کا بچہ بچہ
بلبلِ شیراز کے نام سے واقف ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ اسوقت یورپ
مین کوئی علم دوست سوسائٹی اور ہندوستان مین کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی لکھا
پڑھا آدمی ایسا نہ ملیگا جو بلبلِ ہندوستان حضرت جہان اُستاد کو نجانتا ہو یا
کہین آپکا ذکر نہ ہوتا ہو مشہور ہے کہ انگلینڈ اور جرمن و فرانس وغیرہ مقامات
مین آپکے دواوین پہنچ گئے اور جابجا اردو کورس کے لیے آپ ہی کا
کلام فصاحت التیام منتخب کیا گیا۔ اس کا ذکر دو چار برس پیشتر انگریزی اور اردو
متعدد اخبارون مین ہو چکا ہے۔ آپ کے دلپسند کلام کی طرف بالطبع رجحان
اور عام مقبولیت کا اندازہ اس لطیفے سے ہو سکتا ہے ایک مرتبہ ہمارے
ایک دوست نے ایک خاص جلسے مین اپنا کوئی معمولی شعر پڑہا اتفاق سے
سننے والون مین کچھ لوگ دوسری طرف متوجہ تھے اُنھون نے اچھی طرح
نہ وہ شعر سنا نہ دادِ سخن دی ہمارے دوست کو یہ بے توجہی پسند نہ آئی۔
اور پھر اُن لوگون کو مخاطب کر کے کہا کیون حضرات آپنے اس شعر کو نہ سُنا
اس تقاضے پر وہ لوگ مخاطب ہوئے اور مکرر وہ شعر پڑھوایا اسی اثنا مین ایک

صاحب نے پوچھا کہ یہ شعر کسکا ہے ہمارے دوست نے مذاقاً کہا کہ حضرت داغ کا شعر ہے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ ہمزبان ہوکر کہنے لگے کہ "اگر اُنکا شعر ہے تو سبحان اللہ پھر سنائیے"

دو ایک مرتبہ تقریباً یہ امتحان ہمنے خود کیا ہے کہ مختلف مقامات پر محض عوام سے اور شعرا و اساتذہ کو پوچھا گیا کہ تم فلان صاحب کو جانتے ہو تو اُنہون نے اپنی ناواقفیت ظاہر کی مگر جب مرزا صاحب کا نام لیا تو اُن لوگون نے بھی کہا کہ ہان صاحب ایک شاعر کا نام تو سُنا ہے جنکی غزلین بہت گائی جاتی ہین۔ بعض کوتاہ نظر ناواقف مرزا صاحب کے کلام پر حاسدانہ الزام لگاتے ہین کہ آپکی شاعری عوام پسند ہے حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ وہی کلام پسندیدہ ہے جسکا مطلب خاص و عام سبکے فہم مین یکسان طور پر آجائے اور اُسی کلام کی قدر کیجاتی ہے جو قائل کے مُنہ سے نکلتے ہی سننے والے کی سمجھ مین آجائے یہ نہین کہ سننے والے کا بیہجا کہا جائین اور بڑا خفش کی طرح سامع کو کچھ احساس نہ ہو ایسے سر پھرانے سے کیا حاصل اور اگر اس بیجا الزام کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ کلام وہی ہوتا ہے جو صرف خاص لوگون کی سمجھ مین آئے اور عام اُس سے محض ناواقف رہین تو عیاذاً

مرزا صاحب کے کلام پر عوام پسندی کا الزام اور اسکا جواب

باللہ بلاتشبیہ ہم کہہ سکتے ہین کہ قرآن پاک عامہ خلایق کی ہدایت کے لیے
نہین اترا ہے بلکہ وہ ایک خاص گروہ کے لیے مخصوص ہے اور قرآنًا عربیًا
غیر ذی عوج لعلہم یتقون مین ضمیر ہم۔ اُسی گروہ کی طرف ہے۔ خاص جلسون
مین اور عام لوگون مین گائے جانے ہی سے اگر کلام معمولی سمجھا جاتا ہے تو
کیا مرزا صاحب سے پہلے یہ عام جلسے اور قوالی مسدود تھی اور کیا اُن جلسون مین
اساتذہ کی غزلین نہین گائی جاتی تہین یا کیا وہ گانے والے علم موسیقی کے
علاوہ صدرہ اور شمس بازغہ بھی پڑھے ہوئے ہوتے تھے۔ اگر حضرت امیر
خسرو اور حافظ شیرازی وغیرہ کی غزلین قوالون اور طائفون کے گانے سے
معمولی کلام مین داخل کیجاتی ہین تو ہم بھی اُن لوگون کے ہمزبان ہوکر کہہ
سکتے ہین کہ مرزا صاحب کا کلام بھی ایسا ہی ہے حیرت ہے کہ ایسے صاف
اور فصیح کلام کو عوام کا کلام کہا جاتا ہے جس مین وہی بول چال وہی محاورے
اور وہی الفاظ استعمال کیے گئے ہین جو ثقہ لوگ روزمرہ بولتے ہین۔ اگر آپ کے
کلام مین کوئی مستر اور ذلیل محاورہ مستعمل ہوا ہے تو ہمکو بتایا جاے۔ مصحفی و
انشا کی طرح اگر کہین پہکڑ بازی کی گئی ہو تو دکھائی جاے یا کسی کی ہجو کی گئی
ہو تو بتائی جاے۔ جب یہ نہین ہے تو پھر کس بنا پر عوام کا کلام کہا جاتا ہے

اور کسطرح کوئی صاحب فہم ایسے دلیل دعوون کو مان سکتا ہے۔ نمونے کے طور پر ہم یہان مرزا صاحب کے کلام سے مختلف مطالب و مضامین کے اشعار لکھتے ہین جن کے مطالعے سے ناظرین سخن فہم اندازہ کر سکتے ہین کہ یہ سہل الممتنع کلام کیا درجہ رکھتا ہے۔

اللہ رے مرتبہ مرے عجز و نیاز کا	گویا جواب ہے یہ تیرے کبر و ناز کا
محشر مین بھی کسی کے اُٹھائین گے ناز ہم	ایسے نیاز مند ہین اے بے نیاز ہم
ایمان کی کہین گے ایمان ہے ہمارا	احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا
دیکھ لیگا یہ مزا حشر مین جو جائے گا	آپ جو حکم کرین گے وہی ہو جائیگا
کہان باغِ جنت کہان باغِ شرب	کہان بوئے گل اور بوئے محمد
ادھر دوست خوش ہین اُدھر غیر راضی	خوشا خلق و خوئے نکوئے محمد
نہین دستِ مژگان مرے پاؤن یارب	کرون طے ان آنکھون سے کوئے محمد
ان آنکھون نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا	حقیقت مین جو دیکھنا تھا نہ دیکھا
نہ ہمت نہ قسمت نہ دل ہے نہ آنکھین	نہ ڈھونڈا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا
تری یاد ہے یا ہے تیرا تصور	کبھی داغ کو ہے تنہا نہ دیکھا
رگِ جان سے نزدیک ہے مرجان تو	مگر پھر جو دیکھا کہان مین کہان تو

حقیقت مین ہے ماسوا چیز ہی کیا
ادھر تو اُدھر تو یہان تو وہان تو

نہ تو مجھکو چھوڑے نہ مین تجھکو چھوڑون
وہین تو جہان مین وہین مین جہان تو

دلبر سے جدا ہونا یا دلکو جدا کرنا
اس فکر مین بیٹھا ہون آخر مجھے کیا کرنا

یہ کام نہین آسان انسان کو مشکل ہے
دنیا مین بھلا ہونا دنیا کا بھلا کرنا

وہ دور بھی ہین جب بھی تصور مین قرین ہین
ہم بیخود و وارفتہ جو ہین بھی تو نہین ہین

روز مرتا ہون روز جیتا ہون
زندگی کا کوئی حساب نہین

اپنے دل کا مکان اور ہی ہے
اس مین اک میہمان اور ہی ہے

ملک الموت اسکو کیسا لیگا
دل مین عاشق کے جان اور ہی ہے

عشق کے ہین جدا نشیب و فراز
یہ زمین آسمان اور ہی ہے

سیر جس کی ہمین ہے بہ نظر
تیسرا وہ جہان اور ہی ہے

گرچہ ہے وہ کریم بندہ نواز
بے نیازی کی شان اور ہی ہے

تو مٹائے گی اے قیامت کیا
مرمٹون کا نشان اور ہی ہے

اے فلک تیری مہربانی کیا
داغ کا مہربان اور ہی ہے

سبق اچھا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

ہم نکمے ہوئے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دل بے مدعا دیا تو نے

کیا بتاؤں کہ کیا لیا مین نے
کیا کہون مین کہ کیا دیا تو نے

بے طلب جو ملا ملا مجھکو
بے غرض جو دیا دیا تو نے

تھا مرا منہ نہ قابلِ لبیک
کعبہ مجھکو دکھا دیا تو نے

جس قدر مین نے تجھسے خواہش کی
اُس سے مجھکو سوا دیا تو نے

رہبر خضر و ہادیِ الیاس
مجھکو وہ رہنما دیا تو نے

مٹ گئے دل سے نقشِ باطل سب
نقشہ اپنا جما دیا تو نے

ہے یہی راہ منزلِ مقصود
خوب رستے لگا دیا تو نے

مجھ گنہگار کو جو بخشدیا
تو جہنم کو کیا دیا تو نے

داغ کو کون دینے والا تھا
جو دیا اے خدا دیا تو نے

دل کو جیب دیکھا عجب رنگِ قدرت ہے
ایک آئینہ ہے لیکن سبکی صورت ایسی ہے

لینے والے کی تو کوئی حد بھی ہے
دینے والا کیو بہت سا چاہیے

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر
دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کسکی طاقت ہے کرے کوئی برائی آپکی
ساری دنیا آپکی ساری خدائی آپکی

بھر رہین عجب ادائین اُس شوخ چنچل مین
اک ٹیڑھ سادگی مین اک سیدھ بانکپن مین

ہر اداستانہ سر سے پاؤن تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

بیمثل کیا اُس بت کافر کو خدا نے
سمجھے کہ نہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے

تمکو چاہا تو خطا کیا ہے بتا دو مجھکو
دوسرا کوئی تو اپنا سا دکھا دو مجھکو

دل مین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے
ان حسینون کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

کہتے ہین وہ دیکھہ وصف گل نوبہار پر
طرّہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر

پری جمال بھی انسان ضرور ہوتا ہے
پھر اوسپر آنکھہ ہو اچھی تو حور ہوتا ہے

ادا سے خاص ہے معشوق کیلیے نخوت
بُری بھی شکل ہو جب بھی غرور ہوتا ہے

انسان خوبرو ہون تو حورون سے کم نہین
یہ اُس چمن کی پھول ہین وہ اُس چمن کی پھول

تم شہرت جمال سے کس جا کہان نہین
مین اضطراب دل سے جہان ہون وہان نہین

اب شرم سے نظرین تری ملتی کہین نہین
یہ خانہ نشین گوشہ نشین پردہ نشین ہین

ایک بھی بات کا پورا نہین دیکھا معشوق
دل شکن سیکڑون ہین عہد شکن لاکھون ہین

جنت مین جائین ہم کہ جہنم مین جائین ہم
ملجائے تو کہین نہ کہین تجھکو پائین ہم

غم سے کہین نجات ملے چین پائین ہم
دل خون مین نہائے تو گنگا نہائین ہم

فلک سے نے کینہ لیا تو نے ظلم مین نے وفا
ازل مین وہ ہی بلا جسکو جو پسند ہوا

داغ کے دل کا تو کچھ بہبود نہ پایا ہمنے
ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھون پہ

حسرتین لیچلے اس بزم سے چلنے والے
ہاتھ ملتے ہی اُٹھے عطر کے ملنے والے

جو دل دکھا رہا ہے مزا ہر گھڑی مجھے
آنکھون سے سو برس بھی دکھایا نہ جائیگا

معشوق جائے حور ملے مے بجای آب
محشر مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم

پاس اپنے دل کے رہنے دیجیے میر ہی دل
اک خوشی کو چاہیے اک غم اٹھانے کیلیے

خلق کے اعمالنامے چھین لونگا حشر مین
گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کی دلبر کا جواب

خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اُٹھایا
میری زبان بھی رکھ لے ای نامہ بر دہن مین

تم سے بچکر اک وفا حصے مین اپنے آگئی
تنے خوبی کو تھی چھوڑی زمانیکے لیے

آرام کے لیے ہے تمہین آرزوی مرگ
اے داغ اور جینے مین پایا فنا کے بعد

لطفِ مے تجھسے کیا کہون زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

تم سے کیا شکوہ ہے گلہ اُس سے
جس نے رسمِ وفا نکالی ہے

دل کو اس عاجزی سے دیتا ہون
کوئی جانے سوال کرتا ہے

آئین گے بیشمار فرشتے عذاب کے
صیدِ نحیف حشر غیر کی تربت مین چاہیے

تمہین نے داغ نے سے تم اُٹھائے نہین
سلف سے یونہین مرے یار ہوتی آئی ہے

عجب اپنا حال ہوتا جو وصالِ یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

موت آتی ہے قیامت کو یہاں تک آتی
پیچھے پیچھے کسی دامن کی لگی رہتی ہے

ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا

یار کا پاسِ نزاکت دلِ ناشاد رہے
نالہ رکتا ہوا تھمتی ہوئی فریاد رہے

مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے
درِ یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

کیا نزاکت ہے کہ آئینے میں
عکس ساتھ کھنچا جاتا ہے

لاکھ آفتیں آئیں لاکھ حسرتیں چھائیں
اک ترے نہ ہونے سے بھر گیا مکاں اپنا

کچھ تو پڑے دباؤ دلِ بیقرار پر
پارا بھرا ہوا مری تربت میں چاہیے

دوست اور ایسا دوست ایکدم میں مر جائے
دل غریقِ رحمت ہو تھا مزا جدان اپنا

وہ عید کو خود آئے ہیں ملنے کی بہانے
یہ دن تو دکھایا شبِ فرقت کی دعا نے

یہ شیخ نے بوئے ہیں یہاں تخمِ تو اب آئے
بکھرے ہیں جو میخانے میں تسبیح کے دانے

جسدن سے ملا ترا نوے معشوق نہ ہم کو
اُس روز سے رکھا نہیں تکیہ بھی سرہانے

مر جاؤں اگر میں تو ستم کون اٹھائے
زندہ مجھے رکھا ہے رقیبوں کی دعا نے

قصور وار رہوں میں مجھسے قصور ہوتا ہے
مگر جبھی کہ یہ دل نا صبور ہوتا ہے

ہمیشہ عذر بھی کرتے ہوئے نہیں بنتی
وہاں سوال یہ ہے کیوں قصور ہوتا ہے

جو مے پیون تو گنہگار کیا کرون واعظ
مجھے تو نام لیے سے سرور ہوتا ہے

اثر پزیر ہے دل گرم و سرد عالم سے
گھڑی مین نار گھڑی مین یہ نور ہوتا ہی

زہے نصیب طبیعت مین ہو جو آزادی
بہت بلاؤن سے انسان دور رہتا ہے

اُنھین نفرت ہوئی سارے جہان سے
نئی دنیا کوئی لائے کہان سے

وہ کوہِ طور تھا موسیٰ کا حصہ
الٰہی مین تجھے دیکھون کہان سے

گیا ہون پہلی منزل تک تو مر کر
اب آگے جاؤنگا کیون کر وہان سے

اُنھین جس بات سے تھی سخت نفرت
وہی بیساختہ نکلی زبان سے

آ پڑی ہے بحث میرے قطرہائے اشک پر
آج بوندین گن رہا ہون ابر گوہر بار کی

یا الٰہی کوئی محشر مین نہو میرا رقیب
ورنہ لٹجائیگی دولت سب ترے دیدار کی

موت بھی سو بار آئی اور الٹی پھر گئی
شکل پہچانی نہین جاتی ترے بیمار کی

جسوقت مین نے توبہ کا سامان کر لیا
کچھ بادل آسمان پر آکر برس گئے

قیامت آئی یہ خط کا جواب آیا ہے
ہائے بس مین ہون لیجا کوئی آکر مجھے

کبتک کھنچے رہوگے کبتک تنی رہیگی
کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی

ملکر تو اُنسے دیکھین آیندہ جو مقدر
یا دوستی رہیگی یا دشمنی رہیگی

تہ ہو نہ جی نگی اپنی تو جانا منے
کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہین

یون دفن میرے ساتھ دلِ بیقرار ہو
چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

مری آہین رقیبون کی دعائین
یہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھ
ملی ہے یون زبان اُنکی زبان سے

عرصہ حشر مین اللہ کرے گم مجھکو
اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو

ترکِ عادت سے مجھے نیند نہین آنیکی
کہین نیچا نہ ہو اے گور سرہانا تیرا

نکالون کسطرح خارِ تمنا سخت مشکل ہے
وہ اس ڈر سے نہین چھوڑ کہ یہ کانٹون بھرا دل ہے

جب امتحان کیجے تو مٹھی مین نیا دل ہے
الٰہی کیا حسینون کو بھی دستِ غیب حاصل ہے

بھلا دیکھین تو بازی کون لیجائے محبت مین
تم اپنے نام کے دل پر یہ اپنے نام کا دل ہے

بڑھا رہتا ہے کیا کیا طالبِ دیدار ہو ہوکر
مرے پائے نگہ پر بھی گمانِ دستِ سائل ہے

خدا سے بھی دعا مانگو تو یہ کہتا ہے وہ کافر
ذرا غیرت نہین کیا میحا بے صبر سائل ہے

جھڑکتے ہو مجھے کیون دور ہی سے پاس آنے دو
بڑھا کر ہاتھ دل دیتا ہون تم سمجھے ہو سائل ہے

ستم دیکھو وہ مشکین باندھتے ہین اپنے پلّے کی
کہ اپنا دم چرانا بھی وہان چوری مین داخل ہے

زہر بنکر دوا نہین آتی
مر رہا ہون قضا نہین آتی

ہم نہین سونگھتے کبھی وہ پھول
جسمین بوئے وفا نہین آتی

کوئی تو محبت مین مجھے صبر فرا دے
تیری تو مثل وہ ہے نہ مین دون نہ خدا دے

خدا شرم رکھ لے مری عاشقی کی
وہان امتحانِ وفا ہو رہا ہے

وفا پر مجھے بد دعا مل رہی ہے
خطا کیا تھی جسکی سزا مل رہی ہے

بدلتا نہین حال بیمارِ غم کا
بدل کر دوا پر دوا مل رہی ہے

چبانے لگے ہونٹ وہ بوسہ دیکر
یہ جھوٹے کو اچھی سزا مل رہی ہے

سنی ہے جو ظالم نے تاثیر اُلٹی
ہماری دعا کو دعا مل رہی ہے

موت زندہ چھوڑنے والی نہین
اس بلا سے کوئی گھر خالی نہین

اشارہ اُس نگہ کا روح افزا ہو نہین سکتا
کہ جادوگر سے اعجازِ مسیحا ہو نہین سکتا

شکایت درست کر سکتی ہین تیری کر نہین سکتے
کہین ایسا بھی ہو سکتا ہے ایسا ہو نہین سکتا

ہو گئی دیکھیے کیسی مری میت بلکی
دل سے نکلے ہین دمِ مرگ ارمان دو چار

کیا لطفِ ستم یون انہین حاصل نہین ہوتا
غنچے کو وہ ملتے ہین اگر دل نہین ہوتا

کیا ناک مین دم ہے دلِ دشوار طلب کے
وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہین ہوتا

یہ داد ملی اُنسے مجھے کاوشِ دل کی
جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہین ہوتا

انگڑائی کشی نے تجھے کیا مزا دیا
سینے پہ چڑھکے اُسنے خم مے پلا دیا

ہر اک کو مستعار دلِ مبتلا دیا
یون ہمنے اک زمانے کو عاشق بنا دیا

کوئی بھی طولِ روزِ جزا سے غرض نہ تھی
میری شبِ فراق کی صندنے بڑھا دیا

گیا ہے عرشِ معلی پہ شور نالون کا
خدا بھلا کرے آزار دینے والونکا

کوئی خوبی نظر آتی نہین تجھہ مین ظالم
ای فلک پیری و صد عیب بجا کہتی ہین

لایا ہے مجھکو بخت رسا بزم عیش مین
مجھسے ڈرو کہ دوست مرا آسمان ہی اب

عالم یاس مین گھیرا ئے نہ انسان بہت
دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت

ہو گی فقط شریک دعا ایک بیکسی
میت پر اپنی آپ پڑہینگے نماز ہم

بیکسی صدمۂ ہجران کی مجھے تاب نہین
کاش دشمن ہی چلے آئین جو احباب نہین

دوڑکر دست دعا ساتھ دعا کے جاتی
ہاے پیدا نہ ہوئی پاون مری یا تھو نہین

تاثیر سے ہون دست گریبان کیسطرح
دست جنون کی مشق تو دست دعا نہین

بوجھ ڈالا نہ بہت دست دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہو کہ مرا ہاتھہ اتر جاے گا

آنکھین تری تلوے سے ملین کس شب وصل
دو پھول سے نرگس کے بنی ہین کف پا مین

تو دوست ہے کسطرح نہ لین تیری بلائین
ہم کو پڑا کرتے ہین دشمن کی بلا مین

مرادین مان رہا ہون تقاضا کے آنیکی
بری گھڑی تھی دل مبتلا کے آنیکی

شگاف چرخ سے ای آہ کیا ہوا حاصل
کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی

نباہو نہین نفس واپسین نقاہت سے
نہ آکے جانیکی طاقت نہ جاکے آنیکی

دنیا مین کوئی لطف کرے یا جفا کرے
جب مین نہین بلا سے مری کچھہ ہوا کرے

فرقت کی شب یہ کام لیا دل کے داغ سے
ڈھونڈھا اجل کو تا بہ سحر اس چراغ سے

کھاتے ہین داغ دوست مری دل کی داغ سے
سچ ہے چراغ ہوتا ہے روشن چراغ سے

جو ہو سکتا ہے اس سے وہ کسی سے ہو نہین سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

نہ رونا ہی طریقے کا نہ ہنسنا ہی سلیقے کا
پریشانی مین کوئی کام جی سے ہو نہین سکتا

غضب کیا ترے وعدے پر اعتبار کیا
تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کسیکے عشقِ نہان مین یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن
یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

کیا کیا فریب دل کو دئے اضطراب مین
اُنکی طرف سے آپ لکھے خط جواب مین

ساقی کا دل نہ توڑینگے ترکِ شراب سے
حاصل کسیطرح ہو غرض ہے ثواب سے

بیتاب درد ہون تو دلِ رازدار ہون
لبریزِ شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

اُفتادگی پہ بھی نہ گئی اُسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مُرغِ پریدہ ہون

آرزو بنکے رہا ہون کہ نکالے نہ فلک
اُس گلی مین ہمہ تن آج تمنا ہون مین

میرے مرنے کی خبر سنکر کہا
واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

رہیگا کوئی تو تیغِ ستم کے یادگار رہنمین
مری لاشے کے ٹکڑے دفن کرنا سو مزار رہنمین

اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھی کو سین
مری قاتل کا چرچا کیون ہی میری سوگوار رہنمین

چاک ہو پردۂ وحشت مجھے منظور نہین	ورنہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دور نہین
جھانکتا ہے تو بدلے وفا کے	خدا کو مان اے بندے خدا کے
نہ خوش ہوا ہے جو ہمکو ستا کر	ڈرو سو کارخانے ہین خدا کے
اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے	اسد تیری شان کے قربان جائیے
دنیا مجھے کہتی ہے بُرا حاضر و غائب	سمجھو تو سبب کیا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

تذکرہ نویسون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مشہور شخص کا کلام انتخاب کرکے ملک مین پیش کرتے ہین تو اُسکے ساتھ ساتھ مقابلتہً اور معاصرین شعرا کا ہمطرح کلام بھی لکھتے ہین۔ اور یہ اس لیے کہ دیکھنے والون کو مقابلہ کرتے وقت اپنی رائے قایم کرنے کا کافی موقع ملے۔ مگر ہمنے مخصوص ایسا نہین کیا کیونکہ ایسا مقابلہ کرنے والے اور ایسی رائے دینے والے وہی لوگ ہو سکتے ہین جنکو مبدء فیاض نے طبع سلیم اور رائے مستقیم عطا کی ہے۔ ناممکن ہے کہ ایسے لوگون کی نظر وسیع نہو۔ اسلیے فضول تھا کہ ایسے دیکھنے والون کے سامنے اُنکا دیکھا ہوا کلام پھر پیش کیا جاتا۔ جو صاحب انصاف کی نظر رکھتے ہین وہ مرزا صاحب کے ان چند اشعار کو دیکھکر محاکمہ کر سکتے ہین۔ چونکہ کسی معاصر اساتذہ کا کلام مقابلتہً انتخاب نہین کیا گیا اسلیے حضرت اُستاذی کے اشعار

سرسری طور پر جو یاد تھے اور جو ذہن مین آئے لکھدیے گئے۔ نہ انتخاب
مین کوئی خاص اہتمام کیا گیا نہ کسی کے مقابلے مین شعر منتخب کیے گئے
غزلون کے بعد قصائد مثنوی کا انتخاب بھی ضروری تھا کیونکہ اصنافِ سخن مین
انکا نمبر بھی بڑھا ہوا ہے گو مرزا صاحب نے غزلون کی طرح قصیدون کیطرف
زیادہ توجہ نہین کی تاہم جو دو چار قصیدے کہے ہین اُن سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپکی قادر الکلامی اور ذکاوتِ طبع نے ہر ایک میدانِ سخن مین اپنے توسنِ
فکر کی جولانی سے جھنڈے گاڑ دیے ہین۔ ان چند قصیدونکے سوا ایک
مثنوی بھی مرزا صاحب نے کہی ہے اُسکی عمدگی اور خوبی اہلِ ملک پر پوشیدہ
نہین۔ فصاحت و بلاغت۔ لطف بیان۔ سوز و گداز۔ اثر۔ تسلسل غرض جو
باتین مثنوی مین ہونی چاہئین اُنکے علاوہ یہ خوبی تمام مثنویون سے زیادہ
اُس مین ہے کہ سچا واقعہ اور آپ بیتی ہے اس خصوصیت نے جو تاثیر
اس مثنوی کو دیا ہے وہ کیسکو نصیب نہین۔ اب ہم اسجگہ قصائد و مثنوی کا مختصر
انتخاب کرکے ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

قصائد

مین ہوا بادیہ پیمان طرفِ ملکِ دکن	سرمہ چشمِ غزالان ہوئی گردِ دامن

نازنینوں کی کمر بید کی شاخِ لرزاں
موجۂ ریگِ رواں زلفِ پریشاں کی شکن

بسترِ قاقم و سنجاب بنا سبزۂ دشت
تکیۂ مخمل و کمخواب ہر اک خشتِ کہن

قطرۂ شبنم ہر خار سے گوہر بے آب
زور رولانہ کہسار سے ہر لعلِ یمن

شاخِ آہو پہ گمان پیچ و خمِ کاکل کا
سبزۂ دشت میں ہے سبزۂ نوخط کی پہچن

ذرّے ذرّے سے نمودار فروغِ انجم
باد سے جادے سے عیاں کاہکشاں کا چیں

دیکھے کوسوں سے مسافر کہ یہ آئی منزل
صبح صادق کی طرح شامِ غریباں روشن

خاک اس دشت میں اڑتی ہے کہ اڑتا ہے عبیر
آگے اس خاک کے مٹی اثرِ مشکِ ختن

قوتِ نامیہ اس جوش پہ اللہ اللہ
دانۂ موتی کا جو بوئیں تو ہو خرمنِ خرمن

چوکڑی بھولے جو اس دشت کی سونگھے خوشبو
کیہاں آہوئے تاتار کا ہو نشہ ہرن

خارِ صحرا اُسے انگلی کے اشارے سے بتائے
راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارہ وطن

دیدۂ غولِ بیابان نے جلائی مشعل
ہر بگولے سے عیاں رقصِ بتِ نسرین تن

زندہ رہتا ہے تنِ عابدِ مرتاض کی شکل
خشک ہو کر بھی بیابان میں یہاں نخلِ کہن

شجرِ طور کی مانند منور ہر نخل
ملگیا کیا کہیں اس دشت سے دشتِ ایمن

آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز اختر
عکس افگن جو ہوا سبزۂ کہسار و دمن

ندیاں کوہ کی ہیں رشکِ دوجوئے شیر
جن سے پھیکی پڑے فردوس کی بھی نہر لبن

موجیں کرتی ہوئی پھرتی ہے صبا مثلِ نسیم
لہلہاتے ہوئے سبزے کا نرالا جوبن

حوریں پانی بھریں پنگھٹ کا جو لیویں جھگٹ
ہے اس انداز کا ہر ایک بتِ سیمیں تن

ایسے جھرمٹ کیے باہم ہیں ثریا تمثال
کہ زمیں پر نظر آنے لگے پروین و پرن

اشہبِ خامۂ چالاک کی پھرتی ہے عنان
صفتِ دشت و جبل سے طرفِ شہر و چمن

قوتِ باصرہ و شامۂ مملو ہو نوید
باغ کی رہ میں گل کھلے ہیں گلن گلشن

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دمِ سیرِ چمن
پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہِ ذقن

برگ برگِ گل و گلزار یہاں تک پھیلا
جس سے کوتاہ ہے گلچیں کا سرِ اسر دامن

لالہ و گل نے جو پہنی ہے قبائے رنگین
دیتی ہے خلعتِ نوروز بہارِ گلشن

قلقلِ شیشہ کی آواز ہے بستان بستان
نوبتِ مے پہ تقاضا ہے کہ بشکن بشکن

نوعروسانِ چمن مست ہوئے ہیں کیا کیا

کھینچتی ہے کرِ سرو کو بھی شاخِ سمن
وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن مین خورشید
گوہرِ شبنم شاداب سے بھرے دامن
بوئیے تخمِ محبت کو تو پیدا ہو وفا
ڈالیے پرتوِ رخ کو تو اُگے سیبِ ذقن
لائے گر فصلِ خزان کو فلکِ نیلی رنگ
نیلی پیلی ہو غضب دیکھ کے اُسکو سوسن
پر پروانہ جھلے پہولون کا پنکھا ایسا
کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی جلن
کیا عجب پہنچے وہان تک اثرِ فیضِ بہار
فلسِ ماہی بھی کہیلین صورتِ گلہائے چمن
گر یونہین فصلِ بہاری کا رہا جوشِ عروج
شاخِ طوبی مین عجب کیا ہے کہلے نسترون
کس طرح دستِ حنائی نکرے نخلِ چنار
تیغِ اروی سے بہا پھرتا ہے خونِ بہمن

شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے
فخرِ کلکتہ و مدراس نظیرِ لندن

ثانیِ خلد وارم با بنی تزئین و حشم
روکشِ چین و ختن غیرتِ بغداد و عدن

چھپ گئی سقفِ فلک یون تہ ایوانِ بلند
تشتری ڈھانکدے جسطرح کوئی زیرِ لگن

روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان
جنکے نظارے سے ہو چشمِ تمنا روشن

ایسے عشرتکدے مین کیون نہ ہو خلقت دلشاد
ایسے مامن مین نہ کیونکر ہو زمانہ ایمن ٭

شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازارون مین
نہین ممکن کہ جو برتن سے بھی کھڑکے برتن

ہاتھہ باندھے ہوئے پھرتے ہین یہان دست دراز
لب سیے رہتے ہین یہود سراوقتِ سخن

ذی خرد اتنے ہین ذی فہم ہین اتنے کہ یہان

کیا قباحت ہے اگر ماکی جگہ بولیے من

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب

عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہے جہان مین ڈنکا

نوبتین کیون نہ بجین دھوم سے باون باون

طفلِ مکتب بھی پڑہا تا ہے فلاطون کو سبق

خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جاے کہین عیش آباد

خوشتر از ملکِ سلیمان نہو کیون حبِ وطن

دشت و کوہ و چمن و شہر کی مدّاحی سے

ایسی تشبیب کو زیبا ہے کہین چار چمن

چمن آراے دکن خسروِ فیاض و جواد

جسنے شاداب کیا آبِ کرم سے یہ چمن

مدح مین اسکے پڑہون مطلعِ رنگین ایسا

جس سے اے داغ ہو شرمندہ بہارِ گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیغ فگن تیغ فگن شیر فگن — میر محبوب علیخان ملک ملک دکن
داد گر داد دہ و داد رس و داد رسان — فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن
پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد — نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن
قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس — حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و اوج مہ عز و علا — شمع کاشانۂ دین اختر بخت روشن
قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم — بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن
مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا — معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ و حشم وارث و سہم و سریر — مالک سیف و اقلیم ظل قدیر ذو المنن
تیرے انوار کا پرتو ہے کہ ہے پرتو مہر — تیرے اخلاق کی خوشبو ہے کہ خوشبوئے چمن
بات ڈالا ہے محالات میں بخشش نے تری — کہہ سکے کون عطا کو ترے ہیہات نہ کہن
وہ گہربار ترا دست کرم ہے شاہا — آگے اس فیض کے پانی بھرے عبادہ کی بھرن
رن برستی ہے دکن میں ترے مثل ہے مشہور — تو نے برسائے گہر فیض سے معدن معدن
فیض ہے کوہ بیابان کو بھی ہنگام نثار — لیتے ہیں لعل و گہر دونوں بچھا کر دامن
کوئی سختی کرے اس عہد میں کیا ممکن ہے — موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج آہن

عہد مین تیرے جو معدوم ہی کیا ہی یہ ہے
کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و الم

جو سلطان ہی وہ ممنوع ہوئی طرزِ سوال
زخم پہیلائے جو دامن تو بنے تر دامن

وہ بھی چھپ چھپ کے یہان دیکھتا ہی اپنی موت
زخم مین ٹانکے ہین یا درد کے در پر چلمن

حکمت آموزِ فلاطون ہے تری عقلِ سلیم
بات پختہ ہے تری رائے تری مستحسن

ریشۂ بیخِ ز قوم اسکو بناتی ہے زمین
تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تارِ کفن

آتشِ قہر سے رستم کا بھی ہو زہرہ آب
شمع کی طرح سے گھلجاے تنِ پر مین تن

تیرے مداح ہین سب اہلِ نظر اہلِ کمال
آنکھ مین گھر ہے ترا تو ہے زبان پر مسکن

سوز باہین گلِ صد برگ سے لے قرض ہزار
تو کرے لاکھ طرح سے وہ تری مدح سخن

ہین ترے عہدِ عدالت مین شکستہ احوال
دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن

تنگدون مین ہے یہ ماتم تری دینداری سے
بانگِ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شیون

دیگر

آج وہ روزِ مبارک ہے وہ ہی یوم سعید
کہ گلے ملتی ہے خود شاہ کو اقبال ہی عید

وہم سی دہوم خوشی سی ہے خوشی چار طرف
تشنگانِ مے گلگون کی بر آئی امید

آج میخانے پہ رندون کی چڑہائی ہے
توڑ ڈالین نہ کہین بیکسے کی سد سدید

آج ہین قفلِ درِ میکدہ وا ہوتا ہے
دستِ زاہد مین عوض ہے پرِ مغلان کی ہی کلید

آج وہ دن ہے کہ پیتے ہین اُسکی تمام شام — کی ہی دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید
ہان پیو بادہ کشو دیکھین تو کتنا دم ہے — خود ہی ساقی کی طرف سے یہی تاکید اکید
تلخیِ بادہ ہے وہ آج کے دن لذت بخش — ہونٹ چاٹا کرے اک گھونٹ جو پی لے جمشید
زاہدِ خشک کے بھی سُنہ مین بھر آئے پانی — دستِ ساقی مین بھرا دیکھے اگر جام نبید
حسن مین تلتے ہین یون ڈالکے جھولا موش — جسطرح برج مین میزان کی فلک پر ناہید
اعتدالِ آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا — زہر بھولے سے کوئی کھائے تو وہ بھی ہو مفید
ذہن کیا کند ہو ہوتے نہین ہتیار بھی کند — مثلِ یونان نہین ہلمہ مین کوئی شخص بلید
خبثِ نفس اہلِ دکن مین زبانام کو بھی — نہ ملے بہرِ دوا و ہونڈے ہے گر خبثِ مدید
نبضِ خورشید مین پائی جو حرارت تو فلک — تخم سے قطرۂ شبنم کے بنائے تبرید
دیدنی ہے یہ بہارِ چمنِ بوقلمون — دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصتِ دید
چمنِ دہر مین سو بار خزان آئے تو کیا — نہو پژمردہ و افسردہ گلِ وصفِ حمید
جو ہی بیگانہ تعلق سے یگانہ ہی وہی — کہ عجب شے ہی زمانے مین تفرد تفرید
نیک و بد کا ہو ہر اک بات مین انسان کو خیال — دوست سے وعدہ وا ثق ہو تو دشمن سے وعید
وہی شہزور رہا جس نے دبایا اسکو — نفسِ سرکش کو سمجھے کہ یہی دیو مرید
بس خبردار ہوائی داغ ذرا ہوش مین آ — پندِ عطار کی اس بیت مین کیسی تقلید

دیدۂ دل سے اُٹھا پردۂ غفلت غافل
دیکھ سامانِ شہانہ کہ یہ ہے قابلِ دید

آج دربارِ گہربارِ شہِ والا سے ہے
چھائی ہے کیا در و دیوار پہ دربار میں عید

ہوش آتے ہی یہ مطلع مرے لب پر آیا
کی فرشتوں نے بھی مضمون کی جسکے تائید

مطلعِ ثانی

جشنِ آراستۂ شاہ کی مدت سے ہے مدید
کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمشید

شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ
شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عبید

صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید
میر محبوب علیخان شہِ یکتا و وحید

غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بھی کم
رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید

گم ہوا عہدِ عدالت میں تشدد ایسا
نہ لکھیں رسمِ کتابت میں بھی کاتب تشدید

وقتِ انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظر

وقتِ الطاف و کرم عفو کرے جرمِ شدید
سیدھے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکے ترچھے
کہین مٹجاے نہ ابروے حسینان کی کشید
شمعِ اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن
جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآنِ مجید
تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد
دلکی قندیل مین روشن ہے چراغِ امید
حیدرآباد رہے شاہ کے دم سے آباد
جس سے ہر صورتِ اسلام نمودار و پدید
مسجدون مین ہے یہان شورِ اذان و تکبیر
خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمدِ حمید
کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس
کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسنِ تجوید
ہے کہین تذکرۂ عینیتِ ذاتِ صفات
ہے کہین مشغلۂ ذکرِ شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام
شاہِ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشئید
مدحِ حاضر مین پڑہون مطلعِ روشن ایسا
کہ چمک جائے مرا بخت بھی مثلِ خورشید

مطلعِ ثالث

یون سلاطینِ دکن مین ہے ترا دورِ سعید
جسطرح سارے مہینون مین مبارک ہے عید
چار آنکھین ہین زمانے کی زمانے مین ترے
چشمِ لطف ایک بڑھی ایک بڑہی چشمِ اُسید
مان جاتے ہین تری راے جہان آرا کو
اہلِ تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید
یون تری راے کے پیرو ہین تمام اہلِ خرد
جسطرح اہلِ تسنن مین سب اہلِ تقلید
دس سے دس لاکھ جو بنجائین عقولِ عشرہ
کرسکین وہ نہ تری راے کی ہرگز تردید

ہو گیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار
درد ہوتا نہین عشاق کے دل مین بھی شدید
چرخ کانپ اُٹھے لرز جائے زمین دہشت سے
الامان وقتِ سیاست جو کرے تو تہدید
رسیان باندہ کے رکھے جو عدو اپنی عمر
تو بھی ہرگز نہ بنے حبلِ متین حبلِ وید
تو وہ ممدوح معرّف ترے شاہانِ زمن ✤
مین وہ مداح کہ قابل مرے سحبان ولبید
تجھ سے آسایشِ مخلوق خدا کا ایجاد
مجھے آرایشِ اندازِ سخن کی تجدید
ہین سپہدار ہزارون ترے منقاد و مطیع
سیکڑون اہلِ سخن سحر بیان میرے مرید
اسطرح حکم مین تیرے نہین ہوتا اجمال
جسطرح شعر مین میرے نہین ہوتی تعقید
تجکو شایان ہے مری رتبہ فزائی کے امور

مجھکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید

نہین جچتے مجھے اشراقی و مشائین کچھ

تھے فلاطون و ارسطو مرے شاگرد رشید

ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے

نقرۂ ماہ نہ لون مین نہ طلائے خورشید

شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا

داغ سے مرحمتِ نعمتِ شاہی کی رسید

دیگر

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم

فلکِ پیر بھی کھاتا ہے جوانی کی قسم

ہوگئی فصل بہاری مین بھی اسبکے برسات ؛

جوش سے ابرِ بہاران کے ہوا یہ عالم

چرخ پر چھائی ہین اسطرح گھٹائین کالی

جسطرح ہون رخِ معشوق پہ زلفین برہم

ہے سیہ ابر مین اس روپ پہ بگلون کی قطار

انجمِ کہکشان کی ہو لڑی جیسے بہم
گردِ افلاس کو بھی ابرِ کرم دھوتا ہے
تارِ بارش مین ہے موتی کی لڑی کا عالم
جوشِ پر رحمتِ باری سے تعجب کیا ہے
چاہِ بابل کا دھوان بھی جو بنے ابرِ کرم
کہین بادل کی گرج ہے کہین بجلی کی کڑک
کہین بوندونکی پھوارین کہین برسے چھم چھم
نعرۂ مست کا بادل کی گرج مین انداز +
نگہِ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم +
ابرِ نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین
گائین دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم
آبِ شمشیر مین جوہر ہے بشکلِ ماہی +
آبِ آئینہ مین غواص ہے عکسِ آدم
پسلیان اب نہین دریا کی دکھائی دیتین
خوب تن تن کے روان ہونے لگے موجۂ یم

کشتیون مین کہین جلسے ہین چڑھے دریا کے
ہو رہی ہین کہین تیراکون مین شرطین باہم
قوتِ نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہین
دوڑین اُٹھ اُٹھ کے زمین پر سے اگر نقشِ قدم
خاک مین جان ہے ایسی کہ نہین اس کا عجب
زندہ ہو جائین اگر زیرِ زمین اہلِ عدم
نارِ دوزخ بھی بنے آج گلستانِ خلیل +
اخگرِ سوختہ بھی ہون گلِ گلزار ارم +
بات کی شاخ مین بھی آج وہ ہے استحکام
توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبھی قول و قسم
اثرِ بادِ بہاری سے تعجب کیا ہے +
گلفشان صورتِ گلزار ہو نخلِ ماتم
ارض کو فوقِ سما پر ہے اسی موسم مین
کہ زمین لوحِ زمرد ہے فلک ہے نیلم
وقتِ انشا اثرِ تازگیِ مضمون سے +

شاخِ سرسبز بنے ہات مین کاتب کے قلم
خطِ گلزار ہو قرطاس پہ کھینچین جو لکیر
ہو برنگِ رگِ گل ریشۂ سوراخِ قلم
ہے وہ بالیدگیِ سبزہ سرِ راہ گیر
زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہین رہرو کے قدم
شوخیِ رنگ سے مہندی کے ہے فق رنگِ شفق
لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم
کہین طاؤسِ چمن کی ہے نوائے دلکش
کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم
ہے کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک
کوک کوئل کی ہے ارگن سے بھی خوشتر ہر دم
نکہتِ گل کا اثر ہو نفسِ مطرب مین
گائین اس فصل مین گر رام کلی اہلِ نغم
بھینی بھینی ہے وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بو سے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کھلکر
شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے کیا کیا باہم
روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے
چندریان ساڑیان سُرخ اُسپہ ترشح کم کم
یہ ہے موجود وہ معدوم یہ تازہ وہ کہن
باغِ محبوب کہان اور کہان باغِ ارم
بزمِ عشرت کا عجب رنگ ہے اس موسم مین
گاتے ہین گونڈ ملار اہلِ طرب اہلِ نغم
سبعہ سیارہ کو بھی یمن و شرف حاصل ہے
معتدل آج کے دن چارون عناصر باہم
نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی
حیدرآباد مین ہے فصل کا ایسا عالم
روز نوروز ہے وہ فرخ و مسعود و سعید
کہ زحل کی بھی سعادت نہین برجیس سے کم
عکس بھی اسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور

بیضۂ بازیِ نوروز ہے وہ مستحکم
آج وہ قدر ہے انکے جو مقابل کیجے

تاجِ پرویز کے موتی نہ خریدے عالم
بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون سے لڑائین

خطِ مخمور سے لکیر اُسمین ہو ثابت ہر دم
شور ہے قلقلِ مینا کا چلو آؤ پیو

مغبچون نے بھی بچار رکھی ہے کیا کیا اودہم
لائے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے

پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دھرم
محو و بیخود بہی کوئی آپسے اُٹھ سکتا ہے

محفلِ عیش مین جم جاے یہان بیٹھ کے جم
جشنِ نوروز ہے دربارِ شہ والا ہے

اہلِ دربار ہزارون ہین یہان کم سے کم +
منصب و خلعت و جاگیر و خطاب و خدمت

خیر خواہون کو عطا آج ہوے ہین پیہم

عکس بھی نذر گزارون کا ہوا نذر گزار

جابجا آئینے ایوان مین ہین قدِّ آدم

شاہ کے نام سے ہوتی ہے محبت پیدا

کیون نہ محبوبِ دلِ خلق ہو اسمِ اعظم

نام لیجے اگر اسکا تو اُمید م کھلجائے

عقدۂ کار ہو کیسا ہی جو دشوار واہم

خسرو نامور و بادشہِ نام آور ٭

شان مین جسکی کیا داغ نے مطلع یہ رقم

مطلع ثانی

صاحبِ طبل و علم مالکِ شمشیر و قلم

میر محبوب علیخان شہِ فرخندہ شیم

مالکِ مملکت و مال و منال و مکنت

صاحبِ دبدبہ و طنطنہ و جاہ و حشم

کوکبِ ملک دکن ماہِ منیر دولت ٭

مہرِ اقبال و حشم چشم و چراغِ عالم

بخت و اقبال و دماغ و نگہہ و دل روشن
فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم علم
جسکے جلوے سے چمک مہر جہانتاب کی ماند
جسکے چہرے سے دمک ماہ فلک کی مدہم
بذل مین عدل مین ہے حاتم و کسریٰ کی مثال
رزم مین بزم مین ہے ثانی اسکندر و جم
ایسی سطوت ہے کہ تھراتے ہین اہل آزار
موت بھی ڈھونڈھتی ہے اپنے لیے راہ عدم
شاہ کا حرف سیاست جو ہوا ہے مشہور
خوف سے دانت نکالے ہوے ہے سین ستم
ہیبت شاہ سے کہسار سے پانی پانی
اگر آزر بھی ترا شے کبھی ترشے نہ صنم
بازوے بازین ہو پروردش بچہ قاز
اور بزغالے کو آغوش مین پالے ضیغم
گنج سلطان کی اگر دیکھہ لے کثرت قارون

تو وہین ساتھہ دوالے کے نکلیا ہے بھرم

اے زہے جود کہ ہے خوانِ عطا خانِ خلیل

اے زہے فیض کہ ہے دستِ سخا ابرِ کرم

قدر ایسی ہے سپاہی کی جو پاتا یہ دور

چھوڑ کر خدمتِ کاؤس کو آتا رستم

نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل مین جو بہت

کچھ تعجب نہین فرسودہ ہون گر لوح و قلم

مدحِ حاضر مین لکھہ اے داغ وہ مطلع بیمثل

سُنکے احسنت کہے جسکو زبانِ عالم +

مطلع ثالث

کیا عجب ناموری سے تری اے بحرِ کرم

فلس ماہی پہ ترا سکہ ہو مانندِ درم +

جمع ہین ایک تری ذات مین کتنے اوصاف

بذل و انصاف و ہنر پروری و لطف و کرم

نورِ ایمان سے وہ روشن ہے دلِ پاک ترا

دیکھے یہ جلوہ تو پروانہ بنے شمعِ حرم

اور بھی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل

ملک الموت بھرے گر تری تلوار کا دم

تو جو چاہے نہ رہے دھر مین کھٹکا باقی

ماہی بحر کا بہی خار سے خالی ہو شکم

گر کسی زخم پہ ٹہرے تری جنسِ حسنات

تو فرشتون کو یہ لالچ ہو کرین بیع سلم +

ہے دمِ معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال

قطب تارے کی طرح سے نہ ہٹے تیرا قدم

کعبہ مقصدِ آفاق ہے تیرا دیدار

مردم دیدہ ہون قربان صفتِ طوفِ حرم

تیرے ہی دستِ سخاوت کی کرامت کہیے

یون جو بے پاؤن کے چلتا ہے زمانے مین درم

تیرِ حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہین

قدر انداز ہے تو مثلِ قضائے مبرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا
اُسنے اُلٹا بھی الم کو تو ملا وہ ہی الم

حشر تک قبر سے یہہ ندا مَن آئین
ہائے غم وائے الم ہائے غضب وای ستم

یون ہے مردود عدو بارگہِ عالی سے
جسطرح رکھہ نہ سکے خچ پہ ابلیس قدم

سامری فن بھی عدو ہو تو نہو اُسکا گزر
چوب درہان مین ہے موسیٰ کے عصا کا عالم

ہے ازل سے یہ ترے در کا سلامی شاہا
پشت ہے پیرِ فلک کی اسی تسلیم سے خم

دخل کیا۔ ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد
کہ پرِ کاہ کو رکھتی ہے بہگو کر شبنم

حیدر آباد ہے جنت سے سوا دار الامن +
کہا کے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

دیگر

جود وسخا نظام کی ہمت کے ساتھ ہے
وابستہ خلق وامن دولت کے ساتھ ہی

دنیا مین نام آپکا شہرت کے ساتھ ہے
شہرت بھی ہی اگر تو حکومت کے ساتھ ہی

دل مین جو حوصلہ ہی تو جرات کی ساتھ ہی
آنکھون مین ہی حیا تو مروت کے ساتھ ہے

آصف کو الفت ایسی رعیت کی ساتھ ہے
جیسے رسول پاک کو امت کے ساتھ ہے

چونتیسوین ہے سالگرہ اب حضور کی
ساعت یہ نیک یمن وسعادت کی ساتھ ہے

کیونکر خطاب مین نہ فلاطون عصر ہو
جو بات ہے وہ فہم وفراست کے ساتھ ہی

جو ہے خدا کا حکم وہی بادشاہ کا
طاعت کا لطف ہمکو اطاعت کے ساتھ ہے

کیا اتباع حکم شریعت ہے راتدن
کیا اعتقاد اہل طریقت کے ساتھ ہے

بدخواہ کا نظر سے کلیجا نکل پڑے
وہ دبدبہ حضور کا سطوت کے ساتھ ہی

اولاد سے زیادہ ہی منظور پرورش
کیسی رعایت اپنی رعیت کے ساتھ ہے

جو کام مقتضی ہے ریاست کے واسطے
سطوت کے ساتھ ہی وہ سیاست کے ساتھ ہی

کیونکر ہراسان رعیت کا باغ ہو
مشمر یہ بادشاہ کی نیت کے ساتھ ہے

مسکین نواز بھی ہے مسافر نواز بھی
کیا پرورش اہالی غربت کے ساتھ ہی

دنیا کی ہے زبانپہ شاہ دکن کا لطف
چرچا یہی تو حرف حکایت کے ساتھ ہی

جرم و خطا کے واسطے تعذیب ہی بدیر
عفوِ خطا اگر ہے تو عجلت کے ساتھ ہے

یہ اتحاد چاہیے انسان کے لیے
سیرت کا حسن خوبیِ صورت کے ساتھ ہی

نوکر کی آبرو سے ہی آقا کی آبرو
کیا پرورش ہر ایک کی عزت کے ساتھ ہی

آصف دلیر و شیر فگن وہ ہے جسکی دھاک
سارے بہادرون مین شجاعت کے ساتھ ہے

آصف ہی وہ خلیق کہ باغِ جہان مین آج
خوشبوے خلق جسکی لطافت کے ساتھ ہے

آصف کا وہ ہی طالعِ فیروز و اجمند
جسکا عروج شوکت و حشمت کے ساتھ ہی

آصف کا حق تعالیٰ نے جو شاہِ دکن کیا
جو کام ہے خدا کا وہ حکمت کے ساتھ ہی

کیا منصفی ہی طبع مین بے شعور سے
کیا راستی مزاج مین خلقت کے ساتھ ہی

اہلِ زمین کو فخر نکیون ہو کہ واسطہ
اک آسمانِ جاہ و جلالت کے ساتھ ہی

دستِ نظام مین رہے یارب عنانِ دین
اسلام جب تک اسمِ شریعت کے ساتھ ہے

آصف رہے ہزار برس جسکی سلطنت
شان و شکوہ و شوکت و عظمت کے ساتھ ہے

یارب دعا ہو داغ دعاگو کی مستجاب
اُسکی دعا اُمیدِ اجابت کے ساتھ ہے

مثنوی

ساقیا مین اگر دعا مانگون
تو بجز مے کے اور کیا مانگون

یہ دعا اور کامیاب ہو — یہ دعا اور مستجاب ہو
یہ دعائین قبول ہو جائین — پارسائی کے پھول ہو جائین
منہ سے نالے اگر نکالون مین — خمِ گردون کو جھید ڈالون مین
دردِ مے سطحِ خاک یکسر ہو — کرۂ نار آتشِ تر ہو
موجزن ہو وہ بادۂ گلگون — بطِ مے کی طرح پھرے گردون
خمِ گردون سے آسمین کو شراب — ساقیِ مے ہو چادرِ مہتاب
خمِ مے آسمان ہو جائے — میکدہ ہر مکان ہو جائے
نمکِ شورِ قند کا ہو جواب — سر کے پر ہو یقینِ بادۂ ناب
کاسۂ مے حباب ہو جائے — آبِ قلزم شراب ہو جائے
مہ انور بسانِ ساغر ہو — ہالۂ مہ دہانِ ساغر ہو
ساغرِ بادہ اخترِ تابان — بیل انگور کی ہے کاہکشان
گل مین ہو رنگ ساغرِ مل کا — شورِ قلقل ہو نالہ بلبل کا
گریۂ شمع بھی ہو مستانہ — گرے مستون کی طرح پروانہ
محتسب شوق سے ہو مے آشام — لبِ قاضی ہو شربوا ہو مدام
راتدن شغلِ مے پرستی ہو — ساری دنیا ہو اور مستی اور

مردم دیدہ تک شرابی ہو
آنکھہ پیدا ہو تو گلابی ہو

خوف کیسا کہان کی بے ادبی
انتہا کی ہے مجھکو تشنہ لبی

کسکو اندیشۂ گنہگاری
اور ہی شے ہے رحمتِ باری

مے گلفام کے مزے لوٹین
ساغر و جام کے مزے لوٹین

اس پری کی ہے حور کی صورت
ہے یہی نار نور کی صورت

بیانِ حالتِ فراق

اے فلک داد خواہ ہون تجھسے
طالبِ رشکِ ماہ ہون تجھسے

یہ ستم دیکھ اور مجھکو دیکھ
یہ الم دیکھ اور مجھکو دیکھ

وہ نکیلی ادائین وہ یان مین ہین
وہ سریلی صدائین وہ یان مین ہین

گر نہین وصل یار جانی کا
لطف کیا ایسی زندگانی کا

ہجر باعث ہے خستہ جانی کا
ہجر دشمن ہے زندگانی کا

ہجر سے زخم جانستان بہتر
ہجر سے مرگِ ناگہان بہتر

ہجر دنیا سے لیکے جاتا ہے
عاقبت خاک مین ملاتا ہے

دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے
اس کو پوچھو جناب آدم سے

تیرگی ہے جو یہ شبِ غم مین
ہے سیہ پوش میرے ماتم مین

موے سر کھول کر شبِ ہجران
اشکِ شبنم سے صبح تک گریان

اس سیاہی مین کیا سحر ہو نمود
گھر گیا دودِ آتشِ نمرود

دیکھ کر آہِ آتشین کے شرر
دانت پیسا کیے بہت اختر

داستان گو ہے نالۂ شبگیر
خوب سوتی ہے چین سے تقدیر

کیون فلک انتہائے جور بھی کچھ
ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ

یون کسیکو ہلاک کرتے ہین
یون جلاتے ہین خاک کرتے ہین

ہمہ تن یاس کر دیا تو نے
ستیاناس کر دیا تو نے

دل ستانے سے درگزر ہی نہین
آہِ مظلوم سے حذر ہی نہین

ہو گئے خاک مچلے لاکھون
مر گئے کاٹ کر گلے لاکھون

مین ہی کیا ہون تری جفا کے لیے
رحم کر رحم کر خدا کے لیے

کسی کروٹ سے کل نہین آتی
نہین آتی اجل نہین آتی

جی بہلتا نہین کسی صورت
دم نکلتا نہین کسی صورت

ضعف سے دونون مل گئے پہلو
چینِ بستر سے چھل گئے پہلو

چشم نمناک ہے تو دل غمناک
سینہ صد پارہ و جگر صد چاک

تپِ دوری نچوڑتی ہے مجھے
دمبدم روح چھوڑتی ہے مجھے

ضعف سے قلب تھرتھراتا ہے
درد بھی اُٹھکے بیٹھ جاتا ہے

چشمِ پرخون سے ندیان جاری
ریشِ ناخن سے تن پہ گلکاری

چبھتی ہے کوئی شے کلیجے مین
ہوک سی اُٹھتی ہے کلیجے مین

دل کی حالت بُری ہے سینے مین
سانس چلتی چھری ہے سینے مین

لگ گئی کس کی بد دعا مجھکو
میرے اللہ کیا ہوا مجھکو

دل سے پہروں کلام کرتا ہون
زندگی کو سلام کرتا ہون

غمِ جانکاہ میہمان دل کا
اشکِ غمّاز رازدان دل کا

جب فلک پر نگاہ جاتی ہے
عرشِ اعلیٰ تلک آہ جاتی ہے

پہنچی ہے آسمان تک فریاد
نہ گئی اُن کے کان تک فریاد

دودِ دل سائبان ہے گویا
دوسرا آسمان ہے گویا

راتدن مجمع پریشانی
خانہ آباد خانہ ویرانی

دل مین ہر آن کاہشِ دوری
لب پہ ہر وقت ہائے مہجوری

دل ہے بیتاب تو جگر بے چین
ہے مصیبت مین گھر کا گھر بے چین

دل مین ہر وقت ایک تازہ ملال
انقلابِ زمانہ شامل حال

نامرادی مراد پاتی ہے
تلخ کامی مزے چکھاتی ہے

نامور ہے وہ میری گمنامی
پر اثر ہے وہ میری ناکامی

یہ جو لکھے قلم زبان نہ رہے
لوحِ محفوظ تک نشان نہ رہے

بیکسی میری غمگسارون مین
نا اُمیدی امید وارون مین

لطف ملتا ہے جان کھونے سے
شاد ہون رات دن کے رونے سے

چشمِ تر پر ہے گوشہ دامان کا
چاک ہنسنے لگا گریبان کا

لحدِ تنگ کنجِ تنہائی
جیتے جی منہ پہ مردنی چھائی

چارہ گر سے دوا نہین ہوتی
نہین ہوتی شفا نہین ہوتی

دردِ دل کا علاج مشکل ہے
بچگئے کل تو آج مشکل ہے

کل جو اُمید تھی وہ آج نہین
مرضِ موت کا علاج نہین

جان جاتی ہے دل کے آنیسے
موت آتی ہے اس بہانے سے

گرد بیٹھے طبیب روتے ہین
مجھکو میرے نصیب روتے ہین

نبضین چھوٹی ہوئی طبیبون کی
پیش چلتی نہین غریبون کی

ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے
راے مین اختلاف رہتا ہے

جو اطبائے وحشتِ دل ہین
اُنکو کپڑے چھڑانے مشکل ہین

جو عیادت کو میری آتا ہے
دیکھکر دور ہی سے جاتا ہے

میری باتون سے وہم آتے ہین — سننے والون کے ہوش جاتے ہین
بات کی بات مین پلٹ نہ پڑے — یہ سڑی ہے کہین لپٹ نہ پڑے
مژدۂ وصل کب سناتے ہین — لوگ یٰسین پڑھنے آتے ہین
دشمنِ نام و ننگ کون کہ مین — اپنے جینے سے تنگ کون کہ مین
بسملِ اضطراب کون کہ مین — مبتلائے عذاب کون کہ مین
تیرِ غم کا نشانہ کون کہ مین — پائمالِ زمانہ کون کہ مین
عاشقِ بے وقار کون کہ مین — سب مین بے اعتبار کون کہ مین
مضطر و ناشکیب کون کہ مین — صیدِ دامِ فریب کون کہ مین
چشم بر راہِ یار کون کہ مین — ہمہ تن انتظار کون کہ مین
تیغِ حسرت اُتر گئی دل مین — بیقراری ٹھہر گئی دل مین
اشک اُمڈے برس گئین آنکھین — دیکھنے کو ترس گئین آنکھین
شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ — ضعف کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ
چین ملتا نہین کہین مجھکو — آسمان ہو گئی زمین مجھکو
موت آئے یقین نہین آتا — نفسِ واپسین نہین آتا
اب کہان وہ صفائیان منھ پر — چھٹ رہی ہین ہوائیان منھ پر

رنج کھاتا ہون اشک پیتا ہون
یہی کھاپی کے روز جیتا ہون

جتنے ارمان ہین مرے دلمین
سب وہ پیکان ہین مرے دلمین

کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے

پھوٹ کر روے پاؤن کی چھالی
بہ گئے جن سے ندیان نالے

گر ہون روکش یہ دیدۂ پرنم
پانی پانی ہوگر یہ آدم

رنج کہانے سے کام ہے مجھکو
دانہ پانی حرام ہے مجھکو

فکر افشائے راز سے خاموش
کبھی کچھ ہوش مین کبھی بیہوش

الفراق الفراق وردزبان
الامان الامان یہ شور فغان

جو فرشتے ہین آسمانون پر
ہاتھ رکھے ہوے ہین کانون پر

غم دوری سے جان بیکل ہے
آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

کوئی مہمان جو میرے گھر آیا
مین نے جانا پیام بر آیا

لین بلائین ہزار ہا مین نے
دین دعائین ہزار ہا مین نے

اُسکو باتون مین کھولتا تھا مین
خط کمر مین ٹٹولتا تھا مین

کبھی پیتا تھا پاؤن دھو دھوکر
کبھی ہنستا تھا خوب رو رو کر

کبھی قدمون پر اُسکے گرتا تھا
کبھی مین اُسکے گرد پھرتا تھا

خبرِ یار پوچھتا تھا مین — حالِ اغیار پوچھتا تھا مین
رنگ کیا ہے امیدوارون کا — ڈھنگ کیا ہے صلاح کارون کا
کون سے شخص پر عنایت ہے — راتدن کس سے گرم صحبت ہے
سنتے ہین داستانِ غم کہ نہین — یاد آتے ہین اُنکو ہم کہ نہین
کس سے ہر وقت ہمکلامی ہے — کون سرکار کا سلامی ہے
بزم آرائیون کا شوق بھی ہے — اب وہ شعر و سخن کا ذوق بھی ہے
ہین طبیعت مین ولولے کیا کیا — راتدن دن کے ہین مشغلے کیا کیا
میہمان سنکے یہ میری تقریر — تھا تحیر مین صورتِ تصویر
اُسکو حیرت یہ ماجرا کیا ہے — میزبان کو جنون ہے سودا ہے
میری حالت پر اُسکو سکتا تھا — شکلِ آئینہ مُنہ کو تکتا تھا
نظر آئی جو اُس کی حیرانی — سخت مجھکو ہوئی پشیمانی
کون مہمان ہو کے آئے گا — یون تلاشی جو دیکے جائیگا
ہوش آیا تو شرمسار ہوا — پھر وہی جوشِ انتظار ہوا

گفتگوے معشوق بانصویر عاشق

یہ سنا ہے کہ وہ پری پیکر — یاد کرتا ہے مجھکو یون اکثر

میری تصویر رکھکے پیشِ نظر — کوسنا چھیڑنا یہ کہہ کہہ کر
اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے — آنکھین پھوٹین ہمین اگر دیکھے
کسطرح گھورتا ہے بلبلے شریر — جی مین آتا ہے پھونک دون تصویر
تو سہی راتدن رُلاؤن تجھے — دیکھنے کا مزا چکھاؤن تجھے
ایسی صورت پہ یہ دماغ ترا — خوب رکھا ہے نام داغ ترا
حسن ہوتا ہے حاصلِ تصویر — روسیہ تو ہے قابلِ تصویر
شکل منحوس کیون نظر آئے — مول لیکر بھی ہم تو پچھتائے
ایسی تصویر کسکو بھاتی ہے — پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے
تجھسے رونق نہین ہے گھر کیلیے — رکھ لیا ہے نظر گزر کے لیے
ہو کچھ اس سے رونقِ تعمیر — اور وہ بنا لگائے یہ تصویر
تو ہے رنج و ملال مین کس کے — چپ لگی ہے خیال مین کس کے
کیون ہے خاموش لب تو کھول ذرا — وہ بڑے بول اب تو بول ذرا
لنترانی کہان گئی تیری — خوش بیانی کہان گئی تیری
آرزوے وصال کہہ تو سہی — کیا ہوا تیرا حال۔ کہہ تو سہی
جھوٹ سچ ہمکو آزمانا ہے — عشق ہے یا فقط بہانا ہے

تیرے منہ مین زبان ہے کہ نہین — تجھ مین کمبخت جان ہے کہ نہین
کون سا تھا وہ آئینہ رخسار — تجھکو سکتے کا دیگیا آزار
آئینہ تیرے منہ پہ رہتا ہے — اُس سے کیا اپنا حال کہتا ہے
دام دیکر تجھے خریدا ہے — تجھپہ ہر طرح اپنا دعویٰ ہے
ہان زلیخا مجھے نہ ٹھیرانا — بنکے یوسف کہین نہ اترانا
بال باندہا مرا غلام ہے تو — اسی باعث سے نیکنام ہے تو
طائر رنگ اڑکے چل نہ سکے — تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے
بھاگ کر بیوفا نہو جانا — محض ناآشنا نہ ہو جانا
نہ کہین گے کہ صورت اچھی ہے — ہان مگر کچھ طبیعت اچھی ہے
تیری تصویر کا بہانا ہے — تیرا خاکا بہت اڑانا ہے
پہلے تو اسکو چاک چاک کرون — اور پھر مین جلاکے خاک کرون
کیا یہ تصویر لاجواب نہین — سو سُنے ایک کا جواب نہین
اُنکو تصویر پر نظر ہر دم — مجھکو تقدیر پر نظر ہر دم

جواب نامۂ معشوق از عاشق

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے — کہ مرا نامہ اُسکو پہنچا دے

کاش میرا ہی کاتبِ اعمال
اُسکو جاکر سنائے حالِ ملال

کوئی جائے جو گرد باد اُدھر
جاؤن مین اُسکے ساتھ اُڑا اُڑا کر

اے فغان اپنے زور مین لیچل
پہنچون مکتوبِ شوق سے اوّل

اے مہ و مہر گردشِ ایام
تمہین پہنچا دو چلتے پھرتے پیام

ہے کدہر قاصدِ سلیمانی
کہے اُس سے مری پریشانی

اے ہوا بازوؤن مین تو پھر کے
کھولدے پر مرے کبوتر کے

ابرِ تر اشکِ تر کو تو لیجا
برق سوزِ جگر کو تو لیجا

یون ہمارا سلام پہنچانا
یون ہمارا پیام پہنچانا

اے میری جان جان سے بہتر
جان سے کیا جہان سے بہتر

اے مہِ آسمانِ زیبائی
جانِ خوبی جہانِ زیبائی

اے بتِ لاجواب مین صدقے
اے سراپا حجاب مین صدقے

شوخ رد شوخ چشم شوخ کلام
خوش ادا خوشخرام خوش اندام

جھانکر تیرے زخِ نکو کی قسم
اپنے ارمان آرزو کی قسم

تیرے اقرارِ دمبدم کی قسم
عہد کی قول کی قسم کی قسم

اپنے آزار و رنج و غم کی قسم
داغ کے درد کی الم کی قسم

تیرے قدمون کی تیرے سر کی قسم
اپنے دل کی قسم جگر کی قسم

مصحف بروئے پرضیا کی قسم
جھوٹ کہتا نہین خدا کی قسم

سامنے دوسرا نہین آتا
آئنہ دیکھنا نہین آتا

بھول کر تجھکو میری یاد آئی
دلِ ناشاد کی مراد آئی

نہین کہتا ہون مین خوشامد سے
تیرے احسان بڑھکے ہین حد سے

اسقدر دہیان کون کرتا ہے
ایسے احسان کون کرتا ہے

یہی اکدن تری قسم ہوگا
کہ مرا سر ترا قدم ہوگا

تجھسے انصاف چاہتا ہون مین
چشمِ الطاف چاہتا ہون مین

آفتین جتنی ہین خدائی مین
مین نے جھیلین تری جدائی مین

زندگانی سے یاس ہے مجھکو
تیرے ملنے کی آس ہے مجھکو

گو زمانہ ہو چاہنے والا
نہین مجھسا نباہنے والا

تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
ہے سراسر یہ بات نا ممکن

میری عزت کو تم بھی جانتے ہو
میری غیرت کو تم بھی جانتے ہو

سب سے ہے تیری آرزو بڑھکر
آرزو سے ہے آبرو بڑھکر

رشک اٹھاکر مجھے نہ مرنا ہو
زہر کھاکر مجھے نہ مرنا ہو

یہ نگاہین کہین نہ پھر جائین ہم نظر سے تری نہ گر جائین
بات کب ناگوار اُٹھتی ہے داغ سے کسکی عار اُٹھتی ہے
داغ کھاؤن خدا وہ دن نہ کرے رشک اُٹھاؤن خدا وہ دن نکرے
خونِ دل عاقبت نہو جائے سفرِ آخرت نہو جائے
آدمی آبرو نہ کھو کے رہے کیا رہے گر حقیر ہو کے رہے
داغ درِّ عدن سے بہتر ہو یہ مسافر وطن سے بہتر ہو
مین اُٹھاؤن وہ اس سفر کے مزے بھول جاؤن تمام گھر کے مزے
نیک و بد سب جتا دیا تم کو حال اپنا بتا دیا تم کو
مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا قدر دان تم کو جان کر لکھا
یہ دعا ہے کہ برقرار رہو میرے حق مین وفا شعار رہو
تم کو اللہ شاد مان رکھے عمر بھر مجھپہ مہربان رکھے

جی تو چاہتا ہے کہ مسطورۂ بالا اشعار کا مطلب فرداً فرداً نثر مین بھی بیان کیا جائے تاکہ ناظرین کو دونا لطف حاصل ہو مگر کتاب کے طول ہو جانے کے سوا یہ بات سمجھ مین نہین آتی کہ اب کن لفظون مین مطلب لکھا جائے کیونکہ وہ نظم ہی ایسی ہے جسمین نثر سے زیادہ مزا آتا ہے اور جو الفاظ نثر مین

لکھے جائین گے وہی سب اُس مین موجود ہین۔ اسلیے اِسکا لطف ناظرین کتاب ہی کے مذاق پر چھوڑا جاتا ہے وہ خود اپنی اپنی جگہ پڑھ پڑھکر محظوظ ہونگے۔

ہمنے مرزا صاحب کے دواوین مین سے اشعار کا شمار تو کیا نہین جو یہ بات بتائی جائے کہ آپنے تعداد مین کسقدر شعر کہے ہین مگر ہان اسکا اندازہ یون ہوسکتا ہے کہ ابتداے مشق سے حضرت اُستاد ذوق مرحوم کی حیات تک آپکا اتنا کلام جمع ہوگیا تھا جو ساٹھ جزو مین لکھا گیا اور جس مین غزل۔ قصیدہ۔ قطعہ۔ واسوخت۔ رباعی۔ مخمس۔ مسدس۔ خطوط۔ نظم عرایض وغیرہ ہر صنف کا کلام موجود تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ دیوان کا دیوان ہنگامۂ غدر مین ایسا تباہ و برباد ہوا کہ پھر اُس کا پتا نچلا۔ ایک ایک دو دو شعر جو یاد آتے گئے وہ لکھ لیے اور پھر اُن مین کچھ اور شعر بڑہا کر اسطرح چند پرانی غزلین پوری کرلی گئین۔ اس مبسوط دیوان کے ضایع ہوجانے کے بعد رام پور کے زمانۂ قیام مین آفتاب داغ اور گلزار داغ اور مثنوی فریاد داغ کی اشاعت ہوئی۔ پھر حیدرآباد مین مہتاب داغ چھپوایا گیا۔ اور اسکی اشاعت کے بعد آپکے کلام کا مسودہ جس مین قریب قریب پورے

دیوان کا مصالحہ جمع تھا کسی مفسد حریف نے اسطرح اڑا دیا کہ باوجود تلاش
کے اب تک اُسکا پتا نہین۔ بلکہ اس مسودے کے کھوجانے پر انعامی اشتہار
بھی دیا گیا تھا۔ مگر اُس کا پتا نہ چلا۔ اس گم شدہ کلام کی بھی وہی حالت ہے کہ
جب کوئی شعر یاد آجاتا ہے لکھ لیا جاتا ہے۔ بعض بعض تلامذہ و احباب کے پاس
جو دو ایک غزلین اتفاقیہ اُس دیوان کی پہنچ گئی تھین وہ کبھی کبھی کسیکی معرفت
ملی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ مہتاب داغ کے بعد ابتک چوتھا دیوان شایع
نہین ہوا ورنہ آپکے نزدیک ابتک حیدرآباد کے قیام مین دو تین دیوانون
کا شایع ہوجانا کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ جسطرح آپکا کلام زود فہم اور سہل الممتنع
ہوتا ہے اسی طرح آپ شعر بھی بہت جلد فرماتے ہین اور شعر کہنے کا وہ عجیب
اور مشکل طریقہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہ یقینی نہین ملسکتی۔ یعنی آپ عام شعرا
کی طرح علیحدہ کسی گوشے مین بیٹھکر کبھی شعر نہین فرماتے بلکہ یہ کہنا ذرا بھی
مبالغہ نہین ہے کہ آپ سے تنہائی مین شعر ہی نہین ہوتا۔ جب کہا تو مجمع مین
جب فکر کی تو سب کے سامنے۔ ہم سب خادم اور نیز دوسرے احباب پاس
بیٹھے رہتے ہین اور آپسمین مختلف قسم کی باتین کرتے رہتے ہین جنکو خود
آپ بھی سنتے رہتے ہین اور فکر سخن بھی ہوتی رہتی ہے۔ جو شعر آپ فرماتے

ہین وہ ایک دوسرا آدمی لکھتا جاتا ہے۔ فکر کرنے کے لیے کوئی خاص وقت
بھی مقرر نہین ہے۔ صبح شام۔ رات۔ دوپہر۔ اُٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے
جسوقت کہیے شعر موجود ہے۔ اور پھر یہ نہین کہ جو شعر کہا جائے اُسکو دوبارہ
سہ بارہ دیکھنے کی ضرورت ہو۔ گویا وہ نقش کالحجر ہے جو ٹس سے مس نہین ہوتا ؎

سمجھو پتھر کی تم لکیر اُسے	جو ہماری زبان سے نکلا

یہ جتنا آپکا کلام جو اسوقت تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے اسیطرح کہا گیا ہے۔
اب جو دیوان کہ زیر تصنیف ہے قریب قریب نصف سے زیادہ میرے سامنے
کہا گیا ہے اور میرے ہاتھون جمع ہوا ہے۔ اسمین جتنی غزلین ہین سب
فی البدیہہ اور وقت کے وقت کہی گئی ہین۔ ایک مرتبہ کئی احباب نے ملکر ایک
ہی وقت مین مختلف زمینون مین چار مصرع طرح دیے اور فرمایش کی کہ اسیوقت
ایک ساتھ سب مین غزلین کہی جائین۔ یہ کیفیت دیکھی گئی کہ آپ باری باری
سے ہر ایک شخص کو اُن مختلف الاوزان زمینون مین شعر کو کھکر سناتے
جاتے تھے اور آخر اسی طرح وہ غزلین پوری ہوگئین۔ اس زمانے مین بوجہ
متعدد امراض اور بسبب مختلف موانعات کے پایۂ فکر اُس وسعت پر
نہین ہے جیساکہ پچھلے زمانے مین تھا۔ رام پور کے اکثر مشاعرون مین یہ

کیفیت تھی کہ سرکاری مشاعرون کا کل اہتمام آپکے سپرد ہوتا تھا۔ اس انتظام
و اہتمام مین آپکو اپنی غزل کہنے کی ذرا بھی فرصت نہ ملتی تھی جب مشاعرہ شروع
ہوجاتا اُسوقت آپ مجلسِ مشاعرہ کے قریب ہی دوسرے کمرے مین فکر
کرتے ایک صاحب قلمدان و کاغذ لیے بیٹھے رہتے اور آپ ٹہلتے ٹہلتے
پوری غزل کہہ لیتے اور اُسیوقت مشاعرے مین پڑھ دیتے۔ زود گوئی کا ادنیٰ
ثبوت یہ ہے کہ فریاد داغ جیسی بیمثل مثنوی صرف دو دنکی معمولی فکر کا نتیجہ ہے
اکثر ایسے جلسے بھی ہوئے ہین کہ بعض بے تکلف احباب کے اصرار سے
تفریحاً زود گوئی کا امتحان کیا گیا ہے اور آپنے ۱۵۔ ۱۵ منٹ اور آدھ آدھ
گھنٹے مین بڑی بڑی سیر غزلین کہہ ڈالی ہین۔ اکثر شعرا کی کیفیت یہ دیکھی اور
سنی گئی ہے کہ وہ پہلے مصرع آخر کہہ لیتے ہین اور پھر دوسری فکر مین اونکے
پہلے مصرعے لگاتے ہین اور آپکی کیفیت یہ ہے کہ جب زبان سے شعر نکلتا
ہے تو پورا۔ بلکہ بارہا خود ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ مصرع اول پہلے کہا اور
دوسرا مصرع بعد کو فرمایا۔ زود گوئی اکثر اساتذہ کی مشہور ہے لیکن اکثر دیکھا گیا
کہ زود گوئی کے سبب اونکے کلام مین کوئی عمدگی نہین پیدا ہوتی۔ بخلاف آپکے
کہ زود گوئی مین بھی وہی رنگ ہے جو زیادہ غور و فکر مین ہونا چاہیے۔ یہ کوئی کرامت

یا خرقِ عادت نہین ہے جو ناواقف اس بیان کو تعجب سے پڑہتے ہین۔ بلکہ
یہ ایک خاص ملکہ ہے جو مشقِ سخن سے حاصل ہوسکتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔
جسقدر جلد آپ اپنا کلام فرماتے ہین اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ کم وقت مین
تلامذہ کے کلام کی حک و اصلاح ہوتی ہے۔ عموماً اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ
ایک شخص شعر پڑہتا جاتا ہے اور آپ درست فرماتے جاتے ہین۔ اکثر اساتذہ
کا یہ طریقہ سنا گیا ہے کہ بجز چند خاص شاگردون کے باقی عام تلامذہ کا
کلام کسی نہ کسی سرآوردہ شاگرد سے متعلق ہوتا ہے اور وہی اپنی رائے
سے اُسکو درست کرتا ہے اور ایسا ہونا کوئی عیب یا بُری بات نہین کیونکہ کسی
غیر معمولی کام کے لیے جب تک کوئی خاص وقت اور قاعدہ مقرر نہ کیا
جائے اُسوقت تک معمولاً اُسکا سرانجام نہین ہوتا۔ اور جبکہ روز بروز شاگردون
کی تعداد بڑہتی رہیگی تو کیونکر ایک شخص کو اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ تمام اپنی ضروریون
اور ذاتی کامون سے فارغ ہوکر روزانہ بالالتزام شاگردون کا کلام دیکھا کرے
اور اگر ہمہ تن اسطرف توجہ کیجائیگی تو یقینی اپنے اور کامون سے دست بردار
ہونا پڑیگا۔ مگر بایں ہمہ بخلاف اور لوگون کے مرزا صاحب بہ نفسِ نفیس ہر کرہ
شاگرد کا کلام درست فرماتے ہین۔ اصلاح بھی اپنے کلام کہنے کی طرح سب کے

شاگردون کی اصلاح

اصلاح دینے کا طریقہ

سامنے ہوتی ہے جو شاگرد حاضر خدمت ہوتے ہین وہ کسی کسی موقع پر اپنی رائے بھی ظاہر کرتے ہین اور اسکے لیے عام اجازت ہے اگر کسی کی رائے آپکو پسند آگئی تو آپکے ارشاد کے موافق لکھدی جاتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شاگرد نے کچھ کہا دوسرے نے کچھ کہا ایسی حالت مین اچھی طرح بحث کیجاتی ہے اور مابہ النزاع لفظ کے ہر پہلو پر پورا لحاظ کیا جاتا ہے۔ آخر مین آپکی رائے پر اُسکا تصفیہ ہوجاتا ہے۔ اسطرح کی اصلاح مین ایک شاگرد کی بدولت اور حاضرین کو بھی بہت کچھ فوائد روزانہ معلوم ہوتے رہتے ہین۔ جب سے راقم خدمت بابرکت مین حاضر ہوا ہے اُسوقت سے اکثر اس قسم کی خدمتون کا شرف خاکسار ہی کو حاصل ہوتا ہے بیرونی تلامذہ کا کلام برابر راقم ہی سنا کر اصلاح لیتا ہے۔ چونکہ اس عمر مین اکثر مزاج مبارک ناساز رہتا ہے اور مختلف امراض حارج ہوتے ہین اسلیے ایسے زمانے مین اصلاح کا کوئی اندازہ نہین ہوسکتا۔ البتہ اطمینان اور صحت کے زمانے مین بہت سی تاریخین ایسی گزری ہین کہ بیس بیس پچیس پچیس غزلین گھنٹے دو گھنٹے مین درست ہوکر روانہ ہوگئی ہین۔ اگرچہ بعض وقت سرکاری کام کی وجہ سے بھی یہ التزام نہین رہتا ہے تاہم روزانہ چار پانچ اور ماہوار سو غزلون کی

حضور ظلہ کے کلام کی اصلاح

اصلاح ضرور ہو جاتی ہے علاوہ بندگان عالی متعالی دام اقبالہ کی غزلون کے ہر شخص کا کلام ایک دوسرا آدمی سناتا ہے اور اصلاح لیتا ہے۔ بندگان اعلیحضرت کا کلام ایک سربمہر لفافے مین چوبدار سرکاری کی معرفت آتا ہے اور اُسکے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہین ہے جسوقت وصول ہوا اُسیوقت سب کام چھوڑکر ہمہ تن اُسی طرف مصروف ہو جاتے ہین اور بعد اصلاح دوسرے سربمہر لفافے مین بند کرکے اسی طرح چوبدار کے ہاتھ واپس بھیجدیا جاتا ہے۔ اعلی حضرت کے کلام کی اصلاح مین کوئی دوسرا شخص شریک نہین ہوتا خود پڑھتے ہین اور خود ہی لکھتے ہین۔ ناظرین ضرور مشتاق ہونگے کہ جو اصلاح اعلیحضرت کے کلام مین ہوتی ہے اُسمین سے دو ایک کا نمونۃً یہان ذکر کیا جائے گا۔ مگر ہم خود اسکے مشتاق ہین۔ اگر کوئی ذریعہ ہوتا تو ضرور ایسا کرتے۔ البتہ اسموقع پر اور تلامذہ کی اصلاحون کے نمونے دکھائے جاتے ہین اور اُنکو دیکھکر اندازہ کر لینا چاہیئے کہ بلا امتیاز سبکے کلام مین کم و بیش اسیطرح حک و اصلاح کیجاتی ہے۔

جسطرح اُستاد بنجانا کوئی آسان اور اپنا اختیاری امر نہین ہے اسیطرح کسی دوسرے کے کلام کو درست کرنا معمولی بات نہین اور نہ یہ ہر شخص سے

ہوسکتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح چند قسم کی دیجاتی ہے۔
منجملہ اُنکے ایک تو یہ کہ قایل کے اصلی کلام کو کاٹکر اُسکی جگہ دوسرا شعر خواہ
اُسی مضمون کا یا دوسرے مطلب کا اپنے الفاظ مین موزون کردیا جائے
اور ایک یہ کہ قایل کے تمام الفاظ و مطالب اپنی جگہ قایم رہین اور صرف
نقاط و حروف و الفاظ کے تغیر و تبدل یا کمی و بیشی ہوجانے سے پست مضمون
اعلی اور مہمل شعر معنی دار ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ بہ نسبت پہلی ترکیب اصلاح کے
یہ طریقۂ اصلاح کسقدر مشکل اور دشوار ہے اور یہی وہ طریقہ ہے کہ جسکو یہ نہین آتا
وہ اصلاح نہین دیسکتا۔ مرزا صاحب اپنے تلامذہ کے کلام مین اکثر ایسی ہی جگہ
واصلاح فرماتے ہین جس مین صرف حرف یا ایک آدھ لفظ کا تغیر و تبدل ہوتا
ہے اور اگر کوئی مصرع بھی بنایا جاتا ہے تو اُنہین الفاظ و مضمون مین جو اصل
قایل کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہین ہے کہ اگر کوئی غلط محاورہ یا ناموزون
لفظ ہو تو وہ بھی اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمین افسوس ہے کہ
اپنی بدقسمتی سے وہ تمام اصلاحین جمع نہین کرسکے جو پچاس ساٹھ برس سے
تلامذہ کے کلام مین ہورہی ہین اگر ملجاتین تو ضرور ایک جداگانہ کتاب مین
وہ سب باتین لکھی جاتین جن سے سخن فہم بیشمار فوائد حاصل کرتے۔ اس دو تین

سال کے عرصہ مین وقتاً فوقتاً جسقدر ہمکو باتین ملی ہین۔ وہ بھی تمامہ یہان نہین لکھ سکتے کیونکہ اگر صرف اصلاحون کا ذکر کیا جائے تو ایک دوسری ضخیم کتاب ہوجائیگی تاہم بطور نمونہ کچھ اصلاحین نقل کیجاتی ہین جو فائدے سے خالی نہین۔ راقم کا ایک شعر تھا ؎

دیکھنے کے لیے آیا ہے زمانہ اُسکو	اک تماشا ہے مسافر بھی سفر سے پہلے

اس شعر مین صرف یہ اصلاح فرمائی گئی کہ آیا ہی کی جگہ آتا ہے بنا دیا۔ ان دو نقطون کے تلے اوپر ہوجانے سے جو لطف شعر مین آگیا ہے اُسکو جاننے والے ہی جان سکتے ہین "آیا ہے" نے آنے والون کی آمد کو ختم کر دیا تھا جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا "اور آتا ہے" مین آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہوسکتی اور وہی تماشا عمدہ ہوتا ہے جسکے مشتاق بڑھتے چلے جائین۔ اسی طرح ایک شعر تھا ؎

نہین اُٹھتین نہین ملتین نہین کھلتین آنکھین	شرم ہے نشہ ہے یا نیند تمہین آئی ہے

اسکو یون درست فرمایا ؎

نہین کھلتین نہین اُٹھتین نہین ملتین آنکھین الخ

جسوقت اس شعر مین یہ اصلاح ہوئی تھی اُسوقت راقم اس باریک اور بلیغ بات

کو بالکل نہین سمجھا تھا۔ مگر پھر دوسرے وقت اپنی جگہ پر خیال کیا تو پھڑک گیا کیونکہ اصلی شعر مین اصلاح سے پہلے تینون باتون مین وہ لطف نہ تھا جو کھلتے کے مقدم ہو جانے سے اب حاصل ہوا یعنی صرف کھلنے سے وہ دونون باتین بھی حاصل ہو گئین جب آنکھ کھلیگی تو اُسکے لیے اُٹھنا بھی لازمی ہے اور جب اُٹھی تو ملنا بھی ضروری ہے۔ فافہم وتدبر۔ اسیطرح ؎

کسیدن بیخودی مین جا پڑے تھا اُنکے سینے پر	بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلے میری چھاتی سے

اس شعر مین کچلے کی جگہ کچلا اور جا پڑے تھے کی جگہ جا پڑا بنایا گیا جس سے حالتِ بیخودی پوری طور سے ثابت ہو گئی ورنہ حالتِ بیخودی مین دونون ہاتھ کیونکر جا پڑتا عین ہوشیاری سمجھی جائیگی۔ منشی ذوالفقار علی خانصاحب گوہر کا ایک مطلع تھا ؎

بزمِ عدو مین کیا نہوا اور کیا ہوا	کہتا ہے صاف آپکا سرمہ بہا ہوا

اسمین بجاے بزم کے عرگ کا لفظ بنایا گیا جس نے اُس خاص فعل کو ثابت کر دکھایا جس کی وجہ سے سرمے کے بہنے نہ بہنے مین اشتباہ تھا۔ نواب عزیز یار جنگ بہادر متخلص بہ عزیز کا ایک شعر تھا ؎

کیا جانین آبِ تیغ کی لذت جنابِ خضر	نازان مین وہ تو اپنی ہی آبِ حیات پر

اس شعر کا دوسرا مصرع یون بنایا گیا ع مرتے ہین وہ تو چشمۂ آب حیات پر۔
گویا اس مرنے کے لفظ نے شعر مین جان ڈالدی۔ غرضکہ یہ ایک دریاے ناپیدا
کنار ہے جس سے ہزارون تشنہ کامان سخن سیراب ہوتے چلے جاتے ہین اور
یہ وہ باتین ہین جن کے وجدانی اثر کو زبان قلم ادا نہین کرسکتی۔ ہر ایک سخن فہم
کے اندازہ کرنے کو اتنی ہی مثالین کافی ہین۔ خدا اس مبدء فیض کو کم سے کم
اتنے ہی دنون اور جاری رکھے جتنا زمانہ اب گزر چکا ہے تاکہ ہم نئی پود کے
لوگ بھی وہی بہارین دیکھ لین جو ہم سے پہلے ہمارے بھائیون نے لطف
اٹھائے ہین۔

پرانے لوگون سے سنا گیا ہے کہ اگر کسی کے مرنے کی جھوٹی خبر مشہور کیجاتی
ہے تو خدائے تعالیٰ اس افواہ کے برعکس اس شخص کے انفاس مین برکت
دیتا ہے۔ بہرحال اس خیال کی خواہ کوئی اصلیت ہو یا نہو مگر ہمین اپنے دل کی
ڈھارس کے لیے خدا کی درگاہ سے ایسی ہی اُمید رکھنی چاہیے۔ مرزا صاحب
جس زمانے مین رام پور تشریف رکھتے تھے وہان ایک مرتبہ برسات کے موسم
مین طغیانی کا بہت زور شور ہوا اور تمام گھر و دکان کی ندیان اُبل پڑین یہان تک
کہ شہر کے اندر بھی پانی چلا آیا۔ اور مراد آباد سے رامپور تک ایک پاٹ ہوگیا

مرزا صاحب کی زندگی مین انتقال کی افواہین

اس طوفانِ بے ہنگام مین سیکڑون جانین تلف ہوئین بہت سے گھر برباد ہوئے ہر شخص اپنی جان و مال کی حفاظت مین مصروف تھا کہ مفسدانِ فتنہ پرداز نے دورانِ حال آپکے انتقال کی خبر مشہور کردی پھر اسپر یارون نے تصدیق کے لیے اپنی طرف سے بہت کچھ حاشیے چڑہاے چنانچہ یہ خبر فوراً رام پور سے دلّی اور دلّی سے تمام ملک مین پھیلنی شروع ہوگئی یہان تک کہ مختلف اور معتبر اخبارون مین بھی اس افواہ کی اشاعت ہونے لگی۔ اکثرون نے اس واقعے کی تاریخین بھی لکھ کہکر چھپوانی شروع کردین۔ منجملہ اور مورخون کے ہمارے ایک معزز استاد بھائی نے بھی مرثیہ لکھا اور طرہ یہ کہ اس خبر کی تکذیب ہوجانے کے بعد وہ مرثیہ آپکے پاس اصلاح کے لیے بھیجا اور آپنے بھی اصلاح دیکر واپس فرمایا۔ اسی طرح ۱۸۹۵ء مین نصیبِ دشمنان حیدرآباد کے اثناے قیام مین آپ علیل ہوگئے اور پھر دوبارہ وہی پرانی خبر تازہ ہوکر اخبارون مین شایع ہوئی جس کی تکذیب خود آپنے ایک اخبار مین اسطرح فرمائی وہ عبارت یہ ہے "دشمنون نے میری بدخبر اُڑادی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ فضلِ الٰہی سے مین بخوبی صحیح و تندرست ہون۔ بیماری جاتی رہی مین باقی رہگیا۔ دشمن دل مجھ کا دل جلانا چاہتے ہین اُنکو داغِ دل نصیب ہو۔

اسی زمانے مین اس افواہ کے متعلق ایک عجیب و غریب پر لطف
واقعہ ہے جو خاص ہمپر گزرا ہے - ایک دن ہم چند احباب اپنے مکان مین
بیٹھے ہوے تھے کہ دو شخص نووارد تشریف لائے - بعد معمولی مراسم اسلامی کے
آپس مین مختلف باتین ہونے لگین - چونکہ اُن دونون صاحبون نے اپنے
آپکو دلّی کا رہنے والا بتایا تھا ہمنے اُن سے یہ تذکرہ پوچھا کہ کیسے آپلوگ
ہمارے اُستاد مرزا داغ صاحب کو بھی جانتے ہین جسکے جواب مین اُن دونون
نے کہا کہ ہان ہم خوب جانتے ہین مگر افسوس ہے کہ اسی ہفتے مین اُن بیچارے
کا انتقال ہوگیا - ہمکو یہ بات سنکر بہت تعجب ہوا کہ یہ لوگ اپنے آپکو دلّی کا رہنے والا
بتاتے ہین اور اپنے ہی شہر کی ایسی لغو بات کہتے ہین - ہمنے اُن کی تکذیب
کی مگر اُن لوگون نے پھر کہا کہ نہین صاحب وہی نواب مرزا خان صاحب داغ
جنکا مکان چاندنی چوک مین ہے اُنھین کا انتقال اسی ہفتے مین ہوا ہے
اور مزید برآن یہ کہا کہ ہم اُنکے دفن مین بھی شریک تھے - جب اُن لوگون نے
یہ کہا تو اب ہمکو اُنکے کاذب ہونے مین ذرا بھی شک نہ رہا کیونکہ مرزا صاحب
اُسوقت حیدرآباد مین تھے اور اتفاق سے اُسی روز راقم کے پاس آپکا ایک
نوازش نامہ بھی آیا تھا - جب وہ لوگ کسی طرح قائل نہ ہوے تو وہ خط دکھایا

لطیفہ

گیا کہ دیکھیے وہ توحید آباد مین بفضلہ تعالیٰ حی وقائم موجود ہین۔ غرضکہ اس خط کو دیکھکر وہ لوگ بہت سٹ پٹاے اور خوب بنائے گئے۔ اسیطرح ایک روز حسب معمول قریب زمانے مین راقم خدمت سامی مین حاضر تھا کہ خطرسان نے آپکے خطوط لاکر دیے آپ اُنکو دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے فرمایا لو بھائی مبارک ہو آج ہماری سالگرہ ہوگئی۔ ہم سب حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ کیا جملہ آپنے فرمایا۔ جب اس معمے کو پوچھا تو آپنے فرمایا کہ زمانے مین ہزارون آدمیون کی سالگرہین ہوتی ہین مگر سب کی سالگرہ ایک طرح کی ہوا کرتی ہے میری سالگرہ دنیا سے نرالی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر سال میرے مرنے کی خبر مشہور ہوتی ہے۔ یہ کہکر وہ خط دیکھنے کو دیا۔ دیکھا تو واقعی ایک صاحب نے یہی لکھا تھا کہ یہان آپکے انتقال کی خبر مشہور ہو رہی ہے۔ طرفہ تر یہ کہ آپ ہی کے نام خط بھیجکر آپ ہی سے تصدیق چاہتے ہین۔ برین عقل دانش بباید گریست

حاسدین

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر زمانے مین ہر ایک اہل کمال کے تھوڑے بہت ضرور حاسد ہوئے ہین مگر ایسے حاسدین شاید ہی کسی اہل کمال کے وقت مین جمع ہوئے ہون جیسے مرزا صاحب کے زمانے مین دیکھے جاتے ہین کوئی سبب حسد کا خیال مین نہین آتا بجز اسکے کیا کہا جاے کہ ہر مفسد کو

آپکے ساتھ ملاسب بعض ہے۔ با اینہمہ آپکے کمال کی قدردانی دنیا مین اسقدر ہوئی اور ہورہی ہے کہ آپکے سچے عقیدت مندون اور ہنرشناسون کے سامنے مخالفین کی فتنہ پردازیان ہمیشہ بیکار ثابت ہوئین ماشا اللہ چشم بددور اسوقت صرف آپکے تلامذہ کی تعداد اسقدر ہے جنکا نمبر سیکڑون سے ہزار تک پہنچا ہوا ہے۔ جن مین بیسیون ایسے ہین جو محض اپنے فخر اور شہرت کے لیے آپکا نام لیتے ہین۔ باوجود اسکے کہ آپ بہت سی درخواستین نامنظور فرماتے ہین جب بھی مہینے مین کم سے کم دس پانچ نئے نام شریک ہوجاتی ہین۔ ابتدائے زمانہ سے ابتک کی کل تعداد تلامذہ معلوم نہین البتہ جب سے آپ حیدرآباد مین تشریف لائے اُسوقت سے ایک رجسٹر اس یادداشت کے لیے بنایا گیا ہے جس مین ہر شاگرد کا نام ونشان لکھا جاتا ہے۔ اس فہرست مین اس وقت تک نمبر تعداد ۸ سو سے متجاوز ہین۔

شاگردون کی تعداد

شاگرد ہونے کا طریقہ

شاگرد ہونے کے لیے کوئی خاص طریقہ مثل عام اُستادون کے یہان مقرر نہین ہے کہ پہلے کچھ نذرانہ لیا جاتا ہو اُسکے بعد کلام سنا جاتا ہو۔ ہان یہ ہوتا ہے کہ ہر نئے شاگرد کو یہ ہدایت کردی جاتی ہے کہ تم حسب توفیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت نظامی گنجوی حضرت شیخ سعدی حضرت خواجہ حافظ شیراز۔ حضرت امیر خسرو دہلوی۔ حضرت

خواجہ میر درد دہلوی - حضرت شاہ نصیر دہلوی - خاقانیِ ہند حضرت اُستاد ذوق رحمہم اللہ علیہم کی فاتحہ دلوا دینا - غالباً اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا - اگر ہم اپنے چند اُن اُستاد بھائیون کے نام لکھدین جو بحیثیت اپنے کلام کے ممتاز ہین اور جنکے کلام کو وقتاً فوقتاً ہمنے بھی دیکھا ہے - اور جو تھوڑی بہت شہرت کے قابل ہین - جسطرح اپنے اُستاد بھائیون کا ذکر یہان مناسب ہے اسی طرح اُس ذکر مین سب سے پہلے اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی کیوان خدم وار احشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ ہزہائینس نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ المتخلص بہ آصف سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہٗ - کے نام نامی کا لکھنا ضروری ولازمی ہے - تلامذۂ حضرتِ اُستاذی مدظلہ کو اپنے ساتھ ایسے اسم گرامی کے سننے سے جسقدر فخر ومباہات ہو کم ہے - اسجگہ بندگانِ اعلیحضرت کا صرف نام لکھنا کافی نہ ہوگا جب تک کہ عام شائقین کو نام نامی کے ساتھ آپکے کلام فصاحت انتظام کا نمونہ نہ دکھایا جائے - بادشاہون کا کلام حقیقت مین کلامون کا بادشاہ ہوتا ہے - اور عموماً تمام شاعرون کے کلام سے جو امتیازی فرق کلام الملوک مین پایا جاتا ہے اُسکا ماننا ایسا ہی ضروری ہے

جیسا کہ بادشاہ کو بادشاہ تسلیم کر لینا۔ بندگانِ حضور کا جو مختصر اور منتخب کلام یہان لکھا جاتا ہے وہ سب حضرت جہان اُستاد کے زمانے کا کہا ہوا ہے۔ اس قلیل عرصے مین مضمون آفرینی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ جسقدر زبان کی صفائی مین ترقی کی ہے اُس مین نہ صرف اُستاد کے مشورے کی تعریف ہے بلکہ خود بندگانِ اعلیحضرت کی توجہ اور قابلیت بھی قابلِ مدح ہے کہ اسقدر جلد اُستاد کا رنگ بالکل اپنی طبیعت اور اپنے کلام مین پیدا کر لیا۔ چند منتخب شدہ غزلون کے اشعار آبدار یہ ہین جو غالباً ناظرینِ کتاب کے لیے نیا تحفہ ہے۔

وہ حجاب اُنکو ہے چھپواتے نہین تصویر بھی
آنکھ ملجاتی تو لڑ جاتی مری تقدیر بھی

خاکساری مین ہماری چاہیے تاثیر بھی
گر نہ ہوتا شیر پھر تو خاک ہے اکسیر بھی

ہاتھ مین تیرے کمان شصت مین ہے ہر چیز بھی
کیون یہ سفاکی ہے ظالم کچھ مری تقصیر بھی

حسن دلکش ہے ترا پھر شوخیِ تقریر بھی
اور ان سب پر ہے طرہ نام کی تاثیر بھی

زیر زا تو سر بھی ہو گردن تہ شمشیر بھی
قاتل اپنے ساتھ یون کچھ ہو امری تصویر بھی

بال بیکا اُسکی زلفون کا نہو یارب کبھی
یہ وہ نالے ہین ہلا دین عرش کی زنجیر بھی

دیکھکر مجھکو نگاہ شوخ سے کرتے ہو شرم
شست سے چھوٹا ہوا کتا ہی کوئی تیر بھی

حلقۂ گیسو مین تیرے دل رہا کر چین سے
عیش خانہ ہوگیا ہے خانۂ زنجیر بھی

زور سے شہ زور لاکھون ہی دبائے خاکمین
سو جوانون کا جوان ہی آسمان پیر بھی

اسلیے وہ دیکھتے ہین دور سی میری شبیہ
وہم ہے بوسہ نہ لیلے پاس سی تصویر بھی

تمسے گر مین نے وفا کی یہ خطا کی بخشدو
ہو ہی جاتی ہے بشر سی کچھ نہ کچھ تقصیر بھی

سُرخی رخسار دونی ایک بوسے مین ہوئی
دیکھیے تعریف کے قابل ہو یہ تقصیر بھی

حسن لیلی کا یقین اُنکو نہین کہتے ہین وہ
صورت اچھی ہو تو کھچواے کوئی تصویر بھی

قہر بھی تھا وصل مین مجھپر تو آخر مہر بھی
وہ گریبان گیر بھی تھے اور داسن گیر بھی

اک زمانے کو کیا تسخیر آصف آپنے
آپکی تقدیر اچھی آپکی تدبیر بھی

نہ کبھی جیب خجالت سے یہان سر نکلا
ولہ
قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

ملگئین خاک مین کیا میری وفائین ظالم
حرف انکار زبان سے ترے کیونکر نکلا

یہ تو فرمایے پھر رشک بھی ہوگا کہ نہین
گر زمانے مین کوئی آپ سے بہتر نکلا

دیکھنا ضبط محبت کہ مرا ہر آنسو
آنکھون آنکھون مین پھرا اور نہ باہر نکلا

لیگا کس ہاتھ مین تو پھر کے نمکدان قاتل
ایک سے تیغ کھچی ایک سے خنجر نکلا

ہمنے مانگی تھی دعا دی ہمین دل اور خدا
آبلہ دل کے عوض سینے کے اندر نکلا

اسکے اقبال سے کیا کیا نہوا دنیا مین
واہ آصف تو نصیبے کا سکندر نکلا

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا — وہ فرشتہ خدا نے بھیجا تھا
مین نے پوچھا رقیب کیسا تھا — جلکے بولے ترا کلیجا تھا
حشر مین بھی کہین گے تجھسے ہم — تجھپہ دعویٰ ہے تجھپہ دعویٰ تھا
اختلافِ مزاج سے نہ بنہی — کوئی قصّہ نہ کوئی جھگڑا تھا
درِ جانان پہ جبھہ سائی کی — اپنی تقدیر کا یہ لکھا تھا
کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ — غیر کے پاس تمنے دیکھا تھا
جلوہ تیرا کسی زمانے مین — جسنے دیکھا تھا اُسنے دیکھا تھا
کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو — اسنے کیا اپنے دل مین سمجھا تھا
اب زمانے کا رنج ہے آصف — کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا

سوالِ وصل پہ نیچی نظر تھی کیا اُنکی — ولہ — ہماری آنکھ مین پھرتی ہے وہ حیا اُنکی
مرے جو عشق مین عاشق وہ تھی قضا اُنکی — یہ آپ کہدین کرے مغفرت خدا اُنکی
یہ اُنکا قول ہے میری بلا ملے تجھسے — بلائین اُسکی بھی لون گر ملے بلا اُنکی
نہ اس کا مثل جہان مین کہین نہ اُسکا جواب — وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُنکی
ہزارون حسن کی شہرت سے ہوگئے برباد — بندھی ہوئی ہے زمانے مین کیا ہوا اُنکی
نیا ہو ناز ہر اک نازمین نزاکت ہو — ادا ادا سے ادا ہو ہر اک ادا اُنکی

ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے — عجیب رنگ مین ہین پوچھتے ہو کیا انکی

چشم و دل خالی ہین اشک و آہ سے — ولہ — چل بسے سب اپنی اپنی راہ سے

یون دکھانا تھا طلسم حسن و عشق — ورنہ یوسف کو علاقہ چاہ سے

جو تڑپتا چھوڑ کر مجھکو گیا — وہ پلٹ آئے الٰہی راہ سے

جھوٹی قسمین کہا چکے توبہ کرو — فائدہ وا للہ سے باللہ سے

رنگ فق گیسو پریشان ہونٹ خشک — خیر ہے یون آئے خلوت گاہ سے

جان دینگے مگر ڈرتے نہین — چاہنے والے تمہاری چاہ سے

شکر کر آصف کہ وہ کہتے ہین آج — ولہ — خوش ہوئے ہم ملکے آصفجاہ سے

انصاف کریگا کوئی کیا اُسکے سوا — میرا ہے خدا اور نہ تیرا ہے خدا اور

تحریر محبت نے کیا اُنکو خفا اور — تدبیر تو کی اور تھی قسمت سے ہوا اور

بچنے کا نہین آپکا بیمار محبت — دو چار دن اُسکے لیئے کرتے ہین دوا اور

گو بات کی طاقت نہین مجھمین شب فرقت — کرتا ہون جگر تھامکے مین انکی دعا اور

دو طرح کے پہلو ہین سمجھ مین نہین آتے — کہتے ہین وہ ہر بات پہ کرہم سے وفا اور

آصف تو کبھی قول سے اپنے نہ پھرا — یہ بات تمہاری ہے کہا اور کیا اور

عشق معشوق سے کرنا اگر آسان ہوتا — ولہ — سر بکف دست بدل کوئی نہ انسان ہوتا

راز دل کیا لبِ خاموش سے پنہان ہوتا
میری حسرت کی نگاہون سے نمایان ہوتا

مین سنبھلتا رہِ عشق مین کیا اے ناصح
تو نہ ہوتا مرا اللہ نگہبان ہوتا

دل کو برباد جو کرتے تو یہ گھر کس کا تھا
میرے نقصان کے ساتھ آپکا نقصان ہوتا

بے تمنا بھی کہین عشق مین ہوتی ہے بسر
ایک مٹتا تو مجھے دوسرا ارمان ہوتا

شوقِ دیدار ہی نے مجھکو بہت تڑپایا
کیا قیامت تھی اگر وصل کا خواہان ہوتا

تنگ ہون زیست سے مین ترکِ عیادت کیسا
زہر دیتے جو مجھے آپکا احسان ہوتا

ماہِ نو جب نظر آتا ہے تو مین کہتا ہون
جامہ زیبون کا یہ اے کاش گریبان ہوتا

موے کاکل کی طرح حرف بکھرتے جاتی
گر رقم اُنکو مرا حالِ پریشان ہوتا

یاس نے خاک کیا دل کو مزاحب رہتا
پھانس کی طرح کھٹکتا ہوا ارمان ہوتا

اپنا سر ہاتھ سے اپنے ہی قلم کرلیتے ہم
عشق مین تیرے اگر غیر کا احسان ہوتا

اے کماندار تجھے تیر شست کی حاجت کیا تھی
مرغِ دل آپ ترے تیر پہ قربان ہوتا

تم نے آصف کی نکی قدر وہ ہے ایک ہی شخص
ایسی خوبی کا تو پیدا نہین انسان ہوتا

ولہ

تم مرے حالِ پریشان کو نہین جانتے کیا
اثرِ گردشِ دوران کو نہین جانتے کیا

گو وہ کمسن ہین مگر اتنے بھی نادان نہین
میری حسرت مرے ارمان کو نہین جانتے کیا

ہان کے معنی تو نہین رکھتے ہین تو ظالم
ہم تری روز کی ہان نکو نہین جانتے کیا

ایسے بھولے ہو کہ باتین نہین آتین تمکو — قول کو عہد کو پیمان کو نہین جانتے کیا
غیر پر ہین وہ فدا میرے جلانیکے لیے — دل مین اچھے بُرے انسانکو نہین جانتے کیا
کچھ تو ہے بہید جواب آنکھ چراتے ہین طبیب — مرضِ عشق کے درمان کو نہین جانتے کیا
لیچلو ساتھ تو چلتے ہین تمہارے گھر پر — ورنہ ہم آفتِ دربان کو نہین جانتے کیا
عاشقِ زار تمہارا تو وہی آصف ہے — میر محبوب علی خان کو نہین جانتے کیا

اعلحضرت بندگانِ عالی کے بعد جو تلامذہ قابل الذکر ہین اُنکے نام بتخلص بلا امتیاز نمبر بیان لکھے جاتے ہین۔ اہلِ دکن مین نواب عزیز یار جنگ بہادر المتخلص بہ عزیز۔ خاص حیدرآباد دکن کے رہنے والے ہین اور ہونہار طبیعت دار نوجوان ہین۔ مرزا مظفر حسین بیگ صاحب۔ بارق مولوی ابو الحمید صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ۔ حافظ محی الدین صاحب محفوظ۔ منشی سید عبد الصمد صاحب واصفی۔ منشی عبد الوارث خان صاحب وارث۔ نواب میر حسن علیخان صاحب امیر۔ متفرق مقامات مین۔ منشی وحید الدین صاحب بیخود دہلوی۔ شاہزادہ مرزا منیر الدین صاحب ضیا۔ مولوی عبد الحی صاحب بجنبد بدایونی منشی سید شبیر حسین صاحب نسیم بھرتپوری۔ مولوی حسن رضا خانصاحب حسن بریلوی منشی حیات بخش صاحب رسا۔ منشی ذوالفقار علیخان صاحب گوہر رامپوری

منشی احسان علی خانصاحب احسان رامپوری۔ منشی سید امیر حسن صاحب ولیہ مارہروی
آغا شاعر صاحب دہلوی مرزا مجاہد الدین صاحب شاہی۔ گورگانی اقبال احمد صاحب
اقبال ایم۔ اے منشی امتیاز احمد صاحب فارہروی جناب جالب صاحب دہلوی۔ منشی نذیر حسن
صاحب نسیم ہلسوی۔ منشی ریاض حسن خانصاحب خیال۔ رامچند رصاحب عیش۔
محمد امراؤ مرزا صاحب نادان برادرزادۂ حضرت اُستادی۔ مولوی سید محمد اسمعیل صاحب
ذبیح وکیل فتحگڈھ۔ صاحبزادہ مشرف یار خانصاحب شرف۔ منشی یوسف حسن
صاحب طیش مارہروی۔ منشی متین الدین احمد صاحب مچھلی شہری۔ محمد نوح صاحب
نوح ناروی۔ محمد بشیر خان صاحب بشیر رامپوری۔ انکے سوا اور بھی اُستاد
بھائی ہونگے جنکا نام یہاں لکھا جاتا۔ مگر چونکہ ہمنے وقتاً فوقتاً انہین لوگون کا
کلام اکثر دیکھا ہے اسلیے صرف انھین پر اکتفا کیا۔ یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ
بہت اچھا کہتے ہین آخر الذکر یعنی بشیر رامپوری کا ذکر اُستاد کے تمامی تلامذہ
مین ضرور قابل توجہ ہے۔ خانصاحب مذکور ضعیف العمر حضرت اُستادی کے
قدیم شاگردون مین ہین۔ اور نوشت خواند سے بالکل معذور ہین مگر ایسا کہتے
ہین کہ اُسکو سنکر کوئی شخص یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ کسی ان پڑھ کا کلام ہے اور یہ
سب فیضِ اُستاد کی برکت ہے اُنکا کلام سننے سے حیرت ہوتی ہے۔

بلا مبالغہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ انکے کلام مین کوئی تقطیع کی یا اور اسی قسم کی غلطیان جو ایسے کلام مین ضرور ہونی چاہئین ہمنے نہین دیکہین - سچ ہے ع

پروردگار جسکو یہ نعمت کرے عطا۔

مرزا صاحب کے ذاتی حالات

مرزا صاحب کے ان مختصر سوانح مین جسقدر واقعات و حالات لکھے گئے ہین وہ سب قابلِ غور ہین مگر سب سے زیادہ یہ بات خیال کرنے کے قابل ہے۔ کہ آپنے یہ شہرت یہ عزت یہ بات سب اپنی ہی کوشش اور محنت سے حاصل کی ہے۔ حیدرآباد آنے سے پیشتر یہان کے رؤسائے عظام نے خطوط بھیج بھیج کر آپکو طلب کیا مگر آپنے نواب خلد آشیان کے مقابلے مین اُن تحریرون پر ذرا التفات نہین کیا۔ اور یہان آنے کے بعد بھی موجودہ امرا و رؤسا نے مختلف پیرایون سے آپکی اُمیدواری کے زمانے مین بارہا کہا کہ آپ کیون اسقدر ذاتی تکلیفین اُٹھاتے ہین ہمارے مکان موجود ہین۔ آیئے اور جب تک جی چاہے بآرام و آسایش قیام فرمایئے۔ آپنے جواب مین سب سے یہی کہا کہ مین آپکی مہربانیون اور قدردانیون کا ممنون ہون مگر یہان آپکے پاس نہین آیا ہون۔ مین آپسے صرف اتنا ہی چاہتا ہون کہ اگر جی چاہے اور کوئی حرج نہ ہو تو میرے لیے پنیگاہِ سلطانی مین کلمۃ الخیر فرما دیا کیجیے

اس قسم کی آن بان اور پاسِ وضع کے ساتھ یہ امر بھی قابل قدر ہے کہ باوجود موجودہ عزت و قدر کے آپنے کبھی اپنے کسی مخالف کی بدخواہی نہین چاہی۔ معاندین نے طرح طرح کے طریقے آپکے بدنام کرنے کو اختیار کیے ہجوین کہین اخبارون مین مضامین چھپوائے مگر آپنے جب سُنا یہی فرمایا کہ مین نے اس معاملے کو منتقم حقیقی کے سپرد کیا۔ بہرحال آپکی نیک نفسی اور پاک باطنی کے سامنے ایسے بدنہاد و خبیث باطن مخالفین و معاندین کبھی فروغ نہین پا سکتے۔ الحق یعلو اولا یعلی۔

آپکی شہرت اور ناموری کچھ حیدرآباد کے آنے ہی پر منحصر نہین تھی بلکہ آپنے ابتدا ہی سے وہ خداداد نام آوری پائی ہے جس سے سلسلہ خلائق واقف ہے۔ آپنے اوّل ہی اپنی معجز بیانی سے ملک کو خطاب دینے پر آمادہ کر لیا تھا اور جسکی بنیاد شاہجہان آباد کے دربار شاہی مین پڑی۔ یعنی دہین سے پہلے پہل آپکو خانی کا موروثی خطاب خلعت کے ساتھ ساتھ عطا ہوا۔ ریاست حیدرآباد دکن مین خطاب پانیوالون کے لیے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ خود خطاب پانیوالا اپنے لیے خطابی الفاظ تجویز کر کے پیشگاہِ سلطانی مین اپنی درخواست کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اُسکے مجوزہ خطاب کی منظوری سرکار سے ہوتی ہے

خطاب خانی

مرزا صاحب نے اپنے واسطے کوئی خطاب خود تجویز نہین کیا بلکہ آپکی معمولی درخواست پر اعلیحضرت پینگاہِ سلطانی سے بتاریخ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ حسب ذیل خطابات تجویز فرماکر عطا فرماے گئے۔ بلبل ہندوستان جہان اُستاد ناظم جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک مع خانی وبہادری ان مذکورہ خطابون مین پہلے ناظم جنگ ہی تجویز ہوا تھا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ یہی خطاب کسی اور امیر کو بھی عطا ہوا ہے تو بجاے ناظم جنگ کے ناظم یار جنگ تجویز کیا گیا۔ سب خطابون مین زیادہ تر فصیح الملک کا موزون خطاب مشہور ہوا اور قریب قریب ہر شخص آپکو اسی خطاب سے پہچانتا ہے جو خاص سرکاری قلمی لفافے آتے ہین اُن مین بھی "فصیح الملک بہادر داغ صاحب دہلوی" لکھا ہوتا ہے اور آپ بھی اپنے دستخطون مین "فصیح الملک داغ دہلوی" تحریر فرمایا کرتے ہین۔

اہل کمال کی اکثر یہ شناخت کیگئی ہے کہ زمانے کی سچی قدردانیون سے خواہ وہ کتنے ہی معزز و نامور ہوجائین مگر وہ خود اپنے آپ کو معمولی شخص ہی سمجھتے ہین۔ اور واقعی جو لوگ متکبرانہ حالت رکھتے ہین وہ ہرگز صاحب کمال نہین ہو سکتے۔ باوجود اس خداداد ترقی و ثروت و امارت کے مرزا صاحب کے مزاج مین نہایت عجز و انکسار ہے اور اس طریقے کی کامل پابندی کے

ساتھہ قدر کرتے ہین - چنانچہ اس مضمون کو ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین ؎

داغ ہر شخص سے جھک کر ملیے	کچھہ عجب چیز ملنساری ہے -

آپکے اخلاق حسنہ وسنیہ اور مراسم تعشقت واطاف اسقدر وسیع ہین جن کو دیکھنے والے جانتے ہین - آپکے انکسار کا سچا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب کبھی آپکے سامنے آپکی شہرت کا تذکرہ کیا گیا تو آپنے نہایت حیرت وتعجب سے فرمایا کہ کیا لوگ مجھکو جانتے ہین اور اگر جانتے ہین تو مجھمین وہ کیا بات ہے - مین تو کچھہ بھی نہین جانتا -

انصاف پسندی

مزاج مین انصاف پسندی اور راستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اگر کسی مخالف سے مخالف شخص کا کوئی غلط شعر سنا یا جائے تو بجائے اسکے کہ اُسپر خود کوئی اعتراض کرین - لوگون کے اعتراضات سنکر اپنی طرف سے اُس کلام کے معنی بتاتے ہین اور فرماتے ہین بہت اچھا شعر کہا ہے مثل اور شاعرون کے بھولے سے کبھی آپنے کسی کی ہجو مین ایک مصرع بھی موزون نہین کیا -

نزاکت طبع

باوجود اس پیرانہ سالی اور متعدد امراض لاحقہ کے ہر وقت آپ شگفتہ دل اور خندہ پیشانی رہتے ہین - طبیعت مین شوخی اور بذلہ سنجی اسقدر ہے کہ اگر آپکے لطائف وظرائف جمع کیے جاتے یا اب کیے جائین تو ایک جداگانہ کتاب

جسطرح آپکے یہ کل ظاہری معاملات وحالات صاف وپاک ہین اسی طرح بلکہ
اس سے کہین زیادہ آپکا باطن بے ریا اور آئینے کی طرح روشن ہے۔ کینہ
اور حسد وفساد سے آپکی طبیعت کوسون دور ہے۔ اگر کسی شخص سے آپ ناراض
ہوتے ہین یا کسی کی مخالفت کا ذکر ہوتا ہے تو اُسیوقت تک جب تک اس کا ذکر
رہے دوسرے وقت کچھ نہین ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ ایک مخالف کی
مخالفتین بیّن طور سے آپکو ثابت ہوگئین اور اُسکے بیجا منافقت کا کامل ثبوت
ملگیا مگر جب وہ آپکے سامنے آیا بجز اُسی طرح اُسکی عزت اور قدر کیگئی جیسی
پہلے سے کیجاتی تھی۔ اور پھر اُسکے چلے جانے کے بعد بھی کوئی تذکرہ
اسکے متعلق نہین سنا گیا۔ جو لوگ آپسے ہر وقت اور روزانہ ملتے رہتے ہین
اُنکے حفظِ مراتب کا خیال اور اُنکے ساتھ ایسے اشفاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے
جس سے ایک خاص لطفِ یگانگت حاصل ہوتا ہے۔ اپنے خدام اور تلامذۂ
مخصوص اور عام احباب کے ساتھ ایسی شفقتین فرمائی جاتی ہین کہ اپنی اپنی جگہ
ہر شخص آپکو اپنا سچا اور حقیقی مربی سمجھتا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے
تو تمام فرائضِ انسانی مین حقوق العباد ایک اہم فرض ہے۔ اور جسکے لیے
ہمارے پاک مذہب مین بڑے بڑے تاکیدی احکام نافذ ہوئے ہین۔ اور واقعی

صاحبِ فہم کے نزدیک عبادات آلہیہ مین اس سے بڑھکر کوئی عبادت مشکل نہین۔ کیونکہ اور جتنی عبادتین ہین سب اپنے لیے ہین اور یہ اور دن کے واسطے جو شخص صرف اپنے قدح کی خیر مناتا رہتا ہے۔ جسکی مختلف صورتین ہین یعنی (خواہ معتکف بنکر یا برائے نام تارک الدنیا ہو کر یا اپنے آپکو محض (اندیشک بناکر) وہ ہرگز اُن خدا ترس اور سچے ایمان دار لوگون کے مقابلہ مین قابلِ قدر نہین ہے جو بفضلِ آلہی ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل کا لحاظ و پاس اس حکمِ ناطق کے موافق کرتے ہین لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ اور ان شاء اللہ تعالے یہی لوگ دنیا و دین مین نعمائے آلہی سے مستفیض ہونگے اور اُن لوگون کو خسر الدنیا والاخرۃ کے سوا کچھ حاصل نہین ہوگا۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست

منجملہ اپنے تمام فرائض کے مرزا صاحب عم فیضہ کو اپنے اعزہ و اقارب اور قدیم احباب و مستحقین کی پاسداری اور اُن کا خیال ازحد رہتا ہے کسی شخص کو اپنی آنکھ سے تکلیف مین نہین دیکھ سکتے جسکا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ نصف سے زیادہ آپکی آمدنی تمامی اعزہ و احباب وغیرہ کی خبرگیری مین صرف ہوتی ہے۔ خواہ اپنی تنخواہ ملنے مین دیر ہو جائے مگر کم سے کم اُن مقررہ مستحقین کو جسطرح

مصرف آمدنی کا خیال

ممکن ہوتا ہے وقت پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور ان مقررہ عطیات کے سوا صرف خیر کی مد ہر وقت جاری رہتی ہے۔ آپکے در سے کوئی سائل کبھی محروم نہین جاتا جو اُسکی قسمت کا ہوتا ہے ملتا ہے۔ بہرحال جس اہل نظر نے آپکو دیکھا ہے اور نہ صرف دیکھا ہے بلکہ آپکی فیض صحبت سے مشرف ہوا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب۔ اخلاق سنیہ۔ خصائل حسنہ۔ مروت۔ سیر چشمی۔ خدا ترسی۔ حق نیوشی وغیرہ وغیرہ مین فرد کامل ہین۔

راقم آثم کے ساتھ جو بزرگانہ اشتیاق اور جو مربیانہ الطاف ہین اُنکو یہ خاکسار ہی جانتا ہے۔ اور یہ شفقت کچھ مجھی پر منحصر نہین جو آپکا خادم ہے وہ اس سے محروم نہین۔ اور سب شفقتون کے علاوہ مخصوص اس کتاب کے لیے جو جو اشفاق فرمائے ہین اُنکے بیان کو بھی ایک دفتر چاہیے باوجود سرکاری کام اور مختلف مواقع اور چند در چند امراض کے ہر وقت میرے معروضات جو اس تالیف سے متعلق ہوتے تھے فوراً منظور فرمائے گئے۔ فتح اللغات مین سیکڑون محاورے ایسے ہین جنکے لیے استاد کی ضرورت تھی اور جو موجودہ کلام مین نہ تھے مگر میری ناچیز استدعا پر فوراً اشعار سند یہ فرمائے گئے۔ میری بعض فرمایشین ایسی بھی ہوئی تھین جن کی تعمیل طبع مبارک کو پسندیدہ نہوئی تھی لیکن خاکسار کی خاطر

انتساب کے ساتھ پڑھنا

اس قسم کی تکلیفین بھی برداشت فرمائی گیین۔ ایک مرتبہ راقم نے یہ بات عرض کی کہ اس کتاب مین شاعری کے متعلق وہ چند الفاظ بھی بتانے ضروری ہین جنکی ضرورت اور تلاش روزانہ ہمسے ناواقفون کو رہتی ہے اور چونکہ اس کتاب مین کوئی لفظ کوئی لغت بغیر سند شعر نہین لکھا گیا اسلیے ان قیود کے بیان کرنے سے اُسوقت تک مجبوری ہے جب تک کہ اشعار سندیہ نہ ملجائین۔ اور وہ الفاظ مثل تشبیہ۔ استعارہ۔ مثل۔ ردیف۔ قافیہ ایطا وغیرہ کے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے الفاظ غزل وقصائد مین تو آتے نہین یا نوانکے لیے کوئی قطعہ مخصوص کہا جاتا یا فرداً فرداً شعر موزون کیے جاتے۔ چنانچہ آپنے اپنی شفقت سے میری عرض کو قبول فرما کر ایک قطعہ بطور نصیحتنامہ فوراً منظوم فرما دیا اور جس مین مجھنا چیز کی فرمایش کا ذکر کرکے میری خاص عزت افزائی فرمائی۔ اگرچہ اُس قطعے کے اشعار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اپنے اپنے مقام پر اصل کتاب مین موجود ہین مگر ایک نئی چیز ہونے کی وجہ سے اور یکجائی کے خیال سے تاکہ کل تلامذہ اُس نصیحت نامے کو دیکھ لین اُسکی نقل یہان کیجاتی ہے جو یقینی بے موقع نہین۔

قطعہ بطور ہدایت نامہ

اپنے شاگردونکی ہے مجھکو ہدایت منظور
کہ سمجھ لین ہ دل سے وہ بجا و بیجا

شعر گوئی مین رہین پیش نظر یہ باتین
کہ بغیر انکے فصاحت نہین ہوتی پیدا

چست بندش ہو نہو سست یہی خوبی ہی
وہ فصاحت ہے گر اشعر مین جو حرف دبا

عربی فارسی الفاظ جو اردو مین کہین
حرف علت کا بڑا انمین ہی گرنا دبنا

الف وصل اگر آئے تو کچھ عیب نہین
لیکن الفاظ مین اردو کے یہ گرنا ہی روا

جس مین گنجلک نہو تھوڑی بھی فصاحت ہی وہی
وہ کنایہ ہے جو تصریح سے بھی ہو اولیٰ

عیب و خوبی کا سمجھنا ہے اک امر نازک
پہلے کچھ اور تھا اب رنگ زبان اور ہوا

یہی اردو ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے
اہل دہلی نے اسے اور سے اب اور کیا

مستند اہل زبان خاص ہین دلی والے
اسمین غیرون کا تصرف نہین مانا جاتا

جوہری نقد سخن کے ہین پرکھنے والے
ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھا

بعض الفاظ جو ہوئے ہین اک معنی مین
ایک کو ترک کیا ایک کو قایم رکھا

ترک جو لفظ کیا اب وہ نہین مستعمل
اگلے لوگون کی زبان پر وہی دیتا تھا مزا

گرچہ تقلید بری ہے مگر اچھی ہی کہین
ہو جو بندش مین مناسب تو نہین عیب ذرا

شعر مین حشو و زائد بھی بُرے ہوتے ہین — ایسی بھرتی کو سمجھتے نہین شاعر اچھا

گر کسی شعر مین ایطا سے جلی آتا ہے — وہ بڑا عیب کہتے ہین اُسے بے معنی

استعارہ جو مزے کا ہو مزے کی تشبیہ — اسمین اک لطف ہی اس کہنے کا پھر کیا کہنا

اصطلاح اچھی مثل اچھی ہو بندش اچھی — روزمرّہ بھی رہے صاف فصاحت سے بھرا

ہے اضافت بھی ضروری مگر ایسی تو نہو — ایک مصرع مین جو ہو چار جگہ بلکہ سوا

عطف کا بھی ہے یہی حال یہی صورت ہے — وہ بھی آئی متوالی تو نہایت ہے بُرا

لف و نشر آئے مرتب وہ بہت اچھا ہی — اور ہو غیر مرتب تو نہین کچھ بیجا

شعر مین آئے جو ایہام کسی موقع پر — کیفیت اُس مین بھی ہو وہ بھی نہایت اچھا

جو نہ مرغوب طبیعت ہو بُری ہی ہو وہ ردیف — شعر بے لطف ہی گر قافیہ ہو بے ڈھنگا

ایک مصرع مین ہو تم دوسرے مصرع مین تو تم — یہ مختر گر بہ ہوا مین نے اسے ترک کیا

چند بحرین متعارف ہین فقط اردو مین — فارسی مین عربی مین ہین مگر ان کے سوا

شعر مین ہوتی ہے شاعر کو ضرورت اسکی — گر عروض اُسنے پڑھا وہ ہے سخنور دانا

مختصر یہ ہے کہ ہوتی ہے طبیعت استاد — دین اللہ کی ہے جسکو یہ نعمت ہو عطا

بے اثر کے نہین ہوتا کبھی مقبول کلام — اور تاثیر وہ شے ہے جسے دیتا ہے خدا

گرچہ دنیا مین ہوئے اور ہین لاکھون شاعر — کسب فن سے نہین ہوتی ہے یہ خوبی پیدا

سید احسن جو ہمرہ دست بھی شاگرد بھی ہین	جنکو اللہ نے دی فکر رسا طبع رسا
شعر کے حسن و قبایح جو اُنھون نے پوچھے	اُنکی درخواست سے اک قطعہ یہ برجستہ کہا

پند نامہ جو کہا داغ نے بیکار نہین
کام کا قطعہ ہے یہ وقت پہ کام آئے گا

مرزا صاحب محسن شاعر نہین

گو اس زمانے کی تعلیم یافتہ لوگ آپکو دیکھکر مجموعی حیثیت سے آپ کے متعلق یہ رائے قائم کرین کہ مرزا صاحب ایک پرانی روش کے بزرگ ہین اور آپکے دماغ کو محض شاعری کے لیے مخصوص کیا گیا ہے مگر وہ شخص جسنے آپکی صحبت پائی ہے اور جس نے مختلف قسم کے معاملات مین آپکا تجربہ کیا ہے وہ ہرگز اس خیال کا موید نہین ہو سکتا ہے۔ اسموقع پر پہلے آپکے دو شعر لکھے جاتے ہین۔ اُسکے بعد سلسلۂ کلام شروع ہوگا ؎

دیکھا ہے دیکھنے کی طرح اک جہان کو	گزرا ہے اک ژٹانہ ہماری نگاہ سے

اس پچھے مضمون کو پڑھنے کے بعد اس شعر کا مضمون مان لینے کے قابل ہے کہ ؎

جو کچھ بتاے داغ اُسے مان لیجیے	وہ آزمودہ کار تو ہے گردلی نہین

بظاہر ابتداے عمر سے آپکو شعر و سخن کا شوق رہا اور اگرچہ اب آپ حیدرآباد مین محض اسی کام پر مامور ہین مگر یہان آنے سے قبل ریاست رامپور مین اور رامپور سے پہلے قلعۂ شاہی مین آپنے مختلف کامون مین اوقات بسر کی ہے اور گویا اُس زمانے مین شاعری محض تفنّن للطبع تھی ورنہ اصلی کام وہی تھا جو ایک پولٹیکل دماغ کا آدمی کرسکتا ہے۔ معاملہ فہمی مردم شناسی اور مغز سخن کو پاجانا اور اسی قسم کی وہ تمام باتین آپ مین موجود ہین جو ایک غیر شاعر اور مدبر شخص مین ہونی چاہین

تیری دانائی کے قائل تھے سب اغلاطون و نشٹ	شاعری نے کردیا اے داغ سودائی تجھے

آپکے دماغ اور آپکی طبیعت۔ کی قابلیت و صلاحیت کا اندازہ کرکے زمانۂ سابق مین چودہ پندرہ برس کی عمر مین آپکو ایک معزز یورپین حاکم نے تحصیلداری کے لیے منتخب کیا تھا مگر خود آپنے ان جھگڑون مین پھنسنا منظور نہین فرمایا۔ اس بیان کی تائید مین اور بہت سے واقعات و حالات ہمارے ذہن مین ہین مگر اور وجہون کے سوا طوالت کتاب کے خیال سے وہ سب باتین قلم انداز کیجاتی ہین۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی طبیعت کی پسند کے موافق کسی نہ کسی ایک خاص چیز یا چند چیزون کا شوق اور باتون سے زیادہ ہوتا ہے اور اگرچہ بظاہر وہ اُسکی ضرورتون سے سوا ہوتی ہین مگر اسطرح جمع کیجاتی ہین۔

جسطرح اور ضروری چیزین فراہم کیجاتی ہین - مرزا صاحب کو ابتدا سے چند چیزون کا ایک خاص شوق رہا اور اب تک ہے - سواریون مین گھوڑے کا شوق ہے حالانکہ اب خود کبھی سوار نہین ہوتے مگر جب بھی چار - پانچ گھوڑے اصطبل مین موجود رہتے ہین - دوسرا شوق ہتیارون مین تلوار کا ہے کہ عمدہ سی عمدہ نایاب تلوارین آپکے پاس موجود ہین - تیسرے مکان اور مکان کی آرایش کا شوق اور خیال ہے - یہان جس مکان مین اب آپ رہتے ہین گو وہ آپکے رہنے کے لیے موزون نہین مگر ایسا درست کیا ہے اور سجایا ہے جیسا کہ شوق کا مقتضی ہونا چاہیے اس آرایش نے مکان کی حیثیت بنادی ہے - سب چیزون سے بڑھکر جس کا آپکو شوق ہے وہ کتاب ہے - گو ابتدائی زمانے کی جمع کی ہوئی کتابین اور عمدہ عمدہ مرقع وغیرہ غدر مین تلف ہوگئے تاہم اسوقت ماشاءاللہ چشم بد دور چار - پانچ الماریان ہزار کتابون سے معمور ہین - اور روزانہ تعداد بڑھتی جاتی ہے - ہر مہینے مین کم سے کم پچاس ساٹھ روپے کی نئی کتابین لکھنؤ - بمبئی وغیرہ مقامات سے آجاتی ہین کتابخانے مین اگرچہ کم و بیش کل علوم و فنون کی کتابین موجود ہین مگر زیادہ تر شاعری سے متعلق دواوین فارسی و اردو - تاریخ و سیر - طب - رمل و نجوم کا ذخیرہ ہے - موخرالذکر

فن سے آپکو ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ خود رمل و نجوم مین کافی واقفیت رکھتے ہین۔ چنانچہ منجملہ اور ملازمین کے ایک پنڈت صاحب مقرر ہین جو اپنے وقت پر آکر بحث کیا کرتے ہین۔ آپکے روزانہ مشاغل مین کوئی خاص پابندی اوقات نہین ہے زیادہ تصنیف و اصلاح اور کتب بینی کا شغل رہتا ہے یا شبکو ایک آدھ گھنٹے چند ہمصحبت لوگون مین گانا سننے کا مشغلہ رہتا ہے اُستاد ذوق مرحوم بھی گانا سننے کے بہت شایق تھے۔ وہی حال آپکا ہے۔ اور یہ ایک ایسی دلچسپ تفریح ہے جو خلقتاً ہر شخص کو پسند ہے۔ کوئی شخص علم موسیقی کے اصولون کو بے قدری کی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا یہ وہ موثر چیز ہے کہ آدمی تو آدمی جانور بھی اس سے مانوس ہوتے ہین۔ یہی اثر وہ جادو ہے جسکی وجہ سے بے اختیار خوش الحانی کی طرف دل کھچا جاتا ہے۔ سماع اور شاعری کا قریب قریب یکسان حال ہے جسطرح بغیر خوش آوازی کے سماع مین دلچسپی نہین ہوسکتی ہے اسیطرح بغیر اثر کے کلام مین لطف نہین آسکتا ؎

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب داغ کا شعر	الہدر زبان دے تو زبان مین ہو اثر بھی

مرزا صاحب کی وضع اور لباس بالکل قدیم طریقے کا ہے۔ گو اس زمانے

کے موافق کچھ معمولی ترمیم ہوگئی ہے مثلاً انگرکھے کی جگہ شیروانی یا بجائے قدیم ٹوپیون کے حیدرآباد کی منصب داری پگڑی یا ترکی ٹوپی مگر بحیثیت مجموعی یہ وضع ایسی نہین جسپر نئی روشنی کا اطلاق ہوسکے۔

موجودہ قد و قامت اور صورت شکل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شباب کے زمانے مین آپ خوشرو اور خوشرنگ قوی جوان تھے۔ اس کتاب مین جو فوٹو دیا گیا ہے۔ وہ زمانۂ حال ہی کا ہے۔

شادی

۱۵ برس کی عمر مین آپکی شادی ہوئی۔ حیدرآباد مین تشریف لائے ہوئے آپکو چودہ پندرہ سال ہوچکے یہ ہین ۱۳۱۵ھ مین آپکی اہلیہ نے وفات پائی اور سید یوسف شریف صاحب کی درگاہ مین مدفون ہوئین۔

سفر حج

مرزا صاحب نے منجملہ اور سفرون کے نواب خلد آشیان کے ساتھ سفر حجاز بھی کیا ہے اور زیارت حرمین شریفین زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً سے مشرف ہوکر مناسک حج و زیارت بھی ادا فرماے ہین آپکا مذہب آپکے اس مقطع سے معلوم کرنا چاہیے ؎

یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع	یہ داغ جانثار ہے آل رسول کا

آپ اپنے اخلاق سنیہ کی بدولت ہمیشہ مسکرات سے تائب رہے بلکہ

ان مشاغل سے قاطبتہً نفرت ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ کبھی سخت علالت مین مبتلا ہوے ہین یا آپکی حوارضِ لاحقہ کو دیکھکر ڈاکٹرون نے اور اطبا نے رائے دی ہے کہ آپکے لیے دواؤن سے زیادہ شراب مفید ہے اُسکا استعمال ضرور کرنا چاہیے آپنے ایسی رایون کو کبھی منظور نہین فرمایا۔ ڈاکٹری دوا اسی عام خیال کی وجہ سے نہین استعمال کرتے۔ یہ ایک عجیب بات ہی کہ باوصف اس احتیاط و اتقا کے آپکے بعض رندانہ کلام مین وہ اثر اور وہ کیفیت پائی جاتی ہے جو واقعی پینے والون کی باتون مین ہونی چاہیئے اگر غور کیجائے تو یہین سے اس فن کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مرزا صاحب کو اسوقت تک جن جن لوگون سے ایک خاص ربط اور اتحاد رہا ہے یہان اُن کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے منجملہ اور احباب کے آپ ہمیشہ جناب مولوی عبدالحق صاحب منطقی خیرآبادی مرحوم اور جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی مغفور کے مداح رہے اور ان رفیقون کے انتقال کا واقعی جو صدمہ آپکو ہوا ہے اُسکا اندازہ مشکل ہے۔ حالانکہ زمانہ ہم فنی ہونے کی وجہ سے یہ سمجھتا ہے کہ امیر و داغ مین مخالفت تھی مگر باہمی ارتباط اور خط و کتابت کے دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منشی صاحب مرحوم مین اور آپ مین

وہ روابط اور بیکھتی تھی جو حقیقی بھائیون مین ہونی چاہیئے - ہمنے جو خطوط منشی صاحب کے مرزا صاحب کے نام آئے ہوئے دیکھے ہین اُن سے اُن کی الفت کا اندازہ ہوتا ہے اور جو کیفیت آپکی منشی صاحب کے حیدر آباد کے آتے وقت ان آنکھون سے دیکھی ہے اُس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سچی محبت اسکا نام ہے - یون سمجھنے کے لیے زمانہ جو چاہیے سمجھے شاعر کے جو خاص دلی جذبات ہوتے ہین اُن کا اظہار الفاظ مین مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے مگر نقادِ سخن اور گہری نظر ڈالنے والے نشست اور بندشِ الفاظ سے بعض وقت دلی جذبات کا کچھ کچھ اندازہ کر سکتے ہین - ہم یہان دو مشہور مقطع لکھتے ہین جن مین صرف ایک ایک لفظ ایسا ہے جس سے دلی آرزو اور تمنا ٹپکی پڑتی ہے - اور دونون شخصون کے دلی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے ؎

کہان ہم اے امیر اب اور کہان داغ	وہ جلسے ہو چکے خلد آشیان تک

اس شعر مین کہان کے لفظ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ٹھیک اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لفظ بے ساختہ پر حسرت دل سے نکلکر زبانِ حال کا ترجمان ہوا ہے - اسیطرح ؎

اے داغ ہے دکن ہی بہت دور لکھنؤ	ملتا میر احمد و سید جلال سے

اس شعر مین بھی ملنے کے لفظ سے وہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ جو کہان مین بیان کیگئی۔

جب منشی صاحب مرحوم کا بیوپال سے اطلاعی خط مرزا صاحب کے نام آیا ہی کہ ہم فلان تاریخ یہان سے روانہ ہونگے اُسوقت کی خوشی کا اندازہ نہین ہوسکتا ایک عجیب بیتابانہ مسرت کے ساتھ اُنکے رہنے کے لیے مکان وغیرہ کا انتظام واہتمام کیا جاتا تھا۔ باوجود دورۂ وجع مفاصل آپ خود بار بار اُس مکان مین آتے جاتے جو منشی صاحب کے واسطے تجویز کیا تھا خود اپنے سامنے ہر ایک آسایش کا سامان ترتیب سے رکھواتے اور سب سے کہتے جاتے کہ جامع المتفرقین نے پندرہ برس کے بعد ایک رفیق کو ملایا ہے۔ مگر افسوس کہ اس نیرنگی زمانہ کے ہاتھون یہ فوری خوشی بہت جلد دائمی رنج سے بدل گئی۔ جسوقت منشی صاحب کا اُنتقال ہوا ہے اُسوقت بے ساختہ آپکی زبان سے یہ پرحسرت مطلع نکلا۔ ہائے کیا دردناک سچا مضمون ہے ؎

خاک اُس سے عشق نے چھنوائی تھی	دشت مین مجنون کی مٹی لائی تھی

بظاہر اس مختصر سوانح عمری مین جتنی ضروری اور مفید باتین تھین سب آگئین

ملک کے قابل اور لائق بزرگون اور مورخون کی رائین

اب آخر مین ہم حضرت اُستادی مدظلہ کے متعلق جو ملک کے بزرگون اور لائق مورخون اور تذکرہ نویسون نے مختلف اوقات مین تھوڑی بہت اپنی اپنی رائے لکھی ہے وہ بجرفہ یہان نقل کیجاتی ہے جسکے دیکھنے سے اور پڑھنے سے یہ بات ثابت ہوجائے گی کہ آپکو نہ صرف آپکے تلامذہ و معتقدین ہی نے اُستاد مانا ہے بلکہ ملک مین عموماً بڑے بڑے اساتذہ اور اہل الرائے نے آپکا لوہا مان لیا ہے۔

حضرتِ غالب جیسے اکھل کھرے مزاج کے آدمی کو کون نہین جانتا جس شخص کی مخالفت پر آمادہ ہوے عمر بھر اُسے اچھا نہ کہا خواہ وہ اچھی ہی بات کیون نہ کہے قتیل مرحوم سے ہمیشہ چخ رہی اُنکو طرح طرح سے اپنی ظرافت آمیز فقرون سے برا بھلا کہتے رہے۔ بااین ہمہ انصاف پسندی کے موقع پر جب کسی تعریف کی تو ایسی کی جس سے بڑھکر تعریف نہین ہوسکتی اور ایک اُنکی تعریف گویا زمانے کی تعریف سمجھی گئی سنا گیا ہے کہ منجملہ اور اشعار کے حضرتِ اُستادی کے یہ چار شعر بھی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور دادِ سخن دیتے تھے۔ وہ اشعار یہ ہین ؎

تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر		دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

خِ روشن کر آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین	آدھر جاتا ہو دیکھین یا ادھر پروانہ آتا ہو
افتادگی پہ بھی نہ گئی اُس کی جستجو	گویا زمین پہ سایۂ مرغِ پریدہ ہون
اُنکی طرف سے آپ لکھی خط جواب مین	کیا کیا فریب دلکو دیے اضطراب مین

جب مرزا صاحب کا دیوان گلزار داغ طبع ہوا ہے اُسوقت اپکے عمِ بزرگ نواب ضیاء الدین احمد خان المتخلص بہ نیر رخشان نے ایک مختصر قطعہ کہکر اپکے پاس بھیجا تھا۔ نواب موصوف کی قابلیت اور ناموری زمانے پر مخفی نہین ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہین تھے اُنکی تعریف عام تعریف نہین ہوسکتی اس قطعہ کے پڑھنے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک بزرگ اپنے عزیز اور لایق عزیز کی تعریف کسطرح کرتا ہے

نازم آن نخلبندِ معنی را	کہ بیاراست از سخن صد باغ
گلِ رنگین باغِ دل افروز	درو خوشبوے عطر بیز دماغ
اوجِ نازک خیالی اورا	باید آن سوے عرش جست سراغ
معنیِ نغز از دلش ریزان	چون مے ناب از کنار یاغ
کردہ مشکین غزالِ مضمون صید	صفحۂ خاطرش ختن را راغ
جمع کردہ کلامِ روشنِ خویش	کہ شبستانِ فکر راست چراغ

ہرگہ از طبعِ تازہ اش دلخواہ		لله الحمد دست داد فراغ
سالِ خمتش بخوان کہ این دیوان		زد بدلہا جدید سکۂ داغ
ساخت این قطعہ نیّر از دہلی		نزد نوابِ میرزا ابلاغ

منجملہ اور خطوں کے ایک خط حضرتِ امیر مینائی مرحوم و مغفور کا ایسا ملا جس مین حضرت اُستادی مدظلہ کے کمال کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ اپنے مفید مطلب اُسکی کچھ عبارت یہان نقل کیجاتی ہے۔ یہ خط ۲۶ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء کا لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہین "میرے پرانے یار پرانے غمگسار حضرت داغ سلامت۔ خداوند تعالی یوماً فیوماً آپکے اعزاز کو بڑہائے اور اس فن کو چمکائے۔ ملک کو آپکی قدر ہو یا نہو میری نظر مین تو جسقدر ہے اُسکو آپکا دل بخوبی جانتا ہوگا۔ آپ حاسدانِ کوتہ اندیش کا کچھ خیال نکرین۔ اربابِ کمال خصوصاً وہ جنسے زمانہ کچھ موافقت کرتا ہے ہمیشہ محسود ہوا کرتے ہین محسود ہونا سرمایۂ ناز و فخر ہے حاسد ہونے سے خدا محفوظ رکہے۔ فقط یاد آوری کا منت پذیر۔ امیر فقیر

تذکرۂ انتخابِ یادگار مطبوعہ تاج المطابع مین حضرتِ امیر مینائی مرحوم آپکا ذکر اس عبارت مین فرماتے ہین "داغ نواب مرزا خان خلف نواب

شمس الدین خان مغفور چوالیس برس کی عمر صاحب دیوان شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی کے شاگردون مین فرد کامل۔ خوش مذاق ہونے مین یکتائی حاصل۔ سرکار فیض آثار کے ملازم و معتمد خاص۔ اصطبل و فراشخانے کی دوو غگی سے اختصاص۔ وطن اصلی انکا دہلی ہے۔ الخ

تذکرۂ غنچۂ ارم مطبوعہ مطبع نجفی کلکتہ مین مولوی محمد علی نجف صاحب نجف۔ آپکے حالات اسطرح لکھتے ہین۔ "داغ۔ سخنور یکتا شاعر بے ہمتا نواب مرزا خان بہادر دہلی مولد و تقرب یافتہ و مشیر خاص حضور پرنور نواب صاحب بہادر والی دارالسرور رام پور دام اقبالہ۔ خلف الصدق فردوس مقام خلد مکان نواب محمد شمس الدین خان بہادر۔ برگزیدہ ترین شاگرد خاقانی ہند کلیم زمان شیخ محمد ابراہیم ذوق استاد حضرت ظفر شاہ دہلی نور اللہ مرقدہما است وحید الدہر فرید العصر خوش خوسخنہ گو خوش سخن کامل فن شیوا زبان جادو بیان کامل کلام متنوع عامل سخن مختلفہ کلامش آب زلالے است کہ تشنہ کامان بوادی تلاش سخن را باقداح ماءمعین سیراب میکند و سخنش سحر حلالے است ہمچون افسون افسون سازان قلوب سامعین را مسخر مینماید۔ متانت کلامش با فصاحت و بلاغت ہمعنان و سلاست سخنش با لطافت و نفاست ہمزبان آن قدر تلامذہ دارد

کہ حصرش محال می نماید۔ الخ

تذکرۂ طورِ کلیم مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ مین مولوی سید نور الحسن خانصاحب فرزند کلان امیر الملک والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خانصاحب آپکے متعلق یہ لکھتے ہین "داغ۔ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذۂ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است واز مشیران خاص فرمان روائے رامپور من واو اغائبانہ استادے است۔ ہرچند تلافی صوری صورت نہ بستہ۔ درین نزدیکے گفتارِ دلاویزِ خویش را فراہم آوردہ گلزار داغ نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع یکے نزد ما مرگرد آورفرستادہ۔ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امروز دیگرے را دادہ باشند وزبانیکہ او انگیختہ اند فی زمانہ ہیچ کسے را میسر نیست۔ بیشتر ازین ستایشِ گفتار روے چہ توان گفت خیر الکلام ماقل ودل۔ الخ۔

تذکرۂ گلستانِ سخن مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین شاہزادہ مرزا قادر بخش بہادر المتخلص بہ صابر دہلوی آپکا حال یون رقم فرماتے ہین۔ داغ تخلص ہے شمع افروزِ بزمِ محبت گرمیِ ہنگامۂ الفت دوست صداقت التیام۔ نواب مرزا نام جوان خوش وجاہت کاکہ پاکی سیرت ولطف صورت کو بزمِ خوبی مین فراہم

اور صفائی باطن اور حسن ظاہر کو محفل کمال مین باہم رکھتا ہے ادب و تواضع ایک جامہ ہے اُسکے قامت احوال پر راست اور خلق و مروت ایک ذخیرہ ہے اُسکے گنجینۂ طبع مین بے کم و کاست جنس صافی اور فروغ مشرق اور آفتاب شوخی فکر اور طبع لمعۂ برق اور سحاب معنی کی رنگین اور عبارت کی متانت اور الفاظ کی شستگی اور کلمات کی تنگذری حد اوصاف سے خارج ہے فن سخن مین شیخ ابراہیم ذوق غفرلہ سے استفادہ اور فیض اُستاد اور طبیعت رسا کی امداد سے آرایش بزم کمال مین آمادہ ہے الخ۔

ان تذکرون کے علاوہ اور کتابون مین رسالون مین اخبارون مین وقتاً فوقتاً ملک اور اہل ملک نے اپنی اپنی رائین ظاہر کی ہین۔ اُن سب کا اقتباس اسلیے بیکار سمجھا کہ فی زمانہ قریب قریب ہر وہ شخص جو اس کتاب کے مطالب کو دلچسپی سے پڑھ سکتا ہے ہم سے زیادہ مذکورۂ بالا کتب و رسائل و اخبار کی سیر کر چکا ہوگا۔ فضول ہے کہ سُنی ہوئی اور پڑھی سوئی باتون کو پھر سنایا جائے۔ اور دُہرایا جائے۔

سوانح عمری سے جو جو باتین متعلق تھین وہ سب ان اجزا مین لکھدی گئین۔ اور ابھی چونکہ فصیح اللغات کا اصلی اور اہم کام باقی ہے اس لیے

اس بیان مین اختصار کیا جاتا ہے۔ جن لوگون نے حضرت اُستادی نواب فصیح الملک بہادر مدظلہ کو اپنی خوش قسمتی سے دیکھ لیا ہے وہ ان حالات کو پڑھکر یہ شعر پڑھینگے ؎

تو بھولنے کی چیز نہین خوب یاد رکھ	اے داغ کسطرح تجھے دلسے بھلائینگے

اور جن مشتاقون کو ابھی یہ موقع نہین ملا ہے اُن کی خدمت مین یہ اجزا دیکھنے کے لیے پیش کیے جاتے ہین ؎

داغ سا دوسرا نہ دیکھوگے	گل ہزارون مین ایک صورت کے

الراقم

خاکسار سید علی احسن۔ احسن مارہروی۔ دولتخانۂ اُستادی حضرت نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی۔ حیدرآباد دکن۔ ۱۳ر دسمبر ۱۹۰۱ء

تاریخ طبع عطیہ

عالیجناب معلی القاب اُستاذی و ملاذی جہان اُستاد
بلبلِ ہندوستان استاد السلطان مقرب الخاقان
ناظم یار جنگ دبیر الدولہ نواب فصیح الملک بہادر
حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی۔

زندگی کے مرے احسن ذی سوانح لکھے	عمر کے باغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو
داغ نے مصرعِ تاریخ کہا برجستہ	جلوۂ داغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو

۱۳۲۰ھ

تاریخ ترتیب عطیہ

عالی مرتبت والا منزلت معظمی و مکرمی جناب شاہزادہ
صاحب عالم مرزا خورشید عالم بہادر گورگانی المتخلص بہ

خورشید برادر حضرت استادی مدظلہ

بہت خوب احسن نے لکھی سوانح
یہ ترتیب کا سال خورشید عالم

کرین سیر سب اسکی سے باغ نادر
کہا ہمنے ہے جلوہ داغ نادر

۱۳۱۹ھ

یادگار
المسمی
مهتاب داغ
تصنیف
ایں
داغ دہلوی خلف نواب شمس الدین احمد خان نورالله مرقدہ

ردیف الالف

وبہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین کلمہ گو ہون خاص خدا اور رسول کا
آتا ہے بام عرش سے مژدہ قبول کا

وہ پاک ہے نیاز تجسم سے ہے بری
محتاج فوق و تحت نہ وہ عرض و طول کا

انسان سے بیان ہون کیونکر صفات اُسکے
ایسا کہان ہے ذہن ظلوم و جہول کا

دونون جہانمین ہوے محمدؐ ہے جلوہ ریز
کونین مین ہے رنگ فقط ایک پھول کا

صلِّ علیٰ ہے نام محمدؐ مین کیا اثر
درمان دل علیل حزین و ملول کا

طاعت خدا کی اور اطاعت رسول کی
یہہ ہے طریق دولت دین کے حصول کا

یہہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہہ داغ جان نثار ہے آل رسول کا

یارب ہے بخش دینا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نجائے کل یہہ غلام تیرا

جبتک ہر دل نعلین ہر دم ہو یاد تیری
جبتک زبان ہو مُنہہ مین جاری ہو نام تیرا

ایمان کی کہین گے ایمان ہر ہمارا
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

شمس الضحیٰ محمد بدر الدجیٰ محمد
ہر نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا

اُس شاہِ انبیا کے در کا ہون مین ہوا ہی
آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا

ہر تو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی
اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا

بیچون و بیچگون ہر بے شبہہ ذات تیری
واحد احد صمد ہر اللہ نام تیرا

محروم کیون رہونگین جی بہر کے کیون نہ لون مین
دیتا ہر رزق سبکو ہر فیض عام تیرا

یہہ داغ بھی نہوگا تیرے سوا کسیکا
کونین مین ہر جو کچھہ وہ ہر تمام تیرا

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا
یاد آتا ہی ہمین ہاے زمانا دل کا

تم بھی مُنہہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دل کا

نگہہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی
نہ ٹھکانا ہی جگر کا نہ ٹھکانا دل کا

پوری مینہدی بھی لگانی نہین آتی تبتک
کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دل کا

غنچہ گل کو وہ مٹھی مین لئے آتے تھے
مین نے پوچھا تو کیا مجھہ سے بہانا دل کا

اِن حسینون کا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہی تو آتا ہی ستانا دل کا

دے خدا اور جگہہ سینہ و پہلو کے سوا
کہ بُرے وقت مین ہو جائے ٹھکانا دل کا

میری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
انکا جانا بھی تھا اچھی کہ یہہ جانا دل کا

نگہِ شرم کو بیتاب کیا کام کیا
رنگ لایا تری آنکھوں میں ہمارا دل کا

انگلیاں تارِ گریبان میں اُلجھہ جاتی ہیں
سخت دشوار ہے ہاتھوں سے دبانا دل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پُتلے ہو تم
اور اسپر تمہیں آتا ہے جلانا دل کا

چھوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤں
اِک جنازے کا اُٹھانا ہے اُٹھانا دل کا

بے دلی کا جو کہا حال تو فرمانے ہیں
کر لیا تو نے کہیں اور ٹھکانا دل کا

بعد مدّت کے یہ اے داغ سمجھہ میں آیا
وہی دانا ہے کہا جس نے نہ مانا دل کا

سبب کہلا یہ ہمیں اُنکے مُنہ چھپانے کا
اُڑا نہ لے کوئی انداز مُسکرانے کا

طریق خوب ہے یہ عمر کے بڑھانے کا
کہ منتظر رہوں تا حشر اُسکے آنے کا

چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو
کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

وہ عذرِ جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے
کوئی محل نہ رہا اب قسم بھی کھانے کا

بہ تنگ آکے جو کی میں نے ترکِ رسمِ وفا
ہر اِک سے کہتے ہیں یہ حال ہے زمانے کا

جفائیں کرتے ہیں تم تم کے اِس خیال سے وہ
گیا تو پھر یہ نہیں میرے ہاتھ آنے کا

نہ سوچے ہم کہ تہِ تیغ ہو گی خلق اللہ
گھٹا نہ حوصلہ قاتل کے دِل بڑھانے کا

اثر ہے اب کی مے تُند میں وہ اے زاہد
کہ نقشہ تک بھی نہ اُترے شراب خانے کا

سمائیں اپنی نگاہوں میں ایسے ویسے کیا
رقیب ہی سہی ہو آدمی ٹھکانے کا

لگی ہے چاٹ مجھے تلخیِ محبت کی
علاج زہر سے مشکل ہے زہر کھانے کا

تمہین رقیب نے بھیجا کھلا ہوا پرچہ
نہ تھا نصیب لفافہ بھی آدھ آنے کا

لگی ٹھکانے سے بلبل کی خانہ بربادی
چراغ گل مین بھی تنکا ہی آشیانے کا

داغ اور خواہش وصل

قصور ہی یہہ فقط اُنکے مُنھ لگانے کا

دل مجھہ سے ترا ہائے ستمگر نہین ملتا
مر جاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا

دو دن بھی کسی سے وہ برابر نہین ملتا
یہ اور قیامت ہی کہ ملکر نہین ملتا

یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو
یا یہہ ہی کہ مجھہ سے کوئی بہتر نہین ملتا

ایکاش ہم اب ٹھوکرین کہا کر ہی سنبھلتے
سر ملتے ہین اُس کوچہ مین پتھر نہین ملتا

زاہد نے اوڑائے تو صفات ملکوتی
حضرت کا فرشتو نسے ابھی پر نہین ملتا

انکار سے اُمید ہی اقرار سے ہی یاس
جب وعدہ کیا پھر وہ مقرر نہین ملتا

کیا پوچھتے ہو بزم مین کیا ڈھونڈ رہے ہو
لو صاف بتا دون دل مضطر نہین ملتا

تصویر تو پیدا ہی مصور نہین پیدا
آئینہ تو ملتا ہی سکندر نہین ملتا

ہر آبلے مین خار ہی ہر زخم مین پیکان
ملتے سے مریجان کوئی کیونکر نہین ملتا

کیونکر نہ مرین موت پہ بیمار محبت
ایسا یہ مزا ہی کہ مکرر نہین ملتا

کیا عید کے دن بھی یہ مضان ہی کہ جو ساقی
مجھکو نہین ملتا کوئی ساغر نہین ملتا

محفل مین تری عید کے دن میرے گلے سے
وہ کونسا فتنہ ہی جو ٹھٹھکر نہین ملتا

پروانی کا بھی وقت ہی بلبل کا بھی موسم
مرتا ہون جو معشوق گھڑی بھر نہین ملتا

یارب مرے اشکوں سے نہ تاثیر جدا ہو
اس قافلہ سے کوئی پھر کر نہیں ملتا

اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی
عکس آپکا آئینہ سے باہر نہیں ملتا

ہر وقت پڑھے جاتے ہین کیون داغ کے اشعار
کیا تمکو کوئی اور سخنور نہین ملتا؟

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا
جو دل آیا تو پھر اچھا برا کیا

برا کہنے سے کہیئے مدعا کیا
یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا

ڈرین کیون پرسش روز جزا سے
جو پوچھے ہمکو اسکا پوچھنا کیا

نگاہ ناز سے دیکھین وہ پھر کیون
مکرر جو ادا ہو وہ ادا کیا

بگڑ بیٹھے عبث ذکر عدو پر
سنا کیا آپ نے مین نے کہا کیا

وہ دل کو چیر کر سو بار دیکھین
نکلتا ہر ہمارا مدعا کیا

ادا چاک گریبان کی اڑائی
کھلے رہتے تھے یون بند قبا کیا

یہ سنوا یا فغان بے اثر نے
کریگا اور تو اس سے سوا کیا

مری صحبت سے کیون بچتے ہین احباب
ابھی جیتے جی مین مر گیا کیا

ذرا دم لو کہین گے حال دل بھی
ہمارے لب پہ رکھا ہر گلا کیا

عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہون
ترے دل مین بھی ہین ارمان کیا کیا

کبھی تڑپا کے دل پر ہات رکھنا
کبھی کہنا اسے یہہ ہو گیا کیا

نگاہ رحم جرم عشق پر کیون
یہہ کی ہر بخشوانے کو خطا کیا

۲

کہا ظالم نے سنکر **داغ** کا حال
بہت اچھے ہین اُنکا پوچھنا کیا

بُرا ہر شاد کو ناشاد کرنا — سمجھکر سونچکر بیداد کرنا
نہین آتا ہمین برباد کرنا — یہہ پہر کہنا یہہ پہر ارشاد کرنا
عدو کے غم مین یون فریاد ہر وقت — بُھلا دونگا تجھے مین یاد کرنا
مرے صیاد کو اک کھیل ٹہیرا — پھنسا کر دام مین آزاد کرنا
جو آنکھون مین ہر دل مین ہو وہی نور — الٰہی دونون گھر آباد کرنا
رہے بعد فنا بہی جس کی لذت — قسم ہر تمکو وہ بیداد کرنا
ہمین شوق جفا ہر یہہ تو کہدو — نکرنا یا ستم ایجاد کرنا
غم دنیا و دین مین مبتلا ہون — مرے مولا مری امداد کرنا

چہپانا راز وصل احباب سے **داغ**
پھرا رمان مبارکباد کرنا

مین راز دل بیان کرون انجمن مین کیا — تکیہ کلام آپکا ہر ہر سخن مین کیا
تعریف پر مری یہہ اُلجہنا سخن مین کیا — پہرتا ہر نام غیر کا تیرے دہن مین کیا
ہر ساتہہ ساتہہ شام غریبی کے کچہہ دہواں — یارون نے گہر کو آگ لگا دی وطن مین کیا
فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز — اسکے سوا ہر اور تری انجمن مین کیا
مین خلد مین ہون اور نکیرین قبر مین — خالی کفن پڑا ہر دہرا ہر کفن مین کیا

قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اُڑ گئے
کیا جانے کہہ دیا اُسے دیوانہ پن میں کیا

غربت میں پوچھ لیتے ہیں بادِ صبا ہمیں
رہتا ہی ذکرِ خیر ہمارا وطن میں کیا

کیوں سخت گفتگو نہیں کرتے رقیب سے
کچھ چوٹ لگتی ہی لبِ پیمان شکن میں کیا

مٹھی میں دل تھا جو اُٹھے ہاتھ جھاڑ کے
اُلجھا ہوا ہی زلفِ شکن در شکن میں کیا

عرضِ وصال پر یہہ دو حرفی جواب ہی
ہر اک سخن میں کیوں کہی ہر اک سخن میں کیا

زیرِ زمین ہی مجھپہ قیامت بپا رہی
فتنہ کا عطر اُسنے ملا تھا کفن میں کیا

اُس بیوفا کے شکوہ سے بے چین ہوگیا
پیغامبر کے آگ لگی تن بدن میں کیا

تجھکو وہی ہی خبر ترے ملنے کے ڈھنگ ہین — خلوت میں کیا خیال ہین کیا انجمن میں کیا

تسخیرِ جذبِ عشق کی تاثیر الامان — جادو وہی ہی آپ کی نگہِ سحر فن میں کیا

سُن سُن کے میری شوخیِ تقریر یون کہا
توبہ ہی یہہ زبان رہیگی دہن میں کیا

ای داغ قدر دانِ سخن اب وہین تو ہین
تعریف اِس غزل کی نہ ہوگی دکن میں کیا

توبہ توبہ سرِ تسلیم جھکایا جاتا
ہم جو سمجھے تھے اگر تجھہ میں نہ پایا جاتا

مین کسی دن جو عنایت سے بُلایا جاتا
پیشتر مجھہ سے مجھے چھوڑ کے سایا جاتا

ای نزاکت ترے قربان کہ وقتِ رخصت
وہ کہین ہمسے تو گھر تک نہین جایا جاتا

مین گنہگار نہوتا جو الٰہی مجھکو
ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

باغِ ہستی سے عدم مین ہی سو کیفیت
عمرِ رفتہ سے پلٹ کر نہین آیا جاتا

شوق ایسا کہ تری راہ مین مر کر بھی چلون
ضعف ایسا کہ نہین جان سے جایا جاتا

بدگمانی مجھے گھبرائے نہ دیتی ایسا
منھ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا

وہ خریدار ہی دل کے نہوے کیا کیجے
ہم بھی کچھ دبتے کچھ انکو بھی دبایا جاتا

فتنہ سازی سے مرد لکی بھی قیامت ہوتی
گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

انکی محفل مین رقیبون نے کیسے آوازے
بولتا مین تو گلا میرا دبایا جاتا

حسن کی شان مین ہر رنگ ظہور انی ہے
تو اگر انکو چراتا تو دکھایا جاتا

اُٹھ کے کعبے سے بچاتا جو صنم خانے کو
اور پھر داغ کہان بار خدا یا جاتا

کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا
صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھہر پھرتا

میرے ہی ہات سے مشکل مری آسان ہوگی
مجھکو دیکھے جو نہین آپ سے خنجر پھرتا

بیڑیان ڈال کے گردن مین کرتے احباب
اے جنون لاشہ مرا قبر کے اندر پھرتا

خاک مین ملنے کی جب داد ہماری ملتی
آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا

دم تزئین جو ذرا آنکھ تمہاری پھرتی
مضطرب آینہ مین حلقۂ جوہر پھرتا

کچھ گرہ مین بھی ہے جو دل کے خریدار بنے
یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہین لیکر پھرتا

مین نہوتا تو مزا بادہ کشی کا بھی نہ تھا
ڈھونڈھتا مجھ کو تری بزم مین ساغر پھرتا

جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی
ہات میرا جو ترے سینہ پہ اکثر پھرتا

رہنما بنکے جو تقدیر مجھے لیجاتی
بیٹھتا رات بھر اُس کوچہ مین دن بھر پھرتا

چرخ کو آگ لگاتی اگر آہ سوزان
صورت شعلۂ جوالہ یہ چکر کھاتا

لطف تھا میں بھی شب وصل کہیں چھپ جاتا
آدمی کا مری ٹوہ میں گھر گھر پھرتا

یہ نہ کہیئے کہ نہیں اہل وفا میں کوئی
نام اک شخص کا ہی میری زبان پر پھرتا

تم نہ آتے تو یہ انداز کہاں سے ہوتے
بیٹھتا بزم میں بن ٹھن کر کوئی بن ٹھن کر پھرتا

کیا مرے ہات میں کل تھی جو پھراتا اس کو
بند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا

داغ چھٹتی در لیلیٰ کی گدائی نہ کبھی
چتر شاہی بھی اگر قیس کے سر پر پھرتا

غیر کا میں بھی اگر چاہنے والا ہوتا
ڈھنگ اس چاہ کا دنیا سے نرالا ہوتا

پارسا کوئی اگر تا کنے والا ہوتا
دختر رز نے بڑا نام اچھالا ہوتا

قیس کو آبلہ پا سے ہوا کیا حاصل
پاؤں میں ناقہ لیلیٰ کے یہ چھالا ہوتا

جان ایکاش محبت میں سنبھل کر جاتی
موت کی موت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا

تیشۂ فرہاد نے بیکار سنبھالا اے عشق
کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا

ساتھ عشاق کے یہ پھر بھی نکرتا نرمی
آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

قصۂ یوسف کا بیان ہی کیا واعظ نے
ورنہ ہر بات میں تیرا ہی حوالا ہوتا

کچھ قیامت تو نتھی ہجر کی شب اے تقدیر
اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا

منکے اللہ کی تعریف کیا اس بت نے
تو نے ہم میں تو کوئی عیب نکالا ہوتا

ہم سنانے جو کوئی درد ہمارا سنتا
دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

ملکے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ شراب
لبِ میخانہ میں زاہد کے پیا لا ہوتا

تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے ہے
دھوپ میں رنگ نہ کسطرح سے کالا ہوتا

نامہ بر دیکھ کے تیور اُنھیں خط دیتا تھا
باتوں باتوں میں فقط کام نکالا ہوتا

خیر گذری کہ رہی حلق میں گھٹ کر فریاد
دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا

دردِ فرقت کی کھٹک وصل میں کیا مٹ جاتی
آہ تھمتی اگر اے داغ تو نالا ہوتا

دل کو تاکا تو مرے جان جگر چھوڑ دیا
اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا

چھوڑتا مجھکو نہ بسمل وہ مگر چھوڑ دیا
سر پہ احسان رہے اسلئے پر چھوڑ دیا

یہ تلوّن مرے صیاد کا دیکھے کوئی
کہ اِدھر دل کو پھنسایا تو اُدھر چھوڑ دیا

ٹکڑے ٹکڑے کیا ناصح کا گریبان میں نے
شکر ہے اُسنے مرا دامن تر چھوڑ دیا

کیا نزاکت کی شکایت ہے غنیمت جانو
ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا

کام سب خانہ خرابی کے ہوے ہیں تجھ سے
رحم کھا کر تجھے اے دیدۂ تر چھوڑ دیا

پھر کہاں تھا نہ یہاں تھا نہ وہاں تھا وہ شوخ
دامن اُسکا جو سرِ راہ گذر چھوڑ دیا

لگیگئی تھی ترے دیوانہ کو گھر سے وحشت
نہیں معلوم کہ جنگل میں کدھر چھوڑ دیا

غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا
اُسنے وہ ذکر جو تھا آٹھ پہر چھوڑ دیا

نامہ بر زندہ نہ چھٹتا کبھی اُس سے لیکن
پڑھ کے خط سونپ کے کچھ سُن کے خبر چھوڑ دیا

آپ پھنس جائینگے ہم آپ نہ تکلیف کریں
یہ تو فرمائیے دو دن میں اگر چھوڑ دیا

۱۱	داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا	۱۰

جب اُنسے حالِ دلِ مبتلا کہا تو کہا — بچاے تجھ سے خدا
کچھ اور اِسکے سوا مدعا کہا تو کہا — ہماری جانے بلا
کہا جو اُنسے کہ ہو سر سے پانوں تک بے عیب — تو بولے وہ لا ریب
دغا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا — ملیگی تجھکو سزا
غم فراق سنایا تو سنکے فرمایا — ہمین نہ رحم آیا
رقیب کا جو ذرا ماجرا کہا تو کہا — یونہین سہی تجھے کیا
نہ دل وہی ہے نہ عاشق کی جان نوازی ہے — یہ بے نیازی ہے
عذاب پرسش روز جزا کہا تو کہا — ہمین نہین پروا
خدا کے بندونپر ایسا ستم روا نہ کرو — ذرا خدا سے ڈرو
کسی غریب نے با التجا کہا تو کہا — کسیکو کیون چاہا
شکایت طپش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا — اثر ہو جب اُلٹا
تمہاری باتون سے دل جلگیا کہا تو کہا — جلانے مین ہے مزا
عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہین — وہ صاف ٹالتے ہین
یہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا — تجھے تو ہے سودا
پتے کی اُسنے جو کوئی کہے قیامت ہے — کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خود نما کہا تو کہا — بہت بگڑ کے بجا

شریر و شوخ ہی وہ **داغ** یہ تو ہی ظاہر — عبث ہوے ترے بھر

کسی نے چھیڑ سے تم کو بُرا کہا تو کہا — کہ چھیڑ کا ہی مزا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب ذلیل جاتا رہا — دل کی بھی پروا نہین جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی — جو بھروسا تھا نہین وہ آسرا جاتا رہا

مینے دیکھا اُنکی زلفونکو تو فرمانے لگے — آپکا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا

اب کہی دنیے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہی — ورنہ برسون نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

دل چُرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہین جین سے — ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تم سے ہی مجھکو ملال — دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا

ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے — ذہن مین آتے ہی حرفِ مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک — رنگین آنکھین مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

کسقدر اُنکو فراق غیر کا افسوس ہی — ہات ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

کاش ساتون آسمانونپر گرے یہ برقِ آہ — حیف ہی اُسکا ہمارا سامنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھپہ برساتے رہو تیر نگاہ — صید جب دم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

حرص دامنگیر دنیا مال دنیا بے ثبات — جسقدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا

داغ کچھ درہم نتھا جسکا اُنھین ہوتا ملال
ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

اپنے دل کو بھی بتاؤں نہ ٹھکانا تیرا
سب یہ جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا

تو جوانی نہ لٹ پریشان رہا کرتی ہے
کسکے اُجڑے ہوئے دلمین ہے ٹھکانا تیرا

آرزو یہی رہی صبح وطن کی مجھکو
شام غربت ہے عجب وقت سہانا تیرا

یہ سمجھکر تجھے اے موت لگا رکھا ہے
کام آتا ہے بُرے وقت مین آنا تیرا

اے دل شیفتہ مین آگ لگانے والے
رنگ لایا ہے یہ لاکھے کا جمانا تیرا

تو خدا تو نہین اے ناصح نادان میرا
کیا خطا کی جو کہا مینے نہ مانا تیرا

رنج کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہین
مجھکو واللہ ہنساتا ہے رولانا تیرا

کعبہ و دیر مین یا چشم و دل عاشق مین
انہین دو چار گھر و نمین ہے ٹھکانا تیرا

ترک عادت سے مجھے نیند نہین آنے کی
کہین نیچا نہ ہوای گور سرہانا تیرا

مین جو کہتا ہون اُٹھائے ہین بہت رنج فراق
وہ یہ کہتے ہین بڑا دل ہے توانا تیرا

بزم دشمن سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہے
اک قیامت کا اُٹھانا ہے اُٹھانا تیرا

اپنی آنکھو نمین ابھی کوند گئی بجلی سی
ہم نہ سمجھے کہ یہ آتا ہے کہ جانا تیرا

یونہی کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہان
سخت دشوار ہے دھوکے مین بھی آنا تیرا

داغ کو یون وہ مٹاتے ہین یہ فرماتے ہین
تو بدل ڈال ہوا نام پُرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا
ہوا انا الحق کی جگہ لب پہ ترانہ تیرا

داغ ہر ایک بات پہ کہتے ہو تو فسانہ میرا — وہ دن آتے ہیں وہ آتا ہے زمانہ میرا

ہدف دلسے کلمتی ہیں ہزاروں آہیں — تیر پر تیر لگاتا ہے نشانہ میرا

بوالہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور — یا الٰہی کوئی لٹتا ہے خزانہ میرا

موت سے وہ ہیں دم نزع بہانہ کرلوں — یاد آجائے مجھے کاش بہانہ میرا

تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر بھی تو بتا — نام لیتا ہے مری جان زمانہ میرا

غیر کی نعش اٹھائی تو نہ خواب میں آج — بارِ کاکل سے نہ دکھا کبھی شانہ میرا

صفت حسن کرے کوئی کسی پردے میں — بول اٹھتا ہے مری جان فسانہ میرا

تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا — ہر تنِ صاف عجب آئینہ خانہ میرا

بنگیا آہن پیکاں بھی مگر مقناطیس — تیر سے اڑ کے لپٹتا ہے نشانہ میرا

اس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی سنی — تو زمانے کا عدو دوست ہے زمانہ میرا

قتل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے — ابھی باقی ہے ارگپن کا زمانہ میرا

مدعی دیکھ ہمیں چشم حقارت سے نہ دیکھ — کل ہمارا تھا جو ہے آج زمانہ میرا

وعدۂ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا — عہد کا عہد بہانے کا بہانہ میرا

میرزا **داغ** ہو یا شاہ دکن مور دلطف
اور دن رات رہے جشن شہانہ تیرا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا — مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو یہ سنبھلے — مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا

لڑا رکھی ہی جان ایسی جفا پر
کوئی دیکھے ذرا دم حسن ہمارا

خوشی نے بزم مین کیا رنگ بدلا
کہ تم سے بڑھ کے ہی عالم ہمارا

دیے جا ای فلک پورا ہی آزار
نہو قسمت سے حصہ کم ہمارا

کہین اُلجھا ہوا ہی دل تمہارا
کہین اٹکا ہوا ہی دم ہمارا

کسی کے آشنا ہوتے نہین تم
ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا

ترے عالم کو جب سے ہمنے دیکھا
تماشا ہی ہی اک عالم ہمارا

پھراتا بھی نہین ای داغ کوئی
غنیمت ہی جہان مین دم ہمارا

قسمت اُسکی ہی کہ جسنے اُسے پایا تنہا
خوابمین بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا

حسن بے پردہ ہوا انجمن آرا ہوکر
اُسنے ہمکو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا

بھیج اُس شوخ کی تصویر نکیسر کے ہات
قبر مین مجھکو نرکھ بار خدایا تنہا

میرے ہمراہ مرے دوست بھی غم کھاتے ہین
خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تنہا

مین اُسی وادی پرخار مین ہون تیز قدم
رہگیا مجھکو جہان چھوڑ کے سایا تنہا

عود و مجمر کی طرح جل گئی پروانہ و شمع
ایک تو ہی کہ مجھے تو نے جلایا تنہا

کون پوچھیگی زمانہ مین خبر لیتا ہی
دل نے سینہ مین بہت شور مچایا تنہا

قتل عالم کا ہا شوق مرے قاتل کو
جان سے اُسکو نہ مارا جسے پایا تنہا

ای فلک نیرزمین مجھکو سلامت اللہ
تو نے برسون مجھے را تو نکو سلایا تنہا

ساتھ لاکر وہ رقیبوں کو یہ فرماتے ہیں
کیا سبب تھا جو مجھے تو نے بلایا تنہا

ایک ہیں جاؤنگا ہستی سے ترا غم لیکر
واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تنہا

خلوت ناز کے تمنے بھی اڑائے ہیں مزے
ہمنے بھی لطف تصور کا اٹھایا تنہا

راز داروں کو رقیبوں کو خبر کرنی تھی
داغ تمنے تو وہاں رنگ جمایا تنہا

بلا سے جو دشمن ہوا ہے کسیکا
وہ کافر صنم کیا خدا ہے کسیکا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے
کہ پورا ہر جو مدعا ہے کسیکا

ادھر آ کلیجہ سے تجھکو لگا لوں
تجھی پر تو دل آگیا ہے کسیکا

کسیکی تپش میں خوشی ہے کسیکی
تڑپ کسکی خلش میں مزا ہے کسیکا

ذرا ڈالدو اپنی زلفوں کا سایہ
مقدر بہت نارسا ہے کسیکا

ہمیشہ اسے ہمنے ملتے ہی دیکھا
مگر دل ہی رگ وفا ہے کسیکا

تمہیں اس سے کیا بحث کیوں پوچھتے ہو
کوئی تذکرہ ہو رہا ہے کسیکا

عدم میں بھی یارون کو ہمنے تو ڈھونڈا
نشان ہر نہ کو سون پتا ہے کسیکا

مری بزم میں آکے وہ پوچھتے ہیں
بُرا حال ہمنے سُنا ہے کسیکا

تمہیں فکر کیوں رنج کیوں لاگ کیوں ہے
کسی سے اگر واسطا ہے کسیکا

اُسی نے بنایا ہے اپنا کسیکو
جو دل سے کوئی ہو رہا ہے کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے
قضا پر کہیں بس چلا ہے کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ کہنا — نہیں مانتے اسمین کیا ہر کسیکا
وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین — یہہ سچ ہر تو بس فیصلا ہر کسیکا
سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم — وگرنہ کوئی سر پھرا ہر کسیکا
وہ کبتک رہیگا زمانے کا دشمن — ہمیشہ زمانہ رہا ہر کسیکا
تجاہل تغافل سے وزدیدہ نظرین — یہہ کیا دیکھنا دیکھتا ہر کسیکا

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے
تجھے داغ دل جانتا ہر کسیکا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا — تو نہین اپنی بات کا پورا
قدر ہوتی ہر دین و دنیا مین — آدمی ہو صفات کا پورا
نیمجان رہ نہ جاؤن اے قاتل — وار کر اپنے ہات کا پورا
مین چلا کس خوشی سے مقتل کو — کر کے سامان برات کا پورا
بارے اپنے ہجوم حسرت سے — مر گیا کائنات کا پورا
ہر یہی دلدہی کی ساری بات — وعدہ کر التفات کا پورا

داغ تو اُس شفیع اُمت سے
کر بہروسا نجات کا پورا

قبضہ کرتا ہر ہر اک حور شمایل اپنا — آج ہم وقف کئے دیتے ہین لو دل اپنا
حلق پر پھیر ہر اگر اُس سے سوا دل اپنا — مُنہہ تو بنوائے ذرا خنجر قاتل اپنا

عیش و عشرت میں اُدھر ہر تو مصیبت میں اِدھر — ایک ہو کر کبھی اُنکا ہو کبھی دل اپنا
چیر کر دل کو ہر ے دیکھ لیا نور جمال — آپ نے آپ نکالا ہو مقابل اپنا
دین و دنیا سے گئی تم سے گئی جی سے گئی — آج یوں کوچ ہوا ہو کئی منزل اپنا
قبہ روضۂ اطہر پہ جبین فرسا ہو — اسطرح داغ منائے مہ کامل اپنا
چین ملجائے جو ناکامی جاوید ملے — آدمی دیکھ لے ہر کام میں حاصل اپنا
باغ میں فصل خزاں اور نشیمن ویران — دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا
تنگ و غیرت کا سبب ہو نہ نزاکت دم ذبح — آپ ہی خون کرے کہیں قاتل اپنا
بہہ تڑپنے کا سبب اور بھی ہو جاتا ہو — سونپتے ہی نہیں وہ موت کو بسمل اپنا
ناتوانی سے رسا قیس ہو کیا لیلیٰ تک — دب رہے سایہ اگر ڈالدے محمل اپنا
خاک میں اسکو ملائین گے نہ دینگے ہرگز — آپکا اس میں اجارہ تو نہیں دل اپنا

قطعہ

یاد آتے ہیں وہ اشخاص مصاحب منزل — دو گھڑی جلسہ وہ احباب کے شامل اپنا
نہیں اکثر کا نشاں اور جو کچھ باقی ہیں — اُنسے ملنے کو تڑپتا ہو بہت دل اپنا

حیدرآباد میں کی قدر ہماری اے **داغ**
شاد و آباد رہے خسرو عادل اپنا

پردۂ عرفان نہیں ہو چاک کیا — چشم بینا کے لئے ادراک کیا
نور سے خالی نہیں یہہ خاکدان — کوئی بے ذرہ ہو اپنی خاک کیا

ساقی و میخانہ و مئی ایک ہے — ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا
صیدِ دل کے واسطے ہے دامِ عشق — جب نہ ہو نخچیر تو فتراک کیا
صیقلِ آئینۂ عرفان بنا — کون جانے ہے یہ مشتِ خاک کیا
موت سے غافل نہونا چاہیئے — دیکھو اس صیّاد کی ہے تاک کیا
شوق ہو تو منزلِ مقصود پر — دونوں پہنچیں سُست کیا چالاک کیا
ہے عجب دردِ محبت مین مزا — خاطرِ آزردہ و غمناک کیا
پایۂ استقلال ثابت چاہیئے — کرسکے گی گردشِ افلاک کیا
رہنما دشوار رستے لے چلا — بچ رہیگا دشت وحشت ناک کیا
موجِ طوفانِ خیز و صرصرِ تند و تیز — کرسکے اِس جوش مین تیراک کیا
نیک ہون اعمال تو پھر دیکھیئے — بندہ گئی اسلام کی پھر دھاک کیا

غور سے اے داغ دیکھین منکرین
ہے جنابِ صاحبِ لولاک کیا

جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا — اُسنے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا
غیر کو مُنھ لگا کے دیکھ لیا — جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا
اُنکے گھر داغ جا کے دیکھ لیا — دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا
کتنی فرحت فزا تھی بوے وفا — اُسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا
کبھی غش مین رہا شبِ وعدہ — کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے بچ لگی ہے تجھے
حال دل بھی سُنا کے دیکھ لیا

جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا
بارہا آزما کے دیکھ لیا

زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون
خوب ہمنے دبا کے دیکھ لیا

کیجیے بزم سے ہمین رخصت
جو سُنا تھا وہ آکے دیکھ لیا

حُسن کمیاب نغمہ ہے نایاب
شہر در شہر جا کے دیکھ لیا

جنس دل ہے یہہ وہ نہین سودا
ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا

عمر عاشق سے ہے دراز و لیک
خوب ہمنے گھٹا کے دیکھ لیا

وہ اثر جسکو دل ترستا تھا
آگے آگے دعا کے دیکھ لیا

اِدھر آئینہ ہے اُدھر دل ہے
جسکو چاہا اُٹھا کے دیکھ لیا

نہ لیا اُس نے خط شرارت سے
نامہ بر کو بُلا کے دیکھ لیا

اَب خریدار ہی نہین کوئی
مول اپنا بڑھا کے دیکھ لیا

قابل آشیان کوئی نہ ملا
تِنکا تِنکا اُٹھا کے دیکھ لیا

اُس نے صبح شب وصال مجھے
جاتے جاتے بھی آکے دیکھ لیا

اوسکو خلوت سرا مین بے پردہ
صاف میدان پا کے دیکھ لیا

تمکو ہے وصل غیر سے انکار
اور جو ہمنے آکے دیکھ لیا

غیر کو ساتھ لیکے ہم ڈوبے
آپ نے ضد دلا کے دیکھ لیا

یہہ نئی سیر ہے کہ گلشن مین
گُل کو بلبل بنا کے دیکھ لیا

رشک ہزار نامہ بر نے اُسکا جمال | میری آنکھون سے جاکے دیکھہ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلا کے دیکھہ لیا

اوپری دل سے یا گریہ وزاری رکھنا | آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا
چشم عاشق مین پھرو یا دلِ شیدا مین پھرو | کیا ضرورت ہے کہیں تم نہ سواری رکھنا
جاؤ جہان جاؤ ہوئی صبح شبِ وصل نمود | سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا
بزم سے مین سبک ہو کے کہیں اُٹھہ جاؤن | بوجھہ احسان کا سر پر مرے بھاری رکھنا
چمن کوچہ جانان سے مری تربت پر | لاکے دو پھول ہی اے بادِ بہاری رکھنا
زیب دیتی ہین یہ مستانہ ادائین کیا کیا | بے پیئے ہی تجھے آنکھون کو خماری رکھنا
دست گستاخ سے سینہ مین نہو گی تکلیف | تم تصور مین مری سینہ فگاری رکھنا
بوالہوس غیر ہین یا ہم ہین تم ہی منصف ہو | کچھہ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری رکھنا
آئین تہم تہم کے مرے دل کو جراحت کے لئے | تیغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا
کبھی کہنا نہ رقیبون کو تم اپنے گھر مین | اور رکھنا تو بصد ذلت و خواری رکھنا
چشم خونخوار کہین جا پڑے بے موقع | اپنے قبضہ مین یہہ شہباز شکاری رکھنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تمنے
اپنے عشاق مین سکہ یہی جاری رکھنا

اِس التفات پر یہہ تغافل ستم ہوا | جتنا بڑھا تھا حوصلہ اُتنا ہی کم ہوا

جاتا رہا ملاپ تو دونون کو غم ہوا
اِتنا ہوا کہ مجھکو سِوا اُسکو کم ہوا

جب یہہ سُنا کہ داغ کا آزار کم ہوا
زانو پہ ہات مارکے بولے ستم ہوا

دم ٹوٹتا رہا شبِ وعدہ تمام رات
کیا رشتۂ حیات بہی تیری قسم ہوا

بتخانہ کا نظارہ بہی گردن کا بوجہہ ہر
جب سامنے پڑا سرِ تسلیم خم ہوا

تیری گلی کا ایک یہ آدنیٰ نشان ہے
پیدا اِسی سے جادۂ راہِ عدم ہوا

یہہ بہی بڑا کرم ہر کہ میزان عدل مین
میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا

مقبول ہو نہ مجھہ سے مسلمان کی دُعا
یارب درِ قبول بہی بیت الصنم ہوا

تیرے بغیر رونق بیداد بہی نہ تہی
مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا

ہر سرفراز خاک بہی تیرے خرام سے
اُبہرا رہا زمین پہ جو نقشِ قدم ہوا

افسوس ہر رقیب نے کی آپ سے دغا
مجھکو بہی رنج آپ کے سر کی قسم ہوا

ایسی واعظ اِسکا ڈر ہر کہ آئے نہ آئے اس
گر بادۂ طہور مرے حق مین سَم ہوا

مجبور میرے دل کو بہی نفرت سی ہوگئی
نقش و فا جہان سے اب کالعدم ہوا

مسجد مین اذن عالم ہی میکدہ مین روک
دنیا کا کام دین سے بڑہکر اہم ہوا

کب شکوۂ عتاب سے بے لُطفیان مٹین
شرمندگی بڑہی جو وہان غصّہ کم ہوا

کیا دل دہڑک رہا ہی نوید وصال سے
جسکو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا

مشتاق ذبح کب ہین بہروسے پہ ہات کے
سب کچہہ ہوا اگر تری خنجر مین دم ہوا

ایسی داغ شکر کر نہی لُطفسے رسم ورا

تجھپر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

میری وحشت سے جو اُسکا دل حیران اُلٹا
بخیہ گر سینے لگا چاک گریبان اُلٹا

خاک کیا کیا نہ اُڑائی ترے دیوانوں نے
دشت پر دشت بیابان پہ بیابان اُلٹا

روتے روتے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا
پھر گیا اشک بھی آگر سر مژگان اُلٹا

تو شب وعدہ نکالی دل مضطر فریاد
پھر نہ جائے کہیں دروازہ سے مہمان اُلٹا

بخت برگشتہ کی تاثیر کہاں جاتی ہے
فال کھولوں تو کھلے بات میں قرآن اُلٹا

خیر سے قتل ہی کرنا نہیں آتا اب تک
حلق پر پھیرتے ہو خنجر بُران اُلٹا

ہونٹ چاٹا ہی کیا ہے دہن زخم جگر
آج جھنجلا کے جو قاتل نے نمکدان اُلٹا

مجھکو ظالم نے در یار سے اُلٹا پھیرا
دار پر لٹکے آخی سر دربان اُلٹا

نازیہ ہے نہ کیا قطع تعلق ہمنے
وہ جاتے ہیں جفا کر کے بھی احسان اُلٹا

لے چلا بار گنہ میں تو عدم کو مجبور
اختیار اُسکو ہے پھیرے سامان اُلٹا

دیکھکر راہ شب وصل ہمیں کہیں گئی
کر نہ بیٹھیں وہ کہیں شکوہ ہجران اُلٹا

پڑ گئی لینے کے دینے سر محشر ہمکو
ہو گیا نفع کی اُمید میں نقصان اُلٹا

۹ خط نہ آیا جو وہاں سے تو نہ آئے اے داغ
نامہ بر زندہ پھر آئے کسی عنوان اُلٹا

روئے انور نہیں دیکھا جاتا
دیکھیں کیونکر نہیں دیکھا جاتا

کیا رہیں ہم کہ ترا چال چلن
پاس رہکر نہیں دیکھا جاتا

رشکِ دشمن بھی گوارا لیکن — تجھکو مضطر نہین دیکھا جاتا
دیکھکر گردنِ عاشق کسدن — تیزِ خنجر نہین دیکھا جاتا
ای پریشان نظری کیون ہی تلاش — دل کے اندر نہین دیکھا جاتا
کس کو یہ تاب کہ دیکھے غلطی — خط کو لکھکر نہین دیکھا جاتا
دل مین کیا خاک اُسے دیکھ سکین — جسکو باہر نہین دیکھا جاتا
توبہ کے بعد بھی حنائی خال — کوئی ساغر نہین دیکھا جاتا
کیا شبِ وعدہ ہوا ہون بیخود — جانبِ در نہین دیکھا جاتا
بارہا دیکھ لیا ہی اُسکو — اور اکثر نہین دیکھا جاتا
ہم جہان ہین وہین دیکھین گے تجھے — ہمسے گھر گھر نہین دیکھا جاتا
او مری نعش اُٹھانے والے — آنکھ اٹھا کر نہین دیکھا جاتا
اب یہ نوبت ہی کہ میرا صدمہ — اُسنے دم بھر نہین دیکھا جاتا
خط مرا پھینک دیا یہ کھکر — ہمسے دفتر نہین دیکھا جاتا

مختصر یہ ہی کہ اب **داغ** کا حال
بندہ پرور نہین دیکھا جاتا

کچھ ہمین بھی خیال ہو ہی گیا — آخر اُن سے ملال ہو ہی گیا
مشکل اُنسے وصال ہو ہی گیا — تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا
دل مین جب تک رہا رہا شکوہ — لب پر آکر سوال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اؤ — آپ کو انفعال ہو ہی گیا
یاس انجام کار ہو ہی گئی — شوق خواب و خیال ہو ہی گیا
رنگ لایا ہی عشق آخر کار — ایک دو نون کا حال ہو ہی گیا
دل لگی کا بھی ہی بُرا انجام — کہ ہنسی مین ملال ہو ہی گیا
ایسے وعدے کئے کوئی جائے — آج پورا سوال ہو ہی گیا
شرط ہی جور مین بھی مشّاقی — تمکو حاصل کمال ہو ہی گیا
دولتِ حسن ہو کہ دولتِ زر — آخر آخر زوال ہو ہی گیا
رفتہ رفتہ تمہاری چالون سے — دل مرا پائمال ہو ہی گیا
آرزی کھ کے آگ بھڑکا دی — برق نورِ جمال ہو ہی گیا
مرضِ عشق سے شفا نہ ہوئی — جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا
گو کیا ضبط ذکرِ دشمن پر — رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا
لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے — اب ہمارا یہہ مال ہو ہی گیا
گو برائی سے ہو مگر آخر — اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا
نہ بچی جان اُن ادا ؤن سے — وصل مین بھی وصال ہو ہی گیا

کمر یار کے مضامین سے
داغ نازک خیال ہو ہی گیا

اب دل ہر مقام بیکسی کا — یون گھر نہ تباہ ہو کسیکا

رونا ہی اب اُس ہنسی خوشی کا
ماتم ہی بہار زندگی کا

کس کس کو مزہ ہی عاشقی کا
تم نام تو لو بھلا کسی کا

پھر دیکھتے عیش آدمی کا
ہنستا جو فلک مری خوشی کا

گلشن مین ترے لبون نے گویا
رس چوس لیا کلی کلی کا

تیرا بھی تو حسن ہی وفا باز
ہوتا ہی نہین کوئی کسیکا

لیتے نہین بزم مین مرا نام
کہتے ہین خیال ہی کسیکا

جیتے ہین کسی کی آس پر ہم
احسان ہی ایسی زندگی کا

گھیرا ہی ہجوم غم نے اتنا
ارمان ہی مجھکو بیکسیکا

ہنستی ہی بُری کبھی جو دلپر
کہتا ہون بُرا ہو عاشقیکا

ماتم سے مرے وہ دلمین خوش ہین
مُنھ پر نہین نام بھی ہنسیکا

اِتنی ہی تو بس کسر ہی تم مین
کہنا نہین مانتے کسیکا

ہم بزم مین اُنکی چپکے بیٹھے
مُنھ دیکھتے ہین ہر آدمیکا

تم کوچۂ غیر مین نہ جانا
اُس راہ مین ہی گذر کسیکا

جب ایسی وفا پہ یہ جفا ہو
جی چھوٹ نہ جاے آدمیکا

کس کس نے لئے ہین تیرے بوسے
ہی لعل نمک فشان جو پھیکا

جو دم ہی وہ ہی بس غنیمت
سارا سودا ہی جیتے جی کا

آغاز کو کون پوچھتا ہی
انجام اچھا ہو آدمی کا

بالین پہ مرے رہا شبِ غم
اک معرکہ مرگ و زندگی کا

روکیں اُنھیں کیا کہ ہر فضیحت
آنا جانا کبھی کبھی کا

کہتے ہیں اُسے زبان اُردو
جس میں نہ ہو رنگ فارسی کا

ایسے سے جو داغ نے نباہی
سچ ہے کہ یہ کام تھا اُسی کا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا
تم نے اِس کام سے حذر نہ کیا

تھی شبِ ہجر کیا گراں جانی
زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا

فتنہ کیسا وہ سحر کھ دیتے
اِس لئے اُن کو بیخبر نہ کیا

شامِ غربت کو آپ کیا جانیں
کوس دو کوس بھی سفر نہ کیا

مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے
اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا

زاہدِ خشک کے لئے ہے وہ مَے
جس نے دامن کسی کا تر نہ کیا

دل کے ہاتوں ہے سخت مجبوری
اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا

عشق نے قید کر لیا مجھکو
قبضہ اُنکے مزاج پر نہ کیا

ہو گئی چوک ہمسے اے ناصح
تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا

کوئی دن اور صبر کرنا تھا
دلِ بیتاب نے مگر نہ کیا

تمکو ہم باوفا تو کہدیں گے
داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہان تیرے جلوے سے معمور نکلا
پڑی آنکھ جس کو وہ پر طور نکلا

جگر ساتھ اشکون کے مجبور نکلا
یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا

تجلی کسی کی وہ جلوہ کسیکا
کہین نار نکلی کہین نور نکلا

یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہی پر پر
دبا کر جو دیکھا تو ماسور نکلا

دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤن
جہنم کا شعلہ بھی کافور نکلا

نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا
مگر ایک نکلا تو منصور نکلا

پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی
کہ مین بزم سے نشہ مین چور نکلا

سر نقش پا لغزش پا ہی شاہد
کہ گھر سے ترے کوئی مخمور نکلا

وہ موکش ہون مَس چوس لیتا ہون جسکا
جہان شاخ مین کوئی انگور نکلا

وجود و عدم دونون گھر پاس نکلے
نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا

کہان رَبکہ تو بہ نبیا ہون الٰہی
کہ جنت مین بھی مجمع حور نکلا

ہوا تھا کبھی سر قلم فاصد نکا
یہ تیرے زمانے مین دستور نکلا

شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے
خدا کے لئے کیون یہ مذکور نکلا

بہت دم دیے پاس پھٹکا نہ ہرگز
وہ عیار پرفن بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم داغ گمنام ہوگا
مگر وہ تو عالم مین مشہور نکلا

زمین سے قدم عرش پر لگیا
فرشتون سے بازی بشر لیگیا

مرا دل وہ تیرِ نظر لے گیا
جگر لینے والا جگر لے گیا

کہون کیا کدھر سے کدھر لے گیا
جدھر لے گیا راہبر لے گیا

وہ پھر مجھ سے دل حیلہ گر لے گیا
اِدھر دیکھتا تھا اِدھر لے گیا

دیا دوست کو بزم دشمن میں خط
غضب نوک کی نامہ بر لے گیا

تصور میں بھی اب تو آتی نہیں
کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا

چھپایا بہت ہمنے پہلو میں دل
کوئی لینے والا مگر لے گیا

رقیبونکے ہاتون سے محشر کے دن
تمہین چھین کر مین اگر لے گیا

شکایت سنی آج کیا کیا تری
کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا

مٹائی تھی خاک درِ یار آج
چُرا کر مرا چارہ گر لے گیا

کھلائیگا کیا آپ کھائیگا کیا
عدم کو جو زادِ سفر لے گیا

کلیجہ جواب مُنھ کو آتا نہین
ترا تیر شاید جگر لے گیا

دھرا کیا ہے اب لینے آئے ہو کیا
کوئی تمسے دل پیشتر لے گیا

بُرے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو
مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا

وہان تک جو پہنچا شبِ غم کا حال
کوئی راہ چلتا خبر لے گیا

بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر
وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا

نہ تھا دور مجھ سے وہ نادک فگن
بہا کر نہ خونِ جگر لے گیا

شبِ ہجر نالہ مرا عرش پر
فرشتون سے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل چھپا کیون رقیب | وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

۴

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو
اُٹھا کر کہان گھر کا گھر لے گیا

شکلِ اصلی سے کبھی رنگ تبدل نہوا | غنچہ گل ہو کے کھلا گل کبھی بلبل نہوا

وعدہ کرنے مین تو ہر بار گذارے برسون | قتل کرنے مین کبھی تمکو تامل نہوا

آنکھون آنکھونمین کیا اُسنے مرا کام تمام | شکر ہی کشتۂ انداز تغافل نہوا

دو دِل مین کوئی انداز نکل ہی آتا | مگر افسوس برنگِ خمِ کاکل نہوا

اہل فریاد سنے دہوم تری محفل کی | انجمن شہر خموشان ہی اگر غُل نہوا

باز آیا نہ ستمگر ستم پیہم سے | ختم یہ سلسلۂ دور و تسلسل نہوا

ہجر مین شہرتِ دیدار کی خواہش ہی ہی | خونِ دِل ہمکو ملا جب بھی تو کُل نہوا

کب گدائے درِ میخانہ کو عار آتی ہی | اوک سے پی جو میسّر قدحِ مُل نہوا

گل سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن | کیا ہوا جز و سے معلوم اگر کُل نہوا

نہ کہا تھا کہ نکرنا کبھی اُسسے شکوہ | تجھ سے ابدل نہوا صبر و تحمل نہوا

داغ مرنا ہی ادا پر رُخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفتۂ لالہ و سنبل نہوا

جواب اِس طرف سے بھی نفی الغو ہوگا | وہ بے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا

تغافل سے بڑھکر بھی کیا جور ہوگا | ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق سرکش
الٰہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا

لئے جاؤن جنت مین دنیا کی چیزین
پُرانا وہ سامان بےغور ہوگا

دعائین قیامت کی ہم کیون نہ مانگین
نہ یہ ظلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا

جب آئی بلا ہجر مین دل یہ بولا
ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا

خدا جانے کب وہ دیکھین گے آکر
مرا حال کب قابل غور ہوگا

یونہین گر حسینون کی آمد رہیگی
دکن رشک کشمیر و لاہور ہوگا

کسیکا نہ ہوگا قیامت مین کوئی
زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا

عبث فکر دنیا عبث فکر عقبیٰ
کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا

عیادت کو وہ داغ کی خوش خوش آئے
یہہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتا ملتا

اس جفا کا جبھی مزا ملتا
کوئی تجھسا اگر بُرا ملتا

زر ملا گھر ملا غلام ملا
مین نہ ملتا تو تمکو کیا ملتا

مدعی بن کے دل بغل مین رہا
کاش یہہ دشمنون مین جا ملتا

غیر سے مل کے کیا لیا تمنے
ہم سے ملتے تو کچھ مزا ملتا

تیرے کوچہ مین چھوڑ آئے تھے
زندہ رہتا جو دل تو آ ملتا

عاشقی سے ملے گا اے زاہد
بندگی سے خدا نہین ملتا

نامہ بر ڈر کے بہاگ آیا ہے | یا نہ ملتا جواب یا ملتا
اک نہ اک ہم لگائے رکہتے ہین | تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا
دوستو نے تو کچہہ نہ نکلا کام | کوئی دشمن ہی کام کا ملتا
روز اک دل لگی نئی ہوتی | روز اک دل مجہے نیا ملتا

تمکو یہہ ملگیا ہی قسمت سے
داغ سا ور نہ دوسرا ملتا

غم اُسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا | غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا
وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا | جھوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
ہان ہان تڑپ تڑپ کے گذاری تمہین نے رات | تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا
اِترا رہا ہی نقد محبت پہ دل بہت | اچہے کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا
کیا فرض تہا کہ صبر ہی کرتے فراق مین | کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا
کہتے ہین وہ شکایت بیداد و جور پر | تجکو خدا نے خوار کیا ہمنے کیا کیا
تعریف عشق سُن کے کہا تک نہو خیال | اُسکو بہی بیقرار کیا ہمنے کیا کیا
ناصح بہی ہی رقیب یہ معلوم ہی نہ تہا | کسکو صلاح کار کیا ہمنے کیا کیا
پہلے تو منفعل وہ ہوے پھر بگڑ گئے | کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا
کہدینگے ہم تو داور محشر سے صاف صاف | اچہونکو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا
بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا | خالی تمہین نے وار کیا ہمنے کیا کیا

تڑپا دل اور کھائے جگر نے بھی داغ ہجر
آنکھون نے انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اب بھی تو درد عشق ترقی پذیر ہے
گر ایک سے ہزار کیا ہمنے کیا کیا

دم خم جو اُنکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

آئینہ کر کے صاف دل اپنا دکھا دیا
کیون اُنکو شرمسار کیا ہمنے کیا کیا

فرقت مین ہم تو خون جگر بھی نہ کھا سکے
وہ دل نے زہر مار کیا ہمنے کیا کیا

رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ رہے ہین داغ
دشمن کو رازدار کیا ہمنے کیا کیا

یہہ مین ہزار جگہ حشر مین پکار آیا
کہ اور بھی کوئی مجسا گنا ہگار آیا

وہ اس ادا سے وہان جا کے شرمسار آیا
رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا

یہہ مجھسے کہنے کو ظالم سر مزار آیا
مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا

کہین پتا نہ ملا سخت سوگوار آیا
گلی گلی دل گم گشتہ کو پکار آیا

یہہ حال تھا شب وعدہ کہ تا سحر اگذر
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ترا ہی کوچہ ٹھکانا ہے خاکسار ونکا
جو زندہ آیا مین مرا غبار آیا

مرے اُڑائے وہان خوش رہا لیا انعام
یہان جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا

وہ بولے سچ تو نہ آیا کبھی یقین مجھکو
دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا

ہوا ملال جب اُنسے تو چھا گیا اندھیر
کہ دل مین آتے ہی آنکھون مین بھی غبار آیا

جو وجہ دیر کی پوچھی کہا یہ قاصد نے
گذارنے تھے مصیبت کے دن گذار آیا

گذر گئی اسی گردش مین اپنے لیل و نہار
شب فراق گئی روز انتظار آیا

اُڑائے مین ملک الموت نے بھی تیر بہت
ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا

خدا کیواسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمین
مجھے یقین ہوا مجھکو اعتبار آیا

ہزار فتنے جلو مین ہین لاکھ ہنگامے
تمہارے ساتھ تو سامان روزگار آیا

تمہاری شوخ مزاجی سے چھا گئی حیرت
تمہین قرار نہ آیا مجھے قرار آیا

کہان تھے شکوہ تمہین کچھ خبر بھی ہے کہ نہین
کوئی پکارنے والا بہت پکار آیا

شکستہ دل ہوئی کس کس طرح مری توبہ
پیئے ہوئے جو کوئی رند بادہ خوار آیا

رقیب سے بھی وہ ہین بدگمان بزم مخفل
کہا یہ مجھ سے تمہارا اصلاح کار آیا

کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے
وہ پختہ کار ہے دل جسکا بار بار آیا

کبھی جو دھوپ کی گرمی سے رند جیح اٹھے
ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا

وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے
دم اخیر نہ آیا سر مزار آیا

لگائین لاش پہ تلوارین اُسنے مقتل مین
جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا

وہ کیون ہوے مرے مشتاق خیر ہو یارب
طلب مین کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا

عجب نہین جو معاصی مین ہو جہنم آمرزش
گنہ کیا تو خیال مآل کار آیا

یہ عقدہ عاشق و معشوق کے چلے کیسے
سمجھ مین مسئلہ جبر و اختیار آیا

پلا دے آج سر شام مجھکو اے ساقی
کہ تیری بزم مین اک میں ہی وزنہ دار آیا

ڈرے جو حشر مین وہ مجھکو دیکھتے ہی کہا

۴ مرا رفیق مرا **داغ** جان نثار آیا

بھولا مجھے تو ہوں گیا اپنا گھر بھی کیا
جنگل میں جا کے کیت کا نامہ بر بھی کیا

للہ مجھ سے آنکھ چرایا نہ کیجیے
ملتی نہیں ہر دل کی طرح سے نظر بھی کیا

ملتے نہیں وہاں تو یہاں ڈھونڈ لینگے ہم
وہ چھوڑ دینگے گھر کی طرح رہگذر بھی کیا

مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہیں کوئی
انسان کو عزیز رہا اپنا گھر بھی کیا

بنتے ہی بنتے علم الٰہی میں رہ گئی
پیدا نہ ہوتی ورنہ تمہاری کمر بھی کیا

شکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ رہے پیشتر بھی کیا

فرہاد جوے شیر سے مشہور ہو گیا
آتا ہی کام وقت پر اوقی ہنر بھی کیا

ملتے ہی اُس سے آنکھ جو خوش آگیا مجھے
غل مچ گیا کہ سخت بلا ہے نظر بھی کیا

یارب شب فراق بسر ہو چکے کہیں
نازک خرام اسکی طرح ہے سحر بھی کیا

اے ہمنشین یہ سیل سی کیسی ہے دیکھنا
روتے ہیں میرے حال پہ یوارو در بھی کیا

ملتے ہیں میری لاش پہ کافور کیوں عزیز
مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بھی کیا

میری دعا کے ساتھ دعا کی رقیب نے
کل شب کو ہا قوں ہاتھ لٹا ہے اثر بھی کیا

۴ کیوں **داغ** کے سوال سے چپ لگ گئی تمہیں
آتا نہیں جواب سمجھ سوچ کر بھی کیا

تمہارے خط میں نیا اک سلام کس کا تھا
نہ تھا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا

وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کس کا تھا

وفا کرینگے نباہینگے بات مانینگے
تمہین ہی یاد ہو کچھ یہ کلام کسکا تھا

رہا نہ دل مین وہ بیدرد اور درد رہا
مقیم کون ہوا ہو مقام کسکا تھا

نہ پوچھ گچھ تھی کسیکی وہان نہ آؤ بھگت
تمہاری بزم مین کل اہتمام کسکا تھا

تمام بزم جسے سُن کے رہگئی مشتاق
کہو وہ تذکرۂ ناتمام کسکا تھا

ہمارے خط کے تو پرزے کیے پڑھا بھی نہین
سنا جو تو نے بدل وہ پیام کسکا تھا

اُٹھائی کیون نہ قیامت عدو کے کوچے مین
لحاظ آپ کو وقتِ خرام کسکا تھا

گذر گیا وہ زمانہ کہون تو کس سے کہون
خیال دلکو مرے صبح و شام کسکا تھا

ہمین تو حضرت واعظ کی ضد نے پلوائی
یہان ارادۂ شربِ مدام کسکا تھا

اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزارون ہیے
تباہ حال بہت زیرِ بام کسکا تھا

وہ کون تھا کہ تمہین جسنے بیوفا جانا
خیال خام یہ سودائے خام کسکا تھا

انہین صفات سے ہوتا ہے آدمی مشہور
جو لطف عام وہ کرتے یہ نام کسکا تھا

ہر اک سے کہتے ہین کیا داغ بیوفا نکلا
یہ پوچھے اُنسے کوئی وہ غلام کسکا تھا

دل عاشق اسیر اُن گیسوؤنکے جال مین دیکھا
طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ بال مین دیکھا

جواب خط کا مین شاکی نہین یہ تو بتا قاصد
اُسے کس حال مین چھوڑا اُسے کس حال مین دیکھا

لگائین ٹھوکرین اُس فتنہ گر نے اور بجلا کر
اگر تھوڑا سا دم باقی کسی پامال مین دیکھا

نہ اندر کا اکھاڑا ہے نہ ایقاف کی پرمان
حسینونکا تماشا خوب نیچی تال مین دیکھا

چلے آتے ہیں کیا کیا ذی کمال اسبابِ عالی پر
اثر دیکھا تو آصف جاہ کے اقبال میں دیکھا

ہماری پائمالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
بچا جو فتنہ گردوں سے وہ تیری چال میں دیکھا

رہا کرتی ہے ہمکو فکر آئندہ زمانے کی
ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اِس سال میں دیکھا

پھرے ہم در بدر کوچہ بکوچہ ڈھونڈتے جسکو
وہ نقد دل تمہارے گوشۂ دامان میں دیکھا

نہ تھا عشق تو ای داد محشر مقرر مومنین
یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال میں دیکھا

متاع حسن کی کب تک رہیگی گرم بازاری
کمی پر بیچ ڈالا جس نے گھاٹا مال میں دیکھا

ہوئے ہیں **داغ** کے مذہب سے حیران کافر و مومن
کبھی اِس حال میں دیکھا کبھی اُس حال میں دیکھا

تقلید سے زہد کی حاصل ہمیں کیا ہوتا
انسان نہ ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا

توبہ ہے حسینوں کو گر پاس وفا ہوتا
کیا جانیے کیا کرتے کیا جانیے کیا ہوتا

تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا
ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا نہ ہوا ہوتا

ساقی تری محفل میں چرچا ہی نہیں مے کا
اِس سے تو یہ بہتر تھا کچھ ذکر خدا ہوتا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھوں نے کیا رسوا
اپنے سے ہوا یہ کچھ بیگانے سے کیا ہوتا

غیروں کی شکایت پر فرقت کی حکایت پر
گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

ارمان ہم آغوشی سُن سُنکے ڈھٹائی سے
اِس کہنے کے میں صدقے پھر کہیئے تو کیا ہوتا

ہر درد کی ای قاتل لذت مجھے جب ملتی
سر شانہ گلا سینہ ہتھ تھم کے جدا ہوتا

ناصح بھی شامد سے میری ہی سی کہتا ہے
نادان تھا کیوں وہ سمجھا کے بُرا ہوتا

تنہا غیر ہی ساتھ اُنکے کترا کے گئی مجھ سے
یہہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہُوا ہوتا

وہ محفل دشمن مین جب مجھکو طلب کرتے
وہ وقت مزے کا تہا اُسوقت مزا ہوتا

کیا مجھ سے ہی تنہا ہو تعریف تری قاتل
خنجر ہی زبان بنتا جب شکر ادا ہوتا

ہم جانکے نامنصف ہین بُرا طلب تجھ سے
وہ فیصلہ ہی کیا تہا جو روز جزا ہوتا

ہمکو تو عدم مین ہی نیند آئی نہ محشر تک
کچھ آنکھہ ہی لگ جاتی گر دل نہ لگا ہوتا

اچھا ہی نہین آئے وہ دھوپ کی گرمی مین
قامت تو قیامت تہا سایہ ہی بلا ہوتا

عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اُسکی
جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا

محفل مین سنایا تہا افسانۂ غم میں نے
الزام یہہ رکھا ہی خلوت مین کہا ہوتا

فریاد و فغان سے تم اے داغ بُرے ٹھہرے
کچھہ بھی نہ کیا ہوتا کچھہ بھی نہ ہوا ہوتا

جب وہ نادان عدو کے گھر مین پڑا
داغ اک داغ کے جگر مین پڑا

ایسے نشہ کے کیون نہون قربان
ہات اُنکا مری کمر مین پڑا

شبِ وعدہ گذر چکی آدہی
اب سُنا ہی کہ تیل سر مین پڑا

وقت نظارہ اُسکا تا بہ کمر
بال سا میری چشم تر مین پڑا

اے فغان تھم کہ پھر قیامت ہی
گر خلل خوابِ فتنہ گر مین پڑا

گر نہین تہا کوئی جبین فرسا
کیون نشان تیرے سنگ در مین پڑا

عاشقی سخت تر مصیبت ہی
ہمکو یہہ کام عمر بھر مین پڑا

مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر
ایک ماتم خدا کے گھر مین پڑا

ڈوبی جاتی ہی کشتیٔ عشاق
یہہ سفینہ عجب بھنور مین پڑا

جلوہ گر دل اِدہر اُدہر خسا
فرق اُنکی مری نظر مین پڑا

نامہ بر کا تو کچھہ پتا نہ ملا
نامہ پایا ہی رہگذر مین پڑا

ہات مین اُنکے دیکھکر تلوار
ایک جھگڑا دل و جگر مین پڑا

سُن کے پیغام وہ ہوئے برہم
پیچ تقریر نامہ بر مین پڑا

شوق اگر ہمعنان ہوا تو کیا
آبلہ پاے نامہ بر مین پڑا

جب چلا داغ کوے قاتل کو
ایک کہرام اُس کے گھر مین پڑا

وہ رشک حور شب کو کہین گھر کے رہگیا
کوئی فرشتہ کان مین میرے یہہ کہگیا

رونا تہا دلکا ہجر مین لالے جگر کے تہے
آنکہونکی راہ خون تمنا ہی بہہ گیا

سایہ سے جسکے داغ پڑے ہین بدن پر
یہہ کون آج گھر سے ترے رُوسیہ گیا

نشہ کی وجہہ سے میری انکہین نہین ہین سرخ
اے محتسب یہہ خون جگر جم کے رہگیا

اِسلوطے وہ رکہتے ہین مُردے پر اہتمام
عاشق کو یہہ بجانے کوئی بے گنہ گیا

ناصح بہی شک ستم و اسفند یار ہی
وقت کلام میرے کڑی بات سہہ گیا

دشنام یاد عاتہی شکایت کہ شکر تہا
وُہ مُنہ ہی مُنہ مین چلتے ہوئے کچھہ کہہ گیا

یہہ تیرہ خاکدان بہی ہی کاجل کی کوٹہری
آیا جو رو سپید یہان رُوسیہ گیا

محفل مین غیر سے بھی کرتا تھا التفات
یہہ ہمسے چوک ہوگئی یہہ ہمسے رہگیا

مجھہ تشنۂ شراب کو دیکھا جو تاک مین
دریا کی طرح شیرۂ انگور بہہ گیا

معشوق اور اُسکے خریدار ہوگئے
اب داغ تیرے ہاتھہ سے اے رشک مہ گیا

نامۂ عاشق ناشاد نہ دیکھا نہ سُنا
آپ نے شکوۂ بیداد نہ دیکھا نہ سُنا

اگلے وقتون کی کہانی سے اُنہین نفرت ہے
کبھی افسانۂ فرہاد نہ دیکھا نہ سُنا

اب ترے کوچہ کی بستی کو نظر لگتی ہے
شہر اسطرح کا آباد نہ دیکھا نہ سُنا

آسمان دور سے کرتا ہے تجھے جھک کے سلام
کوئی تجھسا ستم ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

ہوتے آتے ہین سلف سے یونہین عاشق ناکام
اثر نالۂ و فریاد نہ دیکھا نہ سُنا

پوچھتا ہے جو کوئی خط کا ہمارے مضمون
تو وہ کہتے ہین کسے یاد نہ دیکھا نہ سُنا

خاک ہی اب تو نہین خانۂ دلمین افسوس
کوئی اسطرح کا برباد نہ دیکھا نہ سُنا

دیر پہ خود بیٹھے ہین وہ فتنے اُٹھانیکے لئے
پاسبانی کا یہہ ایجاد نہ دیکھا نہ سُنا

سرو کیا فتنۂ محشر ہی جو دیکھے تو کہے
کہ ترا سا قد آزاد نہ دیکھا نہ سُنا

دیکھین یوسف ہی جو حضرت کو کہین صل علیٰ
آپ سا حسن خداداد نہ دیکھا نہ سُنا

آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد کہئے
داغ سامنے تو استاد نہ دیکھا نہ سُنا

وصل کی شب جو فروغ مہ کامل دیکھا
دیکھتے ہی طرف خور شمایل دیکھا

نبضِ بیمار کبھی اور کبھی دل دیکھا
پھر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا

جو مرا مکتبہ رہا جس نے مرا دل دیکھا
گردنِ غیر میں وہ ہاتھ حمایل دیکھا

موت بھی چھو نہ سکی مجھکو اُلفت میں
میں نے پھر پھر کے اجل کو کئی منزل دیکھا

ناخدا سے کہو بہنے دے ہماری کشتی
ہمنے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا

قابلِ دید تہیں اُسوقت ادائیں اونکی
آئینہ دیکھہ کے جب مدِ مقابل دیکھا

بزمِ اغیار میں تعریف مری ہوتی ہر
آج یہہ طرفہ تماشا سرِ محفل دیکھا

دلِ دشوار طلب لوٹ ہر دشواری پر
لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا

اُسنے آوازہ کسا یہہ بھی ہمارا ہمپر
گر بدیمون میں کسیکو مرے شامل دیکھا

کیا سمجھتے نہیں ظاہر کی ملاقات کو ہم
دل نہمارا نہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا

بزمِ اغیار کا یہہ حال بتا اے قاصد
تونے کسکی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا

کیا دلاور ہر کوئی اُسکا کلیجا دیکھے
جسنے بیتاب محبت میں مرا دل دیکھا

گالیاں دیتے ہو پھر کہتے ہو یہہ بھی ہمسے
ہمنے تجھکو اسی لایق اسی قابل دیکھا

عشق کی چوٹ کو دل پر سر گردن تو نہیں
جسنے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا

منزلِ عشق ہر سنسان مقام اے مجنون
ناقہ دیکھا نہ یہاں کوئی نہ محمل دیکھا

مست تھی آنکھہ تری دل تہا ہمارا بیخود
ہمنے دونو کو دمِ معرکہ غافل دیکھا

اُسنے جب حکم دیا تہا تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

اِدھر کی سدہ بھی ذرا اے پیامبر لینا
خدا کے واسطے جلدی مری خبر لینا

جو مُفت فروش سے سودا بنے تو کر لینا
کمی ہو حضرت زاہد تو ہم سے بھر لینا

بگڑ کے جائین تو نادان بنکے آئین ہم
کہ ہے روا اُنہین دشمن کو دوست کر لینا

چُرا کے دِل کوئی چلتا ہوا ہے آج ہمدم
سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا

شکارِ تیرِ نظر دل ہوا جگر نہوا
پہنچ رہا ہے ذرا اِسکی بھی خبر لینا

عبث نباہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو
یہہ کون بات ہے اِکدن بگاڑ کر لینا

ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا
بُرا ہو یہہ کہ بھلا ہو ہمین مگر لینا

شبیہہ لائینگے یوسف کی اہل مصر یہان
بڑا مقابلہ ہے تم بھی بن سنور لینا

کبھی کبھی نکل آتی ہے جنس دِل بھی اب
بُری نہ نکلے یہہ پکّی ضرور کر لینا

قناعت آپکو ہوتی نہین کسی شئے پر
یہہ کیا کہ دل کبھی لینا کبھی جگر لینا

اُلجھہ کے نازنگہہ سے پڑا جو کچھہ جھٹکا
دُہائی دینے لگے وہ گئی کمر لینا

مدام پیرِ مُغان کی ہین نائبین ہمپر
بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا

ہمین تو شوق ہے بے پردہ تمکو دیکھین گے
تمہین ہے شرم تو آنکھون پہ ہاتھہ دھر لینا

فریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تمنے
بتائین ہم تمہین آتا نہین اگر لینا

غرض تمہین جو سُنوائے غیر کا شکوہ
یہہ قصّہ مول نہ اے داغ اپنے سر لینا

نہ بدلے آدمی جنت سے بھی بیت الحزن اپنا
کہ اپنا گھر ہے اپنا اور ہے اپنا وطن اپنا

جو یون ہو وصل تو مٹجاے سب رنج و محن اپنا
زبان اپنی دہن انکا زبان انکی دہن اپنا

نہ سیدہی چال چلتے ہین نہ سیدہی بات کرتے ہین
دکھاتے ہین وہ کمر اور دیکھون تن کرہا بکپن اپنا

عجب تاثیر پیدا کی ہی وصف نوک مژگان نے
کہ جو سنتا ہی اسکے دلمین چبھتا ہی سخن اپنا

پیام وصل قاصد کی زبانی اور پھر اونسے
یہہ نادانی یہہ نافہمی یہہ تہا دیوانہ پن اپنا

جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرنے سے
کیا ہی تازہ اس تیزاب نے زخم کہن اپنا

بیمار کہا جنونکے ہاتھ سے اسکی بکیسی اسکو
جواب ہی پیرہن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا

نگاہ و غمزہ کوئی چھوڑتے ہین بگلش دل کو
کہین ان لوٹنے والونسے بچتا ہی چمن اپنا

کہے دیتے ہین وہ کاذب ہونکے آتا ہی
ذرا دل تہام لین پہلے سے اہل انجمن اپنا

یہہ موقع مل گیا اچہا اوسے تیشہ لگانے کا
محبت مین کہان سر پھوڑتا پھر کوہکن اپنا

ہم اپنے قول سے پھرتے ہین کب عاشق ہمارے ہین
رہیگا تا دم آخر یہی جو ہی سخن اپنا

یقین وصل کیا آئے کوئی دن امتحان کر لین
بڑہائے اعتبار آکے وہ پیمان شکن اپنا

نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون اثر دونون کا کہتے ہین
لب معجز نما اپنا نگاہ سحر فن اپنا

ہر اک سے ٹیڑہی چلتے ہین بگڑتی ہر گڑی ہم سے
تمہاری چال سے ملتا چلا ہی کچھ چلن اپنا

یہہ سینہ یہہ جگر یہہ دل یہہ سر یہہ حلق حاضر ہی
نکالے حوصلہ نا دک فگن شمشیر زن اپنا

خبر کسکو وہ کسکا تہا وہ کسکا ہی وہ کیا ہی
سمجہتا ہی اسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا

یہہ ہم سمجہے ہوئے ہین تم نے مانا ہی نہ مانو گے
سوال وصل سے کیون ایگان جانسخن اپنا

الجہتا کیون ہی دیوانو فسانہ عشق دوستین
چل اپنی راہ لے تو کام کر اپنا ہن اپنا

جو تختے لالہ و گل کے کھلے وہ دیکھہ لیتے ہین
تو فرماتے ہین وہ ہر داغ کا یہہ ہر چمن اپنا

جب دھوان دھار گرجتی ہوئی آتی ہر گھٹا
طالع خفتہ کو میکش کے جگاتی ہر گھٹا

دل مہجور کے نالونسے جو ہو ہم آواز
سینہ پھٹ جاے تڑاکیا تڑپی جاتی ہر گھٹا

تو تو اک قطرہ بھی دیتی نہین اے چرخ سیاہ
پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہر گھٹا

ہجر محبوب مین بیتاب ہون بسمل کی طرح
تار بارش یہہ نہین تیر لگاتی ہر گھٹا

رات بھر جاگے ہین اب آنکھہ لگی ہر لنگی
کہہ دو خاموش ہو کیون شور مچاتی ہر گھٹا

صورت ماہی بے آب ہین میکش بیتاب
اس تپش مین اجل آتی ہر نہ آتی ہر گھٹا

وعدہ کرتے ہین وہ جس روز یہان آنیکا
کیا برستی ہر کہ دریا ہی بہاتی ہر گھٹا

تیغ کی طرح چمک جاتی ہر سر پر بجلی
ہجر مین مجھکو بلا بن کے ڈراتی ہر گھٹا

توبہ میخوار کی مقبول ہر جب چاہے کرے
زور سے شور سے یہہ مژدہ سناتی ہر گھٹا

جب اٹھاتے ہین دم بادہ کشی وہ ساغر
کبسی اتراتی ہوئی جھومتی آتی ہر گھٹا

نہین ساونن مین مرے پاس وہ مہوش اے داغ
مجھکو تڑپاتی ہر بجلی تو رولاتی ہر گھٹا

آئینہ دل نے تماشا کیا
اپنی جگہ مین اُسے دیکھا کیا

ایک ستم اے ستم آرا کیا
اور کہون اور کہون کیا کیا

سب نے تو دیدار خدا کا کیا
مجھکو بھی دیکھا تجھے دیکھا کیا

کھول کے مُنھ سینہ کا پردا کیا
آپنے چلن مین تماشا کیا

تونے بہی عاشق نہ کئے اِتنے قتل
ہمنے بہت خونِ تمنا کیا

نکہت گل مین ہَر لپٹ اوربہی
کس نے یہان بندِ قبا وا کیا

شکوہ سے اُسکے ہوے بدنام سب
سَو مین اگر ایک نے ایسا کیا

دیکہتے ہی مجہکو کہا روزِ حشر
تونے یہان بہی ہمین رسوا کیا

قتلِ جہان اُسکے لئے کہیل تہا
کون کہے آپ نے یہہ کیا کیا

داد طلب اُس سے ہین سب داد خواہ
جسنے تجہے اِتنے سے اِترا کیا

روزِ قیامت وہ دمِ بازپرس
چشمِ غضب سے مجہے دیکہا کیا

ہاتہہ سے میرے جو ہوا دل ہلاک
اپنے پہ خود خون کا دعوٰی کیا

ساتہہ چلا اُسکے دبکتا ہُوا
فتنۂ محشر نے تماشا کیا

چہوڑیے اِن باتون مین کہا ہی کیا
آپ نے پہر ذکر عدو کا کیا

کس سے کہین عمر گذشتہ کا حال
کیا نہ کیا ہمنے یہان کیا کیا

کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو
آپ نے امروز کو فردا کیا

مین ستمِ غیر کا شکوہ کرون
اور وہ سنکر کہین اچہا کیا

اور بہی اِک رات سہی انتظار
یا نہ کیا اُسنے کرم یا کیا

غیر کے آتے ہی وہ تیور نہ تہے
تمکو اِنہین باتون نے رُسوا کیا

حضرتِ دل عشقِ صنم سہل تہا
تُمنے خدا پر نہ بہروسا کیا

مرکے ہوئین زندہ بہت حسرتین | شوق نے اعجازِ مسیحا کیا

۴ | داغ نے دیکھے ہین ہزارون حسین
آپ نے کس شخص سے دعوا کیا

اُمید وار ہون کرمِ بے حساب کا | پیتا ہون ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا
چرچا ہی اُنکے گھر مین مرے اضطراب کا | دیکھا سلوک اِس دلِ خانہ خراب کا
بیکار مفت خاک اُڑاتی پھری صبا | گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی نقاب کا
اے چارہ گر کمی نکرے لختِ دل کہین | ٹکڑا لگا ہوا ہی یہہ چشمِ پُرآب کا
یہہ بات ہی بہارِ چمن ہی کیوا سطے | آتا نہین پلٹ کے زمانہ شباب کا
ساقی تو مجھکو چاٹ لگا کر الگ ہوا | دھو دھو کے پی رہا ہون پیالہ شراب کا
یا تمکنت سمائی طبیعت مین آپ کی | یا صبر پڑ گیا دلِ پُراضطراب کا
مین اِک سوال کرکے پشیمان ہوگیا | پچھتا رہا ہی ہزارون جواب کا
اُٹھا ہی خوابِ ناز سے کوئی جو ٹوٹ پڑے | چمکا ہوا ہی آج نصیبا آفتاب کا
واعظ بنا تو بادہ کوثر کے اسم و قسم | بکتا ہی نام بادہ کشون مین شراب کا
بہلے گا کس طرح شبِ غم بیقرار دل | افسانہ گو کی آنکھ نہین ہی خواب کا
روزہ رکھین نماز پڑھین حج ادا کرین | اللہ یہہ ثواب بھی ہی کس عذاب کا
لاؤن سبو و پیالہ بہرون در کو فضل دون | کیا حکم ہی جناب شیخ مآب کا
مضمونِ خطِ شوق کسی مین نہین ملا | اُلٹا ہی ایک ایک ورق ہر کتاب کا

کیا لاگ عشق کی ہی کہ دیتا رہا جواب
یعقوبؑ کا خیال زلیخاؑ کے خواب کا

جب مین کرون سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہی جواب نہین اس جواب کا

خوشبو وہی ہی نزاکت وہی ہی رنگ
معشوق کیا ہی پھول ہی تو بہی گلاب کا

ہونیکو تیری چشم تغافل مین قہر ہو
ہمسے ملے تو لطف ملے کچھہ عتاب کا

اُس بیقرار دل کا الٰہی علاج کیا
جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا

اے زلف یار وجہ بہی کچھہ پیچ و تاب کی
اے چشم یار کوئی سبب ہی عتاب کا

صلی اللہ علیہ وسلم
اے داغ بخشوائین گے اُمت کے وہ گناہ
ہے آسرا جناب رسالت مآب کا
آرزو صاحب

غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا
ہو چکا ہم پر ستم بس ہو چکا

دل مین ہنچے رہے کسک اے چارہ گر
ور دا پنا کم سے کم بس ہو چکا

مین دم آخر سے اپنے شاد ہون
انتہا کا رنج و غم بس ہو چکا

گر یہی قسمین ہین تو مجھکو یقین
آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا

ہمکو اے واعظ ابہی مرنا نہین
وصف گلزار ارم بس ہو چکا

دہوم ہی اب کوچۂ دلدار کی
شہرۂ دیر و حرم بس ہو چکا

ہی ہمارے بعد بہی اُنکا عتاب
مر کے یہہ سمجھے تہے ہم بس ہو چکا

کر چکے پامال اب گھر بیٹھیے
فتنہ برپا ہر قدم بس ہو چکا

اب یہہ بت کرتے ہین ناحق تاک جہانک
بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا

بحرِ اُلفت سے نکالین آشنا — تہک گیا ہون مجہہ مین دم بس ہوچکا
جانبِ گورِ غریبان وہ نہ آئے — حشر اہلِ عدم بس ہوچکا
دیکہتا ہی تو نہین وہ بادہ خوار — ساغرِ دل جام جم بس ہوچکا

کل جو اک داغ حزین مشہور تہا
آج وہ بیمارِ غم بس ہوچکا

عاشقِ مضطر اگر آرام اپنا دیکہتا — عشق کے آغاز مین آنجام اپنا دیکہتا
سخت ناکامی تہی اُسکو ورنہ یون ناہی کیون — کوکہن بنتا ہو اگر کام اپنا دیکہتا
دیکہتا ہی کچہہ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک — نفع توبہ مین جو محرِ آشام اپنا دیکہتا
تیرے عاشق کو دکہاتے عشق کا دفتر اگر — نام تیرا دیکہتا یا نام اپنا دیکہتا
آپ تو ناحق ہین برہم معذرت کرتا ہی دل — جرم جب یہہ مستوجبِ الزام اپنا دیکہتا
کیا غرض تہی دیکہتے ہم عشق مین اچہا بُرا — دیکہتا تو یہہ دلِ ناکام اپنا دیکہتا
چیر کر سینہ دکہایا کیون نہ اُسکو ہمنے دل — نقش اِس تعویذ مین وہ نام اپنا دیکہتا
آج کو جمشید ہوتا تو دکہاتے اُسکو سیر — دل ہمارا دیکہکر کیا جام اپنا دیکہتا
جانتا گر خود غرض خود مطلب اپنے آپکو — فائدہ کیا مین نہ صبح و شام اپنا دیکہتا
نخوتِ دولت سے آنکہین پہیر گئین قارون کی — کاش آنکہین پہاڑ کر انجام اپنا دیکہتا

داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجہنا تہا محال
گر تمہاری بزم مین ہمنام اپنا دیکہتا

کوئی پھرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا
بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا

اِس دل لگی مین حال جو دل کا ہوا ہوا
کیا پوچھتے ہین آپ تجاہل سے کیا ہوا

ماتم ہمارے مرنیکا انکی بلا کرے
اِتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ بُرا ہوا

وہ چھٹتی دیکھتے ہین ہوائی جو چرخ پر
کہتے ہین مجھسے آپ کا نالہ رسا ہوا

اِسپر بھی تو نہین ہی غمِ عشق مین کمی
کہتا ہی اِک جہان تمہارا دیا ہوا

کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہین
انسان کو ہی موت کا کھٹکا لگا ہوا

بیگانہ تھا تو کوئی شکایت نہ تھی ہمین
آفت تو یہہ ہوئی کہ وہ مِلکر جدا ہوا

جسنے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک
جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا

دشنام کی ہی آپ سے کسکو امید تھی
ہمنے تو اُسپہ صبر کیا جو عطا ہوا

اے جذبِ شوق ہو نہو یہہ نامہ بری ہو
آتا ہی کوئی شخص اِدہر کو اُڑا ہُوا

عذرِ ستم سے بس مجھے نادم نہ کیجئے
اِس تذکرہ کو چھوڑیے جو کچھہ ہوا ہوا

بیخود رہے وصال مین بیہوش ہجر مین
کیا جانے ہمسے کب وہ مِلا کب جدا ہوا

اِس سطحِ جہان مین ہین بیغرض کہان
تیری نگہہ ہوئی دلِ بے مُدعا ہوا

اے چرخ کل کی رات کا غم آج تو نہ دے
ہم صبح کو نہ کہائینگے شب کا بچا ہوا

آباد کسقدر ہی الٰہی عدم کی راہ
ہر دم مسافرون کا ہی تانتا لگا ہوا

اے کاش میرے تیرے لئے کل یہہ حکم ہو
لیجاؤ اِنکو خلد مین جو کچھہ ہُوا ہوا

پیغامبر ندیم بنے نامہ بر رفیق
میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کس کس طرح سے اُسکو جلاتے ہین رات دن
وہ جانتے ہین داغ ہر ہمپر مٹا ہوا

زبان ہلاؤ تو ہوجا ہی فیصلہ دل کا
اب آچکا ہی لبو پر معاملہ دل کا

کسی سے کیا ہو تپش مین مقابلہ دل کا
جگر کو آنکھ دکھاتا ہی آبلہ دل کا

خدا کے واسطے کر لو معاملہ دل کا
کہ گھر کے گھر ہی مین لیہو جائے فیصلہ دل کا

تم اپنے ساتھہ ہی تصویر اپنی لیجو
نکال لینگے کوئی اور شعلہ دل کا

قصور تیری نگہہ کا ہی کیا خطا اوسکی
لگا وٹون نے بڑہایا ہی حوصلہ دل کا

نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے
بگڑ گیا ہی یہہ کیسا معاملہ دل کا

شباب آتے ہی اہی کاش موت بہی آتی
اُبہارتا ہی اسی سن مین ولولہ دل کا

کئے ہین تونے دل اہل انجمن بیتاب
رواروی مین ہی مصروف قافلہ دل کا

جو منصفی ہی جہان مین تو منصفی تیری
اگر معاملہ ہی تو معاملہ دل کا

ملی بہی ہی کبہی عاشق کی داد دنیا مین
ہوا بہی ہی کبہی کمبخت فیصلہ دل کا

نگاہ مست کو تم ہوشیار کر دینا
یہہ کوئی کھیل نہین ہی مقابلہ دل کا

ہماری آنکہہ مین بہی اشک گرم ایسے ہین
کہ جنکے آگے بہرے پانی آبلہ دل کا

ہوا نہ اس سے کوئی اور کا نون کان خبر
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دل کا

اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت مین
کسیکے مُنہہ پہ نہ کہا کبہی گلہ دل کا

ازل سے تا بہ ابد عشق ہی اسیکے لیئے
ترے مٹائے سے مٹیگا نہ سلسلہ دل کا

کرون تو داد محشر کے سامنے فریاد
تجھی کو سونپ نہ دے وہ معاملہ دل کا

نہ آئین خضر کبھی آپ ہو لکر بھی اِدہر
جناب من نہین آسان مرحلہ دل کا

کچھہ اور ہی تجھے اے داغ بات آتی ہے
وہی بتون کی شکایت وُہی گلہ دِل کا

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہی ملتا ہی کہان چاہنے والا اپنا

مین اُٹھاتا ہون سہارے کے لئے دست دعا
رہگیا ہو نہ کہین راہ مین نالا اپنا

اپنی نظرون مین تو پھرتا ہی وہ قد بوٹا سا
سرو گلچین کو دکھائے قدِ بالا اپنا

اے سیہ بختی عاشق نہ بنے گی تو زلف
رہنے دے اپنے لئے رنگ یہہ کالا اپنا

اُسپہ مرتے ہین جو بیدرد ہو بیمہر ہی ہو
عشق ہی سارے زمانہ سے نرالا اپنا

دل بچا تیغ نظر سے مگر اب خیر نہین
تیرے دُنبالے نے بھالا جو سنبھالا اپنا

بحر و بر مین نہ کوئی فرق رہیگا باقی
کچھہ اگر پھوٹ پڑا پانون کا چھالا اپنا

اپنی تصویر وہ کھنچوائے یہہ ممکن ہی نہین
جسنے آئینہ مین بھی عکس نہ ڈالا اپنا

غیر کے ملنے سے دنیا مین ہوئی بدنامی
تمنے عالم مین بڑا نام اُچھالا اپنا

خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی دامنگیر
تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبھالا اپنا

دل شکن اُسنے تو دو حرف ہی لکھے ہین لیکن
دفتر شوق ہوا سب تہ و بالا اپنا

کچھہ سیہ بختی عاشق مین سعادت ہوتی
سایہ زلفون نے تری اُسپہ نہ ڈالا اپنا

چرخ کا پانون ہر مدت سے یونہی گردش مین
ہر بجا گر کہے خورشید کو چھالا اپنا

دیکھکر اُسکو تعجب ہر جناب ناصح
مجھسے فرماتے ہین کیون دل نسنبھالا اپنا

انتظار مے و ساغر ہو کہانتک ساقی
کہین لبریز نہو جاے پیالا اپنا

اُسکے دامن کی جنون مین ہی ہی ہمکو تلاش
جیب پر اپنی کبھی ہاتھ نہ ڈالا اپنا

غیر سے ملنے کی لکھی ہر نہایت تاکید
اور لکھا ہر مجھے خط مین حوالا اپنا

ہین بُرے حال کے سب دیکھنے والے اے داغ
کوئی دنیا مین نہین پوچھنے والا اپنا

تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہر کیا
مان بھی جاو مری بات یہہ ہر بات ہر کیا

دل و دین لیکے بھی راضی نہوے آپ کبھی
یہہ تو فرمائے مین کیا مری اوقات ہر کیا

کشتۂ ناز کو کیون زندہ کرین آکے مسیح
تمہین ٹھہرا دو کہ ہر اسمین کرامات ہی کیا

عالم وجد مین یکھود نہین ہوتے صوفی
نشۂ مین چور ہین رندان خرابات ہی کیا

ہمت اے دیدۂ تر قطرہ فشانی کب تک
موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہی کیا

دل ہی شہر ہمنے تو بھیجی اُنہین وہ کہیے مین
بیش قیمت ہر یہ سوغات مین سوغات ہی کیا

حشر کے دن وہی کافر مجھے لجائیگا
میرے کردار کی ہر اور مکافات ہی کیا

جاکے پی آئے وہان آتے ہی توبہ کرلی
اِسقدر دور ہر مسجد سے خرابات ہی کیا

عاشقی اور پھر ایسی کہ چھپائے نہ چھپے
مجھسے مجرم کے لئے چاہیئے اثبات ہی کیا

دل کو لیلیتے ہین در پردہ وہ عیاری سے
چار غیرو نہ جو کہلائے تو پھر گھات ہی کیا

روز پیتے ہین صبوحی ہی ادا کرکے نماز
فرق آجائے تو پابندیِ اوقات ہی کیا

لہرین آتی ہین طبیعت مین ہماری کیا کیا
برق وش پانہین جب تو وہ برسات ہی کیا

مے انگور فرشتون کی یہی قسمت مین نہین
اس سے محروم ہین اک قطرۂ حاجات ہی کیا

اسمین دھوکا تو نہین ہمسے ذرا سچ کہیئے
کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا

اب تمنائے شب وصل ہی کس کافر کو
بات کرنیمین گذر جائے تو وہ رات ہی کیا

آگے اس شوخ کے چپ لگ گئی انکو اے داغ
میرے مطلب کو جو کہتے تھے یہہ ہی بات ہی کیا

دیکھکر تیری اداجی سے گذر جائیگا
مرنے والا تو قیامت مین بھی مرجائیگا

نامہ برچرب زبانی تو بہت کرتا ہی
دل گواہی نہین دیتا کہ اُدھر جائیگا

اور بھی اور بھی اے درد محبت ہو سوا
گر کمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا

غیر کا قصہ شب وصل مین کیون لے بیٹھے
باتون باتون مین یونہین وقت گذر جائیگا

میرے ہمراہ پس مرگ ڈبونیکے لئے
دیدۂ تر نہ سہی دامن تر جائے گا

رخنہ گر وہ ہو تو محشر کا تماشا کیسا
آن کی آن مین سب کھیل بکھر جائیگا

بیخودی مین ہی کسے ہوش کہان ہی مقام
کد ہر آیا نہین معلوم کد ہر جائیگا

عاقبت پاک ہی میخوار کی سن رکھئے واعظ
یہہ تو میخانہ سے اللہ کے گھر جائیگا

کہا لیا ہمنے شب ہجر مین سب خون جگر
روز فرقت ہمین اب صاف گذر جائیگا

کسی بندہ پہ بُرا وقت نہ ڈالے اللہ
کیا خبر تھی کوئی یون ہجر مین مرجائیگا

کیون نہ ہم روئین مقدر کی پریشانی کو
کیا یہہ گیسو ہی تمہارا کہ سنور جائیگا

بوجھہ ڈالے نہ بہت دست دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہی کہ میرا ہاتھہ اُتر جائیگا

وصف حوروں کے تو واعظ سنوں اے ہی واعظ
خوف یہہ ہی کہ وہاں پر چہ گذر جائیگا

کرکے برباد مجھے چرخ کہان جاتا ہی
مین بھی ہمراہ اسیکے ہون جدہر جائیگا

فوج مژگان نے تری گھیر لیا ہی دل کو
اب کہان جائیگا بچکر یہہ کدہر جائیگا

اب تو اے داغ سے غم سے وہ خوش ہین پر کیا
آخر اکدن یہہ زمانہ بھی گذر جائیگا

مایوس ہجر مین دل ناکام ہوگیا
رخصت ہوا اجل مجھے آرام ہوگیا

سنتا ہون غیر کا بت خود کام ہوگیا
یہہ بات سچ ہوئی تو مرا کام ہوگیا

مین ہر طرح سے مورد الزام ہوگیا
تقصیر کی کسی نے مرا نام ہوگیا

اِس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے
مین پانی پیتے پیتے مے آشام ہوگیا

کیون میری بات سنتے ہی تلوار کھینچ لی
کیا حرف اختلاط بہی دشنام ہوگیا

آپ اپنے گہر کو رشک مسیحا سدہاریئے
آرام ہوگیا مجھے آرام ہوگیا

عاشق کے ضعف قلب کی کچھہ انتہا نہین
گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہوگیا

سینہ مرا سبو ہی مے عشق کے لئے
آنکھین پیالہ بن گئین دل جام ہوگیا

بگڑے وہ مجھکو دیکھہ کے محفل مین اسطرح
گویا قیامت آگئی کہرام ہوگیا

باہر خودی سے ہو نہ سکا دل تمام عمر
اِسکی رگون کا جال اِسے دام ہوگیا

پہر آرزو مراد پر آکر ہوئی ہی ہرہا
لوچھتہ ہوکے پہر یہہ ثمر خام ہوگیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے
معلوم ہمکو عشق کا انجام ہوگیا

اب صبر کسطرح سے دل بدگمان کو ہو
کیون یہہ کہا کہ شب کو ہمین کام ہوگیا

رہتا نہین ہو اپنا مقدر بہی اپنے ساتھہ
وہ بہی شریک گردش ایام ہوگیا

کیا طول مدعا جسے کافی ہو روز حشر
کیا فیصلہ جو صبح سے تا شام ہوگیا

قاصد کے ہاتھہ چوم لئے مین نے لیکے خط
یہہ اک طرح کا بوسہ بہ پیغام ہوگیا

جو ابتدائے عشق مین تہے کام نادرست
انجام کار سب کا سرانجام ہوگیا

دنیا مین داغ صاحب اعزاز ہے تو ہو
وہ آپ کا تو بندۂ بے دام ہوگیا

نام زیر آسمان باقی رہا
مرمٹون کا یون نشان باقی رہا

اُسکے در پر جبہہ سا لاکہون ہوے
پہر بہی سنگ آستان باقی رہا

دیکہیے فرواے محشر کیا بنے
آج کل پر امتحان باقی رہا

اے گداز غم تجہے کہا جاؤن گا
ایک بہی گر استخوان باقی رہا

شب کو تیری جستجو مین کو بکو
کون مجہہ سے مکان باقی رہا

مٹگئے دنیا کے جلسہ سیکڑون
ہر غنیمت جو سمان باقی رہا

آنکہہ اپنی روز محشر کہل چکی
کچہہ اگر خواب گران باقی رہا

دل لگی ہو جائے گی زیر مزار
تو جواہی درد نہان باقی رہا

آزمائی ہر مروت ہی ابہی
امتحان سا امتحان باقی رہا

حال کچھہ اسکی داورِ محشر نہ پوچھہ
حال مجھہ مین آپ کہان باقی رہا

مٹ چکا گو اک زمانے کا خیال
پھر بھی دل مین اک جہان باقی رہا

غیر کا چہلہ چھپایا آپ نے
اُس نشانی کا نشان باقی رہا

جا چکا اے داغ سب مال و متاع
شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا

تُو محتسب کا مشرب رنہا نہ کھُل گیا
پہلے ہی عید سے درِ میخانہ کھُل گیا

با دو صبا نے بھی نہ کیا اُسکو بے حجاب
سینہ پہ ہات آگیا جب شانہ کھُل گیا

قاتل نے دیکھے اسمین ہزارون پر ی جمال
دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھُل گیا

ہمسے تغافل اور ہی غیرون سے تاک جھانک
تیرا فریب نرگس مستانہ کھُل گیا

جلنے لگے ہین شمع سے گُل سے ہین مدعا غ
کیون اُنپہ عشق بلبل و پروانہ کھُل گیا

رکھا تہا ہمنے پردہ کہ اُسپر کھُلے نہ حال
سب رازِ دل سناتے ہی افسانہ کھُل گیا

خونین ہر پیرہن جو تمہارے شہید کا
اُسپر ہے صبح خلعتِ شاہانہ کھُل گیا

پوچھا مزاج اُسنے تو وحشت کی اِسنے لی
آخر کو پردہ دلِ دیوانہ کھُل گیا

اِس میکدہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی
بس ہمپہ ظرف ساقی و پیمانہ کھُل گیا

مشتاقِ دیدِ غش مین پڑے ہین جو زیرِ بام
سر کی نقاب کیا رخِ جانانہ کھُل گیا

اے داغ وقتِ مرگ ہوا امتحان ہمین
اِسوقت مین یگانہ و بیگانہ کھُل گیا

اِدہر دیکھہ لینا اُدہر دیکھہ لینا
کنکھیون سے اُسکو مگر دیکھہ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر نہوگا
میرا دل بہی اے چارہ گر دیکھہ لینا

کبہی ذکرِ دیدار آیا تو بولے
قیامت سے بہی پیشتر دیکھہ لینا

نہ دیناخطِ شوق گہبرا کے پہلے
محل موقع اے نامہ بر دیکھہ لینا

کہین ایسے بگڑے سنورتے بہی دیکھے
نہ آئین گے وہ راہ پر دیکھہ لینا

تغافل مین شوخی ز الی ادا تہی
غضب تہا وُہ مُنہہ پھیر کر دیکھہ لینا

شبِ وعدہ اپنا یہی مشغلہ تہا
اُٹہا کر نظر سوے در دیکھہ لینا

بلایا جو غیر ونکو دعوت مین تمنے
مجہے پیشتر اپنے گہر دیکھہ لینا

محبت کے بازار مین اور کیا ہے
کوئی دل دکہائے اگر دیکھہ لینا

مرے سامنے غیر سے بہی اشارے
اُدہر بہی اِدہر دیکھکر دیکھہ لینا

نہو نازک اتنا بہی مشاطہ کوئی
دہن دیکھہ لینا کمر دیکھہ لینا

نہین رکہنے دیتے جہان پانون ہمکو
اِسی آستانہ پہ سر دیکھہ لینا

تماشائے عالم کی فرصت ہے کسکو
غنیمت ہے بس اِک نظر دیکھہ لینا

دیتے جاتے ہین آج کچہہ لکہہ کے تمکو
اِسے وقتِ فرصت مگر دیکھہ لینا

ہمین جان دینگے ہمین مٹینگے
ہمین تم کسی وقت پر دیکھہ لینا

جلایا تو ہے داغ کے دل کو تم نے
مگر اِس کا ہوگا اثر دیکھہ لینا

دِل مکدّر مدام کا نِکلا ۔ کب یہ آئینہ کام کا نِکلا

گھر سے تم کیون نکالے دیتے ہو ۔ کیا قصور اِس غلام کا نِکلا

بھر کے دے جام ورنہ ایسا تو ۔ دم کسی تشنہ کام کا نِکلا

مٹ گئی رسم و راہ بھی اُنسے ۔ یہہ نتیجہ پیام کا نِکلا

بحث تھی میکشی مین زاہد سے ۔ عُذر ماہِ صیام کا نِکلا

وصل کی اُنسے ہو گئی اُمید ۔ سِلسلہ جب کلام کا نِکلا

یہہ سنا ہی کہ اب وہ ہرجائی ۔ صُبح آتا ہی شام کا نِکلا

گالیان سنتے ہین دعا دیکر ۔ خوب پہلو کلام کا نِکلا

دِل کے ملنے کی بھر اُمید نہین ۔ یہہ اگر اُس کے کام کا نِکلا

واہ کیا کیا تری محبت مین ۔ حوصلہ خاص و عام کا نِکلا

سچ تو یہہ ہی کہ عاشقی مین **داغ**
ایک ہی اپنے نام کا نِکلا ۔

تجھے نامہ بر قسم ہی نہین دِنسے رات کرنا ۔ کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

نہین اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا ۔ جو رقیب ہی وہان ہو بہت التفات کرنا

وہ ہو تیر رو نہ پائے کوئی تاکہ خضرِ دِل ۔ رہِ دوست مین جو چلنا تو ہوا کو مات کرنا

ابھی سن ہی کیا ہی آئے جو نہین وہ کارِ مشکل ۔ کبھی اجتناب کرنا کبھی التفات کرنا

مرے دِل کی قیمت اتنی نہ بڑہا کون لیگا ۔ جو تمہین نہ جانتا ہو یہہ اُسی سے گھات کرنا

ہمیں گلشن جہان میں یہی کام آخری ہے
اُسی باغبان کو واپس ثمرِ حیات کرنا

یہہ زمانہ کہہ رہا ہے کہ وہ قول کے ہیں پورے
مگر اک ہمیں سے وعدہ اُنہیں بے ثبات کرنا

نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شور سُن کے ایدل
کبھی اُنکے در پہ جا کر کوئی واردات کرنا

وہ کریم کیا نہیں ہے وہ رحیم کیا نہیں ہے
کبھی **داغ** بھولکر بھی نہ غم نجات کرنا

شوق ہے اسکو خود نمائی کا
اب خدا حافظ اِس خدائی کا

وصل پیغام ہے جدائی کا
موت انجام آشنائی کا

دیدہ یا رنج اِک خدائی کا
سَتّیا ناس ہو جدائی کا

کسی بندہ کو دردِ عشق نہ دے
واسطہ اپنی کبریائی کا

پھنس گیا دل بُری جگہ افسوس
کوئی پہلو نہیں رہائی کا

صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا
زور ساماں تہا لڑائی کا

کہتے ہیں وہ قیامت آنے دو
ابھی موقع نہیں صفائی کا

اپنے ہوتے عدو پر آنے دے
کیوں وہ اِلزام ہو فائی کا

اشک آنکھوں میں داغ ہیں دلمیں
یہہ نتیجہ ہے آشنائی کا

ہنسی آتی ہے اپنے رونے پر
اور رونا ہے جگ ہنسائی کا

آج وہ امتحان کرتے ہیں
وقت ہے قسمت آزمائی کا

دِل اُڑاتا ہے دل لگی کے مزے
یہ چہانا لگی لگائی کا

فتنہ گر ایک تو ہی اک محشر
دل شیدا ہمین ہی تنہائی کا

اڑ گئی ہوش دام مین پہنچکر
قید کیا نام ہی رہائی کا

اک خدائی کی آفتین دیکھین
ہائے صدمہ تری جدائی کا

اور تو ہمکو کچھہ نہین آتا
کام کرتے ہین آشنائی کا

دل ترا صاف ہو نہین سکتا
ہیچ ہی محکمہ صفائی کا

بتکدے کی جو سیر کی ہمنے
کارخانہ ہی اک خدائی کا

گرچہ پہنچا ہو نہین کہین سے کہین
مرحلہ دور ہی رسائی کا

نرالا لطف اس زمانے مین
میرزا داغ میرزائی کا

آشنا تو ہی اپنے مطلب کا
فیصلہ ہو چکا ہی یہہ کب کا

روز محشر ہی یہہ دلیل انکی
کہتے ہین مجھسے وعدہ تھا شب کا

کیون نہو غیر لی دعا مقبول
وہ خدائے کریم ہی سب کا

لیکے دل تمنے جب ستم توڑے
پھر تمہاری بغل مین آ دبکا

وہ سنے درد دل جو ہو ہمدرد
نہین ملتا کوئی مرے ڈھب کا

کسکو جانون رقیب محفل مین
آیا نام اسنے رکھدیا سب کا

غنچہ گل کو سونگھیے بچکر
بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا

ذکر بیداد پر نہو برہم
کہ نہین ہی یہہ تذکرہ اب کا

داغِ مے کو نہ دیکھہ اے زاہد
دِل تو ہی پاک رند مشرب کا

دم نہیں دِل مین ایک مدت سے
خون ہی مدعا و مطلب کا

کافرِ عشق کیون مسلمان ہو
سب کو ہی پاس اپنے مذہب کا

جرم تہا پیشتر تغافل ہی
حال جیسے کا کہون کہ مین اب کا

چاہنے والے ہون بُرے کہ بھلے
اُنکے فقیر مین نام ہی سب کا

ہوئے ناب یا شرابِ طہور
تشنہ ہون ساغرِ لبالب کا

بات پوری وہ کر نہین سکتے
زور ہی کیا نزاکتِ لب کا

کیا کروگے کہو تو روزِ جزا
ایک دعوی ہوا اگر سب کا

تمنے بہی کچہ سنا کہ تا بفلک
شور پہنچا ہی میری یارب کا

پہلے انکار اور پہر دشنام
یہ نتیجہ ہی عرض مطلب کا

شکر ہے **داغ** کامیاب ہوا
حق تعالے بہلا کرے سب کا

حسد ہے وہ مرے قتل کے سامان مین نہوگا
وہ دن ہی کبہی گردشِ دوران مین نہوگا

جینا تو بلائے شبِ ہجران مین نہو گا
مرنا بہی اکہی مرے امکان مین نہوگا

کیون مفت مین دیوانہ بنون چہوڑ کے تجکو
دامن مین جو ہی ہاتہہ گریبان مین نہوگا

کیون جانے لگا دِل ترے ناوک سے نکلکر
سوفار مین ہوگا جو وہ پیکان مین نہوگا

چمکیگا مرا داغِ جگر صورتِ خورشید
کیا روزِ قیامت شبِ ہجران مین نہوگا

مین وہ بیچ سے تقدیر کے خوش ہون یہ سمجھکر
ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان مین نہوگا

بہلاؤنگا اپنے دلِ ویران سے طبیعت
یہہ دشتِ بلا کیا مرے زندان مین نہوگا

ہوتا ہی جدائی مین ضرر جان کا ناصح
ہی یہہ تو یقین تو مرے نقصان مین نہوگا

کیا آئے دمِ نزع بلانے سے جو آئے
محسوب یہہ احسان کسی احسان مین نہوگا

اِتنا تو ہوا دیدۂ گریان کی بدولت
آباد کوئی کوچۂ جانان مین نہوگا

کیا خوفِ اذان ہمکو شبِ وصل یقین ہی
اللہ کا گھر کوچۂ جانان مین نہوگا

اپنے ہی تو بیگانے نظر آئین گے اے داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان مین نہوگا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تہا
دل ملا کر مجہی سے ملنا تہا

پوچہتے کیا ہو کیون لگائی دیر
اِک نئے آدمی سے ملنا تہا

ملکے غیرون سے بزم مین یہہ کہا
مجہکو اگر سبہی سے ملنا تہا

کیون بہانے کئے شبِ وعدہ
صاف کہدو کسی سے ملنا تہا

عید کو بہی خفا خفا ہی رہے
آج کے دن خوشی سے ملنا تہا

آپ کا مجہ سے جی نہین ملتا
اِس محبت پہ جی سے ملنا تہا

تمتو اکہڑے رہے نہین اے داغ
ہر طرح مدعی سے ملنا تہا

مقتل مین وہ سفاک جو مصروفِ ستم تہا
آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی قدم تہا

اُس نامہ بر کا نہ یہہ اندازِ رقم تہا
معلوم ہوا ہاتہہ مین دشمن کے قلم تہا

وہ جلد کیون اُٹہتے مری بزمِ عزا سے
عشرتکدہ غیر بہی دو چار قدم تہا

یاد آتے ہین اب مجہکو شبِ وصل کے احسان
جو عین کرم تہا وہ مرے حق مین ستم تہا

سنتا ہون کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہے
ہر روز کی جہک جہک سے مرا ناک مین دم تہا

یہہ شکوۂ فرقت پہ کہا پیار سے اُسنے
مجہکو بہی بہت رنج ترے سر کی قسم تہا

ہم مر گئے لیکن نہ اُٹہایا ستمِ شک
یہہ کام محبت مین تری سب سے اہم تہا

نکلا دلِ آباد کو برباد ہی کرکے
غیرون کا تصور بہی بڑا نحس قدم تہا

کرتے ہو عبث شکوۂ فرقت کی شکایت
وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تہا

نکلے بہی تو ہمراہ دمِ بازپسین کے
جب تک وہ مرے دل مین رہے سینہ مین دم تہا

تہا وعدہ یہان چار پہر رہنے کا اُسنے
افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تہا

جل جلکے ہوئے خاک ہوئی خاک بہی برباد
ہستی مین یہہ ہستی تہی عدم مین یہہ عدم تہا

مجنون کے طرفدار بنے مین کئی دن سے
فرماتے ہین وہ آپ سے کس بات مین کم تہا

معشوق فلک غیر شبِ غم دلِ بیتاب
تا زیست مرے حال پہ کس کسکا کرم تہا

اُس بت نے لفافہ جو دیا مہر لگا کر
گویا وہ کفِ دست مین قاصد کے پدم تہا

نکلا ہی تلاشی سے فقط اک درمِ داغ
یارون کو مرے دلپہ ہزارون کا بہرم تہا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا
ہر آن کی تکلیف تہی ہر وقت کا غم تہا

داغ

ردیف الباء

نہین سُنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہی فریاد ہماری یارب

کچھہ تو تخصیص ہو مظلوم محبّت کے لئے
کاش دنیا مین ملے داد ہماری یارب

پھر کہان جائینگے جنت مین اگر جی نہ لگا
ہی طبیعت بہت آزاد ہماری یارب

درپئی بیخ کنی ہو گئے سارے دشمن
جب کہین جمگئی بنیاد ہماری یارب

عمر بھر کی ہی بہت پیر مغان کی خدمت
کہین محنت نہو برباد ہماری یارب

انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس
کیا بُرے وقت ہوئی یاد ہماری یارب

دل ہٹر کتا ہی کہ آغاز محبت ہی ابھی
کیا پڑے دیکھیئے افتاد ہماری یارب

پھر کوئی مانے نمانے ہمین پروا کیا ہی
مان لے گر دلِ ناشاد ہماری یارب

ہو دمِ قتل وہ تصویر کا عالم ہمپر
شکل دیکھا کرے جلّاد ہماری یارب

ہجر مین زندہ رہا داغ تو وہ کہتے ہین
ہاے بیکار ہوا داد ہماری یارب

نگاہِ لُطف سے والا نگاہ ہی محبوب
پناہ خلق سے عالم پناہ ہی محبوب

ہنر شناس ہی محبوب شاہِ آصف جاہ
کمال دست مہ نیم ماہ ہی محبوب

کوئی طریق ارادت سے ہم بہتکتے ہین
ہمارے واسطے اک خضرِ راہ ہی محبوب

مجال کیا ہی نہ سیدھا ہو چرخ کج رفتار
کہ قہرمان وشِ کجکلاہ ہی محبوب

بلند بخت و سرافراز سب ہین درباری
قمر خدم ہی فلک بارگاہ ہی محبوب

شرف ہی خسرو و جم کو بھی باریابی سے
وہ صاحب شرف و عزو جاہ ہی محبوب

نشان شہر نہ کہا نام کو زمانے مین
خدا کے بندونکا وہ خیر خواہ ہی محبوب

نہ کیون ہو سایہ دامن مین اُسکے خلق اللہ
کہ شہریار ہی ظل الٰہ ہی محبوب

اُمید منصب و جاہ و حشم نہ کیو نکر ہو
فقیر داغ ہی تو پادشاہ ہی محبوب

دل ناکام کے ہین کام خراب
کرلیا عاشقی مین نام خراب

اس خرابات کا یہی ہی مزہ
کہ رہے آدمی مدام خراب

زلف ہی چور چشم یار شریر
حسن کا سب ہی انتظام خراب

دیکھکر جنس دل وہ کہتے ہین
کیون کرے کوئی اپنے دام خراب

ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی
میری مٹی ہوئی تمام خراب

وہ بھی ساقی مجھے نہین دیتا
وہ جو ٹوٹا پڑا ہی جام خراب

کیا ملا ہمکو زندگی کے سوا
وہ بھی دشوار نا تمام خراب

واہ کیا منھ سے پھول جھڑتے ہین
غیر رو ہوکے یہہ کلام خراب

چال کی رہنمائے عشق نے بھی
وہ دکھایا جو تھا مقام خراب

داغ ہی بد چلن تو ہونے دو
سو مین ہوتا ہی اک غلام خراب

ردیف الباء فارسی

کیا سبب شاد و ہر بشاش ہو جی آپ ہی آپ
چلی آتی ہو مجھے آج ہنسی آپ ہی آپ

ابھی آئی ہی نہیں کوچۂ دلبر سے صبا
کھل گئی آج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ

ہیں بڑے یار فراموش جناب زاہد
جا کے میخانے میں جو پی لی پی آپ ہی آپ

مجھکو ارشاد سے ناصح کے یہ مفہوم ہوا
جس طرح سے کوئی بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ

قطرے قطرے کو ترستی ہیں ہماری آنکھیں
کہا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ

ہمنشیں ہی نہیں ہجر میں دل کا بہلے
باتیں کر لیتے ہیں دو چار گھڑی آپ ہی آپ

سوچتے ہیں کہیں تدبیر ہی قسمت والے
کہ نکلجاتے ہیں ارمان دلی آپ ہی آپ

کچھ تو فرمائیے اس بد مزگی کا باعث
آپ ہی آپ ہو رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض تھی کبھی وحدت منظور
کبھی وہ انجمن آرا ہو کبھی آپ ہی آپ

دل لگی آگ ہو اے داغ خبر لو جلدی
جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

ردیف التاء

ہم دشمن میں نہ کہلا گل تر کیصورت
جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت

نہ مٹائے سے مٹی فتنہ و شر کیصورت
نظر آتی نہیں اب کوئی گندکی صورت

سوچ لے پہلے ہی تو نفع و ضرر کیصورت
نامہ بر تجھکو بھلا دینگے وہ گھر کی صورت

کیا خبر کیا ہوئی فریاد و اثر کیصورت
کہ ادھر کب نظر آتی ہی اُدھر کی صورت

بگڑی شوریدہ سری سے مرے گھر کیصورت
وہی دیوار کی صورت ہی جو در کی صورت

چھپکے بیٹھے ہوا گر مجھسے چلو یونہیں سہی
مین ہی اُٹھنے کا نہیں پردہ در کیصورت

اُسکو دیکھے کوئی محفل مین یہہ کسکی طاقت
ہر شہ دیکھنے لگتا ہی بشر کی صورت

بدر تشبیہہ سے دہرے وہ ہوئے جاتے ہین
کیون گہ جان سے ملائی تہی کمر کیصورت

نامہ بر جاکے مین اُسکے قدم لیتا ہون
جب بنا کر کوئی آتا ہی سفر کی صورت

نہین معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی
اُسپہ صورت ہی مرے رشک قمر کیصورت

ای جنون خاک بیابان کو بیابان سمجھون
میری آنکھون مین ابھی پھرتی ہی گھر کیصورت

اُنکے جانیکا وہ مدہ وہ مری تنہائی
اور رُوتی ہوئی وہ شمع سحر کی صورت

رشک آئینہ سے کیا وہم تو اسبات کا ہی
تیرے دلمین بھی پھرے آئینہ گر کیصورت

خط مین لکھا تہا کہ آتا ہی کلیجا منھکو
اب دکھائین اُنہین کس منھ سے جگر کیصورت

وصف حوران بہشتی کر سُنے ای واعظ
سب سے اچھی ہی جو اچھی ہی بشر کی صورت

لب پہ ان خورہ کی شوخی پہ نہ اترا ظالم
ملتی جلتی ہی مرے زخم جگر کی صورت

خواب راحت جسے لُٹتے ہین وہ کلمہ پڑھتے
نظر آئی ہی کسی پاک نظر کی صورت

آج آنکھین نہین باتین نہین دیکھو تو غضب
کہ دکھائی ہی مجھے غیر کے گھر کی صورت

آئے تھے گھر مین مرے آگ بجھا کر لیکر
ہنڈیے ٹہنڈے وہ گئے باد سحر کی صورت

بات کرنی ہو تو شب وصل عبث رکہتے ہو
میری صورت نہ سہی دیکہو سحر کی صورت

آپنے کیون ہین عبث شرم سے نیچی آنکہین
جہگئی یہ بہی ادا دل مین نظر کی صورت

دل سے نکلے تو پہرے خانہ خرابون کیطرح
تمنے برسون ہوے دیکہی نہین گہر کی صورت

منتظر ہجر مین ہم وصل مین مشتاق ہین تم
نظر آتی نہین دونون کو سحر کی صورت

در و دیوار کا جلوہ نہین دیکہا جاتا
اُنکے آتے ہی بدل جاتی ہے گہر کی صورت

کوئی دم کوئی گہڑی کل نہین پڑتی دل کو
مین بیان کس سے کرون آٹہہ پہر کی صورت

لئے جاتا ہے ہمین جوش جنون صحرا کو
دیکہتے جاتے ہین مُنہہ پہیرے گہر کی صورت

حضرت داغ تو شاعر ہین ہوا بانہتے ہین
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

بزم مین دیکہا ہے کس حسرت سے ہمنے سوے دوست
مجہکو دشمن سے گلے ملکر جو آئی بوے دوست

یہہ بلائین کسکو لیتین دیکہیے ہون کسکے سر
کچہہ پریشان سے نظر آتے ہین مجہکو موے دوست

سخت جانون پر ہوا کرتی ہے اکثر مشق تیغ
چشم بد دور اجکل ہین رُخ پر بازوے دوست

بیتہ برائی مین بہی ہو جانا برابر کا شریک
میری قسمت سے ہوا اگر مری ہمخوے دوست

وہ عدو کے دسا تہہ آتے ہین عیادت کو مری
اک نظر ہے سو دشمن اک نظر ہے سوے دوست

آہ صبا تو ہی اُٹہائے چل ذرا وقت خرام
قد آدم سے زیادہ بڑہ گئی گیسوے دوست

آپ اپنے کو ترچہم شوق پہلے دیکہلے
کیا ہنسی ہے کہ ہیں لوگون کو دیکہہ لینا روے دوست

ذکر آتا ہے اگر انکا تو کٹ جاتی ہے بات
تیغ سے بڑہکر کہین بحث مین ہین بازوے دوست

فرق اتنا تو رہے زیر زمین اور آسمان
پاس دشمن کے ہو دشمن دوست ہم پہلوے دوست

مجھکو وہم آیا کہ بیشک مدعی کا ہی خط
دیکھا تھا گوشۂ دامن میں ذرا نوے دوست

بانکپن کرتے ہیں مشتاقوں سے کیا کیا خوبرو
دیکھتے ہی میری صورت تنگ کی ابروے دوست

غیر کے نقش قدم اور داغ رہبر ہو گئے
مٹنے والوں نے بنایا ہی نشان کوے دوست

نہیں سنتے وہ اب ہماری بات
بیچ ہی بن آئے کی ہی ساری بات

دو دو باتیں ہوئی نہیں داغ سے
رکھ لی اللہ نے ہماری بات

خیر سے اسنے ہی نہ پوچھا حال
کرنے دیتی نہ بیقراری بات

حال دل سنکے یہہ جواب ملا
اب نہو گی مری تمہاری بات

دل دہلتا ہی مجھسے دشمن کا
کہ دلیرون کی ہی کراری بات

کھیل ہی امتحان ترے آگے
میرے آگے ہی جان نثاری بات

حال کہکر پلٹ گیا قاصد
خوب بگڑی ہوئی سنواری بات

حشر میں کچھہ نہ کچھہ بنا لے گی
میری شرم گناہگاری بات

خامشی میں ادا کرین مطلب
یہہ تو ہی انکی اختیاری بات

لب شیرین کا بوسہ دیدیجے
زہر لگتی ہی گر ہماری بات

لوٹ لیتی ہی داغ کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

کیجیے قتل کا ابرو سے اشارا جھٹ پٹ
یہی تلوار کرے کام ہمارا جھٹ پٹ

وہ شکایت کی خبر سنکے ہوئے جب برہم
لے دیا نام رقیبوں نے ہمارا جھٹ پٹ

دل کو نظر سے گرا کر نہوے آپ خبر
ایسے گرتے کو تو دیتے ہین سہارا جھٹ پٹ

سچ یہ ہر کی مرے قاصد نے بڑی چالاکی
کر کے تسلیم خط شوق گذارا جھٹ پٹ

قول دینے مین کیا عذر نزاکت پہرون
ہاتھ پر ہاتھ کبھی تمنے نہ مارا جھٹ پٹ

پس دیوار جو اُسنے مری آواز سُنی
وہین دربانون کو گھبرا کے پکارا جھٹ پٹ

بچتے رہیئے گا مری آہ شرر افشان سے
کہ پہنچتا ہر اس آتش کا شرارا جھٹ پٹ

نہ ہوا ایک نگہہ سے جو مرا کام تمام
پھر کے پھر دیکھہ لیا اُسنے دوبارا جھٹ پٹ

نامہ بر زندہ جو پھرتا ہی تو یہہ کہتا ہر
اب تو دلوایئے انعام ہمارا جھٹ پٹ

تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے
کہین چمکے مری قسمت کا ستارا جھٹ پٹ

جب پریشانی عاشق کی مصیبت سُن لی
اُسنے بکھری ہوئی زلفون کو سنوارا جھٹ پٹ

دل بیتاب کو کیا تاب ہو سوز غم کی
آگ پر رکھتے ہی اُڑ جاتا ہی پارا جھٹ پٹ

پھر نہ کہیئے گا کہ ہمسے نہ کہا داغ کا حال
لیجیے اُسکی خبر آپ خدارا جھٹ پٹ

ردیف الثاء

پڑ ہی دل چین پر کیا سبب کیا وجہہ کیا باث
ہوا کیون تیر خنجر کیا سبب کیا وجہہ کیا باث

خفا رہتے ہو اکثر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ستم ہوتے ہین مجھپر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

سنبھلکر گفتگو کرتے ہو لیکن باتون باتون مین
بگڑ جاتے ہین تیور کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

کہا گر ہمنے ہر جائی تو کیون تمنے بُرا مانا
پھرا کرتے ہو دن بھر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

یہ حیرت ہی کہ اُس کافر نے مجھکو ذبح کرتے مین
کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

طبیعت میری جب سنبھلی ذرا انکو عجب آیا
ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

اِقرار و نہین ہوتے نہین مجھسے اُنسے آج کہنے کی باتین
یہی چاہا کیے گھر گھر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

غبار دل ترا کیا میرے اشکون نے نہین دھویا
کہ اب تک ہی مکدر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

نہین کہا قدم تمنے تو ہر گز کوے دشمن مین
بپا پھر کیون ہی محشر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

تمہین جانو تمہین سمجھو وہ کیون اتنا پریشان ہی
بتائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

ردیف الجیم

میرا جدا مزاج ہی اُنکا جدا مزاج
پھر کسطرح سے ایک ہوا اچھا بُرا مزاج

دیکھا نہ اسقدر کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہی اللہ کیا مزاج

کسطرح دل کا حال کہے اس مزاج سے
پوچھون مزاج تو وہ کہین آپکا مزاج

تم کیا کسیکے دل مین بھلا گھر بنا سکو گے
بنتا نہین بنائے سے بگڑا ہوا مزاج

مجکو ذرا سی بات کی برداشت ہی نہین
ایسا آگیا ہی کہ ابھی ہی کسکا مزاج

ناانفاقیان تہین پیام وسلام تک
جب لگگئی نظر سے نظر ملگیا مزاج

پالا پڑے کہین نہ کسی بدمزاج سے
ہر وقت دیکہتے ہین مزاج آشنا مزاج

آخر یہہ عرض حال ہی دشنام تو نہین
ہاتون سے کیون نکلنے لگا آپکا مزاج

دن رات کا ہی فرق تمہارے مزاج مین
دن کو جدا مزاج تو شب کو جدا مزاج

کل انکا سامنا جو ہوا خیر ہوگئی
بدلی ہوئی نگاہ تہی بدلا ہوا مزاج

انکو بغیر چھیڑ کئے چین ہی نہین
کتنی شریر طبع ہی کیا چلبلا مزاج

جسکے مزاج مین یہ تلون ہو کیا نبھے
لاؤن کہان سے روز الٰہی نیا مزاج

قاصد کو چٹکیون مین ہمیشہ اڑا دیا
اُس شوخ کا بہی شوخ ہی بے انتہا مزاج

آب سرشک آتش حسرت غبار غم
ملکر ہوائے شوق سے میرا بنا مزاج

سچ ہی خدا کے دین مین کیا دخل ہو سکے
اِک **داغ** کا مزاج ہی اِک آپکا مزاج

جائے آسودگی کہان ہی آج
جو زمین کل تہی آسمان ہی آج

میرے گہر تو تو مہمان ہی آج
کیون شب ہجر وہ کہان ہی آج

مین بہی جاتا ہون ساتہہ غیر ونکے
دوست دشمن کا امتحان ہی آج

کیا ڈر ہے تجھے وہ اِس سے محشر مین
کل تہی ہو گی جو فغان ہی آج

تم وہان تہے تو دل وہان تہا کل
تم یہان ہو تو دل یہان ہی آج

عشق کو ابتدا مین ہم سمجہے
فتنۂ آخر الزمان ہے آج

کل آدا دل کا حال ہو کہ نہو
سُن لو گویا مری زبان ہے آج

آرزو وصل کی شہید ہوئی
ماتمِ مرگِ نوجوان ہے آج

اِس ہدف پر لگائین گے وہ تیر
دِلنشین داغ کا نشان ہے آج

ردیف الجیم فارسی

جسدم رقیب کہنے پر آتے ہین جھوٹ سچ
انکو مرے لطیف سے لگتے ہین جھوٹ سچ

قاصد کے کچھ کلام غلط ہین تو کچھ صحیح
ہمکو الگ الگ نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اوّل ہی سے ہے انکا خوشامد طلب مزاج
پھر ہان ہین ہان ندیم ملاتے ہین جھوٹ سچ

دیکھین تو ہم ہی اُس بتِ پرفن کی بات بات
کیونکر بتانے والے بتاتے ہین جھوٹ سچ

آتا ہے داستانِ محبت مین انکو لطف
بے پر کی ہم ہی دز اُڑاتے ہین جھوٹ سچ

یہہ جانتے ہین جان تو جائیگی ایکدن
ناصح کے ڈر سے خیر مناتے ہین جھوٹ سچ

وعدہ وفا کرین نکرین آئین یا نہین
گھبرا کے کچھ وہ بول تو جاتے ہین جھوٹ سچ

ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہو گئے
ہر روز کا سبق وہ پڑھاتے ہین جھوٹ سچ

انصاف یہ کہ اُنکے سوالونکا کیا جواب
باتین اگرچہ ہم بھی بناتے ہین جھوٹ سچ

جو ہر اس آئینہ کے ہوے خوب آشکار
دل مین تمہارے سب نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اُس نکتہ چین سے داغ یہہ تقریر ہے بجا

آگے تمہارے سب ابہی آتے ہین جھوٹ سچ

ردیف الحاء

لیتا ہو آدمی ہی سے تو آدمی صلاح — میری وہی صلاح ہو جو آپکی صلاح
مین پوچھتا ہون آپسے اُلفت کے باب مین — دیجے خدا کے واسطے اچھی کوئی صلاح
دِل کو صلاح کار بنا کر ہوے خراب — دشمن وہی ہو دے جو بُری باتکی صلاح
کہتے ہین جب وہ مجھسے تجھے ہم کرینگے قتل — کہتا ہون ہات بانده کے جو آپکی صلاح
وہ دوست ہو مشیر جتاے جو وقت پر — یہہ مشورہ خلاف ہو پر ہو بُری صلاح
رنج فراق یا مین مرجاؤن یا جیؤن — مین تجھسے پوچھتا ہون آ ابکیسی صلاح
عادت مین فرق آئے جدا وضع مختلف — اس پند گو میگی نہ میری تری صلاح
مشتاق تیغ ناز ہون لون کس سے مشوره — دیگانہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح
مرضی سے دوست کے ہو غرض کہی ہو کیون نجان و — اُسنے ہنسی خوشی مجھے مرنے کی دی صلاح
قایم مزاج کیا ہو تہین وہ نہین رہے — دل کیطرح بدلنے لگی ہر گھڑی صلاح
پیری مین خاک توبہ کرون جب کہے طبیب — ناداں ایسے وقت مین ہو میکشی صلاح

کیون مدعی سے چاره طلب **داغ** ہو گیا
کیا جانے ایسے شخص کو یہہ کسنے دی صلاح

سیکھی شب فراق یہہ کسکا غرور صبح — کیا کہنیچی ہو آپکو رہ رہ کے دور صبح

صد شکر خوب حسن پہ لیل و نہار ہین
زلف پری ہر شام تو رخسار حور صبح

ہوتا ہی نشہ دیر مین مجھہ بادہ نوش کو
مین شام کو پیونگا تو ہوگا سرور صبح

اب یون ترے بغیر گذرتے ہین رات دن
شام بلا ہر شام تو صبح نشور صبح

گذری ہر اتون ہاتون مین آدہی شب وصال
میرے حضور شام ہر انکے حضور صبح

پہیکی ہر اب بہی روشنی داغ ہجر سے
گوشمع مین ملاتی ہر اپنا بہی نور صبح

شب باش تو تے ہین جو وہ گہر مین رقیب کے
کرتی نہین ہر آٹہہ پہر بہی ظہور صبح

مشاطہ کاش میرے دل صاف کو دکہاے
آئینہ دیکہتے ہین وہ اٹہکر ضرور صبح

اُنسے شب وصال جو ذکر سحر کیا
بولے خدا نخواستہ ہواب سے دور صبح

مین نے شب فراق یہہ کہکر گذار دی
وہ آئی لے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبر یون سے داغ شب غم مین فائدہ
کمبخت تیرے نالون سے ہوگی ضرور صبح

ردیف الخاء

نرگسی چشم ہر بلا کی شوخ
شوخ بہی اور انتہا کی شوخ

ہاتھہ رکھہ میری چشم خونبار
ہوگی رنگت سوا حنا کی شوخ

ہر نگہہ تیری انتہا کی شریر
ہر ادا تیری انتہا کی شوخ

جسکے دیکہنے سے ہو نظر بجلی
ہر وہ تصویر مہ لقا کی شوخ

تیری تحریر انتہا کی متین
تیری تقریر انتہا کی شوخ

آئی اُس برق وش کے کوچے سے
آج رفتار ہے صبا کی شوخ

کیا ٹھکانا تری طبیعت کا
ابتدا میں ہر انتہا کی شوخ

چیخ اُٹھے عندلیب اگر سُن لے
گفتگو میرے دلربا کی شوخ

ہر تری طرزِ شوخیِ گفتار
اپنے مطلب کے مدّعا کی شوخ

جو فرشتے سے بھی نہ بار پائے
ہر زبان ایسی بیحیا کی شوخ

اِس مُرقع کی جان وہ ہی تو ہے
داغ نے خوب شکل تاکی شوخ

ردیف دال

خدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ
کریں چشم و دل جستجوئے محمدؐ

کہلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر
کہیگی مری روح سوئے محمدؐ

کہاں باغ جنّت کہاں باغ طیبہ
کہاں بوئے گل اور بوئے محمدؐ

خوشی سے اُبل جائیں تسنیم و کوثر
جو ملجائے آبِ وضوئے محمدؐ

کہوں کیوں نہ ہر بار صلِّ علیٰ میں
تصوّر میں پھرتا ہے روئے محمدؐ

اِدھر دوست خوش ہیں اُدھر غیر راضی
خوشا خلق و خوئے نکوئے محمدؐ

بنیں دوست قربان مرے پانوں یارب
کروں طے ان آنکھوں سے کوئے محمدؐ

بہرین خضر بہی سامنے جسکے پانی | زہے عزت و آبروے محمدؐ

الٰہی نہو داغ کا بال بیکا
رگِ جان بنے تارِ موے محمدؐ

ملی ہمکو جنّت قیامت کے بعد | ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد
نہو مہربان ہوکے نامہربان | عداوت بُری ہر محبّت کے بعد
حیا کے تبسّم کے اغماض کے | مزے لے رہا ہون شکایت کے بعد
ملا لون ذرا آنکھ بھی زیرِ تیغ | مری جان نکلیگی حسرت کے بعد
لڑینگے وہ حوروں سے فردوس مین | یہ فتنہ اُٹھیگا قیامت کے بعد
عبث عذر ہے اب عبث لطف ہے | کرون شکر کیونکر شکایت کے بعد
مرے حال پر رحم آہی گیا | وہ چلکر پلٹ آئے رخصت کے بعد
محبت سے پہلے نہ کیون مرگیا | مری موت آئی طبیعت کے بعد
ہوا مانع سیرِ حُسن و جمال | نہ دیکھین گے کچھ اپنی صورت کے بعد
نہین اس کے خوگر ہم آسمان | نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد
وفادار ہوتے ہین دیرآشنا | یہہ عقدہ کہلا ایک مدّت کے بعد
مجھے مُنہہ لگا کر نہ دل سے اُتار | کہ ذلّت نہین دیتے عزّت کے بعد
مجھے طعنہ دیکر کیا وصفِ غیر | دیا اور زخم کا جراحت کے بعد
اِسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے | کہا مانتے ہین وہ حجت کے بعد

تڑپنا نہ دیکھا گیا داغ کا
ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

اہ وعدہ فراموش رہی تجھکو جفا یاد — یہہ بھول ہی کیا بھول ہی یہہ یاد ہی کیا یاد
تہا ورد زبان نعرۂ یارب شب فرقت — آتا ہی بُرے وقت مین بندیکو خدا یاد
جو یخ اُٹھائے ہین وہ بھولے نہین جاتے — غم دل سے سوا یاد ہی دل تم سے سوا یاد
افسانۂ غم سنکے کہا طعن سے اُسنے — کیا ہوش ہی کیا ذہن ہی کیا حافظہ کیا یاد
بھولا نہین مین قطع تعلق مین غم وعیش — اِسکا بھی مزا یاد ہی اُسکا بھی مزا یاد
تم خواہ عداوت اِسے سمجھو کہ محبت — رہتی ہی رقیبون کی مجھے تم سے سوا یاد
وہ سنتے ہین کب دل سے مری رام کہانی — فرماتے ہین کچھہ اور بھی ہی اِسکے سوا یاد
سنتا ہون رقیبون سے بڑا معرکہ گذرا — اُسوقت مجھے بھول گئے تمنے نہ کیا یاد
گو جان سے جاتا ہی تری بزم مین جانا — اُسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد
دِل دیتے ہین لو مفت ہی کیا یاد کروگے — احسان جو مانوگے تو آئے گی وفا یاد
چُبھتا تہا لڑکپن ہی سے کچھہ بانکپن اُسکا — تِرچھی سی نگہہ یاد ہی بَرچھی سی ادا یاد
بندے سے ہی کیون پرسش اعمال الٰہی — انسان کو رہتی ہی کہان اپنی خطا یاد
مرتا ہون مگر خیر منانا نہین اپنی — کرتا ہون اُسی کے لئے جو جو ہی دعا یاد
اُستاد نے اچھا سبق عشق پڑہایا — جب اِسکو بھلاتا ہون یہہ ہوتا ہی سوا یاد
محشر مین حسینون کی طرف تاک لگائے — وہ مین ہی تو ہونگا یہہ رہے تمکو بتایا

تم بھولتے ہو آج کی بات آج ہی گئی شب
مشکل ہے اگر وعدۂ فردا نہ رہا یاد

رہتا ہے عبادت میں ہمیں موت کا کھٹکا
ہم یاد خدا کرتے ہیں کرلے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیوں یاد کرے تجھکو کرے اُسکی بلا یاد

ردیف راء مہملہ

تم لگاؤ عاشق دلگیر پر
ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر

چارہ گر مرتے ہیں کیوں تدبیر پر
چھوڑ دیں مجھکو مری تقدیر پر

اُس نگاہِ امتحان کو دیکھنا
ہر کبھی مجھ پر کبھی شمشیر پر

شرم مجھ سے اور وہ بھی وصل میں
تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر

دوسرے کو دیکھ سکتے ہی نہیں
آنے ہیں منھ اپنی ہی تصویر پر

یوں تو سو پہلو بٹھائے وصل کے
دل نہیں جمتا کسی تدبیر پر

بھیجکر خط پھر مکرجانا یہ کیا
دیکھئے آئے ہیں اس تحریر پر

داورِ محشر کے آگے تو سہی
لوٹ جاؤ تم مری تقصیر پر

گریۂ شب سے توقع تھی بہت
اوس اُلٹی پڑ گئی تاثیر پر

شوخیِ الفاظ کچھ لائیگی رنگ
آنکھ پڑتی ہے مری تحریر پر

داغ سچ ہے جو خدا چاہے کرے

آدمی کا بس نہین تقدیر پر

حسرت آتی ہر دلِ ناکام پر
اِسکو دے ڈالون خدا کے نام پر

عذر کیون کرتے ہو اِس سے فائدہ
مٹ چکے ہم لذّتِ دشنام پر

کان مین سُنلو کہ رُسوائی نہو
ہم چلے آئے ہین جس پیغام پر

ہو گیا صیاد ہی عاشق مزاج
خود بچھا جاتا ہر اپنے دام پر

جانکر ہون مبتلا تو کیا علاج
تہی نظر آغاز سے انجام پر

جب پسند آتا ہر میرا شعر اُنہین
گالیان پڑتی ہین میرے نام پر

رہگیا ہر دل تمہاری بزم مین
چھوڑ آئے ہین اُسے ہم کام پر

وصل کی شب کیون نہ اترا کر کھچے
صبح عاشق ہو گئی ہر شام پر

اُنسے جھگڑا طے ہوا روزِ حساب
ہو گئی ڈگری ہمارے نام پر

بدگمانی مجھکو لیچل اُنکے ساتھ
مُسکراتے جاتے ہین ہر گام پر

مجھسے کہتے ہین کہ بھیجا تو یہہ خط
ہات رکھکر وہ عدو کے نام پر

ہجر مین یہہ بھی نہین آتا کبھی
کیون نہو تیرا گمان آرام پر

صورت و سیرت رہی بالا سے طاق
دِل تو آجاتا ہر اچھے نام پر

جلنے لگتی ہر زبان کہتے ہی **داغ**
اُف نکلجاتی ہر میرے نام پر

خلوت مین جب کسیکو نپایا اِدہر اُدھر
گھبرا کے دیکھتے تھے وہ کیا کیا اِدہر اُدھر

تقدیر ہی مین دامنِ یوسف کے چاک تھا
پڑتا وگرنہ دستِ زلیخا اِدہر اُدھر

آغاز ہی جنون کا طبیعت ہی جوش پر
پہرا بٹھا جا کے جانبِ صحرا اِدہر اُدھر

بوسہ ملا نہ عارضِ جانان کا حیف مین
سرکی ذرا نہ زلف چلیپا اِدہر اُدھر

محشر مین بعد پرسشِ اعمال دیکھنا
ہم دیکھتے پھرینگے تماشا اِدہر اُدھر

نفرت ہی انکو وصل سے میرا ہی سوال
بیڑا ہی اب پڑا ہوا ہی یہ جھگڑا اِدہر اُدھر

دیکھا ہی صبا اُڑتے نہ اسیر کا آشیان
ہونے نپنے ایک ہی تنکا اِدہر اُدھر

تم رات کو کہان تھے تمہاری تلاش مین
پھرتا تھا کوئی ڈھونڈھنے والا اِدہر اُدھر

محفل مین اُسنے ہمکو بلا کر دکھائی سیر
دیکھی جمی ہوئی صفِ اعدا اِدہر اُدھر

ہم تشنۂ جمال ہین تو ہمکو دیکھکر
ساقی چھپا نہ ساغر و مینا اِدہر اُدھر

کیا کیا شبِ وصال سوال و جواب مین
رہتا ہی ہار جیت کا نقشا اِدہر اُدھر

اُس فتنہ گر سے پھر بھی تو پالا پڑیگا
داغ
ہی تاک جھانک آپ کی بیجا اِدہر اُدھر

آئے کوئی تو بیٹھ ہی جائے ذرا سی دیر
مشتاقِ دید لطف اُٹھائے ذرا سی دیر

ہنگامِ نزع اُٹھگئی سب بیٹھ بیٹھکر
بالین پہ میری اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاصد کو چین ہی نہین آتا علاج کیا
جب تک نہ جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر

کچھ رہگیا ہی قصۂ غم وہ سنا تو دون
کاش انکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر

رکھتے ہی دل پہ دستِ جفائی اُٹھا نہ تو
وہ آگ خاک ہی کہ جلائے ذرا سی دیر

آخر انہیں ہوا یہہ تماشا بھی ناپسند
پرزے ہمارے خط کے اڑائے ذرا سی دیر

پھرتا ہی میرے دل مین کوئی حرف مدعا
قاصد سے کہدو اور نہ جائے ذرا سی دیر

دیکھا تو فیصلہ تھا قیامت مین کچھہ نہ تھا
گذری تھی انکو انکھہ دکھائے ذرا سی دیر

ہوتی ہین اتنی بات کی برسون شکایتین
کوئی اگر کسیکو ستائے ذرا سی دیر

مین کچھہ تو خواب مرگ سے ہوجاؤن آشنا
فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی دیر

مین دیکھلون اُسے وہ نہ دیکھے مری طرف
باتون مین کوئی اُسکو لگائے ذرا سی دیر

سب خاک ہی مین مجھکو ملانیکو آئے تھے
ٹھہرے رہے نہ اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاتل ہی تیرے دست ہی بسمل ہی جان بلب
خنجر نے کی ہی بیٹھے بٹھائے ذرا سی دیر

تجنے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وہ بھی جلائے ذرا سی دیر

آئے ہین ترے کوچہ مین ہم گھر سے نکلکر
اب جائین کہان عرصہ محشر سے نکلکر

سو گھر وہ پھرا کرتے ہین اس گھر سے نکلکر
کیا پانون نکالے دل مضطر سے نکلکر

مین داور محشر سے بہت داد طلب تھا
وہ ڈانٹ گئے مجھکو برابر سے نکلکر

دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو ستمگر
بسمل مین دم آئے ترے خنجر سے نکلکر

صد شکر کہ دنیا مین بھٹکتے نہ پھرے ہم
اللہ کے گھر پہنچے ترے گھر سے نکلکر

ارمان تو یہہ ہی نرہے تجھسے صفائی
اس دل مین پڑے پیچ مقدر سے نکلکر

سن لیتے ہین رستے مین جو آہٹ کبھی کسیکی
اُلٹے ہی پلٹ جاتے ہین وہ گھر سے نکلکر

اٹکا ہی مرا دم تری تلوار مین قاتل
جانیکا نہین حلقۂ جوہر سے نکلکر

دنیا ہی مین ملتے ہین مجھے دوزخ و جنت
انسان ذرا سیر کرے گھر سے نکلکر

گھبرائے ہوے طور ہین ہر نقش قدم کے
یہہ کون گیا صبح ترے گھر سے نکلکر

اللہ رے غیرت مری اللہ رے ہمت
آگے ہی بڑھا شوق مین ہر سے نکلکر

پہچان لیا سب نے یہہ آتے ہین وہین سے
ہم چھپ نہ سکے محفل و لبر سے نکلکر

جسطرح بھری شیشہ سے مے جام مین ساقی
یون اُتری مرے حلق مین ہر غر سے نکلکر

مرنے کی بھی فرصت نہین اے گردش ایام
آسودہ ہون کیونکر ترے چکر سے نکلکر

اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ سایہ
شاخین ہوئین سرسبز تنے سر سے نکلکر

ہے آتش حسن اُس بت کافر کی جہان سوز
یہہ آگ غضب پہلی ہے پتھر سے نکلکر

ایکاش وہین ڈوب مرین شرم گنہ سے
جنت مین نہ ہم جائین گے کوثر سے نکلکر

محفل مین بٹھایا پھر اُنہین کھینچکے دامن
وہ چھپ کے چلے تھے مرے سر پر سے نکلکر

اُس ترک نگہ کو نہین مژگان کا سہارا
لڑتے ہوئے دیکھا اُسے لشکر سے نکلکر

دلّی سے چلو داغ کرو سیر دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکل کر

کہتے ہین وہ یہہ وصف گل نوبہار پر
طرہ ہرا اپنی ایک جوانی ہزار پر

قاتل نے میرے اپنی برائت کیواسطے
لکھا گذشتہ سن مری لوح مزار پر

دل مرگیا ہے جب سے ہمارا یہہ حال ہے
طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار پر

اِسکو شائے دیتی ہی بیداد آپ کی
اب کیجیئے کرم ستمِ روزگار پر

تڑپائین تا بہ حشر اگر اُنکا بس چلے
لوٹے ہوئے ہین میرے دلِ بیقرار پر

پیغامبر رقیب بنے یہہ خبر نہی
دنیا کے کام ہوتے ہین سب اعتبار پر

ملتے ہین کچھہ کچھہ اُس بتِ کم سن کے رنگ ڈھنگ
آتا ہی پیار اِس دلِ ناکردہ کار پر

حسرت ہی اسمین بند تمنا ہی اسمین بند
مُہرین لگی ہوئی ہین دلِ داغدار پر

ساقی کو سہ فدا وریہہ ہی میکشون کو پیاس
پڑتے ہین ہات جام مے خوشگوار پر

اتنے سے دل مین ایک زمانہ کی خواہشین
بھولا ہوا ہون زندگی مستعار پر

بے ڈھب گہرا ہوا ہی پھنسا ہی بُری طرح
اللہ رحم کر دلِ ناکردہ کار پر

ہوتا ہی سب کا ایک اشارے مین فیصلہ
وہ چشم شوخ بند نہین ہی ہزار پر

تمکو تو آرزو کی خلش ہی نہین ہوئی
کیا جانو کیا گذرتی ہی اُمیدوار پر

وہ رفتہ رفتہ ہاتھہ سے چالاک ہوگئے
رکھہ رکھہ کے ہات میرے دلِ بیقرار پر

پیری مین دل ہی یاد جوانی سے داغ داغ
آئی ہوئی ہی اپنی خزان بھی بہار پر

اُمید اُسکی ذات سے اے **داغ** چاہیئے
سب منحصر ہی رحمتِ پروردگار پر

جانچ لو ہاتھہ مین پہلے دلِ شہید الیکر
نہین پھر نیکامری جان یہہ سودا لیکر

ناز ہوتا ہی اُنہین مال پرایا لیکر
دُون کی لیتے ہین میرا دلِ شہید الیکر

مجھہ گرانبارِ محبت کے نہین لاکھہ مزار
پہونچون جنت مین سہارے پہ سہارا لیکر

وقتِ اظہارِ محبت بہت اترا تی ہے
دل کے بُوسے مری جانب سے تمنا لیکر

آگیا حضرتِ ناصح سے مرا ناک مین دم
روز آتے ہین نئی طرح کا جھگڑا لیکر

دِل کا سودا جو کرے تُم سے وہ سودائی ہے
دام دیتے ہی نہین مال پرایا لیکر

خاک کردے تپِ غم آگ لگا کر مجھکو
دوشِ نازک پہ چلے کیون مرا جنازہ لیکر

جانکر نامۂ محبُوب کیا استقبال
جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر

رکھدیا ہاتھ مرے منہہ پہ بُتِ کافر نے
صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر

تمسے کیا واسطہ کیون مہر و وفا کی ہے تلاش
دوگے کیا غیر کے بدلے مجھے ہمارا لیکر

سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہین
آئے ہین آپ محبت کا سند لیا لیکر

خنجر غمزہ و تیغ نگہہ و تیرِ ادا
آئین گے قتل کا سامان وہ کیا کیا لیکر

کیا لگاتے ہین وہ اس چیز کی قیمت دیکھین
جائین ہم آج وہان دل کا نمونا لیکر

آنکھہ کا ہے یہہ اشارا کہ نچھاور ہون دل کو
منہہ سے کہتے ہین کرے کوئی اسے کیا لیکر

دستِ مژگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز
چشمِ پُرنم ہی اُٹھتی ہے سہارا لیکر

زلف نے باندھ لیا مشکین تو دل مجرم کی
یہہ بھی احسان ہے گر چھوڑ دے بدلا لیکر

گھر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی
اقربا آئے ہین عاشق کا جنازہ لیکر

مین وہ بیمار ہون جی جاؤن اگر یہہ سن لون
قتل کو آئے ہین تلوار مسیحا لیکر

ہے سیہ بختی جو یہہ بھی بڑھتی دولت
تو روانہ ہوا ہے آج شبِ یلدا لیکر

لیسے لینے سے تو ہے جان کا دینا اچھا
کیا جیئے گر جیئے احسان کسیکا لیکر

دیکھتا ہی کبھی منہہ اور کبھی سوئے فلک
آئینہ ہاتھہ مین وہ آئینہ سیما لیکر

خط کے لیجانے سے ایمان نہین جانیکا
کوئی جاتا ہی نہین بندہ خدا کا لیکر

کیا تماشا ہی کہ جب غیر سے ہوتے ہین خفا
گالیان دیتے ہین وہ نام ہمارا لیکر

مہربانی سے تری دل مین یہہ دھڑکا ہی
نہ نکل جاے مرے دل کو تمنا لیکر

گم ہوا ہی نہین ملتا کہین قاصد کا پتا
اُڑ گیا خط کے عوض کیا پر عنقا لیکر

اپنی آنکھون سے تو دیکھی نہین دل کی چوری
کیون گنہگار ہون مین نام کسیکا لیکر

شرط انصاف ہی یہہ داغ کا دعوی ہی بجا
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

یون برس پڑتے ہین کیا ایسے وفاداروں پر
رکھہ لیا تونے تو عشاق کو تلواروں پر

منحصر قدر ہی رحمت کی گنہگاروں پر
مال کا مول ہی موقوف خریداروں پر

عطر افشان تری زلفین ہین جو رخسارون پر
یہی روغن تو ٹپکتا ہی ان انگارون پر

سینکڑے آتش رخسار سے دل کی چوٹین
عشق کی مار پڑی ہی ترے بیمارون پر

کوچۂ یار سے برباد ہی ہو کر نہ گیا
خاک اُڑ اُڑ کے مری جمگئی دیوارون پر

اشک خجلت کسی ہیکش کے جو دوزخ مین گرین
اوس پڑجاے دہکتے ہوے انگارون پر

لیکے بوسے کسی بیرحم نے ڈالے ہین نشان
کاکلین چھوٹی ہین اسوا سطے رخسارون پر

محتسب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب
ارے کمبخت چھڑکدے اسے میخوارون پر

آگ تلوؤن سے لگی بزم عدو مین یارب
فرش گل پر ہین مرے پاؤن کہ انگارون پر

آگئی نغمۂ لیلیٰ کی صدا کانون مین
قیس کا بات پڑا جیب کے جب تارون پر

کیون تڑپنے نہ دیا اسکو وہ یہہ کہتے ہین
خفگی مجھے ہوا ہر مرے غمخوارون پر

کل تمہین داور محشر سے یہہ کہنا ہوگا
رحم کر رحم محبت کے گنہگارون پر

خوف رسوائی ہے یہہ ہر بزم مین زہّاد کا حال
سنکے سب بات دھرے بیٹھے ہین دستارون پر

عاشق آئے ہین کہ دیوانون کا لشکر آیا
کیا چڑھائی ہر ترے کوچہ کی دیوارون پر

حشر کے روز رہی ایک ایک کی پہچان رہے
کچھ بنا دیجے نشان اپنے طلبگارون پر

ایسی دیکھی نہ سنی عاشقی و معشوقی
جان جاتی ہر اجل کی ترے بیمارون پر

داغ کا عشق بھی دنیا سے نرالا دیکھا
دل جب آتا ہر تو آتا ہر دل آزارون پر

مزے لون وعدے مین تھوڑے سے جھوٹ ظلم سے ہنکر
ستم کیجے تو تم تم کر جفا کیجے تو رہ رہکر

ملے تجھے آج مدت مین بہت روئے بہت پیٹے
وہ درد عشق سن سنکر ہم اپنا درد کہہ کہکر

ہوئی ہر شمع محفل تو شریک گریۂ عاشق
تجھے اے قلقل مینا کہا تھا کس نے قہقہکر

چھپایا زلف نے چہرہ تو شب خوبی نے کیا تاکا
ہزارون بار نکلا چاند گہہ گہہ کر گہکر

تڑپنے مین مزا آتا ہر اس کمبخت کے ہنکر
اگر دل پاس سے بیٹھا اُبھارا ہنسنے کہکر

تھکانا کیا ہر جب جوش محبت جوش پر آئے
جناب خضر کی بھی ناؤ ڈوبے ہمین پہکر

یہہ جانا تھا نہ آئین گے تو کیون جانے دیا اونکو
یہی اے داغ پچھتاوا مجھے آتا ہر رہ رہکر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

دل لگانا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھکر
آشنا کو دیکھکر نا آشنا کو دیکھکر

کوچۂ دشمن سے یہہ آتی نہو یارب کہین
جی اُڑا جاتا ہی کچھہ بادِ صبا کو دیکھکر

مین نے پوچھا تھا ملوگے ذنکو تم یارات کو
مسکرائے اپنی وہ زلفِ دوتا کو دیکھکر

ہم انہین آنکھو نسے دیکھینگے ترا حسن وجمال
گر یہی آنکھین رہین اپنی خدا کو دیکھکر

گر دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار
دوڑتے ہین ہاتھہ اُس بندِ قبا کو دیکھکر

اب تو دیکھا تمنے اپنے دادخواہون کا ہجوم
اب تو آنکھین کھُل گئین روزِ جزا کو دیکھکر

بدگمان میری طرف سے ہین وہ مجھسے بھی سوا
راہ چلتے ہین تو میرے نقشِ پا کو دیکھکر

گردشِ گردون کا باعث اور کچھہ کھلتا نہین
بھاگتا پھرتا ہی یہہ تیری جفا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد ہماری چھیڑ کی عادت نہین
گدگدی ہوتی ہی دلمین پارسا کو دیکھکر

کوچۂ جانان کے بدلے کوئے دشمن مین نجائے
خاک ہونا ہی ہمین لیکن ہوا کو دیکھکر

ہم مٹے جسپر تری بیساختہ وہ بات تھی
تو بھی عاشق ہو ہی جاتا اُس ادا کو دیکھکر

غیرنے کی بیوفائی سب کی شامت آگئی
آگ ہو جاتے ہین وہ اہل وفا کو دیکھکر

زندگی سے تنگ تھا فرقت مین اللہ رے خوشی
جانمیں جان آگئی پیکِ قضا کو دیکھکر

دل ہی بیباک شرم بھی شوخی بھی دل کس کس کو دون
اِس ادا کو دیکھکر یا اُس ادا کو دیکھکر

پیشتر اُسکو گمان تھا جب نہ دیکھی آرزو
پھر تو گھبرائے دلِ بے مدعا کو دیکھکر

خوب ہی تھا طریقِ عشق مین آوارگی
پانون پھولے ہین ہمارے رہنما کو دیکھکر

مختصر یہہ ہی ملا اتنا میرے خط کا جواب
کاٹ ڈالا اُسنے حرفِ مدعا کو دیکھکر

اُسنے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلیٰ کی شبیہ
قیس دیوانہ ہوا تہا اِس بلا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اُسکے ہاتون مین جو داغ
خون آنکہونمین اُتر آیا حنا کو دیکھکر

یہانتک تو پہونچا گریبان سے بڑہکر
کہان جائیگا چاک دامان سے بڑہکر

خلشگر نہین کوئی مژگان سے بڑہکر
کھٹکتی ہی یہہ پہانس پیکان سے بڑہکر

نکلتا نہین پانون وحشت زدون کا
نہین کوئی زندان بیابان سے بڑہکر

عجب مرتبہ کافرِ عشق کا ہی
ملی دولت کفر ایمان سے بڑہکر

نہ پوچہو اُسے کون ہی کیا بتائین
مگر ایک دیکہا ہی شیطان سے بڑہکر

عجب بے غلش زندگی ہو رہی ہی
دیا یاس نے لطف ارمان سے بڑہکر

ہوا بہی اگر کچہہ تو دو چار پل ہو
قیامت کا دن روز ہجران سے بڑہکر

وہ کہتے ہین اپنے بہی تیرِ نظر کو
چلا ہی کہان میری مژگان سے بڑہکر

ابہی اے دلِ آشفتگی تیری کیا ہے
پریشان ہو زلف پریشان سے بڑہکر

نہ لے ڈنگ کی دل خدنگِ نگہہ سے
نہین بولتے ایسے مہمان سے بڑہکر

کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم
وہ ہی سنگ دل تیرے دربان سے بڑہکر

مری پیشوائی کو جان کرتا
لیا موت نے کوئے جانان سے بڑہکر

اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ
یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑہکر

فرشتون کو نسبت نہین عشق مین کچھہ
نہ انسان سے گھٹکر نہ انسان سے بڑہکر
یہہ حور و پہ مرتا ہو بے دیکھے بھالے
نہین کوئی عاشق مسلمان سے بڑہکر

دیا مفت دل داغ نے اُس پری کو
نہین کوئی نادان انسان سے بڑہکر

اپنی نظر مین ہیچ ہو سارے جہان کی سیر
دل خوش نہو تو کس کا تماشا کہان کی سیر
اب تک تو دیکھتے رہے جوبن بہار کا
آیندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر
باب قبول تک نہین پہونچی ہماری آہ
پہر پہر کے کر رہی ہو ابہی آسمان کی سیر
سیر خزان بہی دیدۂ عبرت نگر کرے
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر
دل مین کبہی جگر مین کبہی ہو نگاہ یار
دیکہیے تو کوئی آنکہہ سے اس میہمان کی سیر
دنیا کے دیکہنے کے لئے آنکہہ چاہیئے
جنت کی سیر سے ہو سوا اس مکان کی سیر
پتا کہڑک گیا تو وہ لپکا اُسی طرف
دیکہی تمام رات عجب پاسبان کی سیر
کچھہ جہومتے ہین نشے مین کچھہ ہین گرپڑے
کچھہ اور ہی ہو محفل پیر مغان کی سیر
کس سیر جاے آنکہہ خریدار کیا کرے
بازار حسن مین ہو نئی ہر دکان کی سیر
ہم جانتے تہے یہہ کہ اُنہین خوف آئیگا
وہ دیکہتے ہین نالۂ آتش فشان کی سیر
کیون دیکہنے لگے مری چشم پر آب کو
دریا پہ آپ کیجیے آب روان کی سیر
کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو ہوس
بڑہکر نہین زمین سے کچھہ آسمان کی سیر

دلّی مین ہو دلون کی ہر ایک سیر داغ

بلدے مین ہمنے دیکھہ لی سارے جہان کی سیر

طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر
چوٹ ہی اپنے دلِ افگار پر

جب وہ آئے شوخی گفتار پر
چل گئی چال اپنی بھی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پھر سو رہے
رہ گیا ہی آئینہ رخسار پر

اُٹھہ نہین سکتی حیا کے بوجھہ سے
رحم آتا ہی نگاہِ یار پر

کِسکو تنہا محشر مین خوف باز پرس
ہاتھہ دوڑا دامنِ دلدار پر

رُو دکتا ہی جب ہمین دربانِ یار
شعر لکھہ آتے ہین ہم دیوار پر

ہجر مین ہر سانس ہی اک تیغ تیز
زندگی تلوار کی ہے دھار پر

دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے
جم گیا سایہ مرا دیوار پر

ضبط سے اشکون کے طاقت آگئی
پھر گیا پانی دلِ بیمار پر

زلف عارض پر نہ چھوڑو رات دن
جھائیان پڑ جائین گی رخسار پر

بیچتے جی کا یہہ بھی اک آزار ہی
صبر کر ناوعدۂ دیدار پر

مہربانی اُس سے ہو سکتی نہین
مہر کردی کیا دلِ دلدار پر

چشم جانان سے الگ ہوائی حیا
یون جھکے پڑتے نہین ہمار پر

دیکھہ پائے جنہین مضمون وصال
معترض ہین وہ اُنہین اشعار پر

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہین وُہ
خوب برسے میرے ماتم دار پر

رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین

ردیف الزاء منقوطہ

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف راز خفی وجلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم کم کرو فخر ہوں خوش میں گم کی
دشمن ہیں پی آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

دنیا و دین ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

منہ عیش طرب سے پھیر لیا دنیات کے غم نے گھیر لیا
سب دور ہوں میرے رنج و بلی سلطان الہند غریب نواز

دل اور جگر خانۂ عشق آنکھیں ہیں مری پیمانۂ عشق
اے عاشق زار خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اس در کی قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری بیان کی میرے بیان میں ہیچمدان تیرے قربان
کہتے ہیں ملک بھی تجھکو یہی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغ کہا تک رنج سہے تیرے نکہے تو کس سے کہے
تم آل نبیؐ اولاد علی سلطان الہند غریب نواز

چبھتا ہے مرے دل میں ترے ناز کا انداز
آزار کا آزار ہے انداز کا انداز

کیا جھوم کے مستانہ چلا جانب مقتل
دیکھو تو ذرا عاشق جانباز کا انداز

تم بات میں کر دو گے دل مردہ کو زندہ
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسی کی ہے نظر بھر کے جو دیکھے
انداز پہ اس دلبر طناز کا انداز

دروازے پر آہی گئے وہ میری صدا سے
ملتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز

نقش قدم یار بھی کرتا ہے مسخر
رفتار میں ہے چشم فسوں ساز کا انداز

خط پہنچکے سہما ہوا آتا ہے کبوتر
اگلا سا نہین ہے پر پرواز کا انداز

دنیا مین کسے محرم اسرار بنائین
ہے ایک ہی غماز کا ہر راز کا انداز

تم بزم مین یون غیر کو سر پر نہ بٹھاؤ
محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز

ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی آیدل
دیکھا اور نگاہ چنل انداز کا انداز

یون زیر زمین خاک مین اچھون کو ملانا
ٹھہرا فلک تفرقہ پرداز کا انداز

مین اس سے بھی خوش ہو کر تری طرز جفا سے
ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز

اے داغ مقلد ہین اسی طرز کے ہم بھی
ہر شعر مین ہو بلبل شیراز کا انداز

ردیف سین مہملہ

عرض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس
آدمی وہ ہے کہ دنیا مین نہ پہنچے غم کے پاس

چارۂ زخم محبت کیا کرون یہہ فکر ہے
رکھہ لیا تیزاب ہی جراح نے مرہم کے پاس

نقد دل رکھکر گرہ مین ہو گیا ہے مالدار
اس سے پہلے کیا دھرا تھا گیسوئے پرخم کے پاس

کہتی ہے چشم سخن گو سحر پردازی کے تئہ
کیون یہہ جادو تو نہین تھا عیسیٰ مریم کے پاس

جان مین جان آگئی ہے آج انکو دیکھکر
دوسرا اک اور بھی دم ہے ہمارے دم کے پاس

تعزیت کو میری وہ آئے تو گھبرا جائین گے
چاہیئے بزم طرب ہی مجلس ماتم کے پاس

جم مین لہری بنکے آئے پی پلا کر چلدیئے
جسکو لالچ ہو وہ ساقی جم کے بیٹھے جم کے پاس

جسسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جواب
بدگمانی بیٹھنے دیتی نہیں ہمدم کے پاس

تیرے بیمار و نکا چوتھے آسمان پر ہے دماغ
کوئی لیجائے انہیں عیسیٰ مریم کے پاس

ہات آیا چور لیکر یہہ رقم چلتا ہو
اپکی انگلی مین ہے دزد حنا خاتم کے پاس

دیکھکر فیاض کو گھٹتی ہے کیا طبع بخیل
موت ہی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس

ہات مین طاقت نہین کیا کیجیے اخفائے عشق
رہگیا آ آکے دامن دیدۂ پرنم کے پاس

کونسی خوبی ہے اُسمین پوچھتا ہی ہے کوئی
داغ جیسا دل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

برسون راہون مین کسی نازک بدن کے پاس
کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس

دل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہون اتنا وطن کے پاس

کامل ہو عشق پاک تو پرویز سا رقیب
شیرین کو لائے شوق سے خود کوہکن کے پاس

وہ نازکی سے مجھپہ نہ افسوس کرسکے
انگشت حیف رہگئی اگر دہن کے پاس

ایسی بیکسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش
میت خود اُڑکے جائیگی گور و کفن کے پاس

نظر و نسے اُسنے کام لیا صید گاہ مین
جب تیر ہو چکے بت ناوک فگن کے پاس

ویران پڑا ہے دل جو کلیجا ہے داغدار
جنگل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس

غربت سے ہم پھرین تو کہین پھر پلٹ نہ جائین
احباب کچھہ نشان بتادین وطن کے پاس

خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی
وہ مال کوہکن کا رہا کوہکن کے پاس

جتنا تہا شوق بوسے کا اُتنا ہی خوف تہا
جاجاکے رہگیا دہن اُسکے دہن کے پاس

ہوتی ہے اسکے مُنہ کی بھی ہر بات دلشکن
ناصح رہا ہے کیا بتِ پیمان شکن کے پاس

بچکر چلے وہ سایۂ دیوار سے بھی دُور
آنکلے گر کبھی مرے بیت الحزن کے پاس

ظالم کہان سے تیری طبیعت مین بل پڑا
کیا یہہ نہین تہا زلف شکن در شکن کے پاس

ہے لاکھہ لاکھہ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گذرتی ہے شاہِ دکن دام اقبالہ کے پاس

آزمایا ہے مدام آپ کو بس بس اجی بس
دونون ہاتھہ سے سلام آپکو بس بس اجی بس

آپ کی بندہ نوازی ہے جہانمین مشہور
جانتا ہے یہہ غلام آپ کو بس بس اجی بس

مُنہہ نہ کہلوایئے میرا لُو نہین رہنے دیجے
یاد یہی ہے وہ کلام آپ کو بس بس اجی بس

کوچۂ غیر ہی مین زور بڑا کت یہی ہُوا
وہین کرتا تہا قیام آپ کو بس بس اجی بس

کیا بُرے ڈہنگ ہین کوئی نہین اچہا کہتا
غیر ہی رکہتے ہین نام آپکو بس بس اجی بس

ہمنے کل دیکہہ لیا دیکہہ لیا دیکہہ لیا
کہین جلتے سرِ شام آپکو بس بس اجی بس

طالبِ وصل ہو کیون کوئی جو دشنام سنے
کون بھیجے یہہ پیام آپکو بس بس اجی بس

حیلۂ مہر و وفا پر نہ تامل نہ درنگ
اور وعدے مین کلام آپکو بس بس اجی بس

پیجئے خون جگر اپنا جناب زاہد
بادہ و ساغر و جام آپکو بس بس اجی بس

کیجئے ہات لگا کر جو مرا کام تمام
یہہ بہی آتا نہین کام آپکو بس بس اجی بس

یہہ تو کہیئے کہ نشان اسکا مٹایا کیسے
یاد ہو داغ کا نام آپکو بس بس اجی بس

ردیف شین معجمہ

سر کو ہو تیرے سنگ در کی تلاش
پانون کو تیرے رہگذر کی تلاش

مجھکو ہو اپنے نامہ بر کی تلاش
نامہ بر کو ہو اُنکے گھر کی تلاش

نہ ملا ہمکو تو وہ ہرجائی
گئی بیکار عمر بھر کی تلاش

جوش کہانا ہو سینہ مین کیا کیا
خون دل کو ہو چشم تر کی تلاش

طالب وصل مین وہ درپی قتل
ہو برابر اِدھر اُدھر کی تلاش

نکلی پڑتی ہو کیون تری تلوار
اِسکو رہتی ہو کسکے سر کی تلاش

چار سو پھرتی ہو جو اُسکی نگاہ
ہو کسی دل کی یا جگر کی تلاش

چاہتی ہو نزاکت اپنی نمود
ہو اُسے بھی تری کمر کی تلاش

میری ہمت کے پانون ٹوٹ گئے
اب کہا[illegible]ہ پیشتر کی تلاش

اہل دنیا کو ہو گی جنت مین
[illegible]ی سحر کی تلاش

منزل عشق در کنار رہے
[illegible]پہے راہبر کی تلاش

یا خدا حشر مین مرا کیا کام
[illegible]ی ہو ایک فتنہ گر کی تلاش

یہہ خرابہ خراب کرتا ہے
[illegible]رے کوئی سیم وزر کی تلاش

کن حجابون مین اُسکو پایا ہے
کیون نہو واہ رے بشر کی تلاش

روز لکھتا ہون اِک نیا نامہ
[illegible]وز رہتی ہے نامہ بر کی تلاش

ڈھونڈلیتی ہی لاکھہ مین یکتا — کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش
میرے حال زبون سے گھبراکر — چارہ گر کو ہی چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا یہہ شعر شریف
اور پھر شوخ ستمبر کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

کوئی اُسسے کرے ہزار اخلاص — جانتے ہی نہین وہ پیار اخلاص
ناگوار آپ کو ہی اُتنا ہی — جسقدر مجھکو خوشگوار اخلاص

کرتے ہین وہ ہزار بار ستم — اور بھولے سے ایکبار اخلاص
وہ جھڑکتے ہین بار بار ہمین — ہم جتاتے ہین بار بار اخلاص

چھوڑتی ہی نہین کسی صورت — دل سے رکھتی ہی زلف یار اخلاص
تم وہی ہو جنہون نے قتل کیا — نہ جتاؤ سر مزار اخلاص

گو زبان سے کرین وہ رنج اظہار — ہی نگاہون سے آشکار اخلاص
اُسسے بیگانہ وار رہنا تھا — نہ ہوا ہمکو سازگار اخلاص

داغ اِن دلبران پرفن سے
نہ کرے کوئی زینہار اخلاص

وصل چاہون تو کہین رہنے دو اپنا اخلاص — یہہ مرے ساتھہ نکالا ہی کہان کا اخلاص

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہہ کہلا ہی پھر — واہ بس دیکھہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص

اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت — دہوم تھی جسکی وہ تھا میرا تمہارا اخلاص

جب کبھی دیکھتے ہین عاشق و معشوق مین ربط — جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص

اس لئے سورۂ اخلاص نہین پڑھتے وہ — کہ نہو جاے کسی شخص سے اپنا اخلاص

تیسری بات جو کیا ہی جو وہ منظور کرین — نہ گوارا اُنہین رنجش نہ گوارا اخلاص

پیارا اخلاص کی باتین ہوین وہ ہی اسکا — رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص

قصۂ لیلی و مجنون جو سنایا تو کہا — اگلے وقتون کا نہین سنتے پُرانا اخلاص

تم تو نادان ہو انکار کیے جاتے ہو — وصل سے اور بھی بڑھ جائیگا دونا اخلاص

واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو — یہہ جتاتے ہین یونہین مفت کا جھوٹا اخلاص

غیر مُنہ آتے ہین مجھہ پر یہہ خبر بھی ہی اُنہین — نہ مری اُنکی کدورت نہ کسیکا اخلاص

اب رقیبون کی شکایت ہی ہمارے آگے — کہدیا تھا کہ بڑھاتے نہین اتنا اخلاص

کل سے آج آج سے کل ہوگی محبت بڑھکر — رفتہ رفتہ یونہین ہو جائیگا پورا اخلاص

مجھہ سے ملنا ہی اگر ملیے خلوص دل سے — آپ ظاہر کا جتاتے ہین یہہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص خالص نہ ملیگا تمکو
اُسکا اخلاص پہر اس درجہ کا ایسا اخلاص

ردیف صنادمعجمہ

بیداد و جور و لطف و ترحم سے کیا غرض
تمکو غرض نہین تو ہمین تم سے کیا غرض

کیون ہم شب فراق مین تارے گنا کرین
ہمکو شمار اختر و انجم سے کیا غرض

کوئی ہنسا کرے تو بلا سے ہنسا کرے
کیون دل جلائین برق تبسم سے کیا غرض

لیتے ہین جان نثار کوئی منت مسیح
جو ہو شہید عشق اُسے قم سے کیا غرض

جو خاکسار عشق ہین ملتے ہین خاک مین
اہل زمین کو چرخ چہارم سے کیا غرض

دل طرز انجمن ہی سے بیزار ہو گیا
مطلب ہمین شراب سے کیا خم سے کیا غرض

کیون بزم عیش چھوڑ کے بزم عزا مین آئین
اونکو ہمارے پھولون سے ہم سے کیا غرض

روز ازل سے پاک ہین رندان بے ریا
اُنکو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض

شیدائیونکو عزت دنیا سے ننگ ہی
دیوانہ کو ملامت مردم سے کیا غرض

معشوق سے اُمید کرم داغ خیر ہی
اُس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

ردیف طاء مہملہ

آج ٹھہرے مری تمہاری شرط
وصل کی شرط بھی ہی پیاری شرط

شرط بھی اور پھر تمہاری شرط
جیت لی تمنے مین نے ہاری شرط

بے ستون کاٹتا نہ کیون فرہاد
کہ محبت کی تھی یہہ بھاری شرط

اشک غماز ہو تو کیا کیجے
ہی محبت مین راز داری شرط

دِلّگی کیا کریں وہ دِل نہ رہا — جس بنا پر ہوئی تھی ساری شرط
دل رباؤں کو ہے جفا لازم — دِل نگاروں کو بیقراری شرط
کیوں نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض — دوست کو جب ہو دوستداری شرط
اور سنیئے وہ مجھ سے کہتے ہیں — حشر کے دن ہے جاں نثاری شرط
ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت — ہے تغافل میں ہوشیاری شرط
کام عُشّاق کا تمام کیا — خوب پوری ہوئی تمہاری شرط
جوشِ رحمت کے واسطے زاہد — ہے ذرا سی گناہگاری شرط
غیر لاکھوں میں بے وفا نکلے — آیئے آپکی ہماری شرط

بدگمانوں سے عشق کا دعوے
واہ اے داغ خوب ہاری شرط

ردیف طائے معجمہ

ہے یہاں بھی اُسی بت کافر کو تحوت الحفیظ — الحفیظ امروا و روزِ قیامت الحفیظ
کسطرح سے ہو بسر یارب دیارِ عشق میں — ہر بلا پر ہر بلا آفت پر آفت الحفیظ
تیری تمکیں کم نہ تھی کچھ مار رکھنے کے لئے — اور پھر اُسپر یہہ شوخی یہہ شرارت الحفیظ
جسنے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار — تیرے بندہ پر الٰہی یہہ مصیبت الحفیظ
میں وہ عاصی ہوں اگر بخشا گیا تو کیا عجب — دیکھکر مجھکو پکاریں اہلِ جنّت الحفیظ

جلگئے ہم جلگئے اے داغ فرقت الامان — اُف رے اُف اے آتش سوزِ محبت الحفیظ
خاک مین گہر ملگیا دل ملگیا ہم مل گئے — اور تجھکو ہر دہی اتنک کدورت الحفیظ
آئینہ جب دیکھتا ہون ہجر مین کہتا ہون مین — آدمی کی ایسی ہو جاتی ہی صورت الحفیظ
عاشق مظلوم کے لاشہ کو بنسکر دیکھنا — تو ہی کتنا سنگدل اے بے مروت الحفیظ
آدمی کی تاب کیا جو دل سنبھالے ہون مین — اس ادائے جان ستان پر ایسی صورت الحفیظ
ایک بجلی تہی ادا اُس شعلہ رو کی دیکھیے — ہوگئی اتنے مین کیسی دل کی حالت الحفیظ

دے شفا تو داغ کو یارب بحق مصطفےٰ
الحذر یہہ درد و بیماری کی شدت الحفیظ

ردیف عین مہملہ

ہین بہت سے عاشقِ دلگیر جمع — تیرے ترکش مین ہین کتنے تیر جمع
اچھی صورت سے ہمین بھی عشق ہے — کرتے ہین تصویر پر تصویر جمع
کوچۂ قاتل مین آفت آ گئی — جب ہوے دو چار ہی رہگیر جمع
یا لگا دو آگ یا لکھدو جواب — ہوگیا ہی دفترِ تحریر جمع
چومتے ہین تیرے دیوانہ کے پاؤن — جسقدر ہین حلقۂ زنجیر جمع
تہوڑی تہوڑی ہی ملے اُس در کی خاک — چٹکی چٹکی ہم کرین اکسیر جمع
پہر کرے چورنگ وہ قاتل مجھے — پہر ہون سب اعضائہ شمشیر جمع

دیکھکر صورت مرے صیاد کی
ایکجا ہوتے نہین نخچیر جمع

بے مقدر خاک بھی بنتا نہین
گر ہون لاکھون نسخہ اکسیر جمع

خونِ دل کا چشم تر ٹھیکا نہ لے
اس سے ہونے کی نہین توقیر جمع

تیری قسمت مین ستارے ہین کہان
کوڑیان کین تونے چرخ پیر جمع

بدلی زاہدنے نئی پوشاک روز
کسقدر ہین جامۂ تزویر جمع

تیری محفل کوئی جادو گہر ہوئی
ہین ہزارون صاحب تسخیر جمع

حلق پر میرے چھری پھرتی نہین
کیجیے خاطر دم تکبیر جمع

کیا خلش کرتی ہین دل مین حسرتین
ہوگئے گویا ہزارون تیر جمع

کس طرح یکجا ہون داغ اپنے غیور
ہونے دیتی ہی نہین تقدیر جمع

ردیف غین معجمہ

دیکھکر دہ عارض رنگین ہری یون دل باغ باغ
جیسے ہین نظارۂ گل سے خضا دل باغ باغ

بن گیا خونِ کف پا سے گلستان خار زار
مین چلا صحرا مین گویا چند منزل باغ باغ

صوت غنچہ کہلی جاتی ہین یا چہین کسقدر
کیا خوشی ہی کسکو مارا کیون ہی قاتل باغ باغ

گلشن فردوس مین حورین نظر آئی ہین کیا
ہات تلوارنکے کہا کر ہی جو بسمل باغ باغ

کہان ہون ہمنشین اُس بزم رنگین کی بہار
زیب محفل تہا وہ گلرو اہل محفل باغ باغ

کونسے طائر کی ہے صیاد کو ایسی تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے کیوں گلچین کے شامل باغ باغ

جب کوئی طوفان وہ کشتی کنارے لگی
کسقدر دل میں ہے سب اہل ساحل باغ باغ

دیکھکر آئینہ دو نور ہو گئے برہم یہہ کیا
تم ادھر خوش ہوا ادھر مقابل باغ باغ

پھر نہ پائینگی قیامت تک یہہ اپنا آشیاں
عندلیب اسطرح کیوں پھرتی ہے غافل باغ باغ

جو ہمارے حق میں کانٹے بوئیں صد افسوس ہے
تم پھرو گلگشت کرتے اُنکے شامل باغ باغ

اُسکی خوشبو جب کسی گل میں نہ پائی آپ نے
پھر حباب داغ کیا پھرنے چلے صل باغ باغ

ردیف الف

کاکزوہ زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف
پھر اُسپہ چشم سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہنگام رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جھکے
بیٹھے ہیں شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہیں آسمان حسن کے روشن ستارے مہ جبین
بازو پہ تیرے نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل کی جگر کی جا گیا افسردگی پژمردگی
زخم کہن داغ کہن ایک اسطرف ایک اسطرف

زلفونکی یہہ سرگوشیاں دل پر بلا میں آگئی
غمزہ ہے گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف

غیرونکا مجمع اور تم پریونکا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل ایک تنہا بیچ میں انکمیں تھی سفاک دو
شمشیر زن ہاوکی فگن ایک اسطرف ایک اسطرف

میں مر گیا ہوں وصل میں راحت ہو ہر پہلو مجھے
تکیہ ہوں زیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

تو اور فرہنے بائیں ہو لیلیٰ و شیریں بزم میں
میں اور قیس و کوہکن ایک اسطرف ایک اسطرف

بازو تو چٹھتے ہی نہیں صحرا کو کیونکر جاؤں میں
لپٹے ہیں دو اہل وطن ایک اسطرف ایک اسطرف

دونوں فرشتے دوش پر کیا لکھ سکیں جا مری
آلودہ رنج و محن ایک اس طرف ایک اسطرف

رخسار تیرے سیگوں پہر اُسپہ گلگونے کا رنگ
پہولا ہے کیا رنگیں چمن ایک اسطرف ایک اسطرف

اترا رہا ہے داغ کیا بہ نگام گلگشت چمن
رنگین قبا گل پیرہن ایک اسطرف ایک اسطرف

وہ کہتے ہیں دلکی کہان صاف صاف
بظاہر ہے انکا بیان صاف صاف

کدورت کا باعث تو کوئی کہلے
بیان کیجیے مہربان صاف صاف

مرے رازِ دل کی ہے انکو تلاش
کہیں کہہ نہ دے رازدان صاف صاف

رہے زیر عارض کہان شب کو پہول
نظر آتے ہیں سب نشان صاف صاف

رہے ابر میخانے پر حشر تک
دکہائی نہ دے آسمان صاف صاف

کوئی پارسا جب اُلجہتا ہے کچہہ
سُناتا ہے پیر مغان صاف صاف

دکہاتے ہیں آئینہ خورشید کو
ترے گال اے دلستان صاف صاف

محبت کے قصے ہیں اُلجہے ہوے
سنو مجہسے تم داستان صاف صاف

پسند آئے ہمکو ہی اشعار داغ
زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف

ردیف قاف

ہے جمالِ یار سے تنویرِ عشق
حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق

کھینچ لائے عرش تک تسخیرِ عشق
آپ نے دیکھی نہین تاثیرِ عشق

جس کے دل پر کارگر ہے تیرِ عشق
حشر تک تڑپے گا وہ نخچیرِ عشق

تیرے عاشق کا سراپا دیکھکر
رہ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق

دل ضعیفون کا جوان کیونکر نہو
کرتی ہے کایا پلٹ اکسیرِ عشق

عاشقون کی کیا خطا انصاف کر
دے سزا اُسکو یہہ ہے تقصیرِ عشق

عقل دیوانی ہے جو ہو سامنے
چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق

جھوٹے دعوے اُنکے پھر اُسپر دلیل
رات بھر کیا کیا رہی تقریرِ عشق

مین نے دیکھی تھی قیامت خواب مین
دی مجھے اِک شخص نے تعبیرِ عشق

واہ رے روزِ قیامت دیکھ لے
اِس کلیجے پر لگا ہے تیرِ عشق

مار ہی ڈالا یہہ جب بجلی گری
چلتی ہے رُک رُک کے کب شمشیرِ عشق

انتہائے عاشقی مین ہے یہہ شوق
ہم ابھی ہون اور دامنگیرِ عشق

دل مچلکر آپ رہتا ہے اسیر
ایسی کچھہ بھاری نہین زنجیرِ عشق

زخم جب بھر تا نظر آتا ہے کچھہ
دل مین رکھہ لیتے ہین ہم شمشیرِ عشق

یہہ بلا آئی ہوئی ٹلتی نہین
داغ کیا ہو چارۂ تدبیرِ عشق

مٹ گئے افسوس سارے ذوق شوق
ہائے وہ ہم وہ ہمارے ذوق شوق

عشق آخر کو مسلط ہو گیا — دل مرا ہارا نہ ہارے ذوق شوق
دل لگی ہو یا ہنسی یا چھیڑ چھاڑ — ہوتے ہین پیارو نکے پیارے ذوق شوق
آس ٹوٹی دل ہمارا مر گیا — اپنے اپنے گھر سدھارے ذوق شوق
ابتداے سن مین ہے مشق جفا — رنگ لائین گے تمہارے ذوق شوق
ہر گلی کوچے مین آب ہے ناک جہانک — پہرتے ہین انکو اُبھارے ذوق شوق
عاشقون کا دل سلامت چاہیئے — کب ہوے اِس سے کنارے ذوق شوق
حسن پر قربان مشتاقون کے دل — اِسکے صدقے مین اُتارے ذوق شوق

داغ صاحب بھی ہوے عاشق مزاج
ہو گیا اُنکو بھی پیارے ذوق شوق

ردیف کاف

نہ آئی بات جو دل سے زبان تک — وہ پہنچی بدگمان تک کے از دان تک
یہہ سب جھگڑے ہین جان ناتوان تک — رہیگا دم کہانتک غم کہان تک
تغافل مرنیوالون سے کہانتک — ہمین جینا پڑا ہے امتحان تک
چلے آئے وہ جھوکے مین ہوا کے — نزاکت اُنکو لے آئی یہان تک
زبان سے تہا نہ ممکن شکوۂ جور — اِشارونسے کہا آخر کہان تک
دل اُسکی بزم سے کسطرح اکھڑے — ٹھہر جائے جہان عمر رواں تک

ہمیں ما دنزان سے ہی ہے اک فیض
کہ تنکے اُڑ کے آئے آشیان تک

کنارہ کر گیا دامن ہی تیرا
نہ آیا میری چشم خونفشان تک

زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہیں ہم
کہ اب تو آگئے اس آستان تک

دم رخصت ہوا اندیشۂ غیر
گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک

کہون کیا طالع واژون کی تاثیر
گرا ہون میں پہونچکر آسمان تک

مزے کی ہے ہماری بھی کہانی
کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ خوان تک

ترے تیر نگہہ سے کوئی بچکر
اماں پاتا نہین دارالامان تک

رہے کیا مصطفےٰ آباد مین داغ
وہ سارے لطف تھے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک
ملائے رہے وہ نظر دیر تک

مزہ دے گیا ہو نہ پیغام شوق
کہ ستتا رہا نامہ بر دیر تک

وہی وقت پیری بھی ہے داغ عشق
جلا یہہ چراغ سحر دیر تک

ذرا سا جو اُلجھا یہہ تار نگاہ
دباتے رہے وہ کمر دیر تک

یہان دمبدم سو پیام وصال
سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک

بڑی دیر مین سوچکر لب کہلے
رہے گی دعا بے اثر دیر تک

کچھہ ایسی رہی میری تقریر حال
وہ سوچا کئے دیکھکر دیر تک

غشی کا بھی احسان مجھپر ہوا
وہ زانو رہا زیر سر دیر تک

کہین رات کو وہ ہوئے بے حجاب
اُڑا آج نورِ قمر دیر تک

اُدھر دیکھنا نامہ بر غور سے
وہ محفل مین دیکھین جدھر دیر تک

حیا سے جھکی تھین کب آنکھین تری
لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک

وہ سمجھے نہ سمجھے مرا مدعا
ہلی انکی گردن مگر دیر تک

نفس کی عجب سیر ہے تن قفس
کرے یون مسافر سفر دیر تک

ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے
کسینے ملی چشمِ تر دیر تک

وہ رخصت طلب اور مین جان بلب
رہا حشر وقتِ سحر دیر تک

خبر سنکے خوش خوش وہ آتے تو مین
نہ نکلی مری جان اگر دیر تک

ترے وعدے سے زندگی ہر گئی
جیے ہم اس اُمید پر دیر تک

محبت مین تکرار کا ہے مزا
گلے ہون جو با ہمد گر دیر تک

نئی چاہ چپکتی ہے اے داغ کب
اڑے گی ابھی یہہ خبر دیر تک

ردیفِ لام

بیقراری ہوئی آخر سببِ چارۂ دل
بنگیا ہول دلِ انجام کو گہوارۂ دل

تیر کے بدلے لگا دے کوئی برچھی ظالم
روزن سینہ سے کرنا ہو جو نظارۂ دل

دفترِ شوق سے بھاری نہین یہہ اے قاصد
ساتھ مکتوب کے تو باندھ لے پشتارۂ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھین ہین تمہاری ہمراہ
یہی ہمارا تو کرتی ہین مرا چارۂ دل

خون مژگان سے نکلتا ہے ہزار یکی طرح
چھوٹتا ہے جو مرے سینے مین فوارۂ دل

جنکی تقدیر مین گردش ہے نہین اُنکو قرار
قطب تارا نہوا کوکب سیارۂ دل

پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان
شور محشر سے ہم آہنگ ہے نقارۂ دل

یہہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمین دیتا ہے
طاق ہے اور یہی ہر کام مین ہرکارۂ دل

دل بیتاب کی تصویر اُنہین کیا بھیجون
کہ مصور سے اُترتا نہین انگارۂ دل

کوئی جانے کہ خریدار نہین چاہ نہین
چلتے پھرتے ہی وہ کر لیتے ہین نظارۂ دل

لعل و یاقوت کی اے داغ جو ہے فرمایش
بھیجد و اُنکے لئے لخت جگر پارۂ دل

وصل کی ٹھہری جو اُس ماہ جبین آج سے کل
وہ ہی نزدیک ہے کچھ دور نہین آج سے کل

ایکدن اور یہی مہمان کی خاطر کر لون
کاش رخصت ہو مرے جان حزین آج سے کل

کیجیے وعدہ فلانی یہی تو اس پہلو سے
کہ سوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل

ہمکو ایک ایک گذرتی ہے قیامت کی گھڑی
اُنکے نزدیک تو کچھ بات نہین آج سے کل

دمبدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
ہمین کہتے ہین کہ اچھے تھے ہمین آج سے کل

خودنمائی کے لئے وعدۂ فردا کیسا
کیا بدلجائیگا وہ پردہ نشین آج سے کل

آج جاؤگے بہانے سے تو اٹھاؤگے قلق
آجکا دن ہے بُرا جاؤ کہین آج سے کل

ناتوان آہ کو دے کون سہارا یارب
چل کے پہنچے گی یہہ تا عرش بریں آج سے کل

صبر کر اے دلِ مضطر وہ نہیں ملنے کے
کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل

آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہہ جانا ہمنے
تیری گھڑی دل اندوہ گزیں آج سے کل

زندگی بھر تو قیامت کی اُٹھائی تکلیف
بارے آئی ہے مجھے زیرِ زمیں آج سے کل

خوبرویون کو نہیں کچھہ غمِ فردا اے **داغ**
ہونگے معشوق رزیادہ یہہ حسیں آج سے کل

مژدہ دیگیا ہے شباب اوّل اوّل
ملے خوبرو انتخاب اوّل اوّل

وہ کب لطف کرتے ہین بے آزمائے
کرم آخر آخر عتاب اول اول

خدا شرم رکھے تری انتہا تک
کہ ڈالی ہے مُنہہ پر نقاب اول اول

اُنہین سے بہر آخر کو کھل کھیلتے ہین
وہ کرتے ہین جنسے حجاب اول اول

الٰہی رہے بانکپن اُنکا قایم
سنبھالی ہے تیغ خوش آب اول اول

خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے
نہ جائین روزِ حساب اول اول

نیا ہے چلو فتنۂ حشر کو بھی
ہوا ہے ابھی ہمرکاب اول اول

قطعہ

وہ پیغامبر کی مدارات پیہم
وہ رسم سوال و جواب اول اول

وہ جلسے وہ احباب رندانہ مشرب
وہ معشوق و شرب شراب اول اول

وہ سیرِ چمن وہ تماشائے دریا
وہ لطفِ شبِ ماہتاب اول اول

وہ گلیونمین آنکو چھپ چھپکے جانا
وہ یارونسے کچھہ کچھہ حجاب اول اول

وہ ہر بات کا شوق بے سونچے سمجھے
وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول

وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے
وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول

جوانی کی لہرون مین کیا کیا رہے ہم
خرابا تیون مین خراب اول اول

کوئی دن رہے پارسا ہم بھی زاہد
بہت ہمنے لوٹے ثواب اول اول

رہا درس و تدریس کا شوق ہمکو
نظر سے نہ گذری کتاب اول اول

کبھی ہمسے ہوتا نہ تھا ترک اولی
رہے ہم شیخت مآب اول اول

بنے رستم و سام و گیو و نریمان
رہے رشک افراسیاب اول اول

رہے زیر ان اسپ چالاک اکثر
سوار ونمین ہے لاجواب اول اول

پھکیتی بکمیتی کی تھی مشق کیا کیا
ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول

ہوئی داغ اب اُنکی تعبیر اُلٹی
نظر آئے جو ہمکو خواب اول اول

غزل

رہتا ہے روز اُسکی ملاقات کا خیال
ہو جاے خواب کاش یہ نرات کا خیال

بیٹھے ہین خانقاہ مین جب دو گھڑی ہی ہم
آہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال

کیونکر نہ یاد آئے شب ہجر روز حشر
اس دن ضرور چاہیے اُس رات کا خیال

کھٹکا نہو تو عیش سے گزرے کوئی گھڑی
رہتا ہے بزم یار مین ہر بات کا خیال

ماہ صیام بھی اسی موسم مین آگیا
رندونکو اس سے بڑھکے ہے برسات کا خیال

رنجش ہی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے
کرتا ہون اُنکے لطف و عنایات کا خیال

ایدل عدو کی بزم مین کیون لیگیا مجھے
کمبخت آگیا نہ مدارات کا خیال

باتین سنو تو حضرت صوفی عجب ش کی
جاتا ہی دور قبلۂ حاجات کا خیال

ای داغ جو کہا ہی اُسے کر دکہائینگے
انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

ردیف میم

دیا رقیبون کو تمنے پیام نام بنام
مری طرف سے بہی پہنچے سلام نام بنام

مری شکایت تحریر وجہ رشک ہوئی
کہ اب وہ لکہتے ہین دفتر مدام نام بنام

سلیقہ دیکہیے اُسوقت دوست دشمن کا
سپرد ہو جو کوئی انتظام نام بنام

اگر تڑپتی ہی بجلی تو ابر روتا ہے
ملا ہر ایک کو ہر ایک کام نام بنام

یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہی
کہ رقعے بٹنے کا ہی اہتمام نام بنام

ستم رسیدونمین لکہے گئے ہین روز ازل
تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام

تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچین
جدا جدا ہی ادا ئے خرام نام بنام

بچاے جان خدا اہل مہر والفت کی
وہ کوستے ہین اُنہین صبح و شام نام بنام

خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام رقیب
پکارے جائینگے روز قیام نام بنام

کیا ہی آپکو جس جس نے بے وفا مشہور
جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام

گئے ہین داغ وہان چھپکے دیکھیئے کیا ہو
گئے گئے ہین جہان خاص و عام نام بنام

رشک سے غیرون کے جی کہوتے ہین ہم
کیا بُرون کی جان کو روتے ہین ہم

گریہ کچھہ بیجا دمِ بسمل نہین
خنجرِ سفاک کو دھوتے ہین ہم

بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی
جاگتے ہین کچھہ تو کچھہ سوتے ہین ہم

حاصلِ اعمال ہین خلد و سقر
وہ ہی پہل پاتے ہین جو بوتے ہین ہم

ہات مُنہہ اُنکا دُہلایا غیر نے
ہات اپنی جان سے دھوتے ہین ہم

اپنے گہر رہنے دے کیونکر حور وش
حضرتِ آدم ہی کے پوتے ہین ہم

جان کنی اپنا ہی کام اے کوہ کن
عشق مین پتہر نہین ڈھوتے ہین ہم

دیکھہ لینگے فتنۂ محشر کو بھی
اب تو چادر تانکر سوتے ہین ہم

داغ ہر کسکو میسّر دردِ عشق
رنج ہوتا ہی تو خوش ہوتے ہین ہم

ابھی ہماری محبت کسیکو کیا معلوم
کسی کے دل کی حقیقت کسیکو کیا معلوم

یقین تو یہہ ہی وہ خط کا جواب لکھینگے
مگر نوشتۂ قسمت کسیکو کیا معلوم

بظاہر اُنکو حیادار لوگ سمجھے ہین
حیا مین ہی جو شرارت کسیکو کیا معلوم

قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح
پسی ہوئی ہی قیامت کسیکو کیا معلوم

یہہ رنج و عیش ہوئے ہجر و وصل مین ہمکو
کہان ہی دوزخ و جنت کسیکو کیا معلوم

جو سخت بات سنے دل تو ٹوٹ جاتا ہو
اس آئینہ کی نزاکت کسیکو کیا معلوم

کیا کرین وہ سنانے کو پیار کی باتین
انہین ہو مجھ سے عداوت کسیکو کیا معلوم

خدا کرے نہ پہنسے دامِ عشق مین کوئی
اٹھائی ہو جو مصیبت کسیکو کیا معلوم

ابھی تو فتنے ہی برپا کئے ہین عالم مین
اٹھائین گے وہ قیامت کسیکو کیا معلوم

جناب داغ کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھپے ہوئے ہین یہہ حضرت کسیکو کیا معلوم

ردیف نون

آپ جنکو ہدفِ تیرِ نظر کرتے ہین
رات دن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہین

اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہین
گدگدی دل مین حسینون کے مگر کرتے ہین

غیر کے سامنے یون ہوتے ہین شکوے مجھسے
دیکھتے ہین وہ اُدھر بات اِدھر کرتے ہین

دیکھکر دور سے دربان نے مجھے للکارا
نہ کہا یہہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہین

تھک گئی نامۂ اعمال کو لکھتے لکھتے
کیا فرشتون کا بُرا حال بشر کرتے ہین

ابھی غیرون سے اشارون مین ہوئی ہین باتین
دیکھتے دیکھتے آپ انکھون مین گہر کرتے ہین

در و دیوار سے ہی شک مجھے آتا ہو
غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہین

اُنسے پوچھے جو کوئی خاک مین ملتے ہین کہان
وہ اشارا طرفِ راہ گذر کرتے ہین

ایک تو نشہ مے اُسپہ نشیلی آنکھین
ہوش اُڑتے ہین جدہر کو وہ نظر کرتے ہین

عشق مین صبر و تحمل ہی کیا کرتے ہم
یہہ بہی کمبخت کسی وقت ضرر کرتے ہین

غیر کے قتل پہ باندہین یہہ بہانہ ہے فقط
کہینچ کر اور بہی پتلی وہ کمر کرتے ہین

حضرت داغ کو دلّی کی ہوا خوب لگی
رات دن عیش ہی جلسون مین بسر کرتے ہین

عذر آنے مین بہی ہی اور بلاتے بہی نہین
باعث ترک ملاقات بتاتے بہی نہین

منتظر ہین دم رخصت کہ یہہ مرجائے تو جائین
پہر یہہ احسان کہ ہم چھوڑ کے جاتے بہی نہین

سر اُٹہاؤ تو سہی آنکہہ ملاؤ تو سہی
نشہ مے بہی نہین نیند کی ماتے بہی نہین

کیا کہا پہر تو کہو ہم نہین سنتے تیری
نہین سنتے تو ہم ایسون کو سناتے بہی نہین

خوب پردہ ہی کہ چلمن سے لگے بیٹہے ہین
صاف چہپتے بہی نہین سامنے آتے بہی نہین

مجہسے لاغر تری آنکہون مین کٹکتے تو رہے
تجہسے نازک مری نظرون مین سماتے بہی نہین

دیکہتے ہی مجہے محفل مین یہہ ارشاد ہوا
کون بیٹہا ہی اُسے لوگ اٹہاتے بہی نہین

ہو چکا قطع تعلق تو جفائین کیون ہون
خبکو مطلب نہین رہتا وہ ستاتے بہی نہین

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیون جیتے ہو
جان پیاری بہی نہین جان سے جاتے بہی نہین

چوٹ کہانا دل حزین نہ کہین
در در بہٹکیگا کہین نہ کہین

کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
جی بہل جائیگا کہین نہ کہین

ہر کدورت بہری ہوئی ہمین
آسمان پر بہی ہو زمین نہ کہین

حال پہلو بچا کے لکھا ہے
تاڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین

یہہ تو کہیئے کہ رات کی باتین
آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

جنکو حورین بیان کرتے ہین
خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین

مجھکو گریان اُٹھا نہ محفل سے
بیٹھہ جائے ابھی زمین نہ کہین

کیون کہین تجھہ سے آرزوئین ہم
فائدہ کیا کہین کہین نہ کہین

لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر
گر پڑے شوخ نازنین نہ کہین

نہ کرو امتحان مہر و وفا
آئے اِس جھوٹ پر یقین نہ کہین

موت اُسی آستان پہ آجائے
صرف سجدہ ہو پھر جبین نہ کہین

آپ کی گفتگو کا کیا کہنا
چار باتین ہی دلنشین نہ کہین

غیر دیتا ہی کیون مجھے ساغر
سانپ ہو زیر آستین نہ کہین

ہجر مین ہی خیال اسکا ہی
کسمسا جائے ہمنشین نہ کہین

قتل جسکا تہین ہی مدّ نظر
وہ گنہگار ہون ہمین نہ کہین

وہ رکاوٹ اسے ہی سمجھین گے
دم رُکے وقت واپسین نہ کہین

دم بخشش بھی یون ترے مُنہ سے
نکلے بیساختہ نہین نہ کہین

رشک یہہ بھی ہی صبر پر میرے
غیر کہہ بیٹھین آفرین نہ کہین

تیرے عاشق ہین کافر و دیندار
ایک ہو جائے کفر و دین نہ کہین

داغ پھرتا ک جہانک کرتے ہین

اب گہرے اب پہنسے کہین نہ کہین

اے فلک مورِ دِعتاب ہون مین — وصل سے خاک کامیاب ہون مین
تم مین یہہ وصف ہے کہ ہو بیداغ — مجھہ مین یہہ عیب بے حجاب ہون مین
دیکھے خط کون انتظار کرے — اپنے قاصد کے ہمرکاب ہون مین
جب ملا رہنما تو یہہ جانا — رہبرِ راہِ ناصواب ہون مین
کیون کسی زلف کی بلا مین پہنسون — کیون گرفتارِ پیچ و تاب ہون مین
کیون کسی چشمِ مست کو دیکھون — مفت آلودہ شراب ہون مین

داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان
خاک پائے ابو تراب ہون مین

جینے چاہا جو تمہین اسکا گنہگار تو ہون — مگر اتنا ہی سمجھہ لو کہ وفادار تو ہون
عمر بھر آپ نے مجھکو کبھی اچھا نہ کہا — خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہون
یا خدا پرسشِ اعمال کا دیتا ہون جواب — بات کا ہوش کسے ہے ابھی ہشیار تو ہون
مے و معشوق سے انکار نہین اے زاہد — عاشقِ زار تو ہون رندِ قدح خوار تو ہون
گو مرے پاس نہین غیر متاعِ کاسد — مین تماشائی انداز خریدار تو ہون
ابھی کیا جانے کوئی مجھکو تمہارا شیدا — کوئی دن اور بھی رسوا سرِ بازار تو ہون
گو مری وضع نہین یہ کہ ملون غیر سے مین — تابعِ حکم جفاکار و ستمگار تو ہون
کیا گذر جائے تجھے رات یونہین بے کھٹکے — بزم مین گل نہ سہی مین نہ سہی خار تو ہون

تاب نظارۂ انوار تجلی نہ سہی | میری ہمت ہی کہ مین طالبِ دیدار تو ہون

داغ

مرنے نہین دیتا مجھے رشکِ اغیار
ورنہ مرجاؤن ابھی جان سے بیزار تو ہون

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین | جسنے کچھ نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین
خوفِ محشر سے وہ کب ترکِ جفا کرتے ہین | بہت اسطرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہین
خوب خوشامش گذرا اہلِ صفا کرتے ہین | نہ خفا ہوتے ہین ایسے نہ خفا کرتے ہین
ایک انداز سخن طرزِ شکایت ٹھہری | ہم جدا کرتے ہین شکوے وہ جدا کرتے ہین
پوچھتا ہی جو مزاج اپنا کوئی فرقت مین | مُنہ سے اتنا ہی نکلتا ہی دعا کرتے ہین
کچھ تعلق تو رہے شکوۂ بیجا ہی سہی | نہ کیا تمنے گِلا اسکا گِلا کرتے ہین
یا الٰہی مرے دربان سے وہ پوچھے اگر | کون ہی کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہین
ہات سے قتل نہ وہ پانون سے پامال کرین | گہری مین بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہین
ہم حسینون کی جو تعریف کرین کیا ضد ہے | وہ طرفداری ارباب وفا کرتے ہین
پرسشِ روزِ محشر سے ڈرین کیون عاشق | یہہ خطاوار تو بندے کی خطا کرتے ہین
تمکو بیمارِ محبت سے بھی عار آتی ہے | ہم تو اچھون کے لئے روز دعا کرتے ہین
اپنے کوچے مین نہ کیجے مری مٹی برباد | آپ ہی خاک اُڑاتے ہین یہہ کیا کرتے ہین
دستِ مژگان کا اشارہ ہی کہ رسوا کیجے | انہین ہاتون سے وہ انگشت نما کرتے ہین
اب یہی ضد ہی کہ ہم قتل کرین گے تجھکو | وہ تو ہر بات مین اپنا ہی کہا کرتے ہین

اُنکو پروا نہین کیون دل کے خریدار نہین
مُفت کے قصّہ ہی وہ مُول لیا کرتے ہین

آپ کے عشق مین جو مجھکو نہ کرنا تھا کیا
دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین

صبر کرنے کا ہمارے یہی یہی ہے انداز
آپ جسطرح سے پیمان وفا کرتے ہین

سچ کہا تذکرۂ غیر سے کیا حاصل ہے
اِک تماشے کے لئے چھیڑ دیا کرتے ہین

جان بلب جان کے مجھکو یہہ پیام آیا ہے
لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہین

داغ کا رشک سنا غیر سے اُسنے تو کہا
اُنکی تقدیر مین جلنا ہے جلا کرتے ہین

ہم دل کی بات داور محشر سے کیا کہین
یہہ راز کہہ کے اُس بت کافر سے کیا کہین

آشوب حشر اُس بت خودسر سے کیا کہین
محشر کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہین

گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاؤ گے
یہہ مانتا نہین دل مضطر سے کیا کہین

بنتی نہین ہے بات مصیبت کہے بغیر
کہتے ہین ہم کہ داور محشر سے کیا کہین

ہے میکدہ مین قلقل مینا کی یہہ صدا
ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہین

سمجھے ہو تم کہ غیر کے شکوے ہین ایکدو
یہہ داستان کم نہین دفتر سے کیا کہین

دل بر اشارہ فہم ہے دشمن نگاہباز
ہم چپکے چپکے ہین دل مضطر سے کیا کہین

لب تک اُمنڈ اُمنڈ کے تو آتی ہین حسرتین
چلتی نہین زبان ترے ڈر سے کیا کہین

تم اور کان رکھکے سنو بات غیر کی
مجبور ہو گئے ہین مقدر سے کیا کہین

دل کا فسانہ کس سے کہین ہائے فراق
دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہین

کوئی کرے سوال تو کچھہ دیجیے جواب
بت بنگئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہین

سنتا ہے وقتِ ذبح یہہ کب اپنی بیکسی
قاتل سے کہہ ہی سکتے ہین خنجر سے کیا کہین

یہہ ہمکو ناگوار ہے وہ اُسکو ناگوار
دلبر سے کیا سنین دلِ مضطر سے کیا کہین

کہتے ہین وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھہ
حیران ہم کھڑے ہین گھڑی بھر سے کیا کہین

دل مین ہمارے آپکی جو چبھہ گئی ہے بات
پیکان سے بڑھکے تیر ہے نشتر سے کیا کہین

نادان رہنمائے رہِ شوق ہو گیا
منزل مین جو ملا ہے وہ رہبر سے کیا کہین

ہوتی صفائے دل تو بناتا نہ آئینہ
جوہر اس آئینے کے سکندر سے کیا کہین

بے وجہ ان بتون کی خموشی نہین ہے **داغ**
کیا جانے کل یہہ داورِ محشر سے کیا کہین

مجھے دل کی ایذا سے راحت نہین
پرانی مصیبت سے فرصت نہین

بہت وہ ورا ایسی قیامت نہین
مگر انکو وعدے کی عادت نہین

غمِ دو جہان بھی ہے کافی مجھے
مگر آدمی کو قناعت نہین

نظر کہائے جاتی ہے عشاق کی
حسینون کو دنیا مین راحت نہین

بڑی کشمکش مین ہے عہد و وفا
کبھی ہے کبھی انکی نیت نہین

اٹھا کر مری نعش اُسنے کہا
کوئی اس سے بڑھکر مصیبت نہین

یہان منصفی حشر پر منحصر
وہان فیصلے کی ضرورت نہین

ستا ہجر مین دل سنگ سخت
کچھہ اپنون کو اپنے الفت نہین

یہہ دل ہے یہہ حسرت یہہ ارمان ہے — مری جان حاضر مین حجت نہین
مزاج آپکا ہے مزاج آج کل — پرائی طبیعت طبیعت نہین
تری آرزو جسکو ہے اُنکو ہے — خدا کی قسم ہمکو حسرت نہین
بظاہر اُٹہانا مجھے بزم سے — اشارے سے کہنا اجازت نہین
ہوا توبہ مے سے مین جان بلب — عداوت ہے یہہ ترک عادت نہین
قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو — کوئی امین رُکنے کی آفت نہین
وہ یا نامہ بر نے یہہ آکر جواب — اُنہین بات کرنے کی فرصت نہین
زمین مین گڑا شرم عصیان سے مین — بچانو کہ محشر مین تربت نہین

قطعہ

کہا دل سے مینے اِسے یاد رکھہ — اُنہین تجھہ سے نفرت ہے الفت نہین
وہان بے نیازی ہے ہر شان مین — وہان خود نمائی سے فرصت نہین
وہ کیون وعدہ وصل پورا کرین — یہہ اقرار ہے کوئی منت نہین
وہ کیون جذب دل سے ہون اندیشہ مند — محبت ہے کوئی کرامت نہین
وہ کیون ہون داغ جگر سے ڈرین — کہ یہہ آفتاب قیامت نہین
وہ کیون چشم پرخون کی دیکہین بہار — یہہ رونا ہے باران رحمت نہین
وہ کیون سنکے پی جائین غیرون کی بات — یہہ ہین زہر کے گھونٹ شربت نہین
وہ کیون عشق ظاہر کو باور کرین — حقیقت مین کچھہ بھی حقیقت نہین

وہ کیون جوشِ مشتاق پر رحم کہائین — عدو کے مرض کی یہہ شدت نہین
وہ کیون دیکھین صورت اٹہا کر نگاہ — یہہ کیا بار نماز و نزاکت نہین
وہ کیون مول لین جنس دل کیا غرض — کہ اس شئے کی اُنکو ضرورت نہین
وہ کیون شکوۂ رنج فرقت سُنین — شکایت ہے یہہ کچہہ حکایت نہین
وہ کیون نکرنہ دین جھڑکیان گالیان — کہ عاشق مزاجون کی عزت نہین

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

دیا دل نے مایوس ہو کر جواب
نہین **داغ** اب کوئی حسرت نہین

مظہرِ نورِ دین معین الدین رح — آفتابِ زمین معین الدین رح
خواجۂ خواجگانِ ہندوستان — بے گمان بالیقین معین الدین رح
سرورِ انبیا رسول اللہ — حامیِ مسلمین معین الدین رح
مین ترے آستان کا خاک نشین — تو مرا دلنشین معین الدین رح
المدد المدد کہ تیرے سوا — کوئی میرا نہین معین الدین رح
درِ فردوس پر ہو آپکا ہات — اور یہہ آستین معین الدین رح
وہ جہان ہے وہین ہے دل میرا — مین جہان ہون وہین معین الدین رح

داغ تیرا ہی دم بھرے جائے
تا دمِ واپسین معین الدین رح

جو یکدلی ہو تو ہو بات کا یقین بے یقین — کہانے ہان ہے مرے مہربان نہین سے نہین

تری گلی کے مقابل جو لائین حسنت کو
سکان سکا نسے کرے روکشی کمین سے کمین

علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا
نصیب ہو تو ملون غیر کی جبین سے جبین

ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے
مٹا سکے نہ سلیمان ہی اس نگین سے نگین

تمہارے سامنے یہہ آئینے کی صورت ہے
کہ جسطرح سے کرے لاگ ہر حسین سے حسین

وہ کیون بلائین مجھے اپنی بزم عشرت مین
غرض کسے جو کوئی ہفت ہو خرین سے خرین

صفائے دل ہو تو ہو پیدا رکیون تقریر
یہہ باتین آپ کی ہمنے چناں چنین سے چنین

درِ صنم سے گیا منہہ اٹھائے کعبے کو
اڑا کے لیگئی وحشت مجھے کہان سے کہان

پڑا ہے تفرقہ کیا دل مین اور دلبر مین
ہزارون کوس ہو گر ہو بہت قریب سے قریب

نشانہ دل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر
نگہہ کے تیر کو چلنا پڑا یہین سے یہین

غزل مین داغ کی مضمون ہین خاکساری کے
نہین ہے پست ان اشعار کی زمین سے زمین

اڑائی خاک تیری جستجو مین ہر کہین برسون
پھری ہے آسمان نیکر مرے سر پر زمین برسون

نہ آیا ہے نہ آئے انکے وعدے کا یقین برسون
یونہین ہے آجکل ساون مگر ملتے نہین برسون

برا ہو خبذہ دل کا اسے کیون کہ پہنچ لایا تہا
کہ آنکہون سے دیا ہمنے پائے ناز مین برسون

کسی کوچے مین جب ہم اپنی صورت دیکہہ لیتے ہین
لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ زمین برسون

نہ آنکہون کا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے پیہم
وہ خود مختار ہین ٹہہرین کہین دم بھر کہین برسون

ہوا ہے جان کا خواہان کوئی ایسا نہین سکتی
رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امین برسون

کسی رشید کے پاؤن پر کہا تہا سر اکرن — مثال ماہ چمکی ساتہہ قسمت کے جبین برسون
تہہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی میں نے — لب دشمن سے ہی نکلی صدائے آفرین برسون
نہین تہا تو ہی تہا وہ بیوفا آغوش دشمن مین — کہ میری بدگمانی نے اُسے رکہا وہین برسون
جنون کو بہی تو میسا مان نہین دیکہا گیا ہمسے — رہی ہر دست وحشت مین ہماری آستین برسون
یہین رہنا یہین سہنا یہین مرنا یہین جینا — یہی ہے یہی سر ہو گزرینگے یہین برسون
کسی نازک بدن کی ایکدن خوشبو جو سونگہی تہی — اسی حسرت مین سونگہا ہمنے عطر آگین برسون
مرے آنسو مگر کیون نکلین دیدۂ تر سے — کہ آنکہون مین پہری ہے آنکے کوچہ کی زمین برسون
تڑپتے جسنے دیکہا اس دل بیتاب کو دم بہر — رہا ہے ہول دل مین مبتلا وہ ہمنشین برسون
صفائی اسکو کہتے ہین اسی پر ناز ہے تمکو — کہ درد سینہ کر دل سے نکلتی ہی نہین برسون
مجہے رکہا ہے ایسا زندہ در گور اُسکی فرقت نے — زمین پر یون رہا گویا رہا زیر زمین برسون

خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دلنشین برسون

حال دل تجہسے دل آزار کہون یا نکہون — خوف ہے مانع اظہار کہون یا نہ کہون
نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو — آسمان کو بہی ستمگار کہون یا نکہون
آخر انسان ہون مین صبر و تحمل کب تک — سیکڑون سنکے بہی دو چار کہون یا نکہون
بات کیون رکہتے ہو منہہ پر مرے مطلب کیا ہے — باعث رنجش و تکرار کہون یا نکہون
تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچہہ بحث نہین — جو ہے کہنا مجہے سو بار کہون یا نکہون

مجھسے قاصد نے کہا سُنکے زبانی پیغام
یہی کہنا تو ہو دشوار کہون یا نکہون

کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
مجھکو کیا حکم ہو سرکار کہون یا نکہون

فکر ہو سوچ ہو تشویش ہو کیا کیا کچھ ہو
دل سے ہی عشق کے اسرار کہون یا نکہون

آپ کا حال جو غیرون نے کہا ہو مجھ سے
ہین مرے کان گنہگار کہون یا نکہون

نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

داغ ہو نام مرا برق طبیعت میری
گرم اس طرح کے اشعار کہون یا نکہون

مقتضاے وقت کا پابند ہر حالت مین ہون
مین نہین ہستی مین ہون تو آسمان وقت مین ہون

ایک مین دل کے نہونے سے ہزار آفت مین ہون
غم مین ہون ماتم مین ہون حیرت مین ہون حسرت مین ہون

ہوش جب آیا تو یہہ جانو قیامت آگئی
زندگی میری جبھی تک ہو کہ مین غفلت مین ہون

کیون ہوا جاتا ہو دل پران بتون کا اختیار
مین تو یا اللہ تیرے قبضۂ قدرت مین ہون

جلوۂ دیدار کو ہو خود نمائی سے غرض
اور مین کمبخت بیخود شوق کی حالت مین ہون

پند گو تیری سنون کیا اس ہجوم شوق مین
چھیڑنا یہہ تذکرہ اُسوقت جب فرصت مین ہون

ہین زمانہ مین ہزارون چاہنے والے مرے
آپکا بندہ ہون جبتک آپکی خدمت مین ہون

خار و اسیر ہین اہل وطن سے ہی ہوا
مین غریب اہل وحشت وادی غربت مین ہون

وجہ تسکین ہو گیا فرقت مین آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہین طاقت بڑی راحت مین ہون

چارہ گر اس زندگی سے موت بہتر ہو مجھے
اب اگر اچھا بھی ہون مین تو بڑی مدت مین ہون

شاہ میرا قدردان احباب میرے مہربان
مین دکن مین جب سے ہون اے داغ اک جنت مین ہون

زلفین رخسار پر نہ آئین کیون — اُنکے پیچھے پڑین بلائین کیون
غیر باتون مین زہر اُگلتا ہے — اُسکی جھوٹی قسم پلائین کیون
اپنی عادت نہین یہ اے غم عشق — ہم بڑھا کر تجھے گھٹائین کیون
بدگمان ہون جب امتحان کے بعد — پھر کسیکو وہ آزمائین کیون
جھوٹی قسمین بہت ہین کہانیکو — میرے مرنے کا غم وہ کھائین کیون
مست و بیخود رہے زمانے مین — دیکھے اچھی بُری ہوائین کیون
مے اگر تیز ہے تو اے ساقی — آگ پانی مین ہم لگائین کیون
جب تڑپتا ہے کوئی کہتے ہین — برچھیان بنکین ادائین کیون
آج غیرون کے شکوے ہوتے ہین — آپ ایسون کو منہ لگائین کیون

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پر ورد مین صدائین کیون

دُور ہی دُور سے اقرار ہوا کرتے ہین — کچھ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہین
مٹ گئے ہم تو فقط نام ہی اُسکا سنکر — دیکھکر جنس خریدار ہوا کرتے ہین
دو دِل سلسلۂ عشق بنا ہی تو گیا — کہین معشوق گرفتار ہوا کرتے ہین
آپ کی بزم محبت کی عدالت ٹھیری — روز دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہین

وہ نمانین گے مری مین یہہ نمانوگا کبھی
حسب عادت یونہین انکار ہوا کرتے ہین

بادہ کش معصیت شب سے بری خوب ہوئے
کچھہ یونہین صبحکو ہشیار ہوا کرتے ہین

کوئی سنتا ہی ہو یہہ پند و نصیحت ناصح
آپ کیون کہکے گنہگار ہوا کرتے ہین

بوسہ دیدیجئے لعل نمکین کا مجھکو
جان نثار ایسے نمکخوار ہوا کرتے ہین

مین بُرا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب
منتخب کیون مرے اشعار ہوا کرتے ہین

بھاگتے ہی نظر آتے ہین تری آنکھون سے
لڑنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہین

چشم بیمار کے دیکھے سے ہوئی یہہ صحبت
جو ہین اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہین

تیغ بہاری ہو وہ نازک ہین مری عمر دراز
مشورے قتل کے ہر بار ہوا کرتے ہین

داغ نے خطِ غلامی جو دیا فرمایا
ایسے ہی لوگ وفادار ہوا کرتے ہین

دیکھین تو کیسے فتنہ ہین نیچی نگاہین
آئینہ رکھدے کاش کوئی اُنکی راہ مین

دیکھو بُرا نہو دلِ گم گشتہ راہ مین
میری نگاہ مین نہ تمہاری نگاہ مین

اُمیدوار رحمتِ باری ہون اسقدر
ہوتا ہون مین شریک پرائے گناہ مین

کس فتنہ گر کی چال نے بیتاب کر دیا
نقش قدم ہی دوڑتے پھرتے ہین راہ مین

وہ شوق وصل و رنگ تمکین ہی مٹ گیا
عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ مین

یوسف غلام بنکے بکے جائے ننگ ہے
سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تھا چاہ مین

تقدیر کو جب آگ لگاتا ہے سوزِ عشق
ہوتی ہے روشنی مرے بختِ سیاہ مین

پھینکے جو کاٹ کر کسی اغیار کے ہات پاؤن
کانٹے بچھائے آپ نے دشمن کی راہ مین

ہوتی ہی دیکھنے کے لئے آنکھ مین نگاہ
دیکھو تمہاری آنکھ ہے میری نگاہ مین

کرتے ہین یون بگڑ کے مرے باب مین سوال
جرأت جواب کی نہین رہتی گواہ مین

محشر مین کس طرف سے یہہ آنے لگی صدا
آتا ہو جسکو آئے ہماری پناہ مین

دل ہی کہین جمے تو ہمارا قدم جمے
اک پانون تکیہ دہ ہین تو اک خانقاہ مین

جو پیچ پڑ گئے تھے وہ سارے نکل گئے
اب گفتگو رہی مری اُنکی نباہ مین

ہنگام شکوہ خوف بٹھانے سے فائدہ
تم خود ہی بیٹھ جاؤ دل دادخواہ مین

ہم دوسرے کو دیکھ نہین سکتے اُنکے پاس
کیا آگیا ہی فرق ہماری نگاہ مین

بجلی گری کہ آہ پڑی بادہ خوار کی
ہلچل پڑی ہوئی ہی عجب خانقاہ مین

کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پر رہا
اک بوند بھی لہو کی نہین قتلگاہ مین

کیون داغ دہلوی کی زبان مستند نہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تخت گاہ مین

خواب راحت سے وہ بیدار ہوئے ہین کہ نہین
فتنہ حشر کے آثار ہوئے ہین کہ نہین

ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کم سن تھے
دیکھیے قابل انکار ہوئے ہین کہ نہین

اب ہی غماز مرض عشق و محبت کی دوا
کبھی پہلے بھی یہہ آزار ہوئے ہین کہ نہین

شاہد حال ترے دیدہ و دل ہین میرے
ان گواہون کے بھی اظہار ہوئے ہین کہ نہین

بوسہ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو
نیلگون چاند سے رخسار ہوئے ہین کہ نہین

تیرے جلوہ نے دورنگی سے کیا ہی یکرنگ
متفق کافر و دیندار ہوئے ہین کہ نہین

گھر سے نکلین نہ کبھی پوچھہ نہ لین وہ جبتک
جمع دس بیس خریدار ہوئے ہین کہ نہین

وعدہ مہر و وفا یہہ تو ہمہ معمولی بات
ہمسے کچھہ اور بھی اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب جو تو مجھکو پہناتا ہی بتا اے صیاد
کچھہ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہین کہ نہین

بادہ عشق مین سرشار جو ہین اے واعظ
ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہین کہ نہین

آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی
وہ بھی ہشیار خبردار ہوئے ہین کہ نہین

میری آنکھون سے ذرا جانچیے اپنی قیمت
آپ بھی اپنے خریدار ہوئے ہین کہ نہین

داغ اس فکر مین دن رات گہلا جاتا ہے
مجھہ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہین کہ نہین

چھین کر دل بت خود کام لئے جاتے ہین
لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہین

نظر آتا ہون نہ اُس بزم سے اُٹھہ سکتا ہون
ناتوانی سے بڑے کام لئے جاتے ہین

مر گیا کون شب وصل کی اُمید مین آج
کسکا تابوت سرشام لئے جاتے ہین

گرچہ دیتے ہین زبان سے وہ شکایت کا جواب
دل مین کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہین

نامہ بر ایک بھی سچا نہین دیکھا ہمنے
سیکڑون مفت کے انعام لئے جاتے ہین

شکوہ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سُنا
پھر وہی آپ مرا نام لئے جاتے ہین

جب تصور مین کوئی پردہ نشین ہوتا ہی
دل سے آنکھون کے بہت کام لئے جاتے ہین

عشق کرتا ہی مرے دل کی صفائی کیا کیا
ایسے مہمان سے بھی کام لئے جاتے ہین

مُول جنّت کا ہوا نقد عبادت زاہد
ہم کہیں دام لئے جاتے ہیں

دل نے جو ہم سے کہا ہے وہ ادا کرتا ہے
اپنا ہم آپ ہی پیغام لئے جاتے ہیں

کیا مزا ہے کہ شکایت میں مزا آتا ہے
خود وہ الزام پر الزام لئے جاتے ہیں

میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا
کہ چھپائے ہوئے وہ جام لئے جاتے ہیں

پہلے تو ایسے وفادار کو آزاد کیا
مُول اب **داغ** کے ہمنام لئے جاتے ہیں

صاف کب امتحان لیتے ہیں
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں

یوں ہی منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہیں

تم تغافل کرو رقیبوں سے
جاننے والے جان لیتے ہیں

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہیں

اب بھی گر پڑ کے ضعف سے نالے
سا توان آسمان لیتے ہیں

تیرے خنجر سے ہی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہیں

اپنے بسمل کا سر ہے زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہیں

یہہ سزا ہے مرے لئے ملوا
اک مرے مہربان لیتے ہیں

یہہ نہ کہہ ہمسے تیرے مُنہ میں خاک
اسمیں تیری زبان لیتے ہیں

کون جاتا ہے اُس گلی میں جسے
دُور سے پاسبان لیتے ہیں

منزل شوق طے نہیں ہوتی
ٹھیکیاں ناتوان لیتے ہیں

کر گذرتے ہین ہو بُری کہ بھلی
دل مین جو کچھہ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اِک بات مین نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہو کے یہہ کہو تو سہی
آسے امتحان لیتے ہین

داغ بھی ہے عجیب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

نادان ہے دوست کچھہ خبر نیک و بد نہین
مجھہ بیگناہ پر یہہ ستم جسکی حد نہین

یہہ کیا کہا کہ غیر کو تجھہ سے حسد نہین
بنجاؤ تم گواہ تو اِسکی سند نہین

بندیکو آسرا ہے فقط اُسکی ذات کا
اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہین

تجھسا ہی بلکہ تجھسے بھی اچھا ملیگا اور
تو اِس صنمکدہ مین صنم ہے صمد نہین

ہمکو ملے تو لطف رہے ایجناب خضر
گردش زدونکو لذّتِ عمرِ ابد نہین

ہم کس شمار مین رہے ہو کر خمیدہ پشت
یہہ حرف ہمزہ وہ ہے کہ جسکا عدد نہین

کیا دیکھکر نہال ہون شمشاد و سرو کو
وہ بانکپن وہ چال وہ بوٹا سا قد نہین

بچ بچکے میری قبر سے چلتا ہے کیون عدو
عشرت سرائے خلد ہے کنج لحد نہین

کیا فرض ہے کہ ہو نبی آدم ہی مین رقیب
شیطان روسیاہ ہی تو لاوَلد نہین

وہ دل کہان کہ تیری محبت ہو دلنشین
کوئی بھی ایسی روح کے قابل جسد نہین

خون جگر کہان صف مژگان کے واسطے
افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہین

دشمن کو چار چاند لگے ہین تو کیا کرین
ہمکو کسی سے کینہ و بغض و حسد نہین

کینہ کرر ہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال
وہ بحر پھر ہی خاک اگر جزر و مد نہین

وہ امتحان کرین تو سہی سوزِ عشق کا
اے داغ داغِ دل سے زیادہ سپند نہین

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین
جانے والی چیز کا غم کیا کرین

مر کر ہجر مین پائی شفا
ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کرین

اپنے ہی غم سے نہین ملتی نجات
اس بنا پر فکرِ عالم کیا کرین

ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی
رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین

کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین
دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین

دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

معرکہ ہر آج حسن و عشق کا
دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین

آئینہ ہر اور وہ ہین دیکھیے
فیصلہ دونون یہہ باہم کیا کرین

آدمی ہونا بہت دشوار ہر
پھر فرشتے حرص آدم کیا کرین

تند خو ہے کب سنے وہ دلکی بات
اور یہی برہم کو برہم کیا کرین

حیدرآباد اور لنگر یاد ہر
اب کے دلّی مین محرّم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش مجھ سے داغ
تیری قسمت ہر بری ہم کیا کرین

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین
تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہین

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہین
وہ نظرین نہین جنکو ہم دیکھتے ہین

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہین
ہمین جانتے ہین جو ہم دیکھتے ہین

پھرے بتکدے سے تو اے اہل کعبہ
پھر آکر تمہارے قدم دیکھتے ہین

ہمین چشم بنیاد کہاتی ہی سب کچھ
وہ اندھے ہین جو جام جم دیکھتے ہین

نہ ایمائے خواہش نہ اظہار مطلب
مرے مُنہ کو اہل کرم دیکھتے ہین

کبھی توڑتے ہین وہ خنجر کو اپنے
کبھی نبض بسمل مین دم دیکھتے ہین

غنیمت ہی چشم تغافل بھی اُنکی
بہت دیکھتے ہین جو کم دیکھتے ہین

غرض کیا کہ سمجھین مرے خط کا مضمون
وہ عنوان و طرز رقم دیکھتے ہین

سلامت رہے دل بُرا ہی کہ اچھا
ہزارون مین یہہ ایک دم دیکھتے ہین

رہا کون محفل مین اب آنے والا
وہ چارون طرف دمبدم دیکھتے ہین

اُدہر شرم حایل ادہر خوف مانع
نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

اُنہین کیون نہو دلربائی سے نفرت
کہ ہر دل مین وہ غم اَلم دیکھتے ہین

جواب خطِ شوق لکھنا ہی مشکل
وہ گھبرا کے سگشافِ قلم دیکھتے ہین

نگہبان سے بھی کیا ہوئی بدگمانی
اب اُسکو ترے ساتھہ کم دیکھتے ہین

ہمین داغ کیا کم ہی یہہ سرفرازی
کہ شاہِ دکن کے قدم دیکھتے ہین

دل مفت لوں گزنہ دوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں
اسکے سوا ہی سوچ لوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

وصف لب عیسیٰ کروں تقریر سحر آگیں سنوں
ہو فرق اعجاز و فسوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

انعام ہے چاخط رسان تو میں سناؤں گا لیاں
اُسکو طمع مجھکو جنوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

دشمن کے طعنے جب سنوں کیونکر نہ میں دشنام دوں
بھجوائیگا دریائے خوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہے دو بدو
بہتر ہے یہہ بدتر ہے یوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

جو یہہ کہے اچھا ہے تو اُس سے کہوں چہ ماہے تو
کیونکر نہو حالت زبوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

دیکھا جو انداز صبا لائی خبر دل نے کہا
میں منکر فال و شگوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

کرتا ہے واعظ ہجو مے کہتا ہوں میں ہے خوب شے
کیونکر نہو حجت فزوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

کہتا ہے ناصح کر دوا مجھکو طپش میں ہے مزا
کسطرح دلکو ہو سکوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

کیا دیکھیے ہو وقت پر قاصد چلا ہے سو چکر
وہ یہہ کہے میں یوں کہوں وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

وہ چاہتا ہے فصل ہو میں چاہتا ہوں وصل ہو
اے داغ کس آفت میں ہو وہ یہہ کہے میں یوں کہوں

ہزار رنج و مصیبت کے دن گذارے ہیں
کبھی جو اُنکی قسمت تو دارے نیارے ہیں

خدا کی شان کریمی کا پوچھنا کیا ہے
غضب تو یہہ ہے گنہگار ہم تمہارے ہیں

ازل سے سوختہ قسمت رہے ترے عاشق
ستارے اُنکے نصیبوں کے کیا شرارے ہیں

گلہ کیا جو رقیبوں کا اُنسے فرمایا
تمہارے دوست ہی سب مدعی ہمارے ہیں

برُا نہ جان حسینوں کو مان اے واعظ
خدا گواہ یہہ بندے خدا کے پیارے ہیں

تمہاری چشم فسوں ساز سے نہیں شکوہ
ہمیں ہے خوب خبر جسکے یہ اشارے ہیں

بگڑ گئی ہے طبیعت بدل چکا ہے مزاج
نہ تم ہمارے ہو اب سے نہ ہم تمہارے ہیں

وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو
بُرے ہیں ہاں ہیں بھلے جیسے ہیں تمہارے ہیں

کہے نہ باب اجابت تو کیا کرے کوئی
بہت دُعا نے پکارا ہے ہاتھ مارے ہیں

بھٹکتے پھرتے ہیں آہیں تباہ ہیں نالے
رفیق دل کے سہارے ہے سہارے ہیں

ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانیں
کہ تمنے ایک زمانہ کے مال مارے ہیں

تری ادا جو تقاضا ہو تو کچھ نہیں پروا
ڈریں گے موت سے کیا دل کے جو کرارے ہیں

زمین پہ شک مہ و مہر ہیں حسین لاکھوں
فلک پہ دو ہی تو چمکے ہوئے ستارے ہیں

وہ تُند خو ہے تو ہو داغ کچھ نہیں پروا
مزاج بگڑے ہوئے سیکڑوں سنوارے ہیں

یہ لطف زہد و رندی ہے کہ سر قرعہ میں داخل ہوں
کوئی دن اُنمیں شامل ہوں کوئی دن اُنمیں شامل ہوں

وہ میں اس نرم ہستی میں غیر از اہل محفل ہوں
ہزاروں جان کی اک جان لاکھوں دل لاکھ اک دل ہوں

مزا ہے تجھ میں کیا اے سوز الفت واہ قایل ہوں
جگر ہی لوٹتا ہے اس تمنا میں کہ میں دل ہوں

ضعیفی پر جناب خضر کی کیا رحم آتا ہے
وہ جس منزل میں ہیں میں اُنسے آگے چند منزل ہوں

برابر کا نہ ہو کوئی تو لطف خود نمائی کیا
وہ کہتا ہے کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہوں

چھپایا تھا بہت کمبخت کو دُزدیدہ نظروں سے
پکارا اُٹھے پہلو میں جو حاضر ہوں میں دل ہوں

ترے لب پر زبان پر تیری میرا نام کیونکر آئے
اُسے بھی عار آتی ہے کہ کیوں جھوٹوں میں شامل ہوں

شکوہ بیدادِ تو ہم میرا بیقراری اُس سے بھی بدتر
ٹھہرنے کیلئے حسرت تڑپنے کے لئے دل ہون

نگاہِ شوق نے کی عرضِ حاجت وہ بھی ڈر ڈر کر
کبھی مانگا نہیں اپنی زبان سے مین وہ سایل ہون

زمانہ کیا ستائیگا فلک آزار کیا دیگا
مصیبت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہون

مجھے ساری بلائین ہجر کی شب دیکھنی ہونگی
جگا دے کیکے چٹکی درد دل جسوقت غافل ہون

نکمی چارہ گر ناحق کا صرفہ زہر دینے مین
جو مرنیکے نہین قابل تو کیا جینے کے قابل ہون

کہین میری دوانی ہی کہین افتادگی میری
کہین مین آپ دریا ہون کہین میرا کنارا ساحل ہون

وہان اہل ریا ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی
نہ جنت میرے قابل ہی نہ مین جنت کے قابل ہون

کرے تو پا بجولان اپنے ہاتون سے جو خود جنکو
جنون کو بھی یہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہون

ترا کوچہ اگر فردوس ہی تجھکو مبارک ہو
مجھے کیا فائدہ کیون جیتے جی جنت مین داخل ہون

محبت اور پھر میری محبت چھپ سکے کیونکر
وہان اثبات پر اثبات ہی مین دل مین قایل ہون

خدا کی مہر ہی شاہِ دکن کی قدر دانی ہے
کہ مین آرام سے خوشحال ہون اہی **داغ** خوشدل ہون

جہان ہون جسجگہ ہون ہمدم اصحاب کامل ہون
نظر انکو نہین مو منہین مین زبان ہو سنہین مین دل ہون

کہٹکتا ہون ہر اک کو کیا شریک اہل محفل ہون
کہان بیٹھون کہان اٹھون الٰہی کسکے شامل ہون

جسے مین راہ پر لاؤن مجھے وہ راہ پر لائے
کہین مین ہادی منزل کہین گم کردہ منزل ہون

جو تو ہو خود نما تو مین ہی ہون آئینہ عرفان
مخاطب مجھکو مطلب ہو مقابل ہو سے مقابل ہون

پتے کی کہہ رہا ہون سچی سچی بیخودی مین ہی
عجب مجذوب سا لگتا ہون عجب ہشیار غافل ہون

محبت کی نشانی دفتر عالم مین ہر مجھ سے
نہ کوئی مدزاید ہون نہ کوئی حرف باطل ہون

خدا نے خیر کر لی بچگئی دربان سے غرت
یہی کہنا پڑا کچھہ مانگنے آیا ہون سایل ہون

ذرا سے ضبط غم پر یہہ شکایت ہونے لگتی ہی
مجھے جسطرح چاہے رکھہ ترا قیدی ترا دل ہون

نہ روکے سے رکے وہ چلتے چلتے کہہ گئے یہہ بھی
ٹھہر جاؤن جو ٹھہرانے سے کیا مین پکا دل ہون

کبھی جینے کی تدبیرین کبھی مرنیکے سامان ہین
کبھی اپنا مسیحا ہون کبھی مین اپنا قاتل ہون

کیا اقرار جرم عشق اُنکے شاد کرنے کو
اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قایل ہون

کہان کی داد خواہی حشر مین جب یہہ کہا اُسنے
ترا جی چاہتا ہی مین گنہگارون مین داخل ہون

اِسیکو اتحاد عاشق و معشوق کہتے ہین
پکار اُٹھتا ہی خود مجنون کہ مین لیلے محمل ہون

زمین سے آسمان تک جاتے ہین جانے والے
مجھے دیکھو کہ مین اپنے کئے سے آپ غافل ہون

بنا جاتا ہی محشر ہی تو مقتل کیا تماشا ہی
ہر اک کو آرزو ہی کشتہ انداز قاتل ہون

چراتا ہون نگاہ یاس و حسرت ورنہ اے قاتل
تجھے بھی اک اشارے مین لٹا دون مین وہ بسمل ہون

خدا جانے فلک کو داغ مجھ سے کیون عداوت ہے
کسی فن مین نہ لایق ہون نہ فایق ہون نہ کامل ہون

جل کے ٹھنڈے ہوئے ترے غم مین
ہمکو جنت ملی جہنم سین

کچھہ ترا شوق کچھہ تری حسرت
اور رکھا ہی کیا اب ہم مین

عرق آلودہ رخ ترا شب وصل
غرق ہے آفتاب شبنم مین

کیا اِسی ناز کی یہ دعوی ہی
آپ پھرتے ہین چشم عالم مین

چل گئی چال آپ کی ہمپر — سیدھے سادے تھے آگئے دم مین
ہوگیا عید اُن کو میرا سوگ — قہقہے اُڑ رہے ہین ماتم مین
رُو سیاہی گئی نہ اے زاہد — ڈوب مرنا تھا چاہِ زمزم مین
بزم دشمن مین کسطرح مرتا — موت آتی نہین جہنم مین
دل کی قیمت بہت ہی نیم نگاہ — یہہ تو آئے گا اِس سے بھی کم مین
دل کو آشفتگی نے کیون گھیرا — یہہ بھی ہو جمع زلفِ برہم مین
جسسے دیکھی ہی ہمنے تیری پلک — پڑگیا بال چشم پُرنم مین
اب عنایت ہی کیون خدا کے لئے — کون سی بات بڑھ گئی ہم مین

داغ

کو وہ جلا کے کہتے مین
ہمنے روشن کیا ہے عالم مین

شکر بھی ٹھیرا شکایت مین کرون تو کیا کرون — بات کرنی ہی قیامت مین کرون تو کیا کرون
کردیا مجبور اِس عاشق مزاجی نے مجھے — آہی جاتی ہی طبیعت مین کرون تو کیا کرون
جتنی باتین کام کی تھین کرگئے سب اہلِ عشق — نوکِ رفتارِ محبت مین کرون تو کیا کرون
اِلتجائین جسقدر تھین اُس بُت کافر سے کین — اَب خدا سے عرضِ حاجت مین کرون تو کیا کرون
اُنکو عادت جور کی ہی وہ کرین تو کیا کرین — ترکِ عادت ہی عداوت مین کرون تو کیا کرون
پا برہنہ دشت ویران دُور منزل راہ سخت — تو بتا اے شامِ غربت مین کرون تو کیا کرون
دل تو ہی اُنکی نظر مین کیا بہانہ چل سکے — دو ستو حاضر ہی حجت مین کرون تو کیا کرون

میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفا یہہ شخص تہا
بے مروت سے مروت مین کرون تو کیا کرون

یہہ کسی نے سچ کہا ہی بندگی بیچارگی
شکوۂ آزار قسمت مین کرون تو کیا کرون

مجھہ سے فرماتے ہین وہ یہہ تو خدا کا کام ہی
تیری تسکین طبیعت مین کرون تو کیا کرون

ہوش ہی جاتے رہین تو آدمی کیا کر سکے
دیکھہ لون جب اچھی صورت مین کرون تو کیا کرون

دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچھہ ہو قبول
جاکے مسجد مین عبادت مین کرون تو کیا کرون

دل نے کی ہی جو خطا اپنے کئے کو پائیگا
ایسے مجرم کی شفاعت مین کرون تو کیا کرون

ضبط غم بہی ناصح مشفق کیا دو چار دن
اور اگر حضرت سلامت مین کرون تو کیا کرون

کر دیا شاہِ دکن نے داغ مستغنی مجھے
آرزوئے جاہ و دولت مین کرون تو کیا کرون

اِس اَدا سے وہ جفا کرتے ہین
کوئی جانے کہ وفا کرتے ہین

یون وفا عہد وفا کرتے ہین
آپ کیا کہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو چھیڑوگے تو پچھتاؤگے
ہنسنی والون سے ہنسا کرتے ہین

نامہ بر تجھکو سلیقہ ہی نہین
کام باتون مین بنا کرتے ہین

چلے عاشق کا جنازہ اُٹھا
آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہین

یہہ بتاتا نہین کوئی مجھکو
دِل جو آتا ہی تو کیا کرتے ہین

حسن کا حق نہین رہتا باقی
ہر اَدا مین وہ اَدا کرتے ہین

تیر آخر بدل کا فر ہے
ہم اخیر آج دعا کرتے ہین

کسقدر ہین تری آنکھین بیباک — اِنسے نہتنے بھی حیا کرتے ہین
رُوتے ہین غیر کا رُونا پھر رُون — یہہ ہنسی مجھسے ہنسا کرتے ہین
اِس لئے دل کو لگا رکھا ہی — اِس مین محبوب ادا کرتے ہین
تم ملوگے نہ وہان بھی ہم سے — حشر سے پہلے گِلا کرتے ہین
جہانگیر کر روزنِ دَر سے مجکو — کیا وہ شوخی سے حیا کرتے ہین
اُسنے اِحسان جتا کر یہہ کہا — آپ کس مُنھ سے گِلا کرتے ہین
روز لیتے ہین نیا دِل دلبر — نہین معلوم یہہ کیا کرتے ہین

داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہی
جبر پر صبر کیا کرتے ہین

اُنکو کہان ہی صبر و تحمل عتاب مین — دم بھر کے بعد اور خط آیا جواب مین
کیون فکر اسقدر ہی رقیبون کے باب مین — اُنکے گنہ بھی ڈال دو میرے حساب مین
دیکھا دِل اُنکا غیر نے سینے پہ رکھہ کے ہات — وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب مین
صوفی کو اجتناب ہی واعظ کو احتراز — کیا زہر گھل گیا ہی الٰہی شراب مین
یارب نہ پوچھہ عرصۂ محشر مین راز دل — کرتا ہون مین حجاب کی باتین حجاب مین
عاشق تو کب دبین گے فرشتونسے بعد مرگ — تکرار ہو نہ جاے سوال و جواب مین
دِل دیکے مفت مول لیا پھر ہزار بار — اپنے دمو مین پھر گئی عہد شباب مین
اُسنے بغیر خط کے پڑہے لکھدیا جواب — یہہ بات بھی ہی لکھنے کے قابل کتاب مین

تڑپہر ہوے ہین کیسے وہ برسے ہین کسقدر
لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین

آؤنہ اتنی دیر ہمین تم کرین کلام
روز جزا ابہی ہی توقف حساب مین

مین دیکھتا ہون دیکھتے ہی وصل ہجر ہی
تعبیر مجکو خواب کی ملتی ہی خواب مین

پوچھے تو کوئی حضرت داغ سے اتنی بات
ایسے ہی تھے جناب بہی عہد شباب مین

آنکہہ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹہہ گئی
دیکہا تہا ہمنے خاک جہان خراب مین

تم مجہپہ جور کرکے پشیمان ہی نہین
مین تم سے دل لگاکے پڑا کس عذاب مین

کچہہ ہوش ہو تو داغ کو سمجہائین نیک و بد
ڈوبا ہوا ہے نشہ جام شراب مین

یا تو ایسی مہربانی مجہپہ یا کچہہ بہی نہین
ابتدا ہی ابتدا ہی انتہا کچہہ بہی نہین

بعد شوخی کے تری طرز حیا کچہہ بہی نہین
وہ ادائے دلربا ہی یہہ ادا کچہہ بہی نہین

دیکہکر تصویر یوسف کہدیا کچہہ بہی نہین
آپ ہی سب کچہہ ہین گویا دوسرا کچہہ بہی نہین

پوچہنے والون نے میرا نام ہی دم کردیا
جسنے پوچہا حال کچہہ کہنا پڑا کچہہ بہی نہین

گر نہو عمر جوان و شاہد و سامان عیش
بے مزہ ہی زندگی اسکا مزا کچہہ بہی نہین

انکو خط لکہا ہی سو پہلے بچا کر خوف سے
ہی عبارت ہی عبارت مدعا کچہہ بہی نہین

سیکڑون دین جہڑکیان مجکو ہزارون گالیان
اور پہر کہتے ہین مین نے تو کہا کچہہ بہی نہین

سنکے حال دل مرا رکہتے ہین وہ کانون پر ہاتہ
ہاے اس انداز سے گویا سنا کچہہ بہی نہین

اس ستم پر صبر کرنا یہہ ہمارا کام ہی
آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچہہ بہی نہین

جب نہو قدرِ وفا اپنی وفا ہے بے نشان
ہمنے یہہ مانا اگر ہے ہی تو کیا کچھہ ہی نہین

تم اگر بیداد گر ہو تو خدا ہے داد گر
یہہ نہ سمجھو پرسشِ روزِ جزا کچھہ ہی نہین

آگے اُس بیگانہ وش کے ہیچ ہین سب کوئی ہو
آشنا کچھہ ہی نہین نا آشنا کچھہ ہی نہین

بیخودی ہو وصل مین یا جہائی ہو تیری حیا
دیکھتا سب کچھہ ہون لیکن سوجھتا کچھہ ہی نہین

اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے
خاک کا پہڑ ہیر ہو بعدِ فنا کچھہ ہی نہین

تونے قسّام ازل غیرون کو کیا کیا کچھہ دیا
داغ ہو محروم اسکے نام کا کچھہ ہی نہین

زندگی کا نہین سامان سرِ مو دل مین
مژۂ یار نے کیا پیروی جادہ دل مین

ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھہ
کوئی حسرت نہ رہی جیسے رہا تو دل مین

یہی دھڑکا ہو کہ خالی نہ رہے وصل کی شب
دل ہو پہلو مین تو ہو آپکا پہلو دل مین

اشک پیتا ہون اگر ضبطِ محبت کے لئے
ریزے الماس کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

سانپ سا لوٹ رہا ہو شبِ ہجران کیا کیا
لہرین لیتا ہو خیالِ خمِ گیسو دل مین

ساتھہ ہر سانس کے آجاتی ہو پھولون کی مہک
بس گئی ہو گلِ عارض کی جو خوشبو دل مین

ضعف اس درجہ بڑھا ہو کہ الٰہی توبہ
درد وہی اب تو بدلتا نہین پہلو دل مین

اب کہان ہوش کہان صبر کہان تاب و توان
کر گئی گھر یہہ تری نرگسِ جادو دل مین

تیر کی طرح سے چلتی ہین نگاہین دلبر
تیغ کی طرح اُتر جاتے ہین ابرو دل مین

پہلوے غیر مین بیٹھے وہ نظر آتے ہین
سوچتا ہون جو کبھی وصل کا پہلو دل مین

کیا کہون گذرے ہین دن رات مجھے سولی پر
جب سمایا ہی کسیکا قدِ دلجو دل مین

روح قالب مین ہی یا غنچہ مین بو ہی پنہان
بند شیشے مین پری ہی کہ پر و رو دل مین

نوکِ پیکان جو اُدھر ہی لبِ سوفارِ ادھر
تیر ہنگام ہوا خوب ترازو دل مین

اب وہ آتے ہین نکلنے کے لئے ہتیا کر
آرزو بیٹھ رہی چھپکے کہان تو دل مین

خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم
سبکے سب ایکطرف سب سے سوا تو دل مین

شیوہ راستی ایسا ہی دکن مین ہی داغ
بل نہین رکھتے مسلمان سے ہندو دل مین

کسیکا مجکو نہ محتاج رکھ زمانے مین
کمی ہی کونسی یارب ترے خزانے مین

اس انفعال سے گھر چھوڑنا پڑا مجھکو
وہ آج آئینگے میرے غریب خانے مین

جو ہوا جازت صیاد و طاقت پرواز
قفس کو لیکے چلا جاؤن آشیانے مین

رقیب ہی تو اُسے کان رکھ کے سنتے ہین
عجب طرح کا مزا ہی مرے فسانے مین

نہ باز آدلِ مضطر سوال سے پیہم سے
وہ سوچتے ہین ابھی دیر ہی بہانے مین

لڑین وہ میری عوض تجھسے رحم کیا کہا کر
اگر ہون لیلی و شیرین تیرے زمانے مین

ملا نہ خرمن ہستی سے کچھ سوائے اجل
بھرا ہی زہر مگر اسکے دانہ دانے مین

ہمارے دل پہ لگا ہین تو وہ خدنگ نگاہ
یہہ تیر ڈوب کے رہجائیگا نشانے مین

سر نیاز کے جھکتے ہی آنکھ سے دیکھا
بھرا ہی جلوہ عجب تیرے آستانے مین

نرکھ ہمکے قفس آہنی مین اے صیاد
بجائے خار ہے گل میرے آشیانے مین

مرے وکیل بنے ہین جو حضرت ناصح
یہہ فکر ہی اُنہین کیا دونگا مخلصانے مین

پڑہینگے حضرت زاہد وہان بھی جاکے نماز
بنیگی چھوٹی سی مسجد شراب خانے مین

مآلِ کار خدا جانے داغ کیا ہوگا
خدا سے کام پڑا آخری زمانے مین

وہ دشنام لاکھون مجھے دے رہے ہین
مرے لینے والے مرے لے رہے ہین

تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین
کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین

عجب خوبیان خوبرویون مین دیکھین
بُرائی مین بھی سب سے اچھے رہے ہین

رقیبون کی ہی چاندنی چار دن کی
ہمیشہ کہین دور دورے رہے ہین

وہان خاک اُڑتی ہی اب واے حسرت
جہان سالہا سال جلسے رہے ہین

مزہ دے گیا ہی فسانہ ہمارا
مہینون وہان اسکے چرچے رہے ہین

جدہر سے وہ گذرے قیامت بپا تہی
کہ نقشِ قدم تک تڑپتے رہے ہین

عدم کو چلے جائینگے ہجر مین ہم
اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین

محبت مین اچھا نہین دوڑ چلنا
جو آگے چلے ہین وہ پیچھے رہے ہین

نصیبون سے ملتا ہی در دِ محبت
یہان مرنے والے ہی اچھے رہے ہین

یونہین روزِ محشر ہی انکار ہوگا
کبھی میری سنکر وہ چکے رہے ہین

یہہ حجت نئی ہی کہ اب دل کو واپس
نہین لیتے ہم اور وہ دے رہے ہین

جنہین اُسنے لکھا ہی حرفِ تسلی
وہ کمبخت برسون تڑپتے رہے ہین

خدا زندہ رکھے مرے دوستوں کو
بہت چل بسے اور تھوڑے رہے ہیں

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوے ہی دعوے رہے ہیں

خط میں لکھے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہیں
کس قیامت کے یہہ نامے مرے نام آتے ہیں

تاب نظارہ کسے دیکھیے جو اُنکے جلوے
بجلیاں کوندتی ہیں جب لبِ بام آتے ہیں

تو سہی حشر میں تجھسے جو نہ یہہ کہوا دُوں
دوست وہ ہوتے ہیں جو وقت پہ کام آتے ہیں

رہروِ راہِ محبت کا خدا حافظ ہے
اسمیں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں

وہ ڈراہوں کہ سمجھتا ہوں یہہ دھوکا تو نہو
اب وہاں سے جو محبت کے پیام آتے ہیں

صبر کرتا ہی کبھی اور تڑپتا ہی کبھی
دلِ ناکام کو اپنے یہی کام آتے ہیں

نہ کسی شخص کی عزت نہ کسی کی توقیر
عاشق آتے ہیں تمہارے کہ غلام آتے ہیں

رسم تحریر یہی مٹ جائے یہی مطلب ہے
اُنکے خط میں مجھے غیروں کے سلام آتے ہیں

وصل کی رات گذر جائے نہ بے لطفی میں
کہ مجھے نیند کے جھونکے سرِ شام آتے ہیں

گریہ ہو نالہ ہو حسرت ہو کہ ارمانِ وصال
آنے والے تری فرقت میں بدام آتے ہیں

داغ کی طرح سے گل ہوتے ہیں صدقے قربان
بہرِ گلگشتِ چمن میں جو نظام آتے ہیں

ہوا رشک عدو بھی عاشقی میں
لگا دی اور قسمت نے لگی میں

کروں کیا چار دن کی زندگی میں
رہی جاتی ہی حسرت جی کی جی میں

بتون سے اب معافی چاہتا ہون
خدا سے کچھہ کہا تہا بیخودی مین

نہ اترا اے دلِ نادان شبِ وصل
کوئی غم ہو ہی جاتا ہی خوشی مین

مری جانب سے اہی قاصد یہہ کہنا
تجھے مین دیکھہ لیتا زندگی مین

غضب وہ ہر ادا پر اُسکا کہنا
بھلا یہہ بات دیکھی ہی کسی مین

اکیلے بیٹھکر کیا سوچتے ہو
یہہ تنہائی ہی داخل بیکسی مین

تہین کہل جائے گی دل کی تمنا
ابہی ہی بند خوشبو اس کلی مین

وہ لیکر کیا کرین عشاق کے دل
کسی مین داغ ہی کانٹا کسی مین

عدو سے ملکے پہر ایسی ڈہٹائی
ذرا شرماے ہوتے اپنے جی مین

دیا دل ہمنے اُنکو یہہ سمجھکر
کہ اپنی جان بچتی ہی اسی مین

نہو راحت نصیب اہل زمین کو
ہمیشہ ہی فلک اس پیروی مین

وہ بگڑے ذکر دشمن پر شبِ وصل
غضب کا رنج پہیلا ہی خوشی مین

تجہی پر جان دیتا کیون زمانہ
اگر یہہ بات ہوتی ہر کسی مین

نہ دیکھا سایۂ دیوار تک بہی
بہت چکر لگائے اُس گلی مین

دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ
نہونے پر بہی سب کچھہ ہی اسی مین

ترا آزردہ ہونا بہی ادا ہے
مگر وہ دل لگی مین یا ہنسی مین

پری سے نقشہ اچہا حور سے آنکہہ
تری صورت نہین ملتی کسی مین

عداوت اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت
وہی ہی جو سمجہہ لو اپنے جی مین

تمہین کیا چھیڑ کر خوش ہون وہ اے داغ
کہ تم تو رُوٹھے دیتے ہُو ہنسی مین

اثر ہر خا حسرت کے بیان مین
کہ اِسکے حرف چُبھتے ہین زبان مین

نزاکت سے نہ آئے جو گمان مین
کوئی کیا لائے اُسکو اِمتحان مین

پیئے تھے اشک جو عشقِ نہان مین
وہ چھالے بنکے پھوٹے ہین زبان مین

کُھلے گر بال و پر ابکے تو صیّاد — قفس رکھا ہوا ہی آشیان مین

ہوئی جاتی ہی عالم کی صفائی
رہو تم اِمتحان ہی اِمتحان مین

نہین مرنیکا اپنے غم یہہ غم ہی
کہ پھر آنا نہو گا اِس جہان مین

یہہ ممکن تہا کہ رسوائی نہوتی
سمائی بہی ہو تیرے راز دان مین

مُقدّر نے دِکہایا مین نے دیکہا — نہ تہا جو کچھہ مرے وہم و گمان مین

اِدہر وحشت اُدہر ہی خوف صیّاد — کبہی تنہا کبہی مین کاروان مین

یہہ کہکر وہ مرے دِل مین نہ ٹہیرے
ہمین ہوتی ہی وحشت اِس مکان مین

غنیمت ہی جو وہ کرتے نہین بات
ہماری موت ہی اُنکی زبان مین

خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا
زبان میری لگا لینا زبان مین

سنا دے قصہ خوان اُنکو مرا حال
لگا دے یہہ بہی ٹکڑا داستان مین

ہوا بگڑی ہوئی ہی کچھہ چمن کی — چلو اے ہمصفیر و آشیان مین

نہین ہے اِنتہا اہلِ وفا کی
بہت دُشواریان ہین اِمتحان مین

کیا ہے عاشقون نے اُسکو بدنام
برائی کونسی ہے آسمان مین

جو کچھہ کہتے ہو مُنہہ سے کر دکھاؤ
دہرا کیا ہے فقط خالی بیان مین

چلے آتے ہین وہ مقتل سے ناخوش
بُرا نکلا ہی کوئی امتحان مین

نمود حسن کو ہے عشق درکار
بہت ہوتے ہین یوسف کاروان مین

مرے دل کو مرے نالونکو روکے
اگر طاقت ہی تیرے پاسبان مین

چلی اے شوق ستم اُس سرزمین پر
جو ہو کچھہ ملتی جلتی آسمان مین

کہا دل تہا مکر اُس سنگدل نے
اثر ہی دردمندون کی فغان مین

کہا سب نے کلام داغ سنکر
غنیمت ہے یہہ دم ہندوستان مین

دم نہین دل نہین دماغ نہین
کوئی دیکہے تو اب وہ داغ نہین

گر قناعت نہین ہی انسان کو
کبہی حاصل اسے فراغ نہین

ایسے ویرانے مین وہ کیون آئین
خانۂ دل ہی خانہ باغ نہین

بات کرنی تو بار ہے تمکو
بات سننے کا بہی دماغ نہین

تہی زمانے مین روشنی جسکی
ہاے اُس گہر مین اب چراغ نہین

مست کردے نگاہ سے ساقی
حاجت ساغر و ایاغ نہین

فصل گل جوش پر ہی اَبکے برس
دل افسردہ یا غ باغ نہین

کہوج ملتا ہی ہر مسافر کا
عمر رفتہ کا کچھہ سراغ نہین

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دِل سے ہو دور یہہ وہ داغ نہین

نیند آئے جو کسی رات یہہ ممکن ہی نہین
مجھپہ گذرے نہ قیامت وہ کوئی دن ہی نہین

دم شماری دِل مہجور بُری ہوتی ہے
جان کی خیر اسی مین ہی کہ تو گن ہی نہین

قابل دید ہی بیتابی دل کا مضمون
حرف کوئی مرے مکتوب مین ساکن ہی نہین

کس بہروسے پہ دکھاؤن نگہہ یار کو دل
چور کا سارے جہان مین کوئی ضامن ہی نہین

ہجر لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین
ابھی موسم ہی نہین دن ہی نہین سن ہی نہین

مانگتا ہون جو دعا وصل کی اونکے آگے
چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہین ممکن ہی نہین

غیر آسیب ہی سایے سے بھی اُسکے بچنا
آدمیت ہو اگر اُس مین تو وہ جن ہی نہین

کون گرداب محبت سے نکالے مجھکو
آشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہین

آپ کے دل کی خبر کیون نہو میرے دل کو
کیا زمانے مین کوئی صاحب باطن ہی نہین

آپ ہی حضرت ناصح کوئی تدبیر کرین
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہین

کِسکو ای داغ سنائین غزل اپنی کہکر
میر و مرزا ہی نہین غالب و مومن ہی نہین

خدا سے گفتگو ہی اور مین ہون
کل ای بے مہر تو ہی اور مین ہون

اُدہر محفل مین ہین پروانہ و شمع
اِدہر وہ شمع رو ہی اور مین ہون

شب وصل عدو ہی اور تو ہے
دِل پُر آرزو ہی اور مین ہون

نکالون چھانکر ساری خدائی
اب اُسکی جستجو ہی اور مین ہون

مے و ساغر کہان روز جدائی
مرے دل کا لہو ہی اور مین ہون

تن بے سر سے ہی قاتل کی تعریف
صدائے بے گلو ہی اور مین ہون

ہمیشہ تازہ گلرو دیکھتا ہون
بہار رنگ و بو ہی اور مین ہون

نکالی چھیڑ کر مجھسے سر بزم
سمجھ لو پھر عدو ہی اور مین ہون

نہ چھوڑونگا دل خون گشتہ تجھکو
کہ اب تیرا لہو ہی اور مین ہون

نہ آئے اور کوئی دم تو پھر کیا
یونہین سی آرزو ہی اور مین ہون

کہین جمتی نہین اپنی طبیعت
خیال چارسو ہی اور مین ہون

ملین گے کل کہ وہ سمجھینگے مجھسے
کہا ہی داغ تو ہی اور مین ہون

صبح تک دل کو دلاسے شب غم دیتے ہین
جسکو تم دے نہین سکتے اُسے ہم دیتے ہین

حسب خواہش وہ کہان رنج و الم دیتے ہین
مانگنے والے کو آزار ہی کم دیتے ہین

خاک دیتے ہین جو یون اہل کرم دیتے ہین
سو بتاتے ہین اگر ایک درم دیتے ہین

وعدہ کرنیکو وہ تیار تھے سچے دل سے
مین نے کمبخت یہہ جانا مجھے دم دیتے ہین

کس نے خوشبو سے بسایا ہی کفن کو میرے
کہ دعائین مجھے سب اہل عدم دیتے ہین

وہ جو ارشاد کرین یاد رہے یا نہ رہے
نامہ بر ہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہین

مجھسے وہ کہتے ہین پروانے کو دیکھا تو نے
دیکھہ یون جلتے ہین اسطرح جسے دم دیتے ہین

خاکساران محبت کا یہی تو ہے علاج
گھول کر اُنکو ترا نقش قدم دیتے ہین

سادگی ہے کہ شرارت ہے جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہین

عہد لیتے ہو کہ پھر بوسہ نہ لینا دیکھو
دینے والے بھی کہین لے کے قسم دیتے ہین

طعنۂ الفتِ دشمن پہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہین دل ایک کو ہم دیتے ہین

مدعا یہ ہے تڑپنا ہی سسکتا ہی ہے
گھول کر آب بقا مین مجھے سم دیتے ہین

دلِ شکن اُنسے زیادہ کوئی لکھیگا جواب
کس لئے ہات مین دشمن کے قلم دیتے ہین

تو وفا کرتی جو اے عمر رواں کیا ہوتا
بیوفائی پہ تری سیکڑون دم دیتے ہین

زاہدون کو برکت کا ہے مہینا رمضان
فاقے کرتے ہین مگر کب یہہ بہرم دیتے ہین

ابر نیساں کے ہر اک قطرے پہ یہہ کہتی ہے صدف
واہ دل کھول کے یون اہل کرم دیتے ہین

رنج دینے کا عبث داغ ہے شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہے خدا اُسکو صنم دیتے ہین

کیون چُراتے ہو دیکھکر آنکھین
کرچکین میرے دل مین گھر آنکھین

ضعف سے کچھ نظر نہین آتا
کر رہی ہین ڈگر ڈگر آنکھین

چشم نرگس کو دیکھہ لین پھر ہم
تم دِکھا دو جو اک نظر آنکھین

ہے دوا انکی آتشِ رخسار
سینکتے ہین اُس آگ پر آنکھین

کوئی آسان ہے ترا دیدار
پہلے بنوائے تو بشر آنکھین

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی
ٹوٹ آئین ہین کسقدر آنکھین

دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا — مانتی ہی نہیں مگر آنکھیں
نہ گئی تاک جھانک کی عادت — لئے پھرتی ہیں در بدر آنکھیں
کیا یہہ جادو بہرا نہ تھا کاجل — سرخ کر لیں جو پونچھکر آنکھیں
ناوک دینشتر تری پلکیں — سحر پرداز و فتنہ گر آنکھیں
یہہ نرالا ہی شرم کا انداز — بات کرتے ہو ڈھانک کر آنکھیں
خاک پر کیوں ہو نقش پا تیرا — ہم بچھائیں زمین پر آنکھیں
نوحہ گر کون ہی مقدر پر — رونے والوں میں ہیں مگر آنکھیں
یہی رونا ہی گر شب غم کا — پھوٹ جائیں گی تا سحر آنکھیں
حال دل دیکھنا نہیں آتا — دن کی ہوائیں چارہ گر آنکھیں

داغ آنکھیں نکالتے ہیں وہ
انکو دیدہ ونکال کر آنکھیں

سب لوگ جدہر وہ ہیں اُدہر دیکھ رہے ہیں — ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
یہ طور ترے ای رشک قمر دیکھ رہے ہیں — ہم شام سے آثار سحر دیکھ رہے ہیں
میرا دل گم گشتہ جو ڈھونڈا نہیں ملتا — وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھ رہے ہیں
کوئی تو نکل آئیگا سر باز محبت — دل دیکھ رہے ہیں وہ جگر دیکھ رہے ہیں
ہر مجمع اغیار کہ ہنگامۂ محشر — کیا سیر مرے دیدۂ تر دیکھ رہے ہیں
اب آئینہ شوق نہ بجائے تمنا — اِسوقت اِدہر سے وہ اُدہر دیکھ رہے ہیں

ہے چند کہ ہر روز کی رنجش ہے قیامت — ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھہ رہے ہین
آمد ہے کسیکی کہ گیا کوئی ادہر سے — کیون سب طرف راہ گذر دیکھہ رہے ہین
گمراہ تجلی نے ترے جلوے مین کیون کی — حیرت زدہ سب اہل نظر دیکھہ رہے ہین
نیرنگ ہے ایک ایک ترا دید کے قابل — ہم اے فلک شعبدہ گر دیکھہ رہے ہین
کب تک ہے تمہارا سخن تلخ گوارا — اس زہر مین کتنا ہے اثر دیکھہ رہے ہین
کچھہ دیکھہ رہے ہین دل بسمل کا تڑپنا — کچھہ غور سے قاتل کا ہنر دیکھہ رہے ہین
اب تک تو جو قسمت نے دکہایا وہی دیکھا — آیندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھہ رہے ہین
پہلے تو سنا کرتے تہے عاشق کی مصیبت — اب آنکہہ سے وہ آٹھہ پہر دیکھہ رہے ہین
کیون کفر ہے دیدار صنم حضرت واعظ — اللہ دکہاتا ہے بشر دیکھہ رہے ہین
خط غیر کا پڑہتے تہے جو ٹوکا تو وہ بولے — اخبار کا پرچہ ہے خبر دیکھہ رہے ہین
پڑہ پڑہکے وہ دم کرتے ہین کچھہ ہات پرائے — ہنس ہنس کے مرے زخم جگر دیکھہ رہے ہین

ہین داغ ہون مرتا ہون ادہر دیکھئے مجھکو
منہہ پھیرکے یہہ آپ کدہر دیکھہ رہے ہین

اُنکے اک جان نثار ہم بھی ہین — ہین جہان سو ہزار ہم بھی ہین
تم بھی بیچین ہم بھی ہین بے چین — تم بھی ہو بیقرار ہم بھی ہین
اے فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے — عیش کے خواستگار ہم بھی ہین
کہینچ لائیگا جذب دل اُنکو — ہمہ تن انتظار ہم بھی ہین

بزم دشمن مین لے چلا ہی دل
کیسے بے اختیار ہم بھی ہین

شہر خالی کئے دکان کیسی
ایک ہی بادہ خوار ہم بھی ہین

شرم سمجھے ترے تغافل کو
واہ کیا ہوشیار ہم بھی ہین

ہاتھ ہمسے ملاؤ اے موسیٰ
عاشق روے یار ہم بھی ہین

خواہش بادۂ طہور نہین
کیسے پرہیزگار ہم بھی ہین

تم اگر اپنی گون کے ہو معشوق
اپنے مطلب کے یار ہم بھی ہین

جس نے چاہا پھنسا لیا ہمکو
دلبرونکے شکار ہم بھی ہین

آئی میخانے سے یہہ کسکی صدا
لاؤ یارونکے یار ہم بھی ہین

لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری
ہر طرح ہوشیار ہم بھی ہین

ادھر آکر بھی فاتحہ پڑھ لو
آج زیر مزار ہم بھی ہین

غیر کا حال پوچھیے ہمسے
اُسکے جلسے کے یار ہم بھی ہین

کونسا دل ہی جسمین داغ نہین
عشق مین یادگار ہم بھی ہین

یہہ تو نہین کہ تمسا جہان مین حسین نہین
اس دل کو کیا کرون یہہ بہلتا کہین نہین

ہان ہان کہو زبان سے یا تم نہین نہین
ہمکو تمہاری بات کا مطلق یقین نہین

دل کے سوا نہ کعبے مین ہی وہ نہ دیر مین
گر ہی تو بس یہین ہی نہین تو کہین نہین

چکر ہے رات دن مجھے مانند آسمان
بھلے جہان یہہ دل وہ کوئی سرزمین نہین

اُس پر چہہ سا ہو تو پھر کوئی کیوں ڈھونڈھے — کیا سنگ آستان ہی نہیں یا جبین نہیں

تم مہربان ہو کہ نہ ہو اِس سے بحث کیا — وہ دِل نہیں وہ لاگ نہیں وہ یقین نہیں

دنیا کا حال حضرتِ عیسیٰؑ سے پوچھیے — کیا آسمان والونمیں اہلِ زمین نہیں

کِسطرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بدلحاظ — کیا میرے دلمیں وہ نگہِ شرمگین نہیں

یہہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سُنا — دم دے رہا ہوں مَیں دمِ واپسیں نہیں

کیوں ذکر بیوفائی دشمن پہ یار ہے — گردن بلا ہلا کے وہ کہنا نہیں نہیں

کہتا ہوں دل سے اور حسیں ڈھونڈیے کوئی — آتا ہے پھر خیال کہ ایسا کہیں نہیں

مذہب میں اپنے ترکِ ملاقات کفر ہے — یہہ بات ہمنشیں کی تو کچھہ دل نشیں نہیں

داغ تجھے دکھائیں گے ہم کوے یار ہی — جا پوچھ لے ایک دم میں یہہ خلد بریں نہیں

کیا لطف دے رہی ہیں ادائیں عتاب کی — ہر موج بحرِ حسن وہ چینِ جبیں نہیں

معشوق بنکے چھوٹ گئی سب ستم شعار — یارب ستم رسیدوں کی پرسش کہیں نہیں

افسوس ہے کہ درد بھی اب چھوڑتا ہے ساتھہ — یہہ بھی اخیر وقت کہیں ہے کہیں نہیں

احباب چشمِ تر سے اُٹھاتے ہیں ہات کیوں — یہہ پردہ آنکھہ کا ہے مری آستیں نہیں

باتیں تمہاری اور تمہاری شکایتیں — جو کچھہ سنی ہیں ہم نے وہ تم سے کہیں نہیں

جلوت میں یوں ہے وہ کہ تلاشی ہے چشمِ شوق — خلوت میں اِسطرح ہے کہ خلوت گزیں نہیں

کہتے ہیں لوگ داغ سے وہ بدگمان ہیں — ایسا تمہاری ذات سے اُسکو یقیں نہیں

وہ نہایت ہمین مغرور نظر آتے ہین
پاس بیٹھے ہین مگر دور نظر آتے ہین

زاہد خشک کی یہی رال ٹپک پڑتی ہے
تر و تازہ اگر انگور نظر آتے ہین

اشک پر خون کا جو پکا ہی اگر رہتا ہے
دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہین

یاد آتے ہین وہ دندانِ مسی آلودہ
جب ستارے شبِ دیجور نظر آتے ہین

ہمنشین اُنکے منانے کے لئے بھیجے تھے
وہ سوا مجھسے بھی مجبور نظر آتے ہین

سرد مہری سے تری سرد ہوئے میں ایسے
دل جو پر سوز تھے کافور نظر آتے ہین

چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے
ہمکو کیا کیا رخ پر نور نظر آتے ہین

چشم مستان قدح خوار مین شب کو اختر
چرخ پر ساغر بلور نظر آتے ہین

وصف خوبان جہان پر یہ کہا اُس نے کہ
آپ کی آنکھ مین سب حور نظر آتے ہین

انہی فلک اُنکے علاوہ بھی حسین ہین کہ نہین
جو زمانے مین ہین مشہور نظر آتے ہین

خانۂ غیر مین بے پردہ ہو وہ ماہ جمال
کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہین

نہین خمخانۂ عالم مین کوئی بھی ہشیار
ہمکو مخمور ہی مخمور نظر آتے ہین

سخت جان ہو دل بسمل تو کرے کیا قاتل
وار بیٹھے ہوئے بیکار نظر آتے ہین

شکر کرتا ہون اُنہین دیکھکے دشمن ہون کہ دوست
مجھکو دنیا مین جو مسرور نظر آتے ہین

اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہین جو بارِ غم عشق
ہمکو عاشق ترے مزدور نظر آتے ہین

مر کے بھی داغ محبت کے نشان کچھ نہ مٹے
داغ کے دل مین بدستور نظر آتے ہین

اِس نہین کا کوئی علاج نہین — روز کہتے ہین آپ آج نہین

کل جو تہا آج وہ مزاج نہین — اِس تلوّن کا کچہہ علاج نہین

آئینہ دیکہتے ہی اِترائے — پہر یہہ کیا ہے اگر مزاج نہین

لے کے دل رکہہ لو کام آئیگا — گو ابہی تمکو احتیاج نہین

ہو سکین ہم مزاجدان کیونکر — ہمکو ملتا ترا مزاج نہین

چپ لگی لعل جانفزا کو ترے — اِس مسیحا کا کچہہ علاج نہین

دِل بے مدعا خدا نے دِیا — اب کسی شئ کی احتیاج نہین

کہوٹے داموں مین یہہ بہی کیا ٹہیرا — درہم داغ کا رواج نہین

بے نیازی کی شان کہتی ہے — بندگی کی کچہہ احتیاج نہین

دِل لگی کیجیے رقیبون سے — اِسطرح کا مرا مزاج نہین

عشق ہے پادشاہِ عالمگیر — گرچہ ظاہر مین تخت و تاج نہین

دردِ فرقت کی گو دوا ہو وصال — اِسکے قابل بہی ہر مزاج نہین

یاس نے کیا بجہا دیا دل کو — کہ تڑپ کیسی اختلاج نہین

ہم تو سیرت پسند عاشق ہین — خوبرو کیا جو خوش مزاج نہین

حور سے پوچہتا ہون جنت مین — اِس جگہہ کیا تو نکاح نہین

صبر بہی دِل کو داغ دے لینگے
ابہی کچہہ اِس کی احتیاج نہین

یہہ بُت جو دیتے ہین جھوٹی زبان دیتے ہین
خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہین

ہم امتحان کے ساتھہ امتحان دیتے ہین
وہ جان لینے کو آئین تو جان دیتے ہین

زمین کو چہ جانان کا رتبہ ایسا ہے
فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہین

نگاہ پہنچے نہ قاتل کے دستِ نازک کو
ٹھہر ٹھہر کے بہت امتحان دیتے ہین

عدو کی بزم ہی کچھہ انکی انجمن تو نہین
وہ اپنے ہاتھہ سے کیون پان دیتے ہین

یہہ نامہ بر نے کہا مجھسے کیا وہ دل مین نہین
کہ آپکا اور جگہہ کا نشان دیتے ہین

خیال عارض و لب سے بڑھا ہی دل مین لہو
گرہ سے اپنی ہی مہمان دیتے ہین

مرے فسانے کو سُن سُن کے نیند اُڑتی ہی
دعائین مجکو ترے پاسبان دیتے ہین

خیال شک سے مرجاے مدعا یہہ ہے
وہ مفت غیر کا مجکو مکان دیتے ہین

تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
دو ہائیان یہی سب نوجوان دیتے ہین

کیا ہی بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ احسان
کوئی یہہ جانے کہ دونون جہان دیتے ہین

ملیگا تارکِ دنیا کو کیا بجز جنّت
وہان مکان کے بدلے مکان دیتے ہین

وہ تم کہ روز نئی بدگمانیان ہین تمہین
وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہین

سُنا ہی بات ہی کرنی تمہین نہین آتی
تمہارے مُنہہ مین ہم اپنی زبان دیتے ہین

وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہین دیتا
جو مجھکو ایک مرے مہربان دیتے ہین

کہے جو داغ کہ ہم جان نثار ہین سب جھوٹ
یہہ لوگ مفت کہین اپنی جان دیتے ہین

اسیر دام بلا اور کون ہے مین ہون
شکار تیر جفا اور کون ہے مین ہون

تری ادا پہ فدا اور کون ہے مین ہون
تباہ میرے سوا اور کون ہے مین ہون

شہید زہر حیا اور کون ہے مین ہون
قتیل تیغ ادا اور کون ہے مین ہون

کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی
یہان تو بار خدا اور کون ہے مین ہون

مجھے تو رنج ندے تو کہ اے دل نادان
جہان مین دوست ترا اور کون ہے مین ہون

بندہی ہے شرط اسی سے رہ محبت مین
حریف باد صبا اور کون ہے مین ہون

شریک روح بہی میری ہے میرے ماتم مین
شمول اہل عزا اور کون ہے مین ہون

تمہارا عاشق شیدا ہون خیر جیسا ہون
برا ہون یا ہون بہلا اور کون ہے مین ہون

دعا جو مین نے یہہ مانگی خدا بُرون سے بچاے
تو سُنکے بُولے بُرا اور کون ہے مین ہون

مٹے ہُوؤنکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
بقا کے غم مین فنا اور کون ہے مین ہون

عدو کا عشق حسینونکا رشک خوے ستم
تمہارے دل سے جدا اور کون ہے مین ہون

خیال یار یہہ کہتا ہے مجھسے خلوت مین
ترا رفیق بتا اور کون ہے مین ہون

اِس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزار
اِس اپنے دم سے خفا اور کون ہے مین ہون

قسم شریک فلک اور کون ہے تم ہو
شریک اہل وفا اور کون ہے مین ہون

حجاب مجھہ سے کیا مجھہ سے عار ہے مجھسے
اِس انجمن مین نیا اور کون ہے مین ہون

وہ داغ جسکو گل باغ عشق کہتے ہین
بہار رنگ وفا اور کون ہے مین ہون

ردیف واو

واعظ بڑا مزا ہو اگر یون عذاب ہو
دوزخ مین پاؤن ہاتھ مین جام شراب ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو

تو مجھپہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو
یہہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

دنیا مین کیا دہر ہی قیامت مین لطف ہو
میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو

ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑگیا
ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو

نکلے جدہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
اس طرح کا جمال ہوا ایسا شباب ہو

دو بار تو نے ذکر کیا رشکِ حور کا
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

دنیا سے روسیاہ چلا ہون پس فنا
منھ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو

مہجور کی دعا کو شبِ قدر چاہیئے
یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخاؑ کا خواب ہو

بولین سوال وصل پہ وہ انکو کیا غرض
خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو

ایسا لگا ہوا ہو مئے ناب کا مزا
پانی بھی مین پیون تو مرا منھ خراب ہو

جلتا نہین رقیب تعجب کی بات ہر
بجلی نہین زمین پہ نہین آفتاب ہو

یارب شمارِ جرم سے بس منفعل کر
تنخواہ تو نہین ہر کہ جسکا حساب ہو

یہہ مدعا ہر کہہ نکون حرفِ مدعا
کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذرے تو لطف کیا
دل کو کبھی سکون ہو کبھی اضطراب ہو

مین بوالہوس نہین جو سزاوارِ لطف ہون
میرے ہی نصیب جو مجھپر عتاب ہو

در پردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین بہ خوش
میرا ہی نام داغ ہو گر تم حجاب ہو

ہر ناک مین دزدیدہ نظر دیکھیے کیا ہو
پھر دیکھہ لیا اُسنے اِدہر دیکھیے کیا ہو

بھیجا ہی خطِ شوق اُسے دِل نے نمانا
اب فکر ہی یہہ آٹھہ پہر دیکھیے کیا ہو

لڑنے تو لگین اُسکی نگاہون سے نگاہین
اِس جنگ کا انجام مگر دیکھیے کیا ہو

دِل جب سے لگایا ہی کہین جی نہین لگتا
کسطرح سے ہوتی ہی بسر دیکھیے کیا ہو

جب چھیڑتی ہو بادِ صبا زلفِ دوتا کو
دوہری ہوئی جاتی ہی کمر دیکھیے کیا ہو

اُٹھکے تو بمشکل دلِ مضطر کو سنبھالا
اندیشہ ہی پھر بارِ دگر دیکھیے کیا ہو

جو کہنے کی باتین ہین وہ سب مین نے کہین ہین
اُنکو مرے کہنے کا اثر دیکھیے کیا ہو

اندیشہ فزا ہین عبث جان گھلائین
ہی آج کسے کل کی خبر دیکھیے کیا ہو

زاہد کو بڑا ناز ہی میکش کو بڑا عجز
اللہ کو مقبول مگر دیکھیے کیا ہو

پی ہمنے مے ہوش رُبا اور بہت پی
سوچا نہین کچھہ نفع و ضرر دیکھیے کیا ہو

وہ بیٹھے بٹھائے تو اُٹھاتے ہین قیامت
جائین جو سرِ راہ گذر دیکھیے کیا ہو

مین وصل مین بیتاب ہون آخرِ شب سے
دِل اُنکا دھڑکتا ہے سحر دیکھیے کیا ہو

پھر یاس بٹھاتی ہی مرے دل کی تمنا
بن بن کے بگڑتا ہی یہہ گھر دیکھیے کیا ہو

اے داغ اُنہین بھی تو ہی دشمن ہی کا دھڑکا

ہر دونون طرف ایک ہی ڈر دیکھیے کیا ہو

کیون وعدہ وصال سے دِل بدگمان نہو
یہہ شرط ہر نہی کہ خدا درمیان نہو

دِل بدگمان ہو اور سوا بدگمان نہو
دیکھے خطا اُسکی جسکے دہن ہو زبان نہو

مرتا ہو تجھپہ ایک زمانہ شباب مین
اچھا تو ہو کہ پیر کوئی نوجوان نہو

گھلتی ہو جان ایک ہی دشمن کی فکر مین
یارب شریک حال عدو آسمان نہو

سارا جہان جان کو کہتا ہو بیوفا
مجھکو ہو فکر تمہین جانِ جہان نہو

اندازِ جان دہی نہین آتا ابھی مجھے
مٹی مری خراب دمِ امتحان نہو

پوچھین وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہے
میرا ہی حال اور مجھی سے بیان نہو

یارب پس فنا بھی اسے شرم بیکسی
یہہ مشتِ خاک گردِ رہِ کاروان نہو

حور و ملک کہ بات پڑیگی بہشت مین ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہو جو اپنا مکان نہو

تڑپاؤگے جگر کو کہ دِل کو لٹاؤگے
منظور کیا ہو درد کہان ہو کہان نہو

رہتی ہو اُس سے ہی درِ جانان پہ دلکی
سر پھوڑین سنگِ در سے اگر پاسبان نہو

مجھکو ملا یہہ شکوہ و دشنام پر جواب
آپ اُس سے عشق کیجیے جسکی زبان نہو

یارب بنا دے تو اسی صورت کا اور کچھہ
اِس آسمان سے تنگ ہین یہہ آسمان نہو

آفت کی تاک جانک قیامت کی شوخیان
پھر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو

کیا کر سکے وہ غیر کی تجھہ سے شکایتین
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو

واعظ بجا ہو کہیئے جو ویرانہ کو بہشت
جنّت اُسیکا نام ہو آدم جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہیں
ڈر ہے کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان نہو

اب اُس نگاہِ شرم میں وہ شوخیاں کہاں
وہ تیغ کیا چلیگی جو برسوں رواں نہو

تقدیر پھیر لائی ترے در سے رات کو
دُھوکا مجھے ہوا کہ پرایا مکان نہو

اے داغ عیش میں ہوں دلِ شاد شاد سے
انسان وہ ہے جسکو غمِ دو جہان نہو

میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تعظیم کو
بندگی کو بندگی تسلیم ہے تسلیم کو

اے تپِ سوزِ محبت تیری آمد دیکھکر
رونگٹے اُٹھتے ہیں میرے جسم پر تعظیم کو

ہے رضائے دوست بڑھکر اُلفتِ فرزند سے
ورنہ کیا دُو بھر تھے اسمٰعیل ابراہیم کو

آج مجھ سے حضرتِ ناصح یہ چلکر کہہ گئے
آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعلیم کو

مجھ سے مے آشام کی کب اس بہکتی ہے پیا
بھگیا دل دیکھتے ہی کوثر و تسنیم کو

ہے بڑی دولت جو ہاتھ آجائے کوئی خوبرو
اے مہوس ڈھونڈتا ہے کیا طلا و سیم کو

آسمان دیتا ہے مجھکو رنج غیر و نکو خوشی
واہ کیا کہنا ہے کیا کہتے ہیں اس تقسیم کو

اپنے دل کا حال ہے دم بھر میں کچھ دم بھر میں کچھ
آگ لگجائے الٰہی اس اُمید و بیم کو

جب یہیں ہے اے داغ وحشت ہے تو آسایش کہاں
جائے ہندوستان سے کونسی اقلیم کو

ہمارے دل میں بے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو
امانت دار کا گھر ہے امانت اپنی رہنے دو

جو ہیں مشتاق اُنکے دل میں حسرت اپنی رہنے دو
کوئی دن اور بھی پردے میں صورت اپنی رہنے دو

ہمین ہر اشتہا اب تک بہت غم کہا کے آیا ہون — کہونگا اہلِ جنّت سے یہ نعمت اپنی رہنے دو
غضب کی بات ہی یہ مشورہ دیتے ہین وہ مجھکو — رقیبون سے بھی تم صاحب سلامت اپنی رہنے دو
کسیکو چاہ کر پچھتاؤگے وہ مجھ سے کہتے ہین — تم اپنے ہی لئے جھوٹی محبت اپنی رہنے دو
ڈرایا ہی سنایا ہی یہ کہکر وصل مین اُسنے — بگڑجائین گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو
شکایت نامہ آیا ہی جواب خط مین ای ہمدم — یہ ہی قسمت کا لکھا خیر قسمت اپنی رہنے دو
لڑینگے فتنۂ محشر سے یہ فتنے بگانہ ہون کے — ابھی تم اپنے قبضہ مین قیامت اپنی رہنے دو
ہمین دیدار سے محروم رکھکر ہی نظر دل پر — پرایا مال تاکو اور دولت اپنی رہنے دو
محبّت اور پھر کسکی محبّت یار نادان ہین — کہا کیون مجھ سے فابو مین طبیعت اپنی رہنے دو
مرے ناصح جو تنگ آئے تو یون کہنے لگے ہم سے — نہین سنتا کوئی یار نصیحت اپنی رہنے دو
اگر ای حضرتِ دل ہو گیا ہر جائی تو کیا غم ہی — بھٹکتی تم بھی پھرو اوان ذرا دل نیت اپنی رہنے دو
دعائین مانگتا ہون مین جناب کبریائی مین — نہ چھیڑو یہ نہین موقع شرارت اپنی رہنے دو
بظاہر مہربانی ہی تو دل مین بدگمانی ہے — سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو
نہ گھبرا جائے رکھکر ایک مہمان خانۂ دل مین — کچھ الفت میری رہنے دو کچھ الفت اپنی رہنے دو
نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہوکر — اسی مین ملتی جلتی کچھ شباہت اپنی رہنے دو

یہان ہی بے نیازی داغ اُس سے کیا غرض اُسکو
یہ طاعت اپنی رکھہ چھوڑو عبادت اپنی رہنے دو

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجھسے چین اصلا ہو — مگر پھر یہ دعا دیتا ہون تو جا اور دنیا ہو

ترے دیدار کو بہی مجمع محشر ہی زیبا ہو
کہ جیسے دیکھنے والے ہون ویسا ہی تماشا ہو

اُنہین یہہ جستجو ہو مرنے والا کوئی پیدا ہو
مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو

جو وحدت مین کوئی اس مرتبہ کی ہو تو زیبا ہو
تمہین تم ہو تو بہتر ہو ہمین ہم ہون تو اچھا ہو

یہہ فرمایا اُنہون نے دیکھکر تصویر یوسف کی
اسے تو مول لے جو کوئی اُنکہون کا اندھا ہو

خمارے سے یون وقت سحر بگڑا مزاج اپنا
کسی نے رات بہر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو

کلیجے سے لگا لیتا ہون برگ لالہ و گل کو
عجب کیا ہے اگر یہہ بہی کسیکے دل کا ٹکڑا ہو

تری آنکھین ہی ہین جنکا دلون مین بہی سکاری ہین
تماشا دیکھنے کا ہے جو میرے دل مین جہگڑا ہو

اگر غافل نہوتے ہم تو کب کے مر چکے ہوتے
کسے یہہ پتہ کہ کل کیا تہا کسے معلوم کل کیا ہو

جہنم ہو کہ جنت کیا اندہیرے مین نظر آئے
شرر ہی سنگ مرقد کا چراغ راہ عقبیٰ ہو

ہوئی یہہ انتظار یار مین ہر اشک کی صورت
جو تہم جائے تو پتہر ہو جو بہہ جائے تو دریا ہو

نہ عاشق ہو سکیگا کوئی دنیا مین وہ کہنے مین
ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو

نگاہ پاک سے دیکہے جمال پاک محبوبی
اگر دامان یوسف پردہ چشم زلیخا ہو

لڑینگے آپ حور و لنسے ملینگے آپ غیرون سے
مجہے ڈر ہے کہ جنت مین کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابہی نفرت ہے نکلو داغ سے وہ دن بہی آئیگے مین
خدا چاہے تو اُس کمبخت کو دل سے تمہین چاہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر بہی ہو
یہہ تو سب کچہہ ہو مگر خواہش تقدیر بہی ہو

کاش تجہسے ہی مقابل تری تصویر بہی ہو
دعوی ناز بہی ہو شوخی تقریر بہی ہو

جلسازون نے بنایا ہے یہ شکایت نامہ
کیون خفا آپ ہوے یہ میری تحریر ہی ہو

طمع زر ہی سے انسان کی مٹی ہی خراب
خاک مین ہم تو ملا دین اگر اکسیر ہی ہو

جب مقابل ہی نہون کسکو بتاؤن اچھا
سامنے آپ ہی ہون آپکی تصویر ہی ہو

پہلے یہہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہین
بانکی صورت ہی کھینچے ہاتھ مین شمشیر ہی ہو

مارے باندھے ہی سہی چھوڑیگا فلک اپنی چال
کہکشان اسکے لئے تیغ ہی زنجیر ہی ہو

کوئی ناداں ہون یا یار ونکے کہے مین آون
جسکو تدبیر بتاتے ہین وہ تدبیر ہی ہو

کاش وہ محفل اغیار مین اے جذبۂ دل
میری تعظیم ہی دے مجھسے نگلگیر ہی ہو

جو نکمے ہین کوئی کام نہین کر سکتے
اُنہین بوڑھون مین شمار فلک پیر ہی ہو

لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہی کیسا ہی مزاج
تم جو چپ چپ ہی مضطر ہی دلگیر ہی ہو

وصل کا خواب سناتے ہین تمہین یہہ سن لو
خواب جسطرح کا ہی ویسی ہی تعبیر ہی ہو

تیری بزم طرب و عیش کو لگتی ہی نظر
ہین جہان اور وہان عاشق دلگیر ہی ہو

گو ہی شوخی وہ اثر دیدۂ نرگس مین کہان
اُسکی آنکھون کی طرح سرمہ تسخیر ہی ہو

تم نمکخوار ہوے شاہ دکن کے اے داغ
اب خدا چاہے تو منصب ہی ہو جاگیر ہی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ
مری طرف ہی تو سرکار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ حال دل زار دیکھتے جاؤ
کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکھتے جاؤ

بہار عمر مین باغ جہان کی سیر کرو
کہلا ہوا ہی یہہ گلزار دیکھتے جاؤ

یہی تو چشم حقیقت نگر کا سُرمہ ہے
نزاعِ کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

اُٹھاؤ آنکھ نہ شرماؤ یہہ تو محفل ہے
غضب سے جانب اغیار دیکھتے جاؤ

نہیں ہے جنسِ وفا کی تمہیں جو قدر نہو
بنینگے کتنے خریدار دیکھتے جاؤ

تمہیں غرض جو کرو رحم پائیا لو نہ پر
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

قسم بھی کھائی تھی قرآن بھی اُٹھایا تھا
پھر آج ہے وہی انکار دیکھتے جاؤ

یہہ شامت آئی کہ اُسکی گلی میں دل نے کہا
کہلا ہے روزن دیوار دیکھتے جاؤ

ہوا ہے کیا ابھی ہنگامہ اور کچھہ ہوگا
فغان میں حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

شبِ وصال عدو کی یہی نشانی ہے
نشانِ بوسۂ رخسار دیکھتے جاؤ

تمہاری آنکھہ مرے دل سے بے سبب جو جبہ
ہوئی ہے لڑنے کو تیار دیکھتے جاؤ

اِدھر کو آ ہی گئے اب تو حضرتِ زاہد
یہیں ہے خانۂ خمّار دیکھتے جاؤ

رقیب بر سرِ پرخاش ہمسے ہوتا ہے
بڑھے گی مفت میں تکرار دیکھتے جاؤ

نہیں ہیں جرم محبت میں سب کے سب ملزم
خطا معاف خطاوار دیکھتے جاؤ

دِکھا رہی ہے تماشا فلک کی نیرنگی
نیا ہے شعبدہ ہر بار دیکھتے جاؤ

بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
تم اپنی گرمیِ بازار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ بند کئے آنکھہ رہروانِ عدم
اِدھر اُدھر بھی خبردار دیکھتے جاؤ

سُنی سُنائی پہ ہرگز کبھی عمل نکرو
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر میں ہے بات ضرور

جناب داغ کے اشعار دیکھنے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا کی ہر اک بات سے توبہ
منظور تو ہو میری ملاقات سے توبہ

کیونکر نہ کرون شور مناجات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ

زاہد نے چھپایا ہے اُسے گوشۂ دل مین
بھاگی تھی کسی رند خرابات سے توبہ

یہہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پیینگے
ہم مے سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ

کیونکر وہ ادھر آئے کہ اے حضرتِ زاہد
بچتی ہی نہین قبلۂ حاجات سے توبہ

تعریف صنم بات ہے پتھر نہین زاہد
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ

بیعت بھی جو کرتا ہے تو وہ دست سبو پر
چکراتی ہے کیا رند خرابات سے توبہ

اللہ دکھائے نہ مجھے روز و شب ہجر
اُس دن سے حذر کیجئے اُس رات سے توبہ

خود ہم نہ ملینگے نہ کہین جائینگے مہمان
کی آپ نے واللہ نئی گھات سے توبہ

کافر تری تقریر تو اچھی ہے کرین کیا
کرتے ہین مسلمان بُری بات سے توبہ

وہ آئی گھٹا جھوم کے للچانے لگا دل
واعظ کو بلاؤ کہ چلی ہات سے توبہ

پھُسلاتے ہین کیون آپ مجھے حضرتِ ناصح
منت سے کرونگا نہ مدارات سے توبہ

آفت ہے قیامت ہے یہہ پاداش غضب ہے
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ

دنیا مین کوئی بات ہی اچھی نہین زاہد
اِس بات سے توبہ کبھی اُس بات سے توبہ

مسجد نہین دربار ہے یہہ پیر مغان کا
دروازے کے باہر ہی لو قات سے توبہ

امید ہی مجھکو یہہ ندا آسے دم مرگ
مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہہ داغ قدح خوار کے کیا جی میں سمائی
سنتے ہین کہے بیٹھے ہین وہ رات سے توبہ

کیون بر سرِ عتاب ہو کیا اس سے فائدہ
کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ

حاصل یہی کچھہ میچ یہی کچھہ دل جو دین تمین
نقصان بے حساب ہو کیا اِس سے فائدہ

یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاؤگے
مانا تم انتخاب ہو کیا اِس سے فائدہ

کیا لطف وصل ہی جو دوبارا نہو نصیب
دونا جو اضطراب ہو کیا اِس سے فائدہ

چہرون سے کم نہین ہین نگاہون کی تیزیان
ٹکڑے جو یون نقاب ہو کیا اِس سے فائدہ

گر دل ملے تو آنکھہ ملانے کا لطف ہے
کیون شکوۂ حجاب ہو کیا اِس سے فائدہ

چلتا ہی کون کون چلے بزم وعظ سے
مدنام کیون شراب ہو کیا اِس سے فائدہ

کیون خاکسار بنکے رہون کوئے یار مین
مٹی مری خراب ہو کیا اِس سے فائدہ

حرفِ سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے
جب صاف ہی جواب ہو کیا اِس سے فائدہ

ایسو نسے وہ نگاہ ملاتے نہین کبھی
گر داغ آفتاب ہو کیا اِس سے فائدہ

دل کی ہی پرورش خلش و درد و غم کے ساتھہ
کٹنے لگے پڑے ہین یہان ایک دم کے ساتھہ

چلتا ہی ساتھہ ایک مسافر کے دوسرا
اے کاش آرزو بھی نکلجائے دم کے ساتھہ

مرنے سے ہی رقیب کے مجھکو تو خوف ہے
کیا جانے کیا کریگا یہہ اہل عدم کے ساتھہ

عادت ہی ہے دروغ کی خوفِ خدا ہی ہے ۔ وہ کانپ جاتے ہین جو جھوٹی قسم کے ساتھ

لکھتا ہوا چلا ہون خطِ شوق راہ مین ۔ چلتے ہین میرے پانون برابر قلم کے ساتھ

اسکو یہہ آرزو ہے مرا حال دیکھہ لو ۔ لب پر مرے دل آنے لگا شرحِ غم کے ساتھ

ہے آسمان کو ابرِ گہربار سے حسد ۔ رہتی نہین بخیل کی اہلِ کرم کے ساتھ

کیا جور کا مزہ ہے اگر آسمان نہو ۔ جو بات جسکی ہے وہ اُسیکی ہے دم کے ساتھ

دونون کا نام عشق مین مشہور ہو گیا ۔ میرا وفا کے ساتھہ تمہارا ستم کے ساتھ

سیدھی طرح کبھی نہین رہتی تمہاری زلف ۔ کرتی ہے بانکپن یہہ بڑے پیچ و خم کے ساتھ

اِکبار جان لی کبھی تو کیا مزہ ۔ کچھہ کچھہ کرم ہی کیجیے ہر ہر ستم کے ساتھ

افسوس اس زمانے مین وہ چیز ہی نہین ۔ دل کو ملا کے دیکھتے ہم جام جم کے ساتھ

اہلِ دل نہ دیکھین مجھے چشمِ کم سے **داغ**
دولت لگی پڑی ہے مرے دم قدم کے ساتھ

مانندِ طورِ بام پہ دیکھا تو کچھہ نہ کچھہ ۔ بجلی تھی یا چھلاوہ مگر تھا تو کچھہ نہ کچھہ

قاصد کی چال اور ہے تیور کچھہ اور ہین ۔ اچھا بُرا جواب یہہ لایا تو کچھہ نہ کچھہ

گو محفلِ رقیب مین جانا نہ چاہیے ۔ دیکھینگے ہم بلا سے تماشا تو کچھہ نہ کچھہ

ہر چند اضطراب مین ہمنے کہا ہے حال ۔ قاصد بڑا فہیم ہے سمجھا تو کچھہ نہ کچھہ

گو عرضِ مدعا پہ مجھے گالیان ملین ۔ نکلیگی میرے دل کی تمنا تو کچھہ نہ کچھہ

اچھا بُرا جواب ملے جائے نامہ بر ۔ اِنکار ہی سہی مجھے لکھا تو کچھہ نہ کچھہ

کچھہ وہم ہی کہ فکر ہی دلمین شبِ وصال
اندیشہ مند آپ کو پایا تو کچھہ نہ کچھہ

کیون تیر وہ لگاے جو لے دلمین جگہ پیان
ہوتی ہی اُسکی بات مین ایذا تو کچھہ نہ کچھہ

ہنگام اِمتحان ستم یاد تو کیا
بارے اُنہین ہوئی مری پروا تو کچھہ نہ کچھہ

گو داورِ قیامت اُسے صاف چھوڑ دے
ہم بھی جتاے جائینگے دعوا تو کچھہ نہ کچھہ

عشرت نہو قلق ہو یہہ قسمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا داغ نے پایا تو کچھہ نہ کچھہ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ
اِس واسطے چھوڑ دو عالم سے واسطہ

تیرے مریض غم کی دعا ہی یہہ دمبدم
ڈالے خدا نہ عیسیٰ مریم سے واسطہ

رشکِ پری اُنہین جو کہا یہہ ملا جواب
جبتک پری ہین کیا ہمین آدم سے واسطہ

جب غیر غیر ہی تو اُسے کیون ہو لاگ ڈانٹ
کچھہ تم سے واسطہ ہی نہ کچھہ ہم سے واسطہ

سچ ہی مقام دوست کے طالب کو کیا غرض
جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ

الفت مین دونون لازم و ملزوم ہوگئے
غم کو غرض ہی دل سے اُسے غم سے واسطہ

پیغامبر رقیب کو آخر بنا لیا
پیدا کیا یہہ کوشش پیہم سے واسطہ

آخر بغیر تر ہوے دامن نہ بچ سکا
اِسکو پڑا ہی دیدۂ پرنم سے واسطہ

کیون مانتے ہین حضرت زاہد کو مے مجھے
کوئی تو ہی جناب مکرم سے واسطہ

محبوب بادشاہِ دکن دام اقبالہٗ شادمان رہے
اے داغ ہمکو ہی فقط اِس دم سے واسطہ

ردیف الیاء

نفرت ہی حرفِ وصل سے اچھا نہیں سہی
تو آ اور بات سن وہ نہیں سہی

چھوڑو نگاہ میں نہ ہات چلے آو ساتھ ہاتھ
نازک کلائی دکھتی ہی تو آستین سہی

ظاہر تو اختلاط کی باتیں ہوا کریں
دل میں اگر نہیں ہی محبت نہیں سہی

مشق جفا کے واسطے کسکی تلاش ہی
کوئی اگر نہیں ہی تو یہ کمترین سہی

اقرار کرکے گھورتے ہو کیوں مری طرف
باور سہی یقین سہی دلنشین سہی

آرام کچھ کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا
زیرِ فلک نہیں ہی تو زیرِ زمین سہی

بیداد کرکے چاہتے ہو پھر جفا کی داد
بہتر بجا درست صحیح آفرین سہی

سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری راہ میں
ہی نقشِ پا سے عار تو نقشِ جبین سہی

بے دلگی ہی داغ گذرنی محال ہی
وہ دل نہیں سہی وہ تمنا نہیں سہی

ایک طوفان ہی غمِ عشق میں بپا کیا ہی
نہیں معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہی

دیکھکر سانولی صورت تری یوسف بھی کہے
چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہی

چار باتیں ہی کبھی آپ نے گھل مل کے نہیں
انہیں باتوں کا ہی رونا مجھے رونا کیا ہی

کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار ہی ہی
اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہی

آشنا بحرِ محبت سے نکالیں نہ مجھے
ڈوبنے والے کو دشوار ڈبونا کیا ہی

کاش ملجائے ترا سایۂ دیوار کہین — اوڑھنا کیا ہے فقیروں کا بچھونا کیا ہے

لحدِ تنگ مین کروٹ بھی نہ لینے پائے — پانون پھیلا کے نہ سوئے تو وہ سونا کیا ہے

تیغ کھینچے ہوئے وہ ترک پھرا اُس پر یہہ غضب — ہم تڑی دیتے ہین بس آپ سے ہونا کیا ہے

مزرعِ دل مین عبث تخمِ محبت بویا — جس سے حاصل نہو اُس تخم کا بونا کیا ہے

ابرِ رحمت ہے اُدھر دیدۂ پرنم ہے اِدھر — مشکل اِس نامۂ اعمال کا دھونا کیا ہے

تہمہ مر جائینگے اِس آس پہ ہم جیتے ہین — زندگی شرط ہے تو جان کا کھونا کیا ہے

چمپئی رنگ پھرا اُس رنگ مین بجلی کی چمک — مات کُندن ہے ترے رنگ سے سونا کیا ہے

اُسکی ٹھوکر سے بھی کمبخت نہ جاگا افسوس
موت ہے داغ سیہ مست کا سونا کیا ہے

آرزو ہے وفا کرے کوئی — جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی

گر مرض ہو دوا کرے کوئی — مرنے والے کا کیا کرے کوئی

کوستے ہین جلے ہوئے کیا کیا — اپنے حق مین دعا کرے کوئی

اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہین — میرا مطلب ادا کرے کوئی

چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے — مجھکو چاہے خدا کرے کوئی

اُس گلے کو گلا نہین کہتے — گر مزے کا گلا کرے کوئی

یہہ ملی داد رنجِ فرقت کی — اور دل کا کہا کرے کوئی

تم سراپا ہو صورتِ تصویر — تم سے پھر بات کیا کرے کوئی

کہتے ہین ہم نہین خدائے کریم
کیون ہماری خطا کرے کوئی

جس مین لاکھون برسکی حورین ہان
ایسی جنّت کو کیا کرے کوئی

اِس جفا پر تمہین تمنّا ہی
کہ مری اِلتجا کرے کوئی

منھ لگاتے ہی داغ اِترایا
لُطف ہے پھر جفا کرے کوئی

ہرچند شوخیون کی حیا پردہ دار ہی
انکھون مین تیری فتنہ بہت بیقرار ہی

جتنا وہ مہربان ہی یہہ بیقرار ہی
دِل کا معاملہ ہی عجب پیچدار ہی

سب کچھہ تو ہوچکا یہہ فقط انتظار ہی
کہدین بگڑکے آپ تجھے اختیار ہی

اُس فتنہ گر سے ہمسے تو رہتے ہین توڑ جوڑ
شامت تو اُسکی ہی کہ جو ناکردہ کار ہی

قیمت سوائی ہوچکی ہی پہلے کشید سے
جو میفروش ہی وہ مرا قرضدار ہی

بے وجہ یون ہو آپ کی تصویر حیرتی
مشتاق ہی کسیکا اِسے اِنتظار ہی

اِن پہلوؤن سے پوچھہ لیا اُسنے دِل کا حال
نکلا مری زبان سے بے اختیار ہی

دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان
منھ پر یہہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہی

اب تک تو ابتدائے محبت مین ہین مرے
آگے مرا نصیب ہی اللہ یار ہی

جبتک وفا ہو وعدہ یہان زندگی کہان
مجھہ سے زیادہ عہد ترا پائدار ہی

یہہ آپ جانین داغ مین جو ہین برائیان
اِتنا تو ہم کہین گے بڑا وضعدار ہی

کب وہ چونکے شراب عشق سے مستانہ ہے
شور محشر اُسکو ہر خواب اک افسانہ ہے

پھر سر شوریدہ پر جوش جنون دیوانہ ہے
پھر دل تفسیدہ پر برق بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

آتے جاتے ہیں نئے ہر روز مرغ نامہ
بندہ پرور اپکا گھر بھی کبوترخانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمعرو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

دردسے بھرتے ہیں آنسو ضبط سے پیتے ہیں ہم
آنکھ کی ہے آنکھ یہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پائے ساقی پر گرایا جب گرایا ہے مجھے
چال سے خالی کہاں یہ لغزش مستانہ ہے

کوہکن کا تھا یہی پیشہ جو کاٹا تھا پہاڑ
کام مشکل جان کنی اے ہمت مردانہ ہے

جب پڑا ہے وقت کوئی ہو گئے ہیں سب الگ
دوست ہی اپنا نہیں بیگانہ تو بیگانہ ہے

اُسکے در پر جا کے ہونا ہے گدا کو ہی یہ ناز
لوگ کہتے ہیں مزاج اس شخص کا شاہانہ ہے

مجھکو لیجا کر کہا ناصح نے اُنکے رُوبرو
آپ کے سر کی قسم یہ آپ کا دیوانہ ہے

اسکو دیوانہ بنالوں تو کروں جھک کر سلام
میں تو ہولا ہوں مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

ہمنے دیکھا ہی نہیں خالی نخوت سے کوئی
زاہدوں کو نا مبارک سبحہ صد دانہ ہے

داغ

یہ ہے کوئے قاتل مان نادان ضد نہ کر
اُٹھ یہاں سے آ اِدھر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

کلیجا کر کے خون وہ دل یہی ہے
تمہارے برابر کا قاتل یہی ہے

جو بے آگ جلجائے وہ دل یہی ہے
جو بے زخم تڑپے وہ بسمل یہی ہے

نہین یکدلی سخت مشکل یہی ہے
کہ وہ دل وہی اور یہہ دل یہی ہے

بُرائی نہ چاہے بُرون سے نباہے
اگر ہے تو دنیا مین مشکل یہی ہے

نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دل یون پکارا
ٹھہرا ہے مسافر کہ منزل یہی ہے

چھپاتے ہو مٹھی مین کیون دیکھ پایا
یہی ہے یہی ہے مراد دل یہی ہے

کرے مجھ سے ہر چند وہ بھولی باتین
مگر پھر کہونگا کہ قاتل یہی ہے

طبیعت کا آنا ہے آفت کا آنا
کرے صبر انسان مشکل یہی ہے

رہ عشق مین راہزن کیا نہوگا
مجھے خوف منزل بمنزل یہی ہے

نہ آئے گا کوئی نہ بیٹھے گا کوئی
اگر آپ کا رنگ محفل یہی ہے

ترا جلوہ ٹھیرا ہے مقصود عالم
کہ ساری خدائیکا حاصل یہی ہے

بھری بزم مین تجھکو آتا ہے کیسا
یہہ پہچان جانا کہ مائل یہی ہے

تڑپنے سے جسکے تسلی ہو تجھکو
مری جان اس کام کا دل یہی ہے

ہماری شب غم گذر جائے یارب
کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہے

خدا نے بنایا بتون نے بگاڑا
نہ کعبہ نہ بتخانہ وہ دل یہی ہے

مری بزم کا عیش سُنکر وہ بولے
اگر موت سے ہے تو غافل یہی ہے

وفا وہ کرین داغ یہہ کہنے کی نا
مگر آپ کا زعم باطل یہی ہے

غیر ہو ناشاد کیون کیسی کہی
چاہتا ہون داد کیون کیسی کہی

پہلے گالی دی سوال وصل پر — پھر ہوا ارشاد کیون کیسی کہی
پیرزن کے ساتھہ بول اُٹھی اجل — اِسنے اب فرہاد کیون کیسی کہی
تمنے دل کی بات کیون کیسی سنی — ہمنے یہہ روداد کیون کیسی کہی
عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی — آپ ہین جلّاد کیون کیسی کہی
مانگتے تہے میرے ملنے کی دعا — وہ بہی دن ہین یاد کیون کیسی کہی
لے چلین گے آج تجھکو اُنکے پاس — اے دل ناشاد کیون کیسی کہی
حشر مین پوچہونگا کہکر سرگذشت — یہہ کہانی یاد کیون کیسی کہی
سُن لئے وصل عدو کے تمنے شعر — یہہ مبارکباد کیون کیسی کہی
مین کرون تیری طرح تجھپر ستم — اے ستم ایجاد کیون کیسی کہی
دل لگایا اب تو ہمنے پند گو — ہرچہ باداباد کیون کیسی کہی
صید کرلو طائر جان رقیب — تم بنو صیاد کیون کیسی کہی
ہمنے تجھہ سے آج اپنی آرزو — بے کہے فریاد کیون کیسی کہی
تو بہی اے ناصح کسی پر جان دے — ہاتھہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

داغ

تجھکو باغ جنّت ہو نصیب
خانماں برباد کیون کیسی کہی

کہا تہا ہمنے جو کچھہ رازداں سے — سنا وہ آج دشمن کی زباں سے
یہہ ہے اُمید جسم ناتوان سے — کرون مین اُڑکے باتین آسمان سے

ملا تھا یا نہیں اُس دلستان سے
ترا آنا ہوا قاصد کہاں سے

برستے ہیں وہ فتنے آسمان سے
قیامت مٹ گئی میری نشان سے

نکالو داغ کو اپنے مکان سے
چلا آیا یہ دیوانہ کہاں سے

وہی کہتا ہوں میں سنتا ہوں جو کچھ
ملی ہے یون زبان اُنکی زبان سے

ہدف دل کو کریگا اِک نہ اِک دن
یہہ تیرا کھیلنا تیر و کمان سے

اُنہیں غصہ ہمیں ہے شوق قاصد
چلیں گے وہ وہان سے ہم یہاں سے

مری آہیں رقیبوں کی دعائیں
یہہ فوجیں لڑ رہی ہیں آسمان سے

چلے بے راہ اکثر رہبر شوق
بچی جاتی ہے منزل کارواں سے

ہر اک میں عیب نکلیں گے کہاں تک
تمہیں اچھے سہی سارے جہان سے

سنا ہے آئی کچھ اُسپر ہی آفت
مزا ملنے کا اب ہے پاسبان سے

کہاں ہے داغ اب اپنا ٹھکانا
اُٹھا بیٹھے ہیں دل دونوں جہان سے

تاثیر محبت نے کیون دیر لگائی ہے
یارب مری قسمت نے کیون دیر لگائی ہے

مظلوم جفا آخر کب داد کو پہونچیں گے
کیا جانے قیامت نے کیون دیر لگائی ہے

میخانہ پہ آجائے گھنگھور گھٹا گھر کر
اللہ کی رحمت نے کیون دیر لگائی ہے

وہ سنگدل آتا ہے کب میرے جنازے پر
لیجانے میں خلقت نے کیون دیر لگائی ہے

لڑتی نہیں آنکھ انکی گو سامنے بیٹھے ہیں
شوخی نے شرارت نے کیون دیر لگائی ہے

کم ظرف نہین میکش ہین انکو حیا مانع
ساقی تری ہمت نے کیون دیر لگائی ہے

کل صبح قیامت ہے کیا جانے کوئی کیسکو
میری شب فرقت نے کیون دیر لگائی ہے

دشوار نہین میرے لکھنے کا بدل دینا
پر کاتب قدرت نے کیون دیر لگائی ہے

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت آچھے
اے داغ طبیعت نے کیون دیر لگائی ہے

کسطرح کہون قیس ترے دل کو لگی ہے
نالون سے کبھی آگ بھی محمل کو لگی ہے

اے راہنما راہ لے تو اور طرف کی
کچھہ اور ہوا رہرو منزل کو لگی ہے

مٹتی ہے کوئی داغ محبت کی نشانی
یہہ چوٹ غضب کی مہ کامل کو لگی ہے

جام مے کوثر لئے مشتاق ہین حورین
کیون دیر اے ہی مرے قاتل کو لگی ہے

تعریف سنی حضرت یوسف کی جو مجھہ سے
اک چوٹ مرے حور شمایل کو لگی ہے

انصاف سے دشمن نے کبھی حق مین ہمارے
اچھی بھی کہی ہے تو بری دل کو لگی ہے

مین تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگون
مدت سے یہی دھن ترے سایل کو لگی ہے

مجبور ہوا شکر جفا سے بھی تو کمبخت
کیا موت کی ہچکی ترے بسمل کو لگی ہے

دیکھا نہ کنارا کبھی کشتی نے ہماری
کب ٹھیس حباب لب ساحل کو لگی ہے

کچھہ روتے ہین کچھہ مرتے ہین کچھہ لوٹ رہے ہین
کس کی نظر بد تری محفل کو لگی ہے

جب سے یہ سنا داغ نے کی عشق سے توبہ
گھبرائے ہوے پھرتے ہین کیا دل کو لگی ہے

وقتِ انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
روبرو داورِ محشر کے اشارے ہوتے

بزمِ دشمن میں ترے ہمکو نظارے ہوتے
اور اس بات کے آنکھوں میں اشارے ہوتے

کسنے یوں پیار کیا کسنے وفا ایسی کی
کیوں کرین قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

شبِ فرقت میں دعوان و ہار گھٹا چھائی ہر
کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے

پھول تنے غیر کی قسمت میں اگر ای ظالم
تونے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

قیس و فرہاد بہلے کو نہوے آج کے دن
وہ بھی سو جان سے قربان تمہارے ہوتے

تارے گن گن کے گذاری شبِ دیجور فراق
کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے

نامہ بر رہ کے وہان تجھکو خبر لانی تھی
چارون اور مصیبت کے گذارے ہوتے

جور کے لطف ہے جب بندہ گی کے تنے مزے
جو تمہارے تنے وہی ڈھنگ ہمارے ہوتے

کیوں مرے پاس پڑے کور ہے پہلو میں
آپ ہی حضرتِ دل شاہ سدھارے ہوتے

زلفین بکھری ہوئین تمنے جو سنوارین تو کیا
کام بگڑے ہوئے عاشق کے سنوارے ہوتے

چارون ہی نہ رقیبون سے نہی دیکھہ لیا
جو ہمارے نہوئے کب وہ تمہارے ہوتے

امتحان گاہِ محبت میں نہ ٹھہرے اغیار
یون نہ گھبراتے اگر دل کے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہرگز
داغ یہہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

وہ قتل کیا اُسنے یہہ شہرت ہو کسیکی
کیا لطف ہو محشر میں بھی تربت ہو کسیکی

ہم اپنے ہی سر لین گے مصیبت ہو کسیکی
آئے گی اسی جان پہ آفت ہو کسیکی

مٹ جاے کوئی حسن سے شہرت ہو کسیکی
ماتم ہو کسیکا شب عشرت ہو کسیکی

پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہے خبر لو
قاصد سے کہا گریہی عادت ہو کسیکی

تم ظلم کیے جاؤ یہہ ذمہ ہے ہمارا
پرسش ہی جو فرداے قیامت ہو کسیکی

وہ صدمے اُٹھاے ہین کہ ہر دم یہہ دعا ہے
دنیا مین کسیکو نہ محبت ہو کسیکی

ہم لطف کے رہنے کو ابھی جانچ رہے ہین
دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو کسیکی

بیدل ہین یہہ معشوق ہی عاشق سے زیادہ
دل ہو تو ضرور اُس مین محبت ہو کسیکی

کیون وصل کی شب ہاتھہ لگانے نہین دیتے
معشوق ہو یا کوئی امانت ہو کسیکی

انصاف اُسی روز تو ٹھہرا ہے ہمارا
ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو کسیکی

اے نامہ بر انداز سخن سیکھہ لے ہمسے
تعریف کے پہلو مین شکایت ہو کسیکی

لپٹا دے مجھے تیغ سے اے شوق شہادت
پوری نہ کسیطرح سے حجت ہو کسیکی

دشمن کی کبھی تم سے بُرائی نہ کرون گا
کیا فائدہ کیون مفت مین غیبت ہو کسیکی

دیکھی ہے وہ شوخی کہ یہہ جی چاہ رہا ہے
مٹی کے بھی پتلے مین شرارت ہو کسیکی

آتا ہے مجھے نرگس حیران سے یہی وہم
کمبخت کی آنکھون مین نہ حسرت ہو کسیکی

اے داور محشر نظر رحم کسی پر
مجھکو نہین منظور کہ ذلت ہو کسیکی

راحت طلبی نے مجھے رکھا نہ کہین کا
طاعت ہو کسیکی نہ اطاعت ہو کسیکی

اے نامہ بر احوال غم ہجر تو لکھدون
ایسا نہو میری ہی سی حالت ہو کسیکی

لڑنا کبھی ملنا کبھی آنا کبھی جانا
تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو کسیکی

لو رہنے دو تسکین کے لئے غیر کی تصویر
شاید جو نہوں مین تو ضرورت ہو کسیکی

یہہ داغ ہماری نہین سنتا نہین سُنتا
ایسی ہی الٰہی نہ بُری مت ہو کسیکی

عشق مین عیش کے بدلے یہہ تباہی کیسی
پھنس گئی جان مصیبت مین الٰہی کیسی

چاہتے ہو مری چاہت کا رقیبون سے ثبوت
جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی

ابھی آئی ابھی چھائی شب ہجران اچرخ
دوڑتی ہے ترے مُنہہ پر یہہ سیاہی کیسی

ترک خونخوار ترا غمزہ پھر اُسپر چالاک
دل سے لڑتا ہے لڑائی یہہ سپاہی کیسی

دل نہین مال تو اس کا تمہین لالچ کیسا
تم نہین چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی

تم تو دلدار و وفادار ہو لو کیا کہنا
منصفی شرط ہے کیون ہمنے نباہی کیسی

پارسا جان کے وہ مجھہ سے ملے دھوکے مین
اگتی کام مری پاک نگاہی کیسی

ابر آیا ہے فلک پر کہ شب غم یارب
یہہ سپیدی مین جھلکتی ہے سیاہی کیسی

اس سے بڑھکر تو گنہگار نہ دیکھا نہ سنا
جب کیا عشق تو ناکردہ گناہی کیسی

کیا بُری چیز ہے اُلفت کا بُرا ہو داغ
دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یار مین تسکین دل بیتاب کو ہوتی
جو اپنے عیش سے فرصت مرے احباب کو ہوتی

پسند آتی اگر اُس شوخ کو ایمدل کی بیتابی
یہہ حسرت برق کو یہہ آرزو سیماب کو ہوتی

بنایا ان حسینون کو تباہی کے لئے ورنہ
ترقی سی ترقی عالم اسباب کو ہوتی

شب فرقت جو دیکھا چودھوین کا چاند کیا دیکھا
میسر اُسکی صورت دیدۂ بیخواب کو ہوتی

پڑی تھی مجھ سے یہ جان مجھ کش کی مرجاتا
اگر کچھ دیر اور ہی زاہد شراب ناب کو ہوتی

نئی سیرین نرالے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی
ہمیشہ کیون نہ گردش عالم اسباب کو ہوتی

رہا پردے مین وہ بت ورنہ ابرو کے اشارے سے
قیامت تھی کہ جنبش کعبہ کی محراب کو ہوتی

مراجب تھا نہ تھا نام کو بھی اُس مین دم باقی
یہانتک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی

نگاہ شوق موسیٰ کی طرح گرد پھرتی تجھکو
کہان یہہ تاب تیرے روے عالمتاب کو ہوتی

شب غم **داغ** سینہ سے نہ اُٹھا ہاتھ ہی ورنہ
فروغ داغ سے منت نہ کچھ مہتاب کو ہوتی

یہہ چرچے ہین ہمین دونون کے دم سے
نہ تم سے پھر زمانے مین نہ ہم سے

اگر مرجائین تو چھٹ جائین غم سے
مگر یہہ ہو نہین سکتا ہے ہم سے

ہمین ہر کس کی حسرت تیری حسرت
محبت کس کے دم سے تیرے دم سے

نہ لکھین گے جواب خط کسیکو
یہی لکھدے وہ کاش اپنے قلم سے

یہانتک ہوگئے ہین محو دیدار
یہہ آنکھین کم نہین بیت الصنم سے

نہ کیون ہو اُنکی گھبرائی ہوئی چال
کہ فتنے لپٹے جاتے ہین قدم سے

پسند آئی اُنہین خود طرز رفتار
نظر اُٹھتی نہین اپنے قدم سے

غلط ہر وعدہ پھر ہر بار کہنا
ہماری توبہ ہی جھوٹی قسم سے

کہا یہہ شکوۂ روز جزا پر
تجھے پالا پڑیگا پھر یہی ہم سے

شبِ وعدہ ہماری خواب مین آئے
وہ سچے بن گئے جھوٹی قسم سے

ملا یہہ خامہ فرسائی پہ الزام
ہمین لکھا ہی خط ٹوٹے قلم سے

مرے سر پر نہ رکھو ہاتھہ اپنا
کہ ہوگا درد سر جھوٹی قسم سے

زمانے کو فلک کو ساتھہ لے لو
یہہ جی بھرتا نہین تھوڑے ستم سے

دمِ تحریرِ خط یہہ ہین دعائین
چلے قاصد سوا میرے قلم سے

کہین گے ہم کہ ہمکو چاہتے ہو
اگر تم ہاتھہ اٹھا بیٹھے قسم سے

خدا با آبرو دے رزق اسکو داغ
نہین ہے بحث ہمکو بیش و کم سے

اجل روزِ جدائی کیون نہ آئی
کسیکی مجھکو آئی کیون نہ آئی

بہت عاشق تھے خواہانِ قیامت
بلائے سے نہ آئی کیون نہ آئی

تعجب ہی کہ اس بیداد پر بھی
ترے آگے جبائی کیون نہ آئی

محبت مین جو دلپر آئی تہی چوٹ
جگر پر وہ سوائی کیون نہ آئی

عدو کو پھیر لاتا تیرے در سے
مجھے یہہ رہنمائی کیون نہ آئی

ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف
طبیعت مین صفائی کیون نہ آئی

مسیحائی اگر آتی ہے تمکو
ادائے جانفزائی کیون نہ آئی

مجھے بہولا سمجھ لے ورنہ واعظ
سمجھ مین پارسائی کیون نہ آئی

ہزارون چاہتے ہین داغ تمکو

تمہین پھر بیوفائی کیون نہ آئی

پوچھتے ہین وہ مزاج اچھا تو ہی — مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہی
یاس کلی وجہِ استغنا ہوئی — جب نہو کچھہ احتیاج اچھا تو ہی
گر حسینون مین بہی ہو رسم وفا — کیا بُرا ہی یہہ رواج اچھا تو ہی
آشیان زیبِ سرِ مجنون ہوا — ای جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہی
سینہ کو بی دل خراشی چاہیئے — ہو سکے جو کام کاج اچھا تو ہی
دِل نہ ٹہیرگا تو کیا ٹہیرگا عشق — قلب کا یہہ اختلاج اچھا تو ہی

داغ کو دی ہے تسلی آپ نے
واقعی وہ کل سے آج اچھا تو ہے

پہلے دن بہر مین تر و تازہ کہان رہتا ہی — آدمی تیس برس تک بہی جوان رہتا ہی
داغِ حسرت جو پس مرگ عیان رہتا ہی — یہہ نشان قدمِ عمرِ روان رہتا ہی
دِل مین رہتا ہی جو انگہو نسے نہان رہتا ہی — پوچھتے پہرتے ہین وہ داغ کہان رہتا ہی
کونسا چاہنے والا ہی تمہارا ممنون — سر تو رہتا نہین احسان کہان رہتا ہی
دستِ ردسینۂ عشاق پہ ما کہشتہ — تیغ سے بڑہ کے ترا ہاتہہ روان رہتا ہی
وہ کڑی بات سے لیتے ہین جو چٹکی دِل مین — پہر وہ انکے لبِ نازک پہ نشان رہتا ہی
مین بُرا ہون تو بُرا جان کے ملیئے مجہسے — عیب کو عیب سمجہیئے تو کہان رہتا ہی
خانۂ دل مین تکلف بہی رہے تہوڑا سا — کہ ترا داغ ترا درد یہان رہتا ہی

لامکان تک کی خبر حضرتِ واعظ نے کہی
یہہ تو فرمائین کہ اللہ کہان رہتا ہی

ہم تو سمجھے تھے کہ دیوان ہی تمہارا نوکر
کیا خبر تھی ملک الموت یہان رہتا ہی

اُنکے آتے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال
بولے گھبرا کے کوئی اور یہان رہتا ہی

اپنے کوچہ مین نئی راہ نکال اپنے لئے
کہ یہان مجمع آفت زدگان رہتا ہی

جیسی دنیا مین ہین دو دل بھی ملے مین مجکو
وقت پر ایک یہان ایک وہان رہتا ہی

گرچہ وہ کوستے ہین فخر ہی اسکا مجھکو
نام میرا ہی اُنہین ورد زبان رہتا ہی

کبھی مجھے وہم بندھا کرتے ہین تنہائی مین
کچھ اُنہین بھی مری جانب سے گمان رہتا ہی

کیا کرون عشق مین بیتابی دل کا شکوہ
صبر کرنے سے بھی پہرون خفقان رہتا ہی

میرے مطلب کی کہانی سے اُنہین ہی نسبت
یہی افسانہ مجھے نوک زبان رہتا ہی

زخم آلے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہین
داغ مٹا ہی نہین اسکا نشان رہتا ہی

لطف وہ عشق مین پائے ہین کہ جی جانتا ہی
رنج بھی ایسے اُٹھائے ہین کہ جی جانتا ہی

جو زمانے کے ستم ہین وہ زمانا جانے
تو نے دل اتنے ستائے نہین کہ جی جانتا ہی

مسکراتے ہوے وہ مجمع اغیار کے ساتھ
آج یون بزم مین آئے ہین کہ جی جانتا ہی

سادگی بانکپن اغماز شرارت شوخی
تو نے انداز وہ پائے ہین کہ جی جانتا ہی

اِنہین قدمون نے تمہارے انہین قدمون کی قسم
خاک مین اتنے ملائے ہین کہ جی جانتا ہی

تم نہین جانتے اب تک یہہ تمہارے انداز
وہ مرے دل مین سمائے ہین کہ جی جانتا ہی

کعبہ و دیر میں پھرا گئیں دونوں آنکھیں
ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہے

دوستی میں تری در پردہ ہمارے دشمن
اسقدر اپنے پرائے ہیں کہ جی جانتا ہے

داغ

وا رفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے
اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

تم لبھاتے ہو بار بار کسے
ایسی باتوں کا اعتبار کسے

واہ کیا شانِ بے نیازی ہے
دیدیا دل پر اختیار کسے

جب تلوّن مزاج وہ ٹھہرے
بیوفائی کا اعتبار کسے

مانگتا ہے دعا رقیب اگر
کھینچ لایا مرا مزار کسے

میرے مرنے کے بعد رو کے کہا
اب کہیں گے وفا شعار کسے

تاک میں دل کی ہے نشیلی آنکھ
اور کہتے ہیں ہوشیار کسے

دیکھیے رنگ لائے کیا جوبن
لوٹتی ہے تری بہار کسے

اک زمانے میں پڑ گئی ہلچل
کر دیا تم نے بیقرار کسے

داغ

کو دو وہی دن ہیں ہول گئے
آپ کہتے تھے جان نثار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے
اور کہنے کا اختیار کسے

دل سے دشمن کا اعتبار کسے
ہم بنائیں صلاح کار کسے

یاد ہی ہے کہ آج ہول گئے
کل کیا تھا امیدوار کسے

موت سے پیشتر ہی مرجاؤن — اِسقدر تاب اِنتظار کسے
جب کہا مین نے ہاے لوٹ لیا — دِل پکارا کہ میرے یار کسے
غیر کو بھی مِلا لیا ہمنے — وہ بنائین گے راز دار کسے
ذِکرِ دشمن تو خوب تھا کیجیے — اَب گذرتا ہے ناگوار کسے
دِل دعا کیا کرے مرے حق مین — بخشوائے گناہگار کسے
بجلیان ہین یہہ شوخیان تیری — اور کہتے ہین ہمقرار کسے

داغ سے وہ اگر نہین ملتے
نہ ملین ہے یہہ افتخار کسے

ہین جو خون دِل سے دیدۂ گریان بھرے ہوے — دونون چراغ ہین شبِ ہجران بھرے ہوے
زخمون پہ میرے کان مِلاحت کے ہاتھہ سے — خالی کئی ہوے ہین نمکدان بھرے ہوے
منکر ہے قتل غیر سے کیون دیکھہ تو ذرا — آیا ہے کون خون سے دامان بھرے ہوے
خالی نہین فساد سے یہہ تیوری کے بل — آتے ہو تم کہین سے مریجان بھرے ہوے
مجھہ زندہ پا کباز کو خالی سمجھہ نہ شیخ — اِس دِل مین ہین خزانۂ عرفان بھرے ہوے
ہین جنتی گلی مین تری کشتگان تیغ — ہین اِس زمین مین گنجِ شہیدان بھرے ہوے

اے داغ دِل ترا نہ شگفتہ ہوا کبھی
عالم مین ہین گلون سے گلستان بھرے ہوے

ایسے تنگ آئے ہاتھہ سے دِل کے — روے ہم غیر سے گلے مِل کے

عرش سے آگے آگے ملتے ہین — کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے
قطع اُمید ہو گئی آخر — اور ٹکڑے کرو مرے دل کے
عشق پُرزور حسن زور شکن — رہ گئی آج ہاتھ مل مل کے
بوسہ دینے کا لطف تو یہ ہے — ہونٹ ہلنے نہ پائین سایل کے
ہاتھ گردن مین ڈال کر بولے — کس سے ملئے ترے گلے مل کے
شوق سے آپ آئینہ دیکھین — ہوش اُڑ جائین گے مقابل کے

داغ کے عشق پر یہ ناز کرو
ہم ہین معشوق فرد کامل کے

کام رکنے کا نہین ایدل ناداں کوئی — خود بخود غیب سے ہو جائیگا سامان کوئی
بیچتا ہون جو خریدے مرے ارمان کوئی — مفت دیتا ہون اگر مان لے احسان کوئی
عشق جسکو نہوا ایسا نہین انسان کوئی — آگے تقدیر ہر خوش ہو کہ پشیمان کوئی
مل گیا اور ہی خار نگر ایمان کوئی — لیگیا لوٹ کے مجھ سے ترے ارمان کوئی
تھا ابھی چشم تصور مین نمایان کوئی — ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پنہان کوئی
لائے کیونکر یقین دل سے مسلمان کوئی — بے قسم کھاتے وہ کرتے نہین پیمان کوئی
پانی پی پی کے دعا دین تجھے بسمل قاتل — انکو پہنچا دے سر چشمۂ حیوان کوئی
ان اُچٹتی ہوئی باتون کے نہین ہم قایل — کرے انکار باندازۂ پیمان کوئی
دیر ہو جائے بلا سے انہین آرایش مین — رہ نجائے کسی کمبخت کا ارمان کوئی

رکھ کے پیکان مرے خون مین لگانا تا نکے
ہو یونہین دیکھ کے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ رنجش و بیداد بھی کرنا قاصد
مگر اتنا کہ نہ ہو جاے پشیمان کوئی

جانتے ہی ہو اُس ارمان بھرے کو کہ نہین
شب کو بیٹھا تھا کسی گوشہ مین پنہان کوئی

برسون امید شہادت مین جیے ہم اے خضر
تیغ سے بڑھ کے نہین دم کا نگہبان کوئی

نظر آتا نہین محفل مین کہین وہ آہ
بنکے بیٹھا ہی کہان شمع شبستان کوئی

حسرتین یون تو محبت مین بہت ہوتی ہین
دل مین رکھنے کا نکل آتا ہی ارمان کوئی

منفعل روز قیامت ہو وہ ظالم توبہ
داد خواہی سے نہ ہو جاے پشیمان کوئی

چشم بد دور وہ صیاد ہین تیری آنکھین
سامنے ہو کے نکلتا نہین انسان کوئی

ایک مہمان نے آتے ہی یہہ گھر لوٹ لیا
وہ جو دل مین ہی تو باقی نہین ارمان کوئی

دل تڑپ کر ادہر آتا ہی تو بڑھتی ہی خلش
ہی مگر دوسرے پہلو مین بھی پیکان کوئی

اُسکو مین لکھہ کے خط شوق پتا بھول گیا
غیر ہی لکھدے مرے نامے کا عنوان کوئی

طبع حاضر ہی صفائی بھی ہی نیت بھی ہی صاف
اب تو کر لیجے خدا کے لئے پیمان کوئی

مین شب وصل زبان چوس کے چھوڑون کنگھی
کر سکے غیر سے کیون وعدہ و پیمان کوئی

اے حیات ابدی کچھہ تو سہارا دینا
نظر آتا ہی مجھے جان کا خواہان کوئی

ہی حسینون کی عدالت مین اُسی کی بخشش
ہو جو نادم خطا دل سے پشیمان کوئی

ہوگی اُس بزم مین گلدستۂ نرگس کی بہار
باندہ دے اُس مین مرا دیدۂ حیران کوئی

آتشین آہ نے بل خاک نکالے دیکھو
سیدھے کرتا ہی ادہر ناوک مژگان کوئی

جب سے کی عشق سے تو پہ نظر آتے ہین یہہ جواب — کھینچتا ہی کوئی دامن تو گریبان کوئی
توڑ کر عہد بت عہد شکن نے یہ کہا — آپ کی عمر کا رشتہ نہین پیمان کوئی
دل مین چبھہ جاتی ہین کسطرح تمہاری آنکھین — سخ دیکھا نہ کبھی ناوک مژگان کوئی
فرصت ناز بھی پہروں نہین ملتی افسوس — وہ ہی مصروف ستمہاے فراوان کوئی
آنکھ مین آنکھہ تو ڈالی نہین جاتی ظالم — دل مین دل ڈالدے کسطرح سے انسان کوئی

مٹ چکی ہی خلش دل مگر اب بھی ہی داغ
پہانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی

تری محفل مین یہہ کثرت کبھی تھی — ہمارے رنگ کی صحبت کبھی تھی
اس آزادی مین کیا وحشت کبھی تھی — مجھے اپنے سے بھی نفرت کبھی تھی
ہمارا دل ہمارا دل کبھی تھا — تری صورت تری صورت کبھی تھی
ہوا انسان کی آنکھون سے ثابت — عیان کب نور مین ظلمت کبھی تھی
دکن مین آئے ہم ہندوستان سے — تصور مین بھی یہہ صورت کبھی تھی
مٹی کیا آبروے عشق افسوس — کہ اس ذلت مین بھی عزت کبھی تھی
جہان سو حسرتون کی پوٹ ہی اب — یہین اک شخص کی تربت کبھی تھی
ذرا انصاف کیجے کون ہون مین — نہ تھی یا کچھہ مری عزت کبھی تھی
اسی حسرت مین اب دل مبتلا ہی — کہ جس امید مین حسرت کبھی تھی
ابھی باقی ہی کچھہ آزار کا شوق — وہ پہر ہو جو مری حالت کبھی تھی

ترحم ہی تجھے ہمپر کبھی تہا — تسلی ہی دم رخصت کبھی تہی
ندی دو گز زمین مرقد کو میری — کہا اِس کوچہ مین تربت کبھی تہی
کرین کیا اب زمانے کی شکایت — کہ دنیا منزل راحت کبھی تہی
محبت سے تری ہوتا ہی اَب رنج — عداوت سے تری اُلفت کبھی تہی
شب ہجران مین سویا کون کمبخت — کبھی کچھہ ہوش تہا غفلت کبھی تہی
دِل ویران مین باقی ہین پھر آثار — یہان غم تہا یہان حسرت کبھی تہی
مزا آتا نہین وہ قتل مین اَب — ترے خنجر کون مین جو لذت کبھی تہی
شکایت سُن کے یہہ ہوتا ہی ارشاد — تری تقدیر مین راحت کبھی تہی
یہہ تہمت رکھہ کے ہم اُنسے ملین گے — ہماری آپ کی صحبت کبھی تہی
تمہاری سادگی یہہ کہہ رہی ہی — نگاہ ناز اِک آفت کبھی تہی
ہجوم غم سے اب تک مر نجاتا — مجھے مرنے کی بہی فرصت کبھی تہی
دِل برباد مین اُڑتی ہی اب خاک — یہہ بستی غیرت جنت کبھی تہی
یہہ دِل حاضر ہی لیجے اِس سے کیا بحث — نہی یا آپ کی نیت کبھی تہی
نہین ہی اَب نہین انصاف سنلو — کبھی تہی مجھکو ہان چاہت کبھی تہی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا داغ
بناوٹ تہی جو وہ حالت کبھی تہی

ہم ترے کام ایدل مضطر بنائین گے — اَب کے بگڑ گئے تو مکرر بنائین گے

تصویر یار اپنی جبین پر بنائین گے
بگڑا ہوا ہم اپنا مقدر بنائین گے

جنت کے بدلے دلمین تمے گھر بنائین گے
یہہ یادگار ہم سر محشر بنائین گے

ایمان کی تو یہہ ہے غضب مین بتان ہند
اپنا ہی سا مجھے بھی یہہ کافر بنائین گے

حرف غلط نہین مری تقدیر کا لکھا
احباب جھیلکر اسے کیونکر بنائین گے

اور دو نہ کیون نزول بلا اپنے ساتھہ ہو
اب ہم مکان شہر سے باہر بنائین گے

کیا بن پڑیگا کوئی نہ دل کا مسودہ
اکثر مٹائین گے ابھی اکثر بنائین گے

ہوگا یونہین جو تشنۂ خون ایک ایک کا
کیون میفروش بادۂ احمر بنائین گے

دینے لگا ہے مجھکو مزا خار آرزو
اسکو بڑھا کے صورت نشتر بنائین گے

باعث بگاڑ کے ہین وہی جنسے تھی امید
انسے بنین گے کام یہہ اکثر بنائین گے

افسوس ہے کہ ٹوٹ پڑیگا وہین فلک
ہم جان توڑ کر جو کہین گھر بنائین گے

جب دل بگڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
کیا خاک وہ بنائین گے تیور بنائین گے

دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیون کرین
ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائین گے

داماں حشر خانہ بدوشون سے کب چھٹا
اسکو بھی چیر پھاڑ کے بستر بنائین گے

تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہے دل مرا
تیرے بناؤ بھی دم پر بنائین گے

خالی نہو گی لطف سے بیداد محتسب
ہم شیشۂ شکستہ کو ساغر بنائین گے

کہتے ہین وہ جلائین گے ہم تجھکو حشر تک
دشمن کی قبر تیرے برابر بنائین گے

ہوگا شب فراق کا غم بھی بہت بڑا
دل کو ہزار ہاتھہ کا کیونکر بنائین گے

اُس نازنین کو لکھینگے جب سطرِ اشتیاق
دل کی رگون سے ہم خطِ مسطر بنائینگے

بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ خرام
وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائینگے

کیون عکس جا سکیگا جو تو ناز کر سکے
ہم آئینے مین سدِ سکندر بنائینگے

عادت ہی ہوگئی ہے وہ دیکھینگے جب مجھے
چتون غضب کی قہر کے تیور بنائینگے

مُنہہ دیکھتے ہین دیر سے نیچی نظر کئے
پلکون سے آئینے مین وہ جوہر بنائینگے

وہ جھانکنے جو آئینگے ہم دیکھہ لینگے صاف
تصویرِ غیر روبرو دَر بنائینگے

وہ کم سنی مین کھیل ہی کھیلین گے تو یہی
مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائینگے

کچھہ تجھہ کو ہی تو خانہ خرابی کی قدر ہو
خانہ خراب دل مین ترے گھر بنائینگے

ہر وقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھکو تو انگر بنائینگے

گر میرے اشکِ سرخ سے رنگ حنا ملے
جو چور کی سزا ہو وہ مجھکو سزا ملے

جاتے تھے مُنہہ چھپائے ہوے میکدہ کو ہم
آتے ہوے اُدھر سے کئی پارسا ملے

پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا
جو رہگزر تھے راہ مین بارے وہ آملے

اپنی بھی شامت آگئی توبہ کے ساتھہ ہی
عہدِ شباب کے جو کہین آشنا ملے

جنت سے عار حور کی صحبت سے اجتناب
کیا جانے بندگی کا صلہ مجھکو کیا ملے

شوقِ وصال خاک مین سبکو ملائے گا
تم کیون ملو کسی سے تمہاری بلا ملے

اللہ دے تو فقر کی دولت ہے سلطنت
جتنے فقیر مجھکو ملے بادشا ملے

جو اپنے دل سے آپ کرے بد مزاجیان
ایسے اکیلکھرپسے بھلا کوئی کیا ملے

دنیا مین دلّگی کے لئے کچھ تو چاہیئے
ہم اِن تو نسے ملتے ہین جبتک خدا ملے

اِک بات ہم کہین تو ابھی کہوئے جاؤگے
اِسطرحسے کہ تمکو نہ اپنا پتا ملے

اب منصفی ہی داد محشر کے عِلم پر
میرے گواہ تُوٹ کے دشمن سے جا ملے

لو آؤ دل ملائین تمہاری نگاہ سے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اُس دلستان کا ہی وہی دروازہ نامہ بر
دربان ہی تجھسے دلکو جہان پوچھتا ملے

یہہ بھید کیا ہی مجھہ سے ملا آج یون رقیب
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ملے

اُسکے ہجوم نازمین کہو یا گیا ہی دل
جو اِسطرحکی بھیڑ مین گُم ہو وہ کیا ملے

اِسواسطے اُٹھائی ہین تیری بُرائیان
ڈرتا ہون مین کہ اور نہ تجھہ سے بُرا ملے

R

اے داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کہچا کہچے کوئی ہمسے ملا ملے

ساقیا دے بھی مے روح فزا تھوڑی سی
بیوفا عمر کرے اور وفا تھوڑی سی

ہم تو اُس آنکھہ کے ہین دیکھنے والے دیکھو
جس مین شوخی ہی بہت اور حیا تھوڑی سی

وعدۂ غیر پہ کیا ہوتی ہی جلدی اونکو
ہاتھہ دھو ڈالتے ہین ملکے حنا تھوڑی سی

نغمہ دلکش ہو تو دمساز دمِ عیسیٰ ہی
کبھی آجاتی ہی کانون مین صدا تھوڑی سی

تم مرے جُرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھہ سے
کہ خطا وار بتاتا ہی خطا تھوڑی سی

ابھی بتخانہ کے سجدون سے تو فرصت ہو لے
جاکے مسجد مین بھی کرلین گے ادا تھوڑی سی

مرگ فرہاد پہ حسرت سے کہا شیریں نے
عمر عاشق ہی کو دیتا ہی خدا تھوڑی سی

وائے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن اپنے
رہگئی تھی گرہ بندِ قبا تھوڑی سی

آئے ہمسایہ مین وہ گونہ بہانتک اے
آج مقبول ہوئی میری دعا تھوڑی سی

کیون فلک مجھکو کہلاتا ہی غم عشق بہت
ایسے بیمار کو دیتے ہین غذا تھوڑی سی

بعد مردن مری مرقد مین بنا دین روزن
آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تھوڑی سی

منصفی شرط ہی آخر کوئی کبتک بخشے
روز ہوجائی ہی بھولے سے خطا تھوڑی سی

داغ یہ مے ہی یہ ساغر ہی کہان کی توبہ
پی خدا کے لیے اے مرد خدا تھوڑی سی

جانسے چھوڑ دے تو اے ستم ایجاد مجھے
کہ ملے روز نئی لذت بیداد مجھے

تم جو ظلمات رہو آزار کے دینے والے
کون سنتا ہی مبارک مری فریاد مجھے

اہل محشر سے یہہ پوچھونگا خدا لگتی بات
تمنے دیکھا بھی ہی دنیا مین کبھی شاد مجھے

حسن کا دام بلا ہی چمن عالم مین
نظر آتا ہی ہر اک پھول ہی صیاد مجھے

بندگی ایسی غلامی کو اگر قدر نہو
قتل کرڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے

آسمان ٹوٹ پڑا مجھپہ تری الفت مین
پہلے ہی سے نظر آتی تھی یہہ افتاد مجھے

کچھ تو اُمید بندہے اُسنے وفاداری کی
کاش دشمن ہی سمجھکر وہ کرین یاد مجھے

خانۂ دل سے یہہ ماتم کی صدا آتی ہی
غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے

پنچکیان داغ دم نزع چلی آتی ہین

شاید اُس بھولنے والے نے کیا یاد مجھے

تُمنے بدلے ہم سے گن گن کے لیئے
ہمنے کیا چاہا تہا اسدن کے لیئے

کچھہ نرالا ہی جوانی کا بناؤ
شوخیان زیور ہین اِس سن کے لیئے

وصل مین تنگ آکے وہ کہنے لگے
کیا یہہ جوبن تہا اسی دن کے لیئے

چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لیئے

فیصلہ ہوا آج میرا آپ کا
یہہ اُٹھا رکہا ہی کس دن کے لیئے

دے مے بے دُرد اسی پیر مُغان
چاہیئے اِک پاک باطن کے لیئے

دِل کے لینے کو ضمانت چاہیئے
اور اطمینان ضامن کے لیئے

مے کشو مژدہ اب آئی فصل گُل
بلبلون نے چونچ مین تنکے لیئے

ہمنشینون سے مرے کہتے ہین وُہ
چھوڑ دین غیرون کو کیا ان کے لیئے

ہین رُخ نازک پہ گنتی کے نشان
کس نے تیرے بوسے گن گن لیئے

وہ نہین سُنتے ہماری کیا کرین
مانگتے ہین ہم دُعا جن کے لیئے

آجکل مین **داغ** ہوگے کامیاب
کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لیئے

آئے بھی تو وہ مُنہہ کو چُھپائے مرے آگے
اِسطرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہی پھر آئے کہ نہ آئے
جاتا ہی جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھہ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا
دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

دِل مین نے لگایا ہی مگر دیکھیے کیا ہو
سب جھینکتے ہین اپنے پرائے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ مین دل کی لگی کو
کوئی نہ کہی شمع بجھائے مرے آگے

مانگی ہی دُعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو
کوسا ہوا گر مین نے تو آئے مرے آگے

تیور یہی کہتے ہین کہ یہہ نام ہی میرا
لکھکر کسی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھے تو کوئی قاصدِ جانان کی دلیری
واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت مین نہ جائے مرے آگے

محشر مین بھی ہی خواہش خلوت مجھے ایسی
کہتا ہون کیا میرا نہ آئے مرے آگے

کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے ہے بُرا حال بنائے مرے آگے

یہہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اِس لئے رُوٹھہ رہے ہین کہ منائے کوئی

یہہ نہ پوچھو کہ غمِ ہجر مین کیسی گذری
دِل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک مین ہی نگہہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچکا ہوا جائے کوئی

ہو چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے بہان بلائے کوئی

ترکِ بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھہ سے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یون شبِ وصل ہوا لیدگیِ عیش و نشاط
آپ اپنے مین خوشی سے نہ جلائے کوئی

حالِ افلاک و زمین کا جو پتا پایا بھی تو کیا
بات وہ ہی جو ترے دل کی بتائے کوئی

دردِ اُلفت کے مزے لیتے ہین قسمت والے
خونِ دل سر نہین ہی کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے داخلِ دعوت ہی نہیں اے واعظ
مہربانی سے بُلا کر جو پلائے کوئی

وعدۂ وصل اُسے جانکے خوش ہو جاؤں
وقتِ رخصت ہی اگر ہاتھ ملائے کوئی

سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہے دل سرد
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو مُنہ بھی نہ لگایا افسوس
اِسکو رکھتا تھا کلیجے سے لگائے کوئی

وہ کھینچتے ہیں خنجر بُران کبھی کبھی
مشکل ہماری ہوتی ہے آسان کبھی کبھی

بھولے ہی بنکے کام نکلتا ہے گاہ گاہ
بنجاتے ہیں ہم آپ ہی نادان کبھی کبھی

اِقرار سے زیادہ ہے اِنکار آپ کا
ہر دم نہیں نہیں ہے تو ہاں ہاں کبھی کبھی

ہر وقت انکی شرم سے اُٹھتی نہیں پلک
ہوتا ہے دل کے پار یہ پیکان کبھی کبھی

دِل رفتہ رفتہ خوگرِ غم ہو تو خوب ہے
آیا کرے ہری شبِ ہجران کبھی کبھی

وہ ہات رکھکے سر پہ مرے کہاتے ہیں قسم
ہوتے ہیں جھوٹ موٹ کے اِحسان کبھی کبھی

رہ رہکے یاد آتے ہیں اپنے ستم ہمیں
ہوتے ہیں دِل ہی دِل میں پشیمان کبھی کبھی

اِس چیز پر ہی ہے وہی آفت لگی ہوئی
ہوتا ہے شوق سلسلہ جنبان کبھی کبھی

میری مجال ہے جو کروں عرضِ مدعا
نظروں میں بات ہوتی ہے پنہان کبھی کبھی

سُنتے ہیں کان رکھکے فرشتے ہی سکی بات
کہتا ہے دُور دُور کی اِنسان کبھی کبھی

شکرِ خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا
وہ دیکھتے ہیں داغ کا دیوان کبھی کبھی

جو نکلا پنجے سے کاکل کے دل لفِ دُوتا لپٹی
چھٹا جب اِک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیاں کرتی ہے کیا کیا راہ میں آ کے
کبھی کاکل سے آ لپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

لپٹتا ہے گلے سے جسطرح بچھڑا ہوا کوئی
ہمارے حلق سے اِسطرح وہ تیغ جفا لپٹی

کبھی لپٹا نہ تو میرے گلے سے کیون نہ رشک آئے
رہی اے بیوفا ہر دم ترے تن سے قبا لپٹی

وہ ہون مین کشتۂ وقت غنیمت اسکو جانون گا
زمین ہی میری میّت سے اگر بعد فنا لپٹی

قیامت تک گئی جب اٹھتے اٹھتے میرے نالے سے
تو آخر مضطرب ہو کر ترے قدموں سے جا لپٹی

گہری ہین انکی آنکھین دیکھنا کیا شرم و شوخی مین
گاہون سے ادا لپٹی تو پلکون سے حیا لپٹی

وہ ہون گردش زدہ مین چھو لیا جب سے ترے رخ کو
تو چکراتی ہوئی پھرون بگولے مین ہوا لپٹی

جلانے کو مرے بزم و چمن مین رات دن دیکھو
جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی

کوئی دیکھے تو بانکی وضع رندلا دبالی کی
کہ اُسکے سر سے ہے وہ الٹ پٹی دستار کیا لپٹی

وہ کہتے ہین عجب تاثیر دیکھی خون عاشق مین
چھڑائی جسقدر باتون سے مہندی سو لپٹی

نہ رُوکے سے رُکا آخر گیا داغ اُسکے کوچے مین
نمانا ایک کا کہنا بہت خلق خدا لپٹی

گلشن مین ہرے ہو کے شجر لائے ثمر بھی
ابر بارش رحمت کو ئی چھینٹا تو ادھر بھی

عاشق ہین ترے حور و ملک جنّ و بشر بھی
دیتا ہے خدا حسن تو پڑتی ہے نظر بھی

وہ صبح کو اٹھتے ہی ملا لیتے ہین صورت
آئینہ بھی رہتا ہے ہمارا بر گل تر بھی

کیا تیز رَوِ راہ محبت ہے الٰہی
پیچھے رہی جاتی ہے مرے دل سے نظر بھی

رکھتا ہی نہین کوئی کہان جاکے رہے دل
مثل گل بازی ہیولاے دہر ہی ہر اُدھیر ہی

مین صبح شب وصل نہ دیکھون اُسے جاتے
آنکھون ہی مین آجاے سپیدی سحر ہی

اللہ کرے ہو ترے دربان کو بھی دشت
میرا ہی گریبان بنے پردہ در ہی

تنخا نہ مین کیون رہنے لگے حضرت زاہد
ایسون کا ٹھکانا نہین اللہ کے گھر ہی

اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تھے پیغام
جب وعدہ کیا پھر نہین ہوتے وہ خبر ہی

بیٹھو بھی مرے قتل پہ کیا باندھ ہو گے تلوار
دیکھون تو سہی باندھنی آتی ہر کمر ہی

اے داغ دم نزع ہین وہ منتظر اس کے
کیون دیر لگا رکھی ہی جلدی کہین مر ہی

اک چیز ہی اس عالم ہستی مین نثر ہی
دنیا کا طلبگار رہی دنیا سے حذر ہی

اس تیر کا زخمی ہی مرا دل بھی جگر ہی
اچھونکی بری ہوتی ہی سیدھی سی نظر ہی

دیکھون کسی محبوب کو مین سامنے تیرے
منت سے کہے تو نگہ لطف ادھر ہی

یہہ کان تک آئیگی بری ہو بھلی ہو
رک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر ہی

کیا ایک ہی ڈورے مین بندھی آنکی مراکت
جب ملتی ہی گردن تو لچکتی ہی کمر ہی

پتاب تری بزم مین دیکھا جسے دیکھا
ہوش اوڑتے ہین مے اڑتی ہی اڑتی ہی خبر ہی

دل اُسنے لیا مجھکو ملی دولت دیدار
کیا لوٹ کا سامان اُدھر ہی ہی ادھر ہی

کہتے ہین وہ دنیا کے سب چاہنے والے
پوچھے تو کوئی ہی تمہین دنیا کی خبر ہی

جب جرم محبت کی سزا مل گئی اکبار
تقصیر وہی ہمسے ہوئی بار دگر ہی

زندہ ہے غضب لشکرِ غم نے مرے دل کو
ایسی نہیں پامال کوئی راہگذر ہے

ہوتی ہے دعا کا فرودِ دیندار کی مقبول
اللہ کی سرکار میں لگتا ہے اثر ہے

اچھا ہے کہ جنگل میں ہو پانی کا سہارا
لیجائے مرا نامہ رسان دیدہ تر ہے

فرماتے ہیں وہ سنتے ہیں جب **داغ** کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان میں ہوا ثر ہے

ہم سے برگشتہ کسیکی نظر ایسی تو نہ تھی
گرچہ تھی چشمِ تغافل مگر ایسی تو نہ تھی

شب کو جو حال رہا ہے وہ خدا پر روشن
تجھ سے اُمید مجھے غیر ایسی تو نہ تھی

وہی دل ہے وہی لب ہیں وہی اندازِ نیاز
جیسی اب ہے یہ دُعا بے اثر ایسی تو نہ تھی

کر گئی اور جیوگا یہ بتا دے مکبت
فکر تجھکو کبھی اے چارہ گر ایسی تو نہ تھی

مشکل یوسف کی جو تعریف سنی فرمایا
منصفی شرط ہے دیکھو اِدھر ایسی تو نہ تھی

بارہا آئے گئے نامہ و پیغام و سلام
تجھکو جلدی کبھی اے نامہ بر ایسی تو نہ تھی

وصل کے ساتھ ہی جاتے رہے کیا لیل و نہار
شام ایسی تو نہ تھی وہ سحر ایسی تو نہ تھی

آگ دل کی بھی اثر کر گئی شاید اِنمیں
پیشتر سوزشِ داغِ جگر ایسی تو نہ تھی

داغ صاحب کی محبت نہ چھپائے سے چھپی
ایسی مشہور ہوئی یہہ خبر ایسی تو نہ تھی

شکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہے
اُنہیں اس بات کی پروا ہی کیا ہے

ترقی کر رہی ہے اُن کی شوخی
ابھی تڑپے گا دل تڑپا ہی کیا ہے

بڑی آنکھین تمہاری ہین اگر ہون — اِن آنکھون نے ابھی دیکھا ہی کیا ہی
حقیقت مین ہو تم دنیا سے اچھے — حقیقت مین مگر دنیا ہی کیا ہی
ہمارے دل مین ہی ساری خدائی — خدا کے گھر مین اب رکھا ہی کیا ہی
ملے گی حشر مین کیا داد مجھکو — مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہی
سمجھتا ہی نہین قاصد مری بات — زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہی
شکایت ہی سہی عرضِ تمنّا — ذرا انصاف کر بچا ہی کیا ہی
تجھے دنیا مین لون عقبیٰ مین چاہون — بجز اسکے مرا دعویٰ ہی کیا ہی
رہی کیون اِس دلِ ویران مین حسرت — نہ وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہی
ہمیشہ دیکھتی ہین دل کی آنکھین — ہمارا آپ کا پردا ہی کیا ہی
ادا ہی ابتدا مشقِ جفا کی — بہت ہوگا ستم اِتنا ہی کیا ہی
فقط اِک جان وہ بھی تجھپہ قربان — محبّت نے یہان چھوڑا ہی کیا ہی

اگر سُن لین وہ حالِ زار اے **داغ**
ترے کہنے کا پھر کہنا ہی کیا ہی

کسیکے ہین جلوے یہان کیسے کیسے — عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

مطلع ثانی

دیئے **داغ** نے اِمتحان کیسے کیسے — مثالے ہین اُنکے گمان کیسے کیسے
نشیب و فراز آنکو سمجھائے کیا کیا — ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

ہوئیں اُنسے غمازیاں کیسی کیسی
بنے تھے مرے رازداں کیسے کیسے

وہ جب اور پڑی دل سے کرتے ہیں وعدہ
تو کہتا ہی پلٹے زباں کیسے کیسے

بنایا کیے مجھکو مجرم وہ ناحق
بلایا کیے ہاں میں ہاں کیسے کیسے

ملے زاہد پیر کو حور توبہ
وہاں ہونگے رعنا جواں کیسے کیسے

نہ آثار عشرت نہ سامان راحت
نشان سے ہوئے نشان کیسے کیسے

چھٹے قافلے والے اول ہی منزل
پڑے رہگئے ناتوان کیسے کیسے

نہ مانی نہ مانی مری بات اُسنے
ہوئے دوست ہمداستان کیسے کیسے

کوئی پارسا ہو تو بہر بہر کے ساغر
پلاتا ہی پیر مغان کیسے کیسے

سکھانے پڑھانے کو ہیں دوست دشمن
یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے

کہلائے ہیں گل نوک مژگان نے کیا کیا
بنائے ہیں دل پر نشان کیسے کیسے

نہیں حیدرآباد پیرس سے کچھہ کم
یہاں ہی سجے ہیں مکان کیسے کیسے

گئی دیدہ و دل بھی ہمراہ قاصد
روانہ ہوئے ارمغان کیسے کیسے

مرے ساتھہ غیروں پہ بھی آفت آئی
نکالے گئی میہمان کیسے کیسے

گذرگاہ ارمان و حسرت رہا دل
گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے

شکایت حکایت ہی میں رات گذری
رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے داغ جب مسہ دکن کو
چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

قیامت ہی اگر مین نے فغان کی
فرشتے خیر مانگین آسمان کی

تلاش اُنکو ہی میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

تمنّا اور وہ بھی امتحان کی
خبر تھی کسکو مرگ ناگہان کی

کہان اے چارہ گر دل مین حرارت
یہہ گرمی ہی فقط ضبط فغان کی

نہین کچھہ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سنو تو کہہ رہا ہی یہہ کہان کی

دبا ہی خاک صرصر مین نشیمن
نظر پڑتی نہین اب باغبان کی

کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
کہ مٹی دی ہی اُسنے آستان کی

شب غم آئے خواب مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمہین سناؤن کیونکر اس کی باتین
مرے دل مین ہی کیفیت زبان کی

مرے مرنے سے گو اُسکو ہوئی عید
خوشی جو چاہیئے تھی وہ کہان کی

درِ جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
گمان اُترتی ہوئی ہی پاسبان کی

دہن کو ہی مزا تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہی تیری زبان کی

خدا کے سامنے بھی بُت بنے وہ
ہمین نے اُنکی کیفیت بیان کی

یونہین رہجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
کہلی رہجائین آنکھین پاسبان کی

رگ بسمل مین باقی ہی ابھی دم
لگا دے اور بھی اک امتحان کی

دل اُسکا ہی کہ جس نے اپنی حالت
بیان کی اور پھر تجھسے بیان کی

وہ سُنکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہہ بولی ہر کہان کی

کبھی ہمسے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانین گے
جو ضد آئی تو بے منوائے اصلا ہم نہ مانینگے

خیال غیر ہوگا دل ہمارا پاسبان ہوگا
رہین خلوت سرا مین آپ تنہا ہم نہ مانینگے

گواہی کون دے میرا ثبوت عشق کیونکر ہو
وہ کہتے ہین قیامت تک یہہ دعوی ہم نہ مانینگے

ترا ثانی کہان پیدا فقط کہنے کی باتین ہین
اگر سارا زمانہ مان لیگا ہم نہ مانینگے

ہم ایسے ہی تو ہین وہ ہمکو پرکھین اس غنایت سے
یقین آتا نہین قاصد ہر جھوٹا ہم نہ مانینگے

بہت ہمدرد یکجان و وفا لب ہمنے دیکھے ہین
نہین ہر کوئی دنیا مین کسیکا ہم نہ مانینگے

بلا سے گر کوئی اثبات کا دل مین برا مانے
مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نہ مانینگے

سوال انکا یہہ ہو دنیا مین کر لو فیصلہ ہمسے
اٹھاوگے اگر عقبی مین جھگڑا ہم نہ مانینگے

وہ کہتے ہین ہم اشک و آہ سوزان کے نہین قایل
یہہ ہون آب و آتش دونون یکجا ہم نہ مانینگے

نکلجائے اگر پہلو سے دل یہہ ہے یقین ہمکو
نکلجائے کبھی دل سے تمنا ہم نہ مانینگے

بڑہتے تکرار کیون پہلے ہی اسکا فیصلہ کر لو
یہہ کہنا مان لینگے ہم یہہ کہنا ہم نہ مانینگے

نہین خط غلامی داغ لکھدے کیا سند اسکی
کہ ایسا شخص ہو بندہ کسیکا ہم نہ مانینگے

نزاکت مانع دور آزمائی ہوتی جاتی ہے
کہ شاخ گل سے جب انکی کلائی ہوتی جاتی ہے

پہنسا کر زلف مین دل عمر بھر انکی بلا کھیے
اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے

مبارکباد صیاد کو مژدہ اسیری کو
بہت شہرہ میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

بڑھایا شوق نے آگے ہٹایا خوف نے پیچھے
رسائی میں بھی اُس تک نارسائی ہوتی جاتی ہے

نکلجائیں گی بل ملنا نہ چھوڑو راست بازوں سے
بہت سیدھی تمہاری کج ادائی ہوتی جاتی ہے

ہمیں ہی صبر آئے صاف کہدو ہم نہیں رہتے
اگر ہر چیز کیوں اپنی پرائی ہوتی جاتی ہے

مخاطب ہوں کسی سے بزم میں وہ چوٹ ہے مجھ پر
مرے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی ہے

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہیں
بہت اے شوخ تجھمیں بیحیائی ہوتی جاتی ہے

ابھی سے کیا ہوا جاتا ہے خون مدعا یارب
کہ رنگت کاغذ خط کی حنائی ہوتی جاتی ہے

خدا جانے یہہ ہے کیا بھید کیا ہوتا ہے یا کیا تھا
جدھر تو ہے اُدھر ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

نہ میں آتش نہ وہ سیماب یارب کیا سبب اسکا
جہانتک دل ملاتا ہوں جدائی ہوتی جاتی ہے

خدا ہے طالب دیدار محشر کوئی رہجائے
بہت مشہور تیری خودنمائی ہوتی جاتی ہے

کدورت سی کدورت تھی مٹایا داغ کو جس نے
بحمدللہ اب اُنسے صفائی ہوتی جاتی ہے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی
یہی کمبخت دکھاتی ہے صورت اچھی

حُسن معشوق سے ہی حُسن سخن ہے کمیاب
ایک ہوتی ہے ہزاروں میں طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شکر کر
یہہ بُرا شخص ہے اسکی نہیں نیت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا
نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تونے انکار
اس محل پر تو زباں میں تری لکنت اچھی

ہجر میں کیسکو بلاؤں نہ بلاؤں کسکو
موت اچھی ہے کہ آجائے کہ فرصت اچھی

قبر میں نیند اُڑاتے ہیں نکیر میں عجب
اِن سوالونسے تو دشمن کی حکایت اچھی

دیکھنے والون سے انداز کہیں چھپتے ہیں
ہمکو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اُسے دشمن کی شبیہ
مسکرا کر یہہ کہا اُسنے نہایت اچھی

میری تربت پہ یہہ ظالم نے کہا پچھتا کر
ملگئی عیش اَبد کی تجھے فرصت اچھی

جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
جسکا انجام ہُوا اچھا وہ مصیبت اچھی

آدمیت سے علاقہ ہے نہ دنیا کا مزا
پہ جہنّم سے ہے کس بات میں جنّت اچھی

پھوٹ کر روئے بظاہر جو لحد پر دشمن
اِس بہانہ سے بہائی مری تربت اچھی

ہمنشینون کو مشیرون کو ترے دیکھ لیا
بُری صحبت ہے بُری اچھی ہے صحبت اچھی

ہے سرِ ناز فروشی تو خریدار بہت
بیچ ڈالو اِسے ملجائیگی قیمت اچھی

عیب اپنے بھی بیان کرنے لگے آخر کار
ہو گئی اُنکو بُرا کہنے کی عادت اچھی

خودستائی پہ نہ محمول ہو اگر شکیہ مسیح
کہون کس مُنہہ سے کہ ہے میری طبیعت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبّت کے گواہ
ایسے دعوے میں تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

زور و زر سے بھی کہیں داغ حسین ملتے ہیں
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

ہجر کی یہہ رات کیسی رات ہے
ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

اُنکی فرمایش نئی دن رات ہے
اور تھوڑی سی مری اوقات ہے

تمکو صحبت غیر سے دن رات ہے
دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہے

آپ کی ہر بات مین یہہ بات ہی / چال ہی فقرہ ہی دم ہی گھات ہی

حور کی خواہش پہ یہہ طعنے ملے واہ کیا نیت ہی کیا اوقات ہی

تونے قاصد جو کہی دل کو لگی یہہ اُسی کافر کے مُنہہ کی بات ہی

پھر خدا جانے کہان تم ہم کہان عیش و عشرت کی یہی اِک رات ہی

جان کے خواہان ہین سب جان جان سچ ہی بے پروا اُسی کی ذات ہی

ذِکر دشمن پر بگڑنا ہی بجا واقعی لگتی لگاتی بات ہی

شِکوے کے بدلے کیا شکرِ ستم پھر خفا ہین کیا مزے کی بات ہی

اُنکا قاصد لے چلا ہی دل مرا تازہ فرمایش نئی سوغات ہی

یہہ بلا اِظہارِ اُلفت پر جواب آپ ایسے ہی تو ہین کیا بات ہی

شب کو جاگین بزم مین وہ دِن کو سوئین رات کا دِن اور دِن کی رات ہی

اُسنے باتون کا مری دیکر جواب کہدیا خاموش یہہ شہ مات ہی

کیون پہسل پڑتے ہین مُلک حُسن مین کیا وہان برسات ہی برسات ہی

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین بولے بسم اللہ اچھی بات ہی

ضعف سے اُٹھتے نہین دستِ دُعا اَب ہماری شرم اُسکے ہات ہی

کہتے ہین دشنام دیکر لیجئے بوسہ کیون دیتے ہو کیا خیرات ہی

باوفا ہین غیر اِسکی کیا دلیل اُنکا دعوے محض بے اثبات ہی

داغ سے جا کر ملے تھے ہم بھی آج

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہو

اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے
اللہ تیری شان کے قربان جائیے

بگڑے ہوئے مزاج کو پہچان جائیے
سیدہی طرح نہ مانیے گا مان جائیے

اللہ جانتا ہو اگر جان جائیے
اس دل کے شوق کو تو ابھی مان جائیے

کسکا ہو خوف روکنے والا ہی کون ہو
ہر روز کیون نہ جائیے مہمان جائیے

محفل مین کسنے آپ کو دل مین چھپا لیا
اتنون مین کون چور ہو پہچان جائیے

ہین تیوری مین بل تو نگاہین پھری ہوئی
جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جائیے

دو مشکلین ہین ایک جتانے مین شوق کے
پہلے تو جان جائیے پھر مان جائیے

انسان کو ہو خانہ ہستی مین لطف کیا
مہمان آئے تو پشیمان جائیے

گو وعدہ وصال ہو جھوٹا مگر تو ہو
کیونکر نہ ایسے جھوٹ کے قربان جائیے

رہجائے بعد وصل بھی چٹک لگی ہوئی
کچھہ رکھیے کچھہ نکال کے ارمان جائیے

اچھی کہی کہ غیر کے گھر تک ذرا چلو
مین آپ کا نہین ہون نگہبان جائیے

آئے ہین آپ غیر کے گھر سے کہڑے کہڑے
یہہ اور کو جتائیے احسان جائیے

دونون سے امتحان وفا پر یہہ کہدیا
منوائے رقیب کو یا مان جائیے

کیا بدگمانیان ہین انہین مجکو حکم ہو
گھر مین خدا کے بھی تو نہ مہمان جائیے

کیا فرض ہو کہ سب مری باتین قبول ہون
سن سن کے کچھہ نہ مانیے کچھہ مان جائیے

سودائیان زلف مین کچھہ تو لٹک بھی ہو
جنت مین جائیے تو پریشان جائیے

دِل کو جو دیکھہ لو تو یہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

جانے نہ دونگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے
دِل کے مقدمے کو ابھی چہان جائیے

یہہ تو بجا کہ آپ کو دُنیا سے کیا غرض
جاتی ہو جس کی جان اُسے جان جائیے

غُصہ مین ہاتھہ سے یہہ نشانی نہ گر پڑے
دامن مین لیکے میر اگریبان جائیے

یہہ مختصر جواب ملا عرضِ وصل پر
دِل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

وہ آزمودہ کار تو ہو گر ولی نہین
جو کچھہ بتائے داغ اُسے مان جائے

اِس لئے وصل سے اِنکار ہی ہم جان گئے
یہہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

تو وہ ہی سب بت کافر ترے قربان گئے
جو خدا کو بھی نہ مانین وہ تجھے مان گئے

دعوئ مہر و وفا پر وہ بُرا مان گئے
اُلٹے نادم ہوے احسان کے احسان گئے

غیر کے دِل مین نہون اُسکی تلاشی لینا
کہ شبِ ہجر مین چوری مرے ارمان گئے

تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو آگے
ابھی اِس راہ سے کچھہ لوگ پریشان گئے

کیا کرے دیکھیے ہر روز کا آنا جانا
کہ جہان شام ہوئی اور وہ مہمان گئے

دیکھہ کہتے ہین اِسے آئی گئی کا سودا
ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گئے

آپ ہی قید ہوے جاتے ہو اپنے گھر مین
بدلیان رہتی ہین وہ آئے یہہ دربان گئے

یا اِلٰہی کہین لُٹتی تو نہین راہِ عدم
جانے والے جو جہان چھوڑ کے سامان گئے

کہتے ہین شکوۂ بیداد کریگا پھر بھی
ہم اگر روزِ جزا تیرا کہا مان گئے

رہگئی دشت محبت مین نہ کچھہ سامنہ دیا
حضرت خضر بھی دو چار ہی میدان گئے

آجکل نالۂ بلبل مین بھی تاثیر نہین
کیا عجب گل یہہ پکارے کہ مرے کان گئے

اُنکے عاشق ہین وہ جانین کہ نجانین ہمکو
یہہ سمجھتے ہین کہ جب جان گئے مان گئے

عشق مُنہہ پر مرے لکھا ہو تو کیا اِسکا علاج
جان پہچان نہ تھی اور وہ پہچان گئے

مجھکو مشتاق نہ رکھنا تھا شب وصل اُنہین
حُور کے واسطے کیا چھوڑ کے ارمان گئے

ہمنے آتے ہی یہہ محفل مین تماشا دیکھا
غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اوسان گئے

خانۂ دل ہر الٰہی کہ مسافر خانہ
کتنے ہی آئے یہان کتنے ہی ارمان گئے

آزمایش ہی پہ ٹھیرا تہا محبت کا ثبوت
اب تو پہچان گئے جان گئے مان گئے

خلش خار تمنا نے نہ رکہا تہا
تیرے ارمان گئے دل سے کہ پیکان گئے

بندۂ عشق ہو ایسے کہ الٰہی توبہ
تم تو معشوق کو اے داغ خدا جان گئے

وہ نیم وعدہ کرکے جو خاموش ہوگئے
اُمیدوار ہوش سے بیہوش ہوگئے

پلٹے بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
میخوش کیا ہوئے کہ بلانوش ہوگئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا اُنہین لحاظ
دو چار دن کے واسطے روپوش ہوگئے

احباب کو جنازہ اُٹھانا بھی بار تہا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہوگئے

بگڑا مزاج اُنکا تو محفل بگڑ گئی
سامان عیش اُڑ کے مرے ہوش ہوگئے

ماتم ہر محفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہوگئے

اُن اُن ٹھہر ٹھہر کے اُٹھا رخ سے تو نقاب — پیدا طبیعتون مین بہت جوش ہوگئی
کیا کیا شبِ فراق رہی ہمکو بیخودی — اکثر ستون در سے ہم آغوش ہوگئی
میری برائیان تو نکرتا ہو مدعی — کیا غور ہو کہ وہ ہمہ تن گوش ہوگئی

اے داغ سب زمانۂ ماضی کے ذوق شوق
یکبارِ دل سے محو و فراموش ہوگئی

اُس نے جب اِک نگاہ دیکھا ہو — حال دل کا تباہ دیکھا ہو
سچ بتا تو نے بھی شبِ فرقت — کبھی روزِ سیاہ دیکھا ہو
دل ہو دونون طرف کا جانب دار — کہین ایسا گواہ دیکھا ہو
مجھکو بے جرم کیون سزا ملتی — کچھہ نہ کچھہ تو گناہ دیکھا ہو
بزم مین مجھکو تاک کر بولے — چُپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہو
ساتھہ اُس بت کے اہلِ تقوی کو — صورتِ گردِ راہ دیکھا ہو
آئینہ دیکھہ دیکھکر تمنے — کیا سفید و سیاہ دیکھا ہو
اُس سے پوچھا ہو اُسنے اپنا حال — جب کوئی دادخواہ دیکھا ہو

واقعی ہمنے تیرے کوچہ مین
داغ کو گاہ گاہ دیکھا ہو

ساتھہ شوخی کے کچھہ حجاب بھی ہو — اِس ادا کا کہین جواب بھی ہو
رحم کر میرے حال پر داغ — کہ اُمنگین ہی ہین شباب بھی ہو

عشق مین ہر متاع درد کی قدر — یہہ گران بہی ہی انتخاب بہی ہی
مار ڈالا ہے اِس دورنگی نے — مہربانی بہی ہی عتاب بہی ہی
سُن لی کیفیتِ جنان واعظ — دیکھہ اِس قسم کی شراب بہی ہی
کیا ہوگا یہی ترا عالم — ساتھہ عالم کے انقلاب بہی ہی
چھٹتے وقت گہر چلے جانا — دِن بہی ہی ہی گرم آفتاب بہی ہی
عشق بازی کو ہی سلیقہ شرط — یہہ گنہ بہی ہی یہہ ثواب بہی ہی
کچھہ مجھے یاس کچھہ مجھے اُمید — صبر کے ساتھہ اضطراب بہی ہی
اِس جفا پر وفا کرون کبتک — آدمیت کا کچھہ حساب بہی ہی
تجھہ سا ناآشنا نہین کوئی — بیوفا جان بہی شباب بہی ہی
دِل ہمارا ہی تشنۂ مقصود — دشت مین بحر بہی سراب بہی ہی
سو جہنّم ہی اک تری رنجش — اِس سے بڑہکر کوئی عذاب بہی ہی
ہوش مین ہو تو کچھہ کہین تم سے — نشہ بہی ہی خمارِ خواب بہی ہی

داغ کا کچھہ پتا نہین ملتا
کہین وہ خانماں خراب بہی ہی

پہرے راہ سے وہ یہان آتے آتے — اجل مر رہی تو کہان آتے آتے
نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہی کوئی — بہت دیر کی مہربان آتے آتے
سُنا ہی کہ آتا ہی سرنامہ برکا — کہان رہگیا ارمغان آتے آتے

یقین ہی کہ ہوجاے آخر کو سچی
مرے منہہ مین تیری زبان آتے آتے

سُنانے کے قابل جو تہی بات اُنکو
وہی رہگئی درمیان آتے آتے

تجھے یاد کرنے سے یہہ مدعا تہا
نکلجاے دم ہچکیان آتے آتے

کلیجا مرے منہہ کو آئیگا اِک دِن
یُونہین لب پر آہ وفغان آتے آتے

ابہی سن ہی کیا ہی جو بیباکیان ہون
اُنہین آئین گی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دِل مین ارمان لاکہون
مکان بہر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی
وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا
گیا جان سے اِک جوان آتے آتے

تری آنکہہ پہرتے ہی کیسا پہرا ہی
مری راہ پر آسمان آتے آتے

پڑا ہی بڑا پیچ پہر دِلگی مین
طبیعت رُکی ہی جہان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تہے چار تنکے
چمن اُڑ گئے آندہیان آتے آتے

کسینے کچہہ انکو اُبہارا تو ہوتا
نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت بہی آتی تہی ہمراہ اُس کے
مگر رہگئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہہ دِل باغ وصحرا
بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کہیل اے داغ یارونسے کہدو
کہ آتی ہی اُردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودی شوق مین راحت کیسی
ہوگئی دونون جہان سے مجھے وحشت کیسی

کیا کہون دل نے اُٹھائی ہے اذیت کیسی
مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

چھوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عادت کیسی
باندہ لی آپ نے ساتھہ اپنے عداوت کیسی

ایک دل لاکھہ خیال ایک نظر لاکھہ جمال
کوئی دیکھے تو یہہ وحدت مین ہے کثرت کیسی

کسکی ٹھوکر کا ہے مشتاق مزار عاشق
بے نشان ہوکے اُبھر آئی ہے تربت کیسی

اپنی آنکھون مین سمایا ہے کچھہ ایسا جلوہ
نہین تمییز بُری ہوتی ہے صورت کیسی

کھینچتا ہے مجھے کانٹون مین جنون وقت علاج
اور شرماتی ہے وحشت کہ یہہ وحشت کیسی

عکس ہی آئینہ مین چار گہڑی بعد آیا
بڑھگئی حد سے سوا اُنکی نزاکت کیسی

خار خار سر بستر سے نہ چھوٹا دامن
رہی کانٹون مین اُلجھکر شب فرقت کیسی

مجھپر الزام ہے کیون تونے مراغم کہایا
اور ہوتی ہے امانت مین خیانت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کوئی مِلسکتی ہے
لوگ قسمت کو لئے پھرتے ہین قسمت کیسی

عیش و اقبال عجب شے ہے یہہ ہم دیکھتے ہین
چار ہی دن مین بدل جاتی ہے صورت کیسی

جور معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین
اپنے بندہ سے خدا کو ہے محبت کیسی

خواری عشق کا رتبہ کوئی ہمسے پوچھے
ایسی ذلت کی کیا کرتے ہین عزت کیسی

عذر بیجا ہی سے ظالم نے ندی مجھکو نجات
شکوہ ہجر کہان شرح مصیبت کیسی

امتحان اور جو باقی ہین وہ یون ہوتے ہین
یہہ بھی انداز ہے مجھہ سے اُنہین نفرت کیسی

ساتھہ غیرون کے وہ کیا چھوڑ گئی چنگاری
میرے ہمراہ جلی ہے مری تربت کیسی

حور سے بحث نہین ہان یہہ بتا اے زاہد
لاکھہ دو لاکھہ مین ہوایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو اکیا کہین ملتے ہین — لطف کے ساتھہ گذر جاتی ہی صحبت کیسی
مین جو خاموش ہون یہہ صرف تمہارا منہہ ہی — ورنہ ہر بات ہو اک تیز شکایت کیسی

وہمگمان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ
بندہ پرور یہہ محبت مین حکومت کیسی

جاکر اُس بزم مین آجاتی ہی شامت کیسی — میرے اللہ نے رکھہ لی مری غیرت کیسی
عشق نے دی ہین دعائین دمبدم حسرت کیسی — مجھسے مل ملکے گلے روئی ہی حسرت کیسی
آدمی مرکے جیئے ہی یہہ مصیبت کیسی — یہین انصاف نہو جاے قیامت کیسی
کبھی آتی ہین تصور مین جو دو تصویرین — کیا کہون مین کہ بہکتی ہی طبیعت کیسی
سحر و سفا کی و بیباکی و شوخی و عتاب — جسکی آنکھون مین یہہ فتنے ہون مروت کیسی
لے ہی تو لینگے گنہگار ونکے ہوتے زاہد — یہہ تو دوزخ کے بھی قابل نہین جنت کیسی
خواب مین بھی جو بُرا اُسنے کہا سب نے سُنا — جلد ہوتی ہی بُری بات کی شہرت کیسی
آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھسے — یہہ تو فرمایئے ہی آج طبیعت کیسی
اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تھا جھگڑا — ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی
چل کے دو چار قدم آگ لگا دی کس نے — تلملاتی ہوئی پھرتی ہی قیامت کیسی
اسکو مین نے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی — درد نے پائی مرے سینے سے راحت کیسی
بے محل بات بھلی بھی تو بُری ہوتی ہی — شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہون شکایت کیسی
کوئی دنیا مین نہین تیری طرح ہرجائی — اے اجل تجھکو بھی ہی گردش قسمت کیسی

تھمیئے تھمیئے کہ نکلجائے مری جان حزین
مین تو رخصت ہوا آپ کی رخصت کیسی

تھے کہان رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو
اور ہوتی ہی خطا وار کی صورت کیسی

اپنے جینے کی دعا بھی تو نہین کی جاتی
ہی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی

نگہہ یار کو مین دل مین جگہہ دو لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو غربت کیسی

چہیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہہ یاد رہے
کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی

بخشدے پرسش اعمال سے پہلے یارب
پوچھکر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی

شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہی
اپنی اولاد سے ہوتی ہی محبت کیسی

دل کو سمجھائینگے بہلائینگے پہسلائینگے
بعد مرجانے کے مل جائے گی فرصت کیسی

نظر آتا ہی پر یرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگدآتی ہی پھر اے داغ طبیعت کیسی

کیا خوف ہی اُنکو جسے داد کیسکی
کچھہ کھائے تو جاتی نہین فریاد کیسکی

ہر دل مین نئے درد سے ہی یاد کیسکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کیسکی

منصف ہو اگر دو ہیگے تم داد کیسکی
سُنّی ہی پڑے گی تمہین فریاد کیسکی

جب قطع تعلق ہی تو پھر پاس کہانکا
رکہتا لگی لپٹی نہین آزاد کیسکی

آرام طلب ہون کرم عام کے طالب
یون مفت مین لُٹتی نہین بیداد کیسکی

دل تہامے ہوے پھرتے ہین سب گبر و مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کیسکی

اُس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کیسکی

بڑ رہتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

پڑتی ہی نہین کل کسی کروٹ کسی پہلو
آئے تجھے آئی دلِ ناشاد کسیکی

ایمان تو جب لائین ہم ایشانِ کریمی
مٹ جاے اگر لذتِ بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان اگر سہل نہ نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلاّد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالہ بلبل مین اثر کچھ
اُسکو بھی اُچک لیتی ہی فریاد کسیکی

اللہ کرے زندہ رہین دیکھنے والے
اُف اُف وہ حسین شکل خداداد کسیکی

یہ حُسن کا فتنہ جو بنا بڑہ کے قیامت
تعمیر کسی کی ہی تو بنیاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بھی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بھلا دیگا یہ آزار یہ تکلیف
جنّت مین بھی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی اُلفت و دشمن مین بُرا حال کسیکا
اے حضرتِ دل کیجیے امداد کسیکی

کمبخت وہی داغ نہو دیکھو تو جاکر
بے چین کیے دے رہی ہی فریاد کسیکی

پرسش جو اُنسے ظلم کی روزِ جزا ہوئی
اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ خطا ہوئی

دل لیکے پوچھتے ہو تری چیز کیا ہوئی
اچھی کہی یہ ایک ہی اے دلربا ہوئی

کس دن قبولِ خاطرِ اہل وفا ہوئی
ناصح کی بات بات ہماری دعا ہوئی

جلوہ دکھاکے دیکھہ لیا بزم مین مجھے
وہ مر گیا وہ روح کسیکی ہوا ہوئی

بے دُو بدُو ہوے نہ نکلتا کبھی غبار
آج اُنسے صاف صاف مری برملا ہوئی

پوری ابھی سُنی بھی نہین تمنے داستان
اِک بات مین بگڑ گئی یہہ بات کیا ہوئی

کیون مین نے کی شکایت ہجران بیدرست
کہتا ہون ہات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

جاتے ہین بزم غیر مین ہم بھی بھرے ہوے
دو ٹوک اُنسے یا نہ ہوئی آج یا ہوئی

جیتا ہی دیکھہ دیکھہ کے تجھکو ہر اک بشر
کیا بند تیرے عہد مین راہ فنا ہوئی

رحمت کے کارخانے ہین واعظ کچھہ اور ہی
بخشش اُسیکی ہوگئی جس سے خطا ہوئی

بندِ قبا شکستہ ہین دامن ہی چاک چاک
کسکی طرف سے یہہ تو کہو ابتدا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہی آج
کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

دِل ہاتھہ سے گیا ہی تو پہر مل ہی جائیگا
یہہ جان تو نہین کہ ہوئی جب جدا ہوئی

اِتنا اثر تو نالۂ پُر درد نے کیا
چارون طرف سے حق مین ہمارے دعا ہوئی

کہتے ہین وہ ہماری اطاعت کریگا کیا
جس بندۂ خُدا سے نہ طاعت ادا ہوئی

واعظ مے طہور کی قیمت گران سہی
مین دام پہیر لونگا اگر بد مزا ہوئی

مشہور ہی زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ
میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی

یا پی پلا کے حضرتِ زاہد بھی رنگ لائے
یا یہہ ہوا کہ دختر رز پار سا ہوئی

قاتل نے بعدِ قتل پڑہی عید کی نماز
میری قضا کے ساتھہ یہہ اچھی ادا ہوئی

ارداغ کسکو دیکھہ لیا تونے خیز کر
اب تک تو ہوش مین نہ تہا تجھے کیا بلا ہوئی

دنیا مین ہین سب عیش کے سامان کو ترسیے
یہہ جلوے نظر آتے ہین نادان کو کون کے

ہین نغمۂ مرغان خوش الحان کوئی دم کے
ہین رنگ و بہار چمنستان کوئی دن کے

عالم ہر شب و روز ترے وصل کا خواہان
کرتا ہو کوئی رات کے ارمان کوئی دن کے

ڈرتی ہو بلا ہی تو مرے روز سے سے
ہو سکتی ہو روکش شب ہجران کوئی دن کے

بیباک ہوے جاتے ہین اب وہ کوئی دن مین
دربان کوئی دن کے ہین نگہبان کوئی دن کے

دل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہو مرے جان
ہین اور بھی تقدیر مین نقصان کوئی دن کے

لیجائے کہان دیکھیے اب گردش قسمت
دل مین ہم اہ داغ ہین مہمان کوئی دن کے

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
مہین بندہ پرور غلامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخکامی کرین گے
یہی نا کہ شیرین کلامی کرینگے

کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت
حمایت مری اُنکے حامی کرینگے

یہہ ٹہیری ہو آدار گان محبت
جناب خضر کو مقامی کرینگے

ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
وہی آپ کی نیکنامی کرین گے

یہی غم رہیگا مرے دوستو اُنسے
ذرا پختگی مین جو خامی کرینگے

یہہ جانو کہ ہوگی جہان خاک عاشق
وہین تو وہ محشر خرامی کرین گے

کرین ہم دغا آپ سے توبہ توبہ
یہہ کوفی کرینگے یہہ شامی کرین گے

کوئی کچھہ پڑہا یا کرے مغبچون کو
یہہ بس یاد اشعار جامی کرینگے

کہانتک اُٹہائین یہہ نازک مزاجی
کسی اور کی اب غلامی کرینگے

رہیگا نہ دشمن تو مجھکو خوشی کیا — وہ خود اُسکی قایم مقامی کرینگے
قیامت بھی مٹ جائیگی ہر قدم پر — قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے
مرے قتل کے روز مہیلا لگیگا — یہہ جلسہ وہ اک دھوم دھامی کرینگے
عجب شان پر رحمتِ عام ہوگی — خوشی خاص بندونمین عامی کرینگے

نہ گھبراؤ تم داغ مطلب تمہارا
آداب پیامی سلامی کرینگے

دل پریشان ہوا جاتا ہے — اور سامان ہوا جاتا ہے
خدمتِ پیرِ مغان کر زاہد — تو اُتم انسان ہوا جاتا ہے
موت سے پہلے مجھے قتل کرو — اُسکا احسان ہوا جاتا ہے
لذتِ عشق الٰہی مٹ جائے — درد ارمان ہوا جاتا ہے
دم ذرا لو کہ مرا دم تم پر — ابھی قربان ہوا جاتا ہے
گریہ کیا ضبط کروں اے ناصح — اشک پیکان ہوا جاتا ہے
بیوفائی سے بھی رفتہ رفتہ — وہ مری جان ہوا جاتا ہے
عرصۂ حشر مین وہ آپہنچے — صاف میدان ہوا جاتا ہے
مدعا ہمتِ دشوار پسند — کام آسان ہوا جاتا ہے
چھائی جاتی ہے یہہ وحشت کیسی — گھر بیابان ہوا جاتا ہے
شکوہ سن آنکھہ ملا کر ظالم — کیون پشیمان ہوا جاتا ہے

آتشِ شوق بجھی جاتی ہے — خاک ارمان ہوا جاتا ہے
عذر جانے میں نکرای قاصد — تو بھی ناداں ہوا جاتا ہے
مضطرب کیوں ہوں اگر ارمان دل میں — قید مہمان ہوا جاتا ہے

داغ

خاموش نہ لگجائے نظر
شعر دیوان ہوا جاتا ہے

جنس دل آپکو کیا مہنگی ہے یا سستی ہے — ہم نہیں بیچتے کچھ زور زبردستی ہے
مجھکو جلوے سے غش آیا اُسے گذرا یہہ گمان — نیند غفلت کی ہے یا چھائی ہوئی مستی ہے
انکی ملک چین سے دم بھر تو پڑا رہنے دے — ہم بھی بستے ہیں جہاں خلق خدا بستی ہے
ہے ہمیشہ رخ رنگین کی بہار اے گل تر — روکشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہے
ہات سے دامن اُمید کرم چھوٹ گیا — ہم یہہ سمجھے کہ یہی وجہ تہیدستی ہے
زہر چڑھتا ہے تری زلف کے نظارے سے — مار کہتی ہے یہہ ناگن یونہیں کٹ دستی ہے
ہے یہہ اب بے اثری غیر کے طعنے کیسے — ہم پہ آواز ے ہماری ہی فغاں کستی ہے
دل کے ٹکڑے اُڑے تن کو خبر تک نہ ہوئی — چشم بد دور یہہ قاتل کی شکر دستی ہے
نعمتیں سارے جہان کی ہوں تو پروا نہ کرے — فاقہ مستی تری کیا بات ہے کیا مستی ہے
کوئی دم موت کا کھٹکا نہیں جاتا دل سے — نیستی کہتے ہیں جسکو وہ یہی ہستی ہے
کہیں رُکتا تو اِدھر سے نہیں گذرا مجنوں — پانوں سے ناقۂ لیلی کے زمیں دستی ہے
حوصلہ چاہیئے انسان کو پائے جو عروج — پست ہمت کو بلندی بھی جو ہے پستی ہے

بہرِ گلگشت جو آتا ہی وہ نازک اندام
شاخِ گل تارِ رگِ گل سے کمر کستی ہی
آدمی روح کو آرام سے رکھے ہردم
ورنہ پہرا ورہی عالم کو یہ چل بستی ہی

حیدرآباد رہے تا بہ قیامت قایم
یہی اب داغ مسلمانون کی اک بستی ہی

غیر سے میری طرفداری ہے
یہہ نئی طرح کی عیاری ہی
اُنکو وعدہ مین بھی دشواری ہی
مجھکو ایک ایک گھڑی بھاری ہی
میرے دلمین وہ حنائی فندق
اک چمکتی ہوئی چنگار
چشم فتان مین کہان شرم وحیا
مردمک مردمہ
غمزہ و نازنے کہینچی تلوار
کس سے
کم نہین موت سے دل کا آنا
سہ
سنگِ اسود نہ ٹلا کعبہ سے
آنکہین بھرتی ہین
کیا کرین شورلہ
عرض مطلا
آئے چکر مین
اُتنی ہی را
یہہ رہے

داغ

دشمن سے بھی جھک کر ملیئے
کچھ عجب چیز ملنساری ہے

خوش کسی حال میں انسان رہا ہی نہ رہے
ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہی نہ رہے

دست معشوق سہی پنجۂ وحشت نہ سہی
ثابت اپنا تو گریبان رہا ہی نہ رہے

نہ کیا قتل یونہیں سب کو گھلا کر مارا
مرنے والوں کے سر احسان رہا ہی نہ رہے

میرے ہی قتل کی حسرت ہے دلمیں تو بھی
بجز اسکے کوئی ارمان رہا ہی نہ رہے

سے خبردار رہو یا ہوگا
پھر حقیقت میں وہ انسان رہا ہی یا نہ رہے

کا ہم جان لگا کر سودا
اس میں انجام کو نقصان رہا ہی نہ رہے

رہا فندق بند
سادہ اُس تیر کا پیکان رہا ہی نہ رہے

تو ہو
کوئی باندھے سے تو بہمان رہا ہی نہ رہے

غیر کے ہاتھ یہ میدان رہا ہی نہ رہے
ہمراہ نگہبان رہا ہی نہ رہے

ہیں
ہے

رہے یا نہ رہے
ن رہے یا نہ رہے
ن رہے یا نہ رہے

اب تو کھالی ترے ملنے کی قسم اے ظالم
آن رہجائے مری جان رہے یا نہ رہے

ہوش میں آ نہ گھبرا جواب اسکا دوں
شب کو جا کر کہیں مہمان رہے یا نہ رہے

آج یاروں نے مری موت کی تیاری کی
یہہ بھی کل دیکھیے سامان رہے یا نہ رہے

جلوۂ یار قیامت ہے جناب ناصح
کہیے حضرت کے بھی اوسان رہے یا نہ رہے

جذب دل کی نہ خبر تھی تو لگایا کیوں تھا
آپ کے تیر میں پیکان رہے یا نہ رہے

تو تو اکبار مرے دل کی تمنا برلا
پھر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے

بات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گئے
عمر بھر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے

تیری تصویر نے دیکھی تھی کب ایسی صورت
دیکھکر **داغ** کو حیران رہے یا نہ رہے

قیامت ہیں بانکی ادائیں تمہاری
ادھر آؤ لیلوں بلائیں تمہاری

جو پوچھا کبھی شغل تنہائی اونسے
کہا گنتے ہیں ہم خطائیں تمہاری

زمانے میں ہیں یادگار زمانہ
وفائیں ہماری جفائیں تمہاری

ہمیں دوگے انعام کیا روز محشر
جو ہم بات بگڑی بنائیں تمہاری

پھڑک جائے کیونکر نہ انسان سنکر
رسیلی سریلی صدائیں تمہاری

تجلی کی موسیٰ سے ہیں دو دو باتیں
اگر شکل ہم دیکھ پائیں تمہاری

ہمیں بے تمہارے ہے سم آب و دانہ
قسم ہی جو کھائیں تو کھائیں تمہاری

ہر اک داستاں ہے نہایت مزے کی
ہم اپنی کہیں یا سنائیں تمہاری

کرین نگہہ سے ہم نظارے تمہارے
سنین کان سے ہم صدائین تمہاری

کرو صدقہ غیرونکو سر پر سے اپنے
بڑے لینے والے بلائین تمہاری

بظاہر محبت جتانے سے حاصل
مجھے کوستی ہین دعائین تمہاری

وہ گھبرا گئی آخر ای حضرتِ دل
کہانتک سنین التجائین تمہاری

یقین ہو کہ اب سے زیادہ قلق ہو
محبت جو ہم آزمائین تمہاری

شبِ غم وہان سے یہہ پیغام آیا
اثر کر چکین بس دعائین تمہاری

اٹھائے ہین صدمے بہت داغ تمنے
الٰہی مرادین برآئین تمہاری

نگہہ نکلی نہ دل کی چور زلفِ عنبرین نکلی
ادہر لاہات مٹھی کھول یہہ چوری نہین نکلی

تری خاطر سے کہدون آرزوائے نازنین نکلی
نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی نہین نکلی

تہہ شمشیر گھٹ گھٹ کر مری جان جہین نکلی
تمنا آپکے دل کی بہی نکلی یا نہین نکلی

مٹی چین جبین تو چاند سی تیری جبین نکلی
پڑی جب گلجبڑی لین نہین سلجہی نہین نکلی

دعائے بے اثر کی جب تو ای کچہہ ہر بازی
کلیجے سے ہمارے جل کے آہ آتشین نکلی

اٹہے دست دعا کیا ضعف نے ایسا گہلایا ہی
جسے ہین ہات سمجہا تہا وہ خالی آستین نکلی

بہت آنکہین لگی رہتی ہین اسکی چشم پرفن پر
ہماری تاک مین جو تہی وہ خود زیر کمین نکلی

بجا ای حضرتِ واعظ کہان دنیا کہان جنت
نزالی آن بانکی وضع جب نکلی یہین نکلی

رسائی ضعف سے مشکل تہی اسکے روئے زیبا تک
ہماری آہ سے مل کر نگاہ واپسین نکلی

وہ اپنی ہار دا کی آپ ہی تعریف کرتے ہین — نگہ سے نیچہ ما را زبان سے آفرین نکلی

کہون کیا پہلے ہی آنکہین نکالین آپنے مجھپر — ابہی کمبخت پوری بات منہ سے نہین نکلی

مجھے خوش دیکہکر تم کیون مبارکباد دیتے ہو — نہ پوچہو وصل کی حسرت کہان نکلی کہین نکلی

نکلکر تم مری آغوش سے اس حال کو پہونچے — کہین سے چلدیا دامن کہین سے آستین نکلی

ہمارا حال دنیا مین کوئی کب دیکہہ سکتا ہے — توقع چشم جانان سے تہی وہ بہی شیرین نکلی

زمانے کو تو یہہ ارمان مجہکو اسکا رونا ہے — وہ تہی کیا بیوفا حسرت جو وقت واپسین نکلی

مرے ہی سامنے بادِ صبا نے کیون نقاب الٹی — چہری کینچے ہوئے اُس شوخکی چین جبین نکلی

ٹہکانا خانہ ویران محبت کا کہان ہونا — نہ اس لایق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی

تمہین دعوی تہا ہم ہونگے مقابل ماہ کامل سے — خدا کی شان ہے لو وصل کی شب چودہوین نکلی

نیا رونا نیا عشق و حسن دیکہا قیس و لیلی مین — جو یہہ صحرا نشین نکلا تو وہ محمل نشین نکلی

یہہ انکو لاگ ہے وہ پوچہتے ہین ہر مسافر سے — ہمارا سی کوئی صورت کہین دیکہی کہین نکلی

اجل نے دی نہ مہلت بات کی بہی رہگئی حسرت — اُدہر گردن سے [illegible] جبین خونین نکلی

مری طبیعت [illegible] — [illegible] شہر زمین نکلی

عرض [illegible] کو گلا سمجہے — کیا کہا مین نے آپ کیا سمجہے

اُن [illegible] کو کوئی کیا سمجہے — نگہہ ناز سے خدا سمجہے

وعدہ [illegible] س خوشی کے ساتہہ — ہم تو اسکو بہی اک ادا سمجہے

چلتے چلتے وہ کہہ گئے مجھ سے
ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے

پردے پردے مین گالیان دیکر
مجھ سے وہ پوچھتے ہین کیا سمجھے

اپنے بے چین دل کے آگے ہم
اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے

اِن کنایون کو اپنے تم سمجھو
بات وہ ہی جو دوسرا سمجھے

خط کو دیکھا نہ دیکھا چاک کیا
اُسکو مطلب جو مدعا سمجھے

سچ تو یہ ہے کہ وہ بتِ مغرور
اپنے آگے کسیکو کیا سمجھے

کیا یقین ہی مری محبت کا
وہ شکایت کو التجا سمجھے

جب کہا اُسنے تجھ سے سمجھیں گے
مین نے بھی طعن سے کہا سمجھے

تو پرائی سمجھ پہ کام نکر
رمزِ اُلفت کو غیر کیا سمجھے

دِل نے سمجھا ہی دوست دشمن کو
ایسے نافہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہی داغ
خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

دِل کو کیا ہو گیا خدا جانے
کیون ہی ایسا اُداس کیا جانے

اپنے غم مین بھی اُسکو صرفہ ہی
نہ بھلا جانے وہ کہ کیا جانے

اِس تجاہل کا کیا ٹھکانا ہی
جا [illegible] نے

کہدیا مین نے رازِ دِل اپنا
اِسکو تم [illegible] نے

کیا غرض کیون اِدہر توجہ ہو
حالِ دِل آپ [illegible] نے

جانتے جانتے ہی جانے گا
مجھہ مین کیا ہر ابہی وہ کیا جانے

کیا ہم اُس بہ گمان سے بات کرین
جو ستایش کو بہی گِلا جانے

تم نہ پاؤگے سادہ دِل مجھہ سا
جو تغافل کو بہی حیا جانے

ہر عبث جرمِ عشق پر الزام
جب خطا وار بہی خطا جانے

نہین کوتاہ دامنِ اُمید
آگے آب دست نارسا جانے

جو ہوا چہا ہزار اچہُون کا
واعظ اُس بت کو تو بُرا جانے

کی مری قدر مثل شاہِ کُن
دانہا کسی نواب نے نہ را جانے

اُس سے اُٹہیگی کیا مُصیبتِ عشق
ابتدا کو جو انتہا جانے

داغ سے کہدو اب نہ گہبرائے
کام اپنا بنا ہوا جانے

کمر کی طرح بے نشان ہر دہن ہی
دہن کا ہی دعوی تو کیجے سخن بہی

ہزارون طرحکے ہین سامان اِس مین
پرانی ہر سرکار چرخ کہن بہی

سنبہل کر ذرا پانون رکہیے زمین پر
اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بہی

بہت خوبرو دِل مین بیٹہے ہوئے ہین
مگر بزم جنت ہر یہہ انجمن بہی

نہ خط بہیجتا ہر نہ آتا ہر کوئی
عدم ہو گیا ہر ہمارا وطن بہی

اگر دِل ملائے تو ملجائے باہم
زبان سے زبان بہی دہن سے دہن بہی

تجہے ابروئے یار سیدہا نہ دیکہا
عجب بانکپن ہر ترا بانکپن بہی

وہان کچھہ نہ بولا گیا نامہ بر سے
خدا نے دیئے تھے زبان بھی دہن بھی

نہ مانا بُرا میرے شکوے کا اُسنے
بڑے کام آیا یہہ دیوانہ پن بھی

بلا سے ہون برباد ہم اُڑکے پہنچین
نہین آتی ہم تک ہوائے وطن بھی

طریق محبت مین رہبر ہوا اچھا
یہی راہ آسان بھی ہر کٹھن بھی

شرارت سے خالی نہین اُنکی باتین
جہان سادگی ہر وہان بانکپن بھی

سلامت رہے شاہ محبوب یارب
رعیت بھی آباد ملک دکن بھی

وُہی چارہ فرمائے اہل غرض ہر
وہی دستگیر غریب الوطن بھی

فلاطون حشر دہر تو لقمان حکمت
سکندر حشم ہر تو جم انجمن بھی

مرا شاہ ہر مالک ملک و دولت
مرا شاہ ہر قدردان سخن بھی

خدا کی عنایت سے ہر داغ سب کچھہ
جو وہ مہربان ہر تو شاہ دکن بھی

سیکڑون ملتے ہین الزام کے دینے والے
ایک وہ بھی نہین آرام کے دینے والے

میرے قاصد کو دیا اُسنے یہہ خوشخبر کا جواب
کون ہوتے ہین وہ پیغام کے دینے والے

وعدۂ وصل پہ یہہ پختگی و استحکام
آفرین اہ طمع خام کے دینے والے

جان نثارون کو ملا کرتے ہین اکثر دشنام
تم سلامت رہو انعام کے دینے والے

اس خرابات سے وُہ اہل خرابات گئے
جام بھر کر مئے گلفام کے دینے والے

آبرو عاشق بدنام کی کب رہتی ہر
نام رکھتے ہین مجھے نام کے دینے والے

عشق کے حکم سے ہی دستِ جنونِ سرکار — کام لیتے ہین سبھی کام کے دینے والے
ناتوانی پہ نہ جا تو کہ ہمین باقی ہین — سو دعائین تجھے دل تھام کے دینے والے
اب ترے سامنے خاموش ہی کیون کیا باعث — لبِ گستاخ سے دشنام کے دینے والے
وہ ہی تو وعدۂ دیدار کرینگے پورا — مجھکو وہ ہو کے سحر و شام کے دینے والے
وہ ہی اچھے وہی دانا ہین تمہارے نزدیک — مشورے تمکو بُرے کام کے دینے والے
آپ ہین جان کے ایمان کے لینے والے — آپ ہین درد کے آلام کے دینے والے
غیر کیا دیگا تمہین نقد دل و جان اپنا — نہین ہوتے کبھی اس نام کے دینے والے
قتلِ عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ — کچھ سمجھ لیتے ہین احکام کے دینے والے

داغ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — عاصی کو ملے نعمتِ فردوس و نعیم — رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یا نبی ولتِ اسلام کے دینے والے

یہہ دلِ محبوبِ سبحانی کے صدقے — محیُ الدین جیلانی کے صدقے
مرے دل پر چلے وہ خنجرِ عشق — ملک ہون جس کی قربانی کے صدقے
تمہاری ذات سے ہی نظمِ عالم — جہانبانی کے سلطانی کے صدقے
نثارِ قبۂ انور مہ و مہر — فرشتے قبر نورانی کے صدقے
تمہارے لطف پنہانی کے قربان — تمہارے فیض روحانی کے صدقے
یہہ زیبا ہی جو ہون لوح و قلم بھی — تمہارے اسم لاثانی کے صدقے
سبک روحی مین کب ہی لذتِ درد — دمِ بسمل گرانجانی کے صدقے

یہہ دِل ہوا اور جوش قلزمِ عشق | یہہ کشتی موج طوفانی کے صدقے

فدائے شمع پروانہ ہوا ہی **داغ**
ہم اپنے قُطبِ ربانی کے صدقے

محبت ہی مجھے اُس رہگذر سے | جنازہ بھی مرا جائے اُدھر سے
بچانا آفتِ تیرِ نظر سے | ابھی یہہ بلا آئی کدھر سے
لچکتی ہی بہت بارِ نظر سے | ہمارے ہاتھ لپٹا لو کمر سے
نگہہ دل سے لڑے مژگانِ جگر سے | بندھا ہی مورچہ کیا گھر کے گھر سے
ٹپکتا ہی یہہ صاف اِسکی نظر سے | بہت باتین ہوئین ہین نامہ بر سے
نہ رُوکا شامِ فرقت کو کسی نے | دوہائی دے رہا تہا مین سحر سے
کیا ہے ضبط جب دردِ محبت | گرے ہین ٹپ ٹپ آنسو چشمِ تر سے
اُنہین فرحت کہ اِسکا سر اُتارا | ہمین فرصت کہ چھوٹے دردِ سر سے
ہم اپنی جان پر کھیلے ہوئے ہین | لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے
خدا کی دین ہی غم ہو کہ شادی | یہہ بندے لائے ہین کیا اپنے گھر سے
تمہارا دیکھنا کیونکر نہ دیکھون | نظر کی چوٹ رُکتی ہی نظر سے
نرالی وضع زاہد نے بنائی | یہہ ہی انسان کیا جائے کدھر سے
ملی سوز و گدازِ ہجر کی داد | بجھے آنسو مرے شمعِ سحر سے
شبِ فرقت تہمین اِتنے تو نالے | کہ مین باتین کرون دیوار و در سے

نہ دیکھا کر مجھے غصہ سے ظالم ۔ تری آنکھون سے بھی کیون خون برسے
مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے مین ۔ ہمیشہ چھیڑ ہوتی ہے اِدھر سے
وعدا ہم سے کروگے آخرکار ۔ یہہ ہم سمجھے ہوے تھے پیشتر سے
اُنہین تو حور ہی سے لاگ ٹھیری ۔ الٰہی لاون جنّت کِسکے گھر سے

رقیب روسیہ کیون سر چڑھا ہے
اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے

لذت سیر دگر چشم تمنا لیگی ۔ ایکبار اور بھی دنیا ابھی پلٹا لیگی
دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی ۔ اُتنا دین بھی پڑیگا اُسے جتنا لیگی
شکوۂ دہر نہ بیداد فلک کی فریاد ۔ حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی
پردہ در ہوگی محبت یہہ خبر تھی کسکو ۔ ہاتھ مین دامن یوسف کو زلیخا لیگی
نہ کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف ۔ خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لیگی
لُٹ چکی جان و دل و صبر و خرد روز وصال ۔ کیا دھرا ہی شب غم آکے یہان کیا لیگی
ایک مدت سے ہی برباد ہماری مٹی ۔ دیکھیے کب ترے دامن کا سہارا لیگی
چارہ گر ہونگے تجھے کپڑے چھڑانے مشکل ۔ آڑے ہاتون مری وحشت کبھی ایسا لیگی
خاص بخشوگے تمہین اپنے گنہگارون کو ۔ بخشش عام نہ اُنکا کبھی ٹھیکا لیگی
کج ادائون کو بہت ہمنے کیا ہی سیدھا ۔ ہمسے کیا بل کی تری زلف چلیپا لیگی
چین سے آپ رہین کچھہ مری پروا نہ کرین ۔ کیا شب ہجر بلا ہے کسے مجھے کہا لیگی

دِل کا سودا تری لفون سے بنا رکھا تہا
کیا خبر تہی کہ نگہ مفت مین ہتیا لیگی

شب کو دیکہیگی جو یہہ داغ دِل و چاک جگر
خوف سے کاہکشان دانتو نمین تنکا لیگی

غیر ہی خواب شب وصل مین اے آہ رسا
کام بنجائیگا سوتے کو اگر جا لیگی

اُوپری دِل ہی سے اِسدِل کے خریدار نہو
جسکو تم لوگے اُسی چیز کو دنیا لیگی

کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہرگز
میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لیگی

درد و غم رنج و اَلم مول لئے کیا کیا کچہہ
اور کیا کیا نہ مری خواہش بیجا لیگی

گرم بازاری دل دیکہہ کے وہ کہتے ہین
ہم نہ لینگے اُسے جس چیز کو دُنیا لیگی

دِل سودا زدہ آزار محبت لیگا
عقل دیوانی نہین ہی جو یہہ سودا لیگی

شاہ دیندار کا وہ فیض ہی جاری اے داغ
حشر تک جس سے مرے دین کے دنیا لی گی

جب سے بسی ہوئی کسی گلگون قبا مین ہی
مین کیا کہون کہ نکہت گل کس ہوا مین ہی

گرویدہ اس ستم پہ بہی رہتے ہین سیکڑون
میری وفا کا رنگ تہاری جفا مین ہی

خالی نہین ہی اُنکی شرارت سے شرم ہی
جو کچہہ بچے ادا سے وہ شوخی حیا مین ہی

افسوس یہہ ہوئی نہ مقدر مین غیر کے
مضبوط جو گرہ ترے بند قبا مین ہی

گذری کبہی نہ چین سے ہمکو کوئی گہڑی
جو ابتدا مین غم تہا وہی انتہا مین ہی

اے خضر بادہ خوار کو کیا اُسکی آرزو
کیفیت شراب بہی آب بقا مین ہی

آسودگان خاک کی آہین لگی نہ ہون
دامن دم خرام ترا کس ہوا مین ہی

افسردہ خاطری مین بھی ہے آگ شوق کی
پوری بجھی نہین یہہ بجھائی ہوئی سی ہے

تم دل سے مہربان ہوا اسکا یقین نہین
یہہ طرز التفات اڑائی ہوئی سی ہے

دھویا ہے تمنے تیغ کو باقی ہے نم ابھی
یہہ خون مین کسیکے نہائی ہوئی سی ہے

ہے چشم نیمباز پہ دھوکا خمار کا
یہہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہے

میرا نشان جو کوچۂ جانان مین دیکھیے
اک مشت خاک وہ بھی اڑائی ہوئی سی ہے

دست فلک سے ہے مری سر نوشت بھی
موہوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہے

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشم مست نے
نرگس کی آنکھ آج جو آئی ہوئی سی ہے

رنگت اڑی ہوئی سی ہے کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مردنی بھی تو چھائی ہوئی سی ہے

ہر دم اسی کی دھن ہے اسیکا خیال ہے
چھوٹے چھٹائے ربط پر اب تک یہہ حال ہے

لو دو بھی دن کے بعد یہہ انکا خیال ہے
چھوڑو بھی رسم و راہ کہانکا وبال ہے

مین کیا کہون کہ جو مجھے شوق وصال ہے
تم دیکھ لو فقیر کی صورت سوال ہے

جب ہو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

سنکر مری زبان سے برائی رقیب کی
غصے کو تمنے ضبط کیا یہہ کمال ہے

قسمت سے بھڑ گئی ہے چلو فیصلہ ہوا
میرا کمال ہے نہ تمہارا کمال ہے

لیل و نہار اپنے گذرتے ہین ایک شکل
جو شب کو خواب تھا وہی دن کو خیال ہے

مین ہون گدائے میکدہ مجھ پر ہو کیون حرام
قاضی کو بھی تو صفت کی داغط حلال ہے

کس طرح لے سکون ترے دزدِ حنا سے دل
اندیشہ ہو گیا کہ یہہ چوری کا مال ہو

وہ کہہ رہے تھے بزم مین خنجر نکال کر
اُس دل کو لاؤ جسمین اُمیدِ وصال ہو

جینا ہو ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل
یہہ بھی محال ہو مجھے وہ بھی محال ہو

کافر نہ مین ہون اور محشر ہو بزمِ یار
اپنے کئے سے پھر مجھے کیون انفعال ہو

ای داغ اُنکی رنجشِ بیجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بھی تو مجھ سے ملال ہو

دل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہنسی سے
اب اُنکی بلا آئے یہ ہو آئے کسی سے

مانی ہین نیاز مین یہی مانگی ہین دعائین
اللہ بچائے مجھے تیری خفگی سے

آئینے مین کیا دیکھتے ہو اپنی ادائین
اِس ناز اِس انداز کو پوچھو مرے جی سے

ارشاد ہوا ہو کہ تجھے قتل کرینگے
پھر یہہ بھی ہو تاکید کہ کہنا نہ کسی سے

معشوقون کو عشاق نے بیدرد بنایا
انصاف تو یہہ ہو کہ ہوئی چوک سبھی سے

ہم کیون اُنہین سمجھا کے عبث رنج اُٹھائین
کچھ بات ہو مطلب بُری سنے نہ بھلی سے

گھر پھونک دیئے آتشِ الفت نے ہزارون
یہہ آگ قیامت کی لگی دل کی لگی سے

ہون محوِ تصوّرِ مری باتون پہ نہ جاؤ
کچھ بیخودی شوق مین کہتا ہون کسی سے

ایسا ہو نشانہ تو وہ کیون غیر کو تاکین
اُلفت ہی مجھی سے ہو عداوت ہی مجھی سے

دیکھی نہ بہار اور ثمرِ عشق کا پایا
اِس باغ مین پہلے پشیر آتا ہو کلی سے

در پردہ تو ہوتے ہین گلے اُنکے ہزارون
دیکھا تو دُعا صاف نکلجاتی ہی جی سے

وا لیتے ہی رُو دیتے ہین اُس بزم مین جا کر
اندیشہ ہی مر جائین ہم فرطِ خوشی سے

مہمان کہین جانیکو ہین آپ ہی تیار
بس لیجیے سلام اپنا ہی وعدہ ہی کسی سے

پہچانو تو کس نقش کفِ پا کی ہی یہہ خاک
اکسیر اُٹھا لائے ہین دشمن کی گلی سے

گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت
نکلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے

بھولے سے پیا ہی کوئی ساغر تو کہ گیا
اِک عمر ہوئی توبہ کیے بادہ کشی سے

شہرہ تہا کہ ہی خنجرِ قاتل مین بہت آب
دم سوکھ گیا اُسکا مری تشنہ لبی سے

مین وصل کا سایل ہون جواب اسکا یہ دیجے
کیون چپ ہو کیا پوچھنے جانا ہی کسی سے

وہ شامِ شبِ وصل سے برہم ہین الٰہی
آثارِ قیامت ہین نمودار اَبہی سے

اے داغ کرین وہ ستم ایجاد کہانتک
کیا ناک مین دم ہی تری ایذا طلبی سے

مشکل ہی اِن انکھون سے خدا کو کوئی دیکھے
دیکھے تو بُتِ ماہ لقا کو کوئی دیکھے

اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکھے
اُس ظالمِ مظلوم ادا کو کوئی دیکھے

میرے نفسِ سرو پہ مین طعنہ زن احباب
اِسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکھے

کہتے ہین کہے جائین بُرا حضرتِ واعظ
پیکر تو مے روح فزا کو کوئی دیکھے

کُھل کھیلیے کہلجائیے دل کہولکے ملیے
کبتک گرہ بندِ قبا کو کوئی دیکھے

جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ اَبدی کا
وہ بولے مری زُلف رسا کو کوئی دیکھے

تقریر سنے کوئی کہ تعریف تمہاری
انداز کو دیکھے کہ ادا کو کوئی دیکھے

کہتا ہی کہ مرجاؤ تو کچھہ ہمکو یقین ہو
بیدرد کی اِس شرطِ وفا کو کوئی دیکھے

اِسواسطے لیجاتے ہین غیر انکو اُڑا کر
ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے

اے پردہ نشین تنگ ہین سب اہلِ بصارت
کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے

نیرنگیٔ اندازِ صنم کو کوئی سمجھے
دلستنگیٔ مردانِ خدا کو کوئی دیکھے

جو دیکھتے ہین چشمِ تحیّر سے ترا حُسن
اُن دیکھنے والون کی ادا کو کوئی دیکھے

اے داغ سُنے ہین بہت آگلے تو فنا نے
کیا حال ہی اب اہلِ وفا کو کوئی دیکھے

دِل جگر سب آبلونسے بہر چلے
مرچلے اے سوزِ فرقت مر چلے

کہتی ہی رگ رگ ہمارے حلق کی
دم مین دم جنبک رہے خنجر چلے

راہ ہی دشوار و منزل دُور تر
پا شکستہ کیا کرے کیونکر چلے

جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے
جس طرف کو لے چلا رہبر چلے

دیکھیے پس ماندگان پر کیا بنے
ہم تو اپنی سی بہت کچھہ کر چلے

کیسی ہلچل ہی سرائے دہر مین
سب مسافر چھوڑکر بستر چلے

حضرتِ دِل تہی یہی شرطِ وفا
آپ میرے حق مین یہہ کیا کر چلے

کربلا ہی کوے قاتل کی زمین
شام کو پہنچے وہین دن بہر چلے

غیر کیا جانے کہ پردے پردے مین
دارو وہ جسپر چلے اُسپر چلے

مار ڈالے گی قفس مین بوئے گُل
ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے

موجِ طوفانی و گردابِ محیط — اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے
حسرتوں سے کیون نہو دل پائمال — اِس زمین پر سیکڑون لشکر چلے
منزلِ مقصود کے خواہان ہین سب — ساتھہ کس کسکو کوئی لیکر چلے
کیا دہرا تہا اِس تہی خمخانہ مین — ہم بہی آکر اپنا بہرا بہر چلے
ٹٹکنے دیتی ہی کہین وحشت ہمین — چہانکر جنگل پہر اپنے گہر چلے
جادۂ راہِ حقیقت چہوڑکر — قافلے کے قافلے اکثر چلے

داغ کے لب پر ہی مصرع درد کا
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

اب کیون نکردن نالہ مجہے ڈر تو نہین ہی — یہہ عرصۂ محشر ہی ترا گہر تو نہین ہی

مطلعِ ثانی

گو وصل ہو لیکن مجہے باور تو نہین ہی — ہان دلمین نہو انکے زبانپر تو نہین ہی
پہر جاے تو پہر جاے بلا سے نہین پروا — کچہہ اپکا دل میرا مقدر تو نہین ہی
کیون موردِ بیداد ہون کچہہ وجہہ بہی اسکی — لکہتا ہوا عاشق مرے منہہ پر تو نہین ہی
چہبتی ہی تری بات مرے دلمین ہمیشہ — آخر یہہ زبان ہی کوئی نشتر تو نہین ہی
کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے — آئینۂ رخ صاف ہی پتہر تو نہین ہی
جاتی ہی رہیگی یہہ پریشانی دل ہی — اشفتگیِ زلفِ معنبر تو نہین ہی
معشوق کا جب ذکر کیا مجہسے کسینے — گہبرا کے یہہ پوچہا وہ سنگر تو نہین ہی

پیغامبر نہی سمجھے باتون کا یقین کیا
امثل یہہ کچھہ ارشاد ہمیں تو نہیں ہی

فرمائیے اب شوق سے جو مدنظر ہو
دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہیں ہی

کرتا ہی امام آج بہت سہو کے سجدے
پوشیدہ جماعت مین وہ کافر تو نہیں ہی

ہر ایک کو دے ذوالفلک کیون دم داغ
ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہیں ہی

آئینہ سے ہو جائیگی اُس رُخ کی صفائی
یہہ کینۂ دارا و سکندر تو نہیں ہی

احسان ہو ہمپر جو ہمین آپ بتا دین
دنیا مین کوئی آپ سے بہتر تو نہیں ہی

پھر قصد صنم خانہ کب داغ جو تو نے
کمبخت ترے پانون مین چکر تو نہیں ہی

داد کس کی دون جو ہون دونون برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہی مقدر سامنے

ہمکو کیا حاصل حسینون مین ہو گر نیم آفتاب
شب کو ہاتھہ کرتے نہین رہتے ہو دن بھر سامنے

لین ہے مرد دلمین کسی کا فرنے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللہ کا گھر سامنے

تازہ ہنگامے دکھاتا ہی ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو ہی زاہد یہہ بیشک ہی گناہ
بے طلب رکھدے جو کوئی بھر کے ساغر سامنے

سُن چکے بس لن ترانی ہو چکا ہمسے حجاب
آئے اب آئے اے بندہ پرور سامنے

یا الٰہی خیر ہو بیٹھے ہین وہ یون بزم مین
تیغ رکھی ہے برابر اور خنجر سامنے

جسطرح جی چاہتا ہی اُسطرح ہو بے حجاب
یون تو ہونیکو وہ ہو جاتا ہی اکثر سامنے

دیدۂ و دل کی یونہین تسکین ہوتی چاہیے
ایک دلبر ہو بغل مین ایک دلبر سامنے

دم ہو اُسکو کہین دام وفا مین آنہ جاؤن
اِسلئے رکھہ لی بُرائی سب کی لکھکر سامنے

کوئی روکے سے کہین رُکتا ہون مین شعر یدہ سیر
توڑ ڈالون ہو اگر سدِ سکندر سامنے

بت پرستی سے تو کی توبہ مگر یہہ حال ہے
سر پٹکنے کے لئے رہتا ہی پتھر سامنے

مجکو اُنکے جلوۂ دیدار سے غش آگیا
وہ یہہ کہتے ہین کیا بیخود اِسے سر سامنے

اے نگاہ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیئے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

دیکھیئے اے داغ کیا ہوتی ہی پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

نگاہ شوخ جب اُس سے لڑی ہے
تو بجلی تھرتھرا کر گر پڑی ہے

اُسے بھی مجکو بھی ضد آپڑی ہے
خرابی بیچ والون کی بڑی ہے

لہو کی بوند مژگان سے جھڑی ہے
یہی گلزار دل کی پنکھڑی ہے

قیامت مین قیامت کر گیا کون
کہ دل تھامے صفِ محشر کھڑی ہے

کرین کیا رند توبہ مے سے زاہد
کہ یہہ تو اُنکی گھٹی مین پڑی ہے

قدم جمتا نہین تیری گلی مین
کسی بیتاب کی میّت گڑی ہے

عدو بھی تنگ ہے اُنکے ستم سے
اُسے اپنی مجھے اپنی پڑی ہے

ابھی مین نے کیا تھا یاد اُسکو
وہ آیا عمر قاصد کی بڑی ہے

بنا ہے مدعی پیغامبر بھی
جڑی ہے جب مری کہوٹی جڑی ہے

کیا ہے مین نے ضبطِ آہ جسدم
اُٹھی برچھی کی سینے مین گڑی ہے

گل بستر ستارے سنگے ہین — ترے تلوے سے جب افشان چھڑی ہے

یہہ کہتا ہی مرا شوق شہادت — تری تلوار ہو لونکی چھڑی ہے

وہ وہ ہین غیر سے تو ہم منا ہین — پرائی آف آپنے سر پڑی ہے

تجھے دیتا ہون اپنی جان بھی مین — مرے دل سے مری ہمت بڑی ہے

ٹلین وہ کب جو دل لینے پہ اڑ جائین — یہہ کیا کچہہ کھیل چوسر کی اڑی ہے

الٰہی کب سحر ہو گی شب ہجر — قیامت کی گھڑی ہی جو گھڑی ہے

بگڑ کر ہمنے سوا الزام پائے — اب انکی ہر طرح سے بن پڑی ہے

غزل اک اور بھی اے داغ لکھو
طبیعت اس زمین مین کچھہ اڑی ہے

نظر کیجے مین اوس بت پر پڑی ہے — کہان جا کر مری قسمت لڑی ہے

مجھے انجام الفت کی پڑی ہے — یہہ غم آٹھون پہر چونسٹھہ گھڑی ہے

وہان مشق تغافل ہر گھڑی ہے — پرائے دل کی اونکو کیا پڑی ہے

ترے در پر تڑپتے کسکو دیکھا — کہ ہر دیوار سکتے مین کھڑی ہے

پرائے مال پر اتنا تقاضا — تمہین دل دینگے کیا جلدی پڑی ہے

مروت بھی ہو تیری انکہہ مین کاش — نشیلی ہر رسیلی ہر بڑی ہے

زبان تک آ سکے کیا حرف مطلب — ہماری آرسے مین اڑی ہے

خزان سے ہی بہار حسن محفوظ — گل عارض کی کب پتی جھڑی ہے

بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر
اُچٹ کر چوٹ مجھ پر ہی پڑی ہے

حسینون کو بُرا کہتا ہے ناصح
اِنہین باتون پہ مجھسے ہو پڑی ہے

جفاے آسمان کی انتہا کیا
بڑون کی بات جو کچھہ ہو بڑی ہے

خدا سے اِلتجا ہے ناخدا کیا
مری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے

اِدہر وحشت لئے جاتی ہی مجھکو
اُدہر حدّا دنے بیڑی گہڑی ہے

دِل اپنا بیچتے پہرتے ہین لاکہون
محبت آجکل پیسے دہڑی ہے

جنازہ دیکہہ لو عاشق کا در پر
سواری اِس مسافر کی کہڑی ہے

ہمارا دم ہے خنجر مین دم ذبح
ہماری جان قاتل مین پڑی ہے

امانت رکہہ تو لون داغ محبت
مگر ڈرتا ہون یہہ جو کہون بڑی ہے

ڈبونا چاہتا ہے قلزم عشق
کنارے پر مری کشتی اڑی ہے

گہری ہی سو بلاؤن مین مری جان
یہہ تنہا ہے اکیلی ہے چہڑی ہے

وہی اک بات ہی لیکن تری بات
عدو سے نرم ہے مجھسے کڑی ہے

ملازم شاہِ آصفجاہ دام اقبالہ کے ہین
جناب مہاراج بہادر کی قسمت بڑی ہے

ناوک لگا گیا تہا تو دل پر سنان لگی
کاری لگی نظر ترے کافر جہان لگی

ہم بہی دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تہا
کیون چرخ تک زمین سے اِک نردبان لگی

شامِ غمِ شبِ وصال مین پہولی نہین شفق
تلوؤن سے تیرے آگ یہہ اے آسمان لگی

آتا ہے تمکو تلخیٔ دشنام مین مزا
اِس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی

پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہے چوٹ
آنکھون مین آنکھ ڈال کے بولے وہ ہان لگی

اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہو گیا
ایسی تمہارے دلکو بُری مہربان لگی

میرا فسانہ تونے جو اے پند گو سُنا
کچھ تیرے ہاتھ بات بھی اے نکتہ دان لگی

پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہے
فرہاد کے تو سر پہ لگی یہہ کہان لگی

تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہہ مجھے
اُکھڑے قدم وہان سے طبیعت جہان لگی

رُو رُو کے کہہ رہے ہین وہ مُردے پہ غیر کے
کِسکی بُری نظر تجھے اے نوجوان لگی

بیتاب مجھکو دیکھہ کے وہ پوچھتے ہین داغ
کمبخت تیرے چوٹ بتا تو کہان لگی

کل کچھہ طبیعت اپنی جو مشکوک ہو گئی
آج اُنسے دو ہی باتون مین دُو ٹوک ہو گئی

ہوتا نہین ہے غم دو جہان سے بہی
اے دل یہہ کس بلا کی تیری ہوک ہو گئی

کیون غیر کی طرحسے نہ ہم بیوفا ہوئے
اِس عاشقی مین ہمسے بڑی چوک ہو گئی

مدت سے رسم مہر و وفا مین کمی تو تہی
آخر ترے زمانے مین متروک ہو گئی

برسات ہی مین مست ہوا رگن کی ہی صدا
کویل کی کوک پی سکے لئے کوک ہو گئی

سب کچھہ ہمارے دل کو بلا کیا نہین بلا
تیری نگاہ لطف جو مسلوک ہو گئی

اے داغ اب نہین درد داغ بہی نصیب
دنیا فلک کے ہاتھہ سے مفلوک ہو گئی

ابرو سے یار کیون نہ کھنچے اِس مثال سے
اُسکے تو ناخنون مین پڑے ہین ہلال سے

رہتی ہو اطلاع اُنہین دل کے حال سے
ملتی ہین گالیان مجھے پہلے سوال سے

دِل کو بچا رہا ہون بتون کے خیال سے
اللہ تو علیم ہے بندے کے حال سے

جانا کہ یہہ بھی ایک طرح کا لگاؤ ہے
ناخوش ہوا نہ مین کبھی اُنکے ملال سے

جانین ترے خرام کو طاؤس و کبک کیا
لینی تہی اِسکی داد کسی پایمال سے

کیا شکوۂ فراق کرون اِسکی فکر ہے
بے لطفیان بڑہینگی ترے اِنفعال سے

حجّت مین اِن حسینون کو آتا ہے کیا مزا
وعدہ کیا ہے اُسنے بڑی قیل و قال سے

اے محتسب نہ لوٹ اِسے تو یہہ حکم دے
مسجد بنائے پیر مغان اپنے مال سے

بخشش نہوگی غیر کی یہہ مجھسے پوچھیے
بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے

احوال چارہ گر سے کہانتک بیان کرون
دم ناک مین ہر روز کی اِس دیکھیہ بہال سے

دو چار وہ ہمین نے تو لٹکے بتا دیئے
مشہور تم جہان مین ہوے جس کمال سے

اِحسان مانتا ہون ترا اے دِل حزین
وہ شاد شاد ہین مرے حزن و ملال سے

ملتی نہین ہے راہ نکیرین کے لئے
کیا قبر اَٹ گئی مری گرد ملال سے

بیجا ہے رشک غیر بجا ہے یہہ روٹھنا
جانے بھی دو ملال بڑہیگا ملال سے

کہتے ہین کیون خدا کو کیا یاد مجھ نہین
فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے

یہ کون دیکھنا چاہنے والا ہو کوئی ہو
دوزخ کو عید ہوتی ہر کافر کے حال سے

تنک تنک کے بند ہوتی ہر بیچشم انتظار
آتا ہے شب کو خواب تہ بار رہے خیال سے

ہوتا ہے مشک دامنِ تر کیا طلسم ہے — طوفان گریۂ و عرق انفعال سے
اے دست وحشت اور تجھے چاہیئے اگر — دامن فلک سے چھین گریبان ہلال سے
حیرت ہے اُس نے صبح کو مجھسے بیان کین — باتین جو کی تھین رات کو اُسکے خیال سے

اے داغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ
ملتے امیر احمد و سید جلال سے

کیجیئے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہمسے ہے — دِل دیا ہے غیر کو اُسکا تقاضا ہمسے ہے
وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہمسے ہے — کیا یقین ہے جانتے ہین ہم یہہ ایما ہمسے ہے
مٹ گئے جب ہم تو جانو مٹ گئی ساری بہار — ہم ہین دنیا مین تو یہہ گلزار دنیا ہمسے ہے
وصفِ یوسفؑ پر بتِ کافر نے جھنجھلا کر کہا — ہم نے دیکھین اُسکی صورت کون اچھا ہمسے ہے
لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سنتا ہی نہین — بحث عالم کو فقط یا تم سے ہے یا ہمسے ہے
دِل یہہ کہتا ہے ہمارے دم سے ہین عشاق شاد — درد ہمسے ہے تپش ہمسے ہے سودا ہمسے ہے
کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال — ہمکو دشمن سے نہین ہے تمکو جتنا ہمسے ہے
دِل جلونسے آپ بل بل بھرتے ہین یہہ اچھا نہین — چرخ کجرفتار ہی گر ہے تو سیدھا ہمسے ہے
جا چکی تھی سم الفت مٹ چکا تھا نام عشق — اب زمانے مین کچھہ ان باتون کا چرچا ہمسے ہے
واہ کیا کہنا کیا اچھا دِیا تمنے جواب — شکوۂ بیجا کو سنکر ناز بیجا ہمسے ہے
دِلمین ہی آئے تصور مین ہی آئے بے حجاب — انکو ظاہر مین فقط آنکھونکا پردا ہمسے ہے
وعدۂ دیدار کیسا اور کیا پیمانِ وصل — کیا کہین کیونکر کہین جو قول اُنکا ہمسے ہے

چین کیجئے عیش کیجئے مجمع اغیار مین
آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہمسے ہے

ہمسے جو ملتے نہتے اب انسے ہم ملتے نہین
جسسے تہی ہمکو شکایت انکو شکوا ہمسے ہے

دل مین وہ گہبرا رہے ہین اور مجھسے خفا مین
کہتے ہین کہہ ڈال جو کچھہ تجکو کہنا ہمسے ہے

یارب اُس سے مین بہت وابستہ اپنی خواہشین
آسمان کو بہی کسی شئی کی تمنا ہمسے ہے

صاف ہوجاؤ تو پہر ہو گفتگو بہی صاف صاف
جسقدر تکرار ہے یہہ رنجش باہم سے ہے

کوئی کافر ہی کہے اے داغ انکی آرزو
اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہمسے ہے

ڈہونڈتے پہرتے ہین اک عالم مین شیدائی تجھے
لگ گئی کسکی نظر اے حسن زیبائی تجھے

یہ بٹے کیا خوب کیا حصے عاشق و معشوق کو
ناشکیبائی مجھے دی اور رعنائی تجھے

تو مرے سر پر کہڑی رہتی ہے ہر دم اے اجل
اور پہر سارا جہان کہتا ہے ہرجائی تجھے

چہیڑ کا موقع کوئی ملتا نہ تہا اچہا ہوا
میرے دلمین آئی شوخی جب حیا آئی تجھے

دُہن لگی رہتی ہے اپنے دوست کی آٹہون پہر
مین غنیمت جانتا ہون کیج تنہائی تجھے

شکوۂ بیداد کیسا کیسی فریاد ستم
رنج ہے ہر چند قیامت کیون اُٹہالائی تجھے

ایکطرف اہل ہوس ہین ایکطرف ہین اہل عشق
بزم آرائی مین آتی ہے صف آرائی تجھے

جاتے ہی سینے مین آیا ہاے پیکان یار
ہوگئی اتنے مین کس کس سے شناسائی تجھے

بے حجابی کا بہانہ کوئی تجھسے سیکہہ جائے
غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگڑائی تجھے

جسکو جسکی ہے اپنے آپ مین تو دیکہہ لے
دیکہنے کو دی ہے ای غافل بینائی تجھے

تو اگر سن لے تو کیا جانے کرے کیسا غرور
دیکھکر سمجھا ہی جو تیرا تماشائی تجھے

گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا ہو چکا
رنج تنہائی مجھے ہی فکر رسوائی تجھے

کاش نہنے دے ٹھہرنے دے مرے دل کی تپش
گو بمشکل کہینچکر میری کشش لائی تجھے

دوست کو دشمن سمجھ لیتا ہی تو دشمن کو دوست
آگئی ہے بانکپن کے ساتھہ کجرائی تجھے

ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج
چارہ گر آتی نہین ہی چارہ فرمائی تجھے

آئین کیون میرے دل ویران مین فرماتے ہین وہ
کیا غرض ہمکو مبارک دشت پیمائی تجھے

تیری دانائی کے قائل ہین سب افلاطون فش
شاعری نے کردیا اے داغ سودائی تجھے

جمع ہین پاک اک زمانے کے
ہائے جلسے شراب خانے کے

ذکر بیفائدہ نہ کر واعظ
اس زمانے مین اس زمانے کے

دل سے کہتا ہی یہہ لب سوفار
تیر قربان اس نشانے کے

برق پہونکے اڑائے بادِ خزان
چار تنکے ہین آشیانے کے

ہے مری داستان ہی کیا مرغوب
حرف بکتے ہین اس فسانے کے

شب وعدہ اُمید وصل کسے
ہم تو ہین منتظر بہانے کے

کعبہ و دیر مین وہ کیا کیا ہے
گرد ہین تیرے آستانے کے

شب فرقت ترے تصور سے
مشورے ہوتے ہین زمانے کے

تخم الفت سے ہو نو اِشک
لاکھہ دانے ہین ایک دانے کے

لعل لب اور گوہر دندان | یہہ جواہر ہین کس خزانے کے

داغ

اہل جنت کے بہی دلونپہ
نقش ہین اِس نگار خانے کے

رکہدین اگر شبیہہ بہی مجہہ بادہ نوش کی | خالی بہری دکان کرے میفروش کی
کیون ناصحو کو فکر ہے مجہہ بادہ نوش کی | صدقہ وہ دین حواسونکا بنوائین ہوش کی
تربت پہ میری ڈالیو مین اُسکی گلی کی خاک | حاجت نہین ہے اِسکے لئے تبر بوش کی
کب تک حجاب آنکہہ ملاؤ پیو پلاؤ | کیفیت انجمن مین رہے نا و نوش کی
بنکار اُٹہے مست محبت تو ہے وہ راز | بیہوشیون مین یہہ کبہی لیتا ہے ہوش کی
دل خون ہوگا توبہ سے عہد شباب مین | واعظ یہی تو عمر ہے جوش و خروش کی
وہ دل کے ولولے وہ جوانی کے زور شور | اِک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی
دیکہا جمال یار سنی داستان عشق | دعوت یہہ ساری عمر رہی چشم و گوش کی
زاہد کی سرخ آنکہون سے معلوم ہوگیا | رندون سے جو بچی تہی وہ حضرت نے نوش کی
تدبیر بار دل کی اگر پوچہتا ہون مین | کہتے ہین پہلے فکر کرون بار دوش کی
پایاب ہے شناور دریائے عشق کو | اے بحر اصل کیا تیرے جوش و خروش کی
باہم تری نگاہ و حیا مین ہے کیون سلوک | غمّاز سے کبہی نہ بنی عیب پوش کی

ہر خوبرو کو داغ بتاتا ہے عاشقی
عیار ہے یہہ کبہی اُس خود فروش کی

دِل میں عاشق کے تصوّر سے کھٹک ہوتی ہے
اِن حسینوں کی غضب توک پلک ہوتی ہے

اِس بہانے سے بہائے سرِ محفل آنسو
کہہ یا اُنسے کہ آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے

جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش رُبا
وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے

سہمے جاتے ہیں بڑے جاتے ہیں وہ عاشق سے
کم سنی ہر اَدا ہی اس سن میں جھجک ہوتی ہے

دَر دِ فرقت بھی الٰہی نہ دَوا دیجائے
آج یہہ کیا ہے کہ تم تم کے کسک ہوتی ہے

جسنے سونگھی ہے وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچھے
باسی ہاروں کے جو پھولوں میں مہک ہوتی ہے

سادہ دِل ہیں جو اُنہیں آئینہ رُو کہتے ہیں
آئینہ میں کہیں بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست ہمت کبھی پاتے نہیں عالم میں عروج
قاعدہ ہے کہ زمیں زیرِ فلک ہوتی ہے

کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آرائش ترک
سادگی اور مجھے باعثِ شک ہوتی ہے

جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانوں کا
عجب انداز کی کچھ اِنمیں لٹک ہوتی ہے

کون بیکس کا معاون ہے بجز ذاتِ خدا
غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے

آتشِ رنگِ حنا نے تو جلایا دل کو
اُسکی تاثیر یہی سردِ خنک ہوتی ہے

وہ بُرائی سے بھی گو غیر کا مذکور کریں
بدگمانی مجھے بے شبہہ وشک ہوتی ہے

اِس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد
غنچہ چٹکے تو کہے سر میں دھمک ہوتی ہے

ناہید رکھ لیتے ہیں وہ ڈر کے کمر پر اپنی
شاخِ گلبن میں ہوا سے جو لچک ہوتی ہے

دِل اندہاد و ہند ہی آتا ہے ہمیشا داغ
"نا ہیں اِسمیں نہ کچھ جہان پھٹک ہوتی ہے"

اچھی کہی کہ عشق مین بیمار کیون ہوے
اچھون کے آپ در پے آزار کیون ہوے

تیرے لبون سے وصل کے انکار کیون ہوے
یہہ ناز کی مین قابل گفتار کیون ہوے

پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زبان جلے
یہہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیون ہوے

کیا یہہ شریر آنکھہ لڑانیکا گھر نہین
تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیون ہوے

کس کی مجال اُنسے کہے میرے باب مین
اقرار کیون کیے ہے تو انکار کیون ہوے

ہم ذمہ دار ہو گئے اخفاے راز کے
عاشق ہوے تو محرم اسرار کیون ہوے

کہتے ہین تمنے مجھکو بنایا ستم شعار
الزام ہے کہ طالب آزار کیون ہوے

غفلت مین خواب چین سے سوتے تھے ہی بتنڈ
کسنے جگا دیا ہمین بیدار کیون ہوے

یہہ کیا کہا فلک کو جلانا نہ آوے
اپنی تو کہیے آپ ستمگار کیون ہوے

دیکھا نہین یہہ شان یہہ جلوہ کہان اور
بت کہکے تجھکو لوگ گنہگار کیون ہوے

منہہ مانگے دام بوسۂ لب کے نہ دیسکے
پھر حضرت دل آپ خریدار کیون ہوے

کہتا ہے عاشقونکو وہ کافر یہہ طرز سے
بندے خدا کے میرے طلبگار کیون ہوے

ہمکو دکھا کے جلوہ یہہ آواز کس نے دی
چلدو یہان سے نقش ہو دیوار کیون ہوے

ہونا ہی تھا وصال جو ہونا نہ تھا وصال
یہہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیون ہوے

خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت برا کیا
رحمت نہ یہہ کہیگی گنہگار کیون ہوے

دل کہہ رہا ہے اُس سے کہو ہجر اے عشق
مین کہہ رہا ہون کہکے گنہگار کیون ہوے

اپنا سا وہ سراغ نظر آنے لگا مجھے
جلتا ہون مین وہ آئینہ رخسار کیون ہوے

کیا جانے کیا دکھائی دیا انکو خواب مین
بیوقت آج شبکو وہ بیدار کیون ہوے

اے داغ اِک زمانے کے دِلمین ہے گھر ترا
وہ نام سنکے نام سے بیزار کیون ہوے

کاوش فلکِ تفرقہ پرداز ہمین سے
کیون اے خلل انداز یہہ انداز ہمین سے

ہوتے ہین ادا عشق کے انداز ہمین سے
یہہ سحر ہمین ہین یہہ اعجاز ہمین سے

ہر چند کچھہ ایسی بھی ہین باتین کہ نہ سنیئے
کیا کیجیئے کہتے ہین وہ سب راز ہمین سے

ہمسے ہی سرِ بزم چُراتے ہین نظر بھی
لڑتی بھی ہے پھر چشم فسونساز ہمین سے

سو دیکھنے والے ہون تو یہہ آنکھہ کہان ہے
تصویر تری کیون نہ کرے ناز ہمین سے

صیاد کی بیداد نہین کُنج قفس مین
ٹوٹے ہین پھڑک کر پرِ پرواز ہمین سے

اُٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شورِ قیامت
لاکھون ہین یہان گوش برآواز ہمین سے

اشک آنکھہ کے پردے مین ہین یا ہر ہین آتے
غمزے کی لیا کرتے ہین غماز ہمین سے

تو قبر پر اُس بزم مین اپنی ہے مساوی
گر غیر ہوے صاحبِ اعزاز ہمین سے

ایجاد کئے رسم محبت مین ہمین نے
انجام کو پہونچیگا یہہ آغاز ہمین سے

دیکھین تری طاقت تری تلوار کی بُرش
دو چار اگر اور ہون سربازِ ہمین سے

ہمنے ہی تو پالا دلِ مفسد کو بغل مین
کرتا ہے دغا پھر یہہ دغا باز ہمین سے

ہنگامۂ محشر مین بھی اللہ کرے داغ
راضی ہو تو ہو وہ بُتِ طنّاز ہمین سے

یہہ ٹپکتا ہی رنگ بسمل سے
ہولی کہیلیگا آج قاتل سے

نازِ اعدا اُٹھیگا مشکل سے
دل بدل لیجیے مرے دل سے

ہو گئی یاس عہدِ باطل سے
ہمکو جینا پڑا مرے دل سے

میری تصویر ہی وہ دیکھتے ہین
کس بُری آنکھہ کس بُرے دل سے

تیر تیرا ہے اور دل میرا
اب چھٹیگا یہہ ساتھہ مشکل سے

کس نے مذکور کر دیا میرا
بگڑے بیٹھے ہین ساری محفل سے

اب زبانسے وہ پھر نہین سکتین
جو دعائین نکل گئین دل سے

کیون ہوا ناخدا کو اطمینان
ابھی کشتی ہی دور ساحل سے

بڑھگیا رتبۂ تماشائی
آنکھہ ملتی ہے بیشتر دل سے

اب اِدہر رخ کرے تو مین جانون
تیر تیرا کھٹک گیا دل سے

بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
کام آسان ہوا ہے مشکل سے

ہے اِک آندھی غبار مجنون کا
ساربان ہوشیار محمل سے

مٹ گئی ہم تو جب یہہ اُسنے کہا
تونے شکوے کئے تھے کس دل سے

صبر کرنا پڑا ہمین کو مگر
وہ نہ شرمائے عہدِ باطل سے

جب سے دیکھا ہے میرے دل کا داغ
انکو نفرت ہے ماہِ کامل سے

مین تو کیا ہون کہ تیغ و خنجر بھی
دم چُراتے ہین میرے قاتل سے

محتسب آگیا تو اے ساقی
ہم اذان دینگے اُٹھکے محفل سے

آئینہ رکھدیا میرے آگے
کہ اِسے رشک ہے مقابل سے

کیا کہون وجہ بدحواسی کی
ہوش پران ہین رنگ محفل سے

طالبِ وصل جانکر پہلے
کرتے ہین وہ سوال سائل سے

جذبِ دل کہینچ لائیگا اُسکو
ایک کیا ہے ہزار منزل سے

آتشِ عشق مین مزا کیا ہے
پوچھیے اُسکو داغ کے دل سے

ملتا ہے محبت کا مزہ زہرِ فنا سے
کلّی بھی کرین ہم نہ کبھی آبِ بقا سے

وہ دلپہ چھری پھیر گئے نازوادا سے
اب کوئی مرے کوئی جیئے اُنکی بلا سے

کیا وجہ بگڑنے کی میری آہ رسا سے
یہہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

وہ کہتے ہین گھبراکے مرے دستِ دعا سے
کیا عرش پہ جا پہنچیں گے یہہ ہات ذرا سے

ہم تیرے سوا اور ہون کس چیز کے طالب
کیا چھوڑ دیا مانگنے والون نے خدا سے

معشوق سے چھوٹے یہہ کبھی ہو نہین سکتا
مجبور ہے ورشیوہ بیداد وجفا سے

اب قامتِ زیبا نے اُٹھائی ہے قیامت
فتنے بھی ذرا سے ہے کبھی تم بھی ذرا سے

اللہ رے کیا فتنہ گری ہے دمِ رفتار
بچتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے

جائے طرفِ گورِ غریبان جو وہ قاتل
لبیک کا شور اُٹھے مزارِ شہدا سے

عاشق کو کسیطرح ملے جائے یہہ نعمت
کیا خونِ جگر کم ہے مئے روح فزا سے

شکوہ ہو بجا نہ ہو کچھہ اِسکی نہین پروا
جو بات ہو وہ کیجیے انداز وادا سے

کیا خاک لڑینگی میرے دل سے تری آنکھین
جو شرم سے جھکتی ہین چھپتی ہین حیا سے

کیا حشر کے دن مجھپہ نہ توڑینگی قیامت
وہ چوکنے والے ہین کہین چوکے جفا سے

دل مین ہی اسیطرح گرہ پڑ گئی ہوگی
یہہ عقدہ کہلا ہمکو ترے بند قبا سے

انسان یہہ شے اپنی خوشی سے نہین دیتا
اسواسطے دل لیتے ہین وہ مکر و دغا سے

گلزار محبت سے کبھی خوش نہین ہوتے
وہ کہتے ہین دم ناک مین ہو بوئے وفا سے

بیتاب ہون بیہوش نہین ہون جو منہ سمجھون
دم دیتے ہین یہہ آپ جو دیتے ہین دلاسے

ناوک ہی نہ برچھی ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار
یہہ دیدہ دل ہی ہین مرے خون کے پیاسے

مین بزم سے اٹھہ جاؤن نکلجاؤن چلا جاؤن
کیا بات ہوئی خیر تو ہی کیون ہو خفا سے

اب دوش پر انکے ہی کمان ہاتھہ مین ہی تیر
اس عہد مین مرنے کا نہین کوئی قضا سے

جب دیکھتے ہین داغ کو ہوتا ہی یہہ ارشاد
معلوم نہین زندہ ہے یہہ کسکی دعا سے

مرض عشق کی دوا بھی ہے
مجھہ مین دیکھو تو کچھہ رہا بھی ہے

کچھہ جفا بھی ہی کچھہ وفا بھی ہے
دل لگی کا یہی مزا بھی ہے

عاقبت مین بھی دلکو چین نہین
اس محبت کی انتہا بھی ہے

زندگی اور اس زمانے کی
ایسے جینے کا کچھہ مزا بھی ہے

دیر کے جانیوالو نسے کہدو
تم مین اک بندہ خدا بھی ہے

تیری امداد کے لئے اے آہ
پیچھے پیچھے مری دعا بھی ہے

کیا یونہین مرگئے ترے عاشق
بخشوایا کہا سنا ہی ہے

مین سناؤن تو داستان اپنی
آپ کو بات کا مزا ہی ہے

رشک پر صبر ہو سکے کیونکر
یہہ کسی سے کبھی ہوا ہی ہے

تونے پوچھا نہ ایکدن ہم سے
کچھہ ترے دل مین مدعا ہی ہے

چار دن کے شباب پر یہہ غرور
ابتدا ہے تو انتہا ہی ہے

دیکھکر دل کو پوچھتے ہین وہ
اس مکان مین کوئی رہا ہی ہے

رمز الفت بتائے یہ مجھے
آپ سے کوئی پوچھتا ہی ہے

کچھہ ہے بیجا عتاب ہی اُنکا
کچھہ یونہین سی میری خطا ہی ہے

ہان ذرا پھر قسم تو کھا لیجے
آجکل جھوٹ مین مزا ہی ہے

نہین سنتے وہ اپنے مطلب کی
یہہ کسینے کہین سنا ہی ہے

سبکو ملتی ہے دولت دیدار
اُسمین حصہ فقیر کا ہی ہے

حال دل کب ادا ہوا پورا
کچھہ کہا ہی ہے کچھہ رہا ہی ہے

کیون تجھے چپ لگی ہے ایقاصد
منہہ سے تو ہوٹ کچھہ کہا ہی ہے

ڈھونڈتی ہین تجھے مری آنکھین
اے وفا کچھہ ترا پتا ہی ہے

چتونین شوخ چلبلی تقریر
اس مین پھر شرم ہی حیا ہی ہے

اُسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہین
داغ کا نام دوسرا ہی ہے

مٹے داغ دل آرزو رہگئی
چمن اڑگیا اور بو رہگئی

کہان دل مین اب آرزو رہگئی
وہ مدت سے بنکر لہو رہگئی

شبِ وصل کی کیا کہون داستان
زبان تھک گئی گفتگو رہگئی

بہت اے شبِ غم بلائین ٹلین
خدا جانے کسطرح تو رہگئی

چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام
تمنائے جام و سبو رہگئی

بہت چل بسے یار اے زندگی
کوئی دن کی مہمان تو رہگئی

کہان سے کہان لے گیا ہمکو شوق
مگر رہگئی جستجو رہگئی

بہرے چاک دل مین نمک چارہ گر
اگر احتیاجِ رفو رہگئی

میرا سر گیا ایک ہی وار مین
ہوس تجھکو اے جنگجو رہگئی

نہ دیکھے اگر جانب اپنے ہات
تو غاشق سے شرط وضو رہگئی

پھرے ہی تو کچھ دستِ نازک سے تیغ
یہہ کیا ہو کے زیبِ گلو رہگئی

دکھا کر جھلک کون چلتا ہوا
نظر ڈھونڈتی چار سو رہگئی

گیا دل گیا داغ اُس بزم مین
غنیمت ہوا آبرو رہگئی

آئینے سے وہ کہتے ہین تیری نظر ہوئی
ادھر چشمِ شوق اِسکی تجھے بھی خبر ہوئی

جو مجھپہ چشمِ لطف تھی اب غیر پر ہوئی
دنیا کی طرح یہہ بھی اِدھر کی اُدھر ہوئی

محشر مین رازِ عشق خدا سے بھی یون کہا
جسکی زبان کانون کسیکو خبر ہوئی

میری بلا سے ٹوٹ کے پیکان جو رہ گیا
حاصل مجھے تو لذت زخم جگر ہوئی

اِسکا بھی اعتبار ہے گویا برائے نام
تیری نگاہ لطف بھی تیری کمر ہوئی

کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی
کیا کہیے کسقدر نہوئی کسقدر ہوئی

کرلین گے حور کا بھی نظارہ دمِ اخیر
دنیا کی تاک جھانک سے فرصت اگر ہوئی

کہتے ہین مجھسے مر نہ گئی میرے نام پر
کیا چاہ مین وہ چاہ جو منہہ دیکھکر ہوئی

رکھا گاہ مین جو دل بیقرار کو
اُس دن سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی

کیا امتحان کرون کہ نہ چھوٹے گی جان پر
اُسکو خدا نخواستہ اُلفت اگر ہوئی

اب کہہ رہا ہون اُسکے تصور سے مُدعا
پیغامبر کی یاد ہی پیغامبر ہوئی

دل کو بغل مین پال کے مجبور ہو گئے
دشمن کے ساتھہ عمر ہماری بسر ہوئی

جاتو سہی دکھا تو سہی اُسکو خط مرا
آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی

بچتی نہی دُخت رز کی حرمت کسیطرح
یہ نیک بخت ہار کے قاضی کے گھر ہوئی

گو عرض مدعا پہ زبان قطع کیون نہو
اب کیا چھٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی

کہتے ہین بار بار وہ مجھسے شب وصال
ہے ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی

ہمسایے مین یہہ شور ہے لو داغ کی خبر
کم بخت کو تڑپتے ہوے رات بھر ہوئی

زاہد کو روز حشر پڑی امتحان کی
پیر مغان نے خلد مین جا کر دکان کی

دم بھر مین پار آہ نہی اک نوجوان کی
پیری کسیطرح نہ چلی آسمان کی

قاصد ہی اُسکو دیکھکے دیوانہ ہوگیا — پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی
تعریف غیر سنکے جو مین نے دیا جواب — اِس بات پر خفا ہین کہ ہم سے زبان کی
کسکو گلہ نہین تری بیداد وجور کا — کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی
سر کاٹ کر لگاتے ہین گردن کے سامنے — کچھہ رنگ ہی ہے اُنکو ہوس امتحان کی
گو جانتا ہون جھوٹ مگر اِسکو کیا کرون — کہاتے ہین پیار سے وہ قسم میری جان کی
یہہ شکوہ رقیب پہ مجھکو ملا جواب — لوگون سے تونے کیون مری خوبی بیان کی
آہٹ نہین سُنی کہ مجھے دُور سے لیا — پسلی پھڑک اُٹھی تھی مگر پاسبان کی
روکا اِسی بہانے سے اظہار شوق پر — معلوم ہی ہمین نہین حاجت بیان کی
کب تک بنا بنا کے کہون ماجرائے دل — فرمایشین ہین روز نئی داستان کی

کیا پھر بھی دل کے دینے مین اے داغ عذر ہو — گر وہ قسم دلائے تمہین اپنی جان کی

کبتک کہے رہوگے کبتک تنی رہے گی — کسکی بنی رہی ہے کسکی بنی رہے گی
اُسکی نگہہ سے ہر دم جی پر بنی رہے گی — برچھی مین دل رہیگا دل مین اَنی رہے گی
ملکر تو اُنسے دیکھین آیندہ جو مقدر — یا دوستی رہے گی یا دشمنی رہے گی
کُشتہ کیا ہے اُسکے تیر نگہہ نے مجھکو — میرے مزار پر بھی تیر افگنی رہے گی
ہر بندۂ خدا پر کب تک ستم رہیگا — یہہ تیرے دل مین کافر کبتک ٹھنی رہے گی
تبتک آکے دیکھے باتون چاہتہا ہمنے مرنا — یہہ کیا خبر تھی برسون یون جان بکنی رہے گی

جلوہ اگر دکھاؤ تو پھر مُنہہ چھپاؤ
اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی

نہ ہہ جاے اُنسے اپنی جسطرح ہے غنیمت
یہہ جانتے ہین اکثر بگڑی بنی رہے گی

مر مر کے ہم جیئے ہین سوا متحان دیئے ہین
اے بدگمان کبتک یہہ بدظنی رہے گی

ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکھو
برق جہان سے کہنک چشمک زنی رہے گی

لوٹین گی وہ نگاہین ہر کاروان دل کو
جبتک چلے گا رستہ یہہ رہزنی رہے گی

اے داغ تیری صورت دیکھین گے وہ نہ ڈر کر
چھائی ہوئی جو مُنھ پر یون مردنی رہے گی

جور کی خو ترے دل سے نہ ستمگار گئی
عمر مجھ اپنی وفا سب یونہین بیکار گئی

آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی
آئی سو بار شب وعدہ تو سو بار گئی

جسکو کہتے ہین اثر وہ نہ ملا ہے نہ ملے
کیا گئی آہ فلک کے بھی اگر پار گئی

تاک جھانک اپنی نگہہ کو رہی اُس کوچے مین
روزن در سے ہٹی تو سر دیوار گئی

جان کیا رُکنے کی شی ہے کہ جسے روک سکین
نہ گئی آج اگر کل یہہ چلن ہار گئی

چین سے بیٹھے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ نہین
آبرو آج عدو کی سر بازار گئی

رکھہ لئے مُنہہ پہ عبث ہات حیا سے مُنے
لذت وصل ملی لذت دیدار گئی

اسکا مُنہہ دیکھتے ہی خواب مین ہم چونک اٹھے
اپنے ہات آئی ہوئی دولت بیدار گئی

نگہہ ناز کو ہمنے جو چھپایا دل مین
وہ یہہ کہتے ہین کہ چوری مری تلوار گئی

میرے گھبراہٹ سے تھم تھم کے قدم کہتے ہو
کیا ہوا اب وہ کہان شوخی رفتار گئی

آتے تو چلے ہین وہ مری راہ پہ لیکن
باقی ہے ابھی منزلِ دشوار ذرا سی

اندیشہ ہے اک صاحب تقوے کی نظر کا
مے چھوڑ دیا کرتے ہین میخوار ذرا سی

اے شوخ غضب ہے تری ابرو کا اشارہ
کیا دیکھیے کرتی ہے یہہ تلوار ذرا سی

دشنام پس بوسہ جو تو دے تو مزا ہے
تلخی بھی ہو اے لعل شکربار ذرا سی

اُس فتنۂ عالم سے یہہ کہتی ہے قیامت
دے ڈال مجھے شوخی رفتار ذرا سی

موسیٰ کو تو جب بھی نہ ہی تاب نظارہ
جھلکی تھی پے طالب دیدار ذرا سی

اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ دکھایا
جسوقت جھکی چشم گنہگار ذرا سی

زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجھکر
دل توڑ نہ تو پی لے میرے یار ذرا سی

ٹوٹے کڑے کرون دل کے تو لے کوئی خریدار
وہ کہتے ہین یہہ جنس ہے درکار ذرا سی

کہلاتے ہین اکثر ترے فقرے تری چالین
باقی ہے کسر تجھہ مین یہہ عیار ذرا سی

ہمسایے مین وہ آئے تھے جب جھانکنا چاہا
اونچی رہے سر سے مرے دیوار ذرا سی

اکثر تو رقیبون سے مرے ہوتے ہین شکوے
تعریف بھی ہو جاتی ہے اک بار ذرا سی

جب ہمکو مئے تلخ میسر نہین ہوتی
افیون ہی کھا لیتے ہین ناچار ذرا سی

بیدادِ فلک نے تو بہت زور دکھایا
کر تو ہی کمی اے ستمِ یار ذرا سی

ساقی مجھے ترسا کے پلاتا ہے مے ناب
اِک بار بہت سی نہین ہر بار ذرا سی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل مین نہین رکھتے
مین چاہون جگہہ دے مجھے دلدار ذرا سی

رہیگا عشق ترا خاک مین ملا کے مجھے
کہ ابتدا مین ہوئے رنج انتہا کے مجھے

دیئے ہین ہجر مین دُکھ درد کس بلا کے مجھے
شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے

ہوا ہے مد نظر اس طرح سے ترسانا
بناؤ کرتے نہین بدگمان بنا کے مجھے

عدو کے شکوے پہ یہہ انفعال ہی ہی نیا
وہ مُنہہ ہی مُنہہ مین سناتے ہین ہر جگا کے مجھے

نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے
کہ اور جیب چڑہی سامنے خدا کے مجھے

ہجوم نازمین گھبرا کر دُہائی دی دِل نے
یہہ لوٹے لیتے ہین تنہا غریب پا کے مجھے

ارادہ قتل کا ہے یا ہین شکل کے مشتاق
وہ گھورتے ہین بہت سامنے بلا کے مجھے

عجیب غیر کے افسانے مین ہے کیفیت
یہہ حال سنیئے ذرا سی کبھی پلا کے مجھے

مکدر اہل فلک میری مشت خاک سے ہین
بگاڑ ڈالا دیا آدمی بنا کے مجھے

طریق مہر و وفا مین کمی کی کیے ہی نی
خیال تہا وہ نہ پچتائے آزما کے مجھے

بغیر موت کے کس طرح کوئی مرتا ہے
یقین نہ آئے تو وہ دیکھہ جائین آ کے مجھے

بلائے عشق تو دشمن کو بہی نصیب نہو
مرا رقیب ہی رویا گلے لگا کے مجھے

کہا یہہ دل نے چلو آج کوئے قاتل مین
اجل کہان سے کہان لیگئی لگا کے مجھے

ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت
جفا کے لطف تجھے ہین مزے وفا کے مجھے

ستم تو یہہ ہے کہ پہر اس خوشی کی قدر نہین
تم اپنے دِل مین ہو خوش کسقدر ستا کے مجھے

غضب ہے آہ مری داغ نام ہے میرا
تمام شہر جلاؤ گے کیا جلا کے مجھے

اشعارِ متفرقات

روزِ نخستِ عشق سے جس جی سر فراز تھا — کون نیازمند تھا تو بھی تو بے نیاز تھا

وہی پیش نظر آیا کہ تھا جس بات کا کھٹکا — دیگر — رکا جب ہاتھ قاتل کا مری آنکھوں میں دم اٹکا

نیلی پیلی کرتے ہیں آنکھیں وہ مجھکو دیکھکر — دیگر — ایک رنگ آتا ہے اک جاتا ہے مجھہ رنجور کا

غیر کو گھر میں چھپایا مری آنکھیں ڈھانکیں — دیگر — کھیل یہہ آنکھ مچولی کا نرالا دیکھا

آپ نے کیونکر کیا اقرار کیونکر ہو گیا — دیگر — اور پھر اُس پر یہہ حیرت مجھکو ما بر ہو گیا

کرم اے ابرِ رحمت دھو ہماری روسیاہی کو — دیگر — کہ آبِ غسل میت سے یہہ داغ اپنا چھوٹے گا

قدم لینے کو کانٹے منتظر ہیں دشتِ وحشت میں — سنا ہے آج زنداں سے ترا دیوانہ چھوٹے گا

اے داغ ہے ایسی ترے اشعار میں گرمی — دیگر — سنکر جسے آجائے سخنور کو پسینا

دم بکسیر مرا قاتلِ نادان جو شش دہ تھا — دیگر — زبانِ تیغ پر بیساختہ اللہ اکبر تھا

جب آئے روبرو وہ کہہ گئے دیکھا نہیں تمکو — کیا ملزم کہ تیرے سامنے تیرا مقدر تھا

روزہ نہ کھلا عید کے دن بھی رمضان کا — دیگر — دشمن ہی رہا شیخ حرم پیرِ مغاں کا

پیشِ دل کا تماشا نہ رہا — جب کوئی دیکھنے والا نہ رہا

لٹ گئے خود آئینہ مد مقابل کیا ہوا — دیگر — آپ اپنی تو خبر لیں آپکا دل کیا ہوا

گرچہ انسے بھی گیا خوش ہوں مگر اس بات سے — میرے دل کو کہہ رہے ہیں وہ مرا دل کیا ہوا

کیا جو وعدہ تو ملنا ضرور تھا کہ نہ تھا — دیگر — کوئی تمہارے لئے ناصبور تھا کہ نہ تھا

ایک ہی وعدہ سے کیا صبر مریجان ہوگا — دیگر — اور بھی بعد قسم کے کوئی پیمان ہوگا

مجکو وعدے نے ترے جی سے گذرنے ندیا	دیگر	مین نے چاہا تہا کہ مرجاؤن تو مرنے ندیا
وعدہ لیتے ہی وہ باتون مین لگایا ہنسنے		دیر تک اسکو کسیطرح مکرنے ندیا
کیا مرے نام سے محشر مین بگڑ گئی تھی تو		اس نے جھگڑا وہ کیا فیصلہ کرنے ندیا

ردیف تائے ہندی

ظالم یہ دیکھہ چوب پڑی میری آنکھہ مین		کاری لگی ہے کیا تری ترچھی نظر کی چوٹ
آگے آنکھون کے اندہیرا چھا گیا		کچھہ دکہائی دے تو دیکھون دل کی چوٹ

ردیف جیم فارسی

ہر وقت دل کے یار ہین تشویش فکر سوچ		ہر آن مین ہزار ہین تشویش و فکر سوچ

ردیف دال ہندی

چار دن کا ہے سب غرور گھمنڈ		کیجیے اپنے دل سے دور گھمنڈ

ردیف رائے مہملہ

جب شباب آکر زلیخا کے دوبارا دن پہرے		کہل گئین آنکھین سی یوسف کی یہہ عالم دیکھکر
مہر ہی جائے تو نہ جائیگا یہہ سودا ہوکر	دیگر	مجھکو لپٹا ہے جنون جہاڑ کا کانٹا ہوکر
شامت مری دل اذکو دکہایا نکال کر	دیگر	چلتے ہوئے وہ جیب مین چپکے سے ڈالکر
مرگ رقیب کا نہ زیادہ ملال کر		تیرا کدہر خیال ہے اپنا خیال کر
الفت کی ہم بلا مین پہنسے دیکھہ بہالکر		دل کو غضب مین ڈال دیا آنکھہ ڈالکر
مجھکو دیا ہے گرچہ لب یار نے جواب		آنکھین یہ کہہ رہی ہین دوبارا سوال کر

کیا کوئی اس کنایہ کو پہچانتا نہین
دیتے ہو گالیان مجھے غیر و نپہ ڈال کر
اِن سنگدل بتون کو خدا ہی داغ رحم آئے
رکھدے جو کوئی اپنا کلیجا نکال کر

ردیف رائے ہندی

غرض نہین ہمین ذکر عدو نہ چھیڑ کچھ چھیڑ
ہماری تجھسے نہین گفتگو نہ چھیڑ کچھ چھیڑ

ردیف زائے معجمہ

واقف نہین ہم عشرت و آرام سے کیا چیز
کہتے ہین مے ناب کسے جام ہے کیا چیز

ردیف ضاد معجمہ

کرتے ہین وہ تمام حسینون پر اعتراض
پھر وہ بھی اسطرح کہ نہ اُٹھے ہرا عتراض
لکھا جواب خط نہ جدا میرے خط ہی پر
اُس نکتہ چین نے بھیجدیئے لکھکر اعتراض
انکھیلیون کی چال سے چلنا حشر مین
عالم کریگا تمپر محشر اعتراض
اہل زبان کی قدر تو اہل زبان کو ہو
بے سوچے سمجھے ہونے لگے گھر گھر اعتراض
اے داغ کیون حریف کو ہو اس سے فائدہ
کرتے نہین سخنور دانشور اعتراض

ردیف قاف

تڑپنے والون کی تصویر کھینچ یون بہزاد
اِدھر حباب مین دل ہو اُدھر حباب مین برق

ردیف نون

آپ کے سر کی قسم زلف مین ہو [illegible]
جو اُلجھتی ہین اٹکتی ہین تمہاری آنکھین
دگر
کہون کیا خواب مین دیکھ
کہ اب تک دیکھئے شعلے اِن آنکھون سے نکلتے ہین

جو متاع ہنر بیش بہا رکھتے ہین — دیگر — انکو آنکھون سے خریدار لگا رکھتے ہین

اِسے تاکا اُسے جھانکا یہی نقشہ دیکھا — دیگر — چلتی پھرتی ہین مٹیا کی تمہاری آنکھین

جب جان کا سوال ہو کیا دے کوئی جواب — دیگر — من چپ رہا تو کہتے ہین تو نے سُنا نہین

خیال ذرہ ریگ بیابان کو جی جاتا ہے — دیگر — پھر سنگے تربت مرے مجنوں کی آنکھو نمین

کرے دعوی ہمچشمی تو مژگان دراز اُسکی — چبھوئے خوب تکلے نرگس شہلا کی آنکھون مین

ہین لال پری نشہ مے سے پری آنکھین — دیگر — پھر اُسپہ دھان وہ کاجل بھری آنکھین

وہ نقد دل کو ہمیشہ نظر مین رکھتے ہین — دیگر — جو آنکھون والے ہین اچھا بُرا پرکھتے ہین

ہمارے شمعرو کے سامنے یون شمع پر جلنا — دیگر — الٰہی کیسی چربی چھائی پروانے کی آنکھون مین

سما جائے اگر وہ غیرت گل تیری آنکھو نمین — نظارہ گل کا گزرے خار بلبل تیری آنکھو نمین

آدمی کو بُری نظر سے نہ دیکھیہ — دیگر — اے فلک خاک تیری آنکھو نمین

خیر سے کاجل گھلا رہتا ہے اتو ہر گھڑی — دیگر — اِس بلا کو پالنا آنکھون مین دیکھا اچھا نہین

بیوجہ نہین آپ کی شرمائی ہین آنکھین — آشوب ہی یا نشہ سے جھک آئی ہین آنکھین

زاہد کو ہے پھر جلوہ دیدار کی حسرت — بجلی کی چمک دیکھہ کے چندھیا گئین آنکھین

کیا یہہ بتان خودسر اک ہمکو کھینچتے ہین — دیگر — اپنی طرف یہہ کافر عالم کو کھینچتے ہین

ہزارون تارک دنیا جہان مین دیکھے — دیگر — جہان مین مار کر جنت وہ کون سے ہین ہون

بات کرتے ہین خوشی کی بھی تو اک رنج کے ساتھہ — دیگر — وہ منساتے بھی ہین ایسا کہ رولا دیتے ہین

جو بار بار نہہ وہ ہر اعتاب نہین — دیگر — غصہ ہی شباب نہین

ہم اپنے دکھے ہاتون موردِ صد رنج و آفت ہین | دیگر | یہہ سب حضرت کی خوبی ہے جو یہہ کچھہ ہین حضرت ہین
عشق مین دل کہین حواس کہین | دیگر | ایسے رہتے ہین اپنے پاس کہین
کون پردے مین چھپ کے بیٹھا ہے | | بہر کے جاتا ہے کیون گلاس کہین
مجھکو ہے اُس سے احتمالِ وفا | | نہ غلط ہو مرا قیاس کہین
زہر کہاتے ہین تنگ آکر ہم | | یہہ دوا آئے دل کو راس کہین
بزم مین داغ گر نہین تو نہو | | یہین ہو گا وہ آس پاس کہین

ردیف واو

تو ہمسے بدگمان تو دل مبتلا نہو | | تیری بُرائی چاہینگے تیرا بُرا نہو
بے وجہ یہہ نیاز نہین غور کیجیے | | کیون التجا کرین جو کوئی مدعا نہو
اول تو یہہ دعا تہی کہ وہ بھی ہو بیقرار | | اب کہہ رہا ہون یہہ کہین میرا کہا نہو
دل جاے جان جاے قیامت ہی کیون نہ آئے | | سب کچھہ مجھے قبول مگر تو خفا نہو
وہ نظر باز وقتِ نظارہ | دیگر | آنکھون آنکھون مین کہا گیا دل کو
مری طرح سے شب غم کوئی تباہ نہو | دیگر | کرون گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہو
وفاے وعدہ خدا جانے آج ہو کہ نہو | دیگر | درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہو
گناہ کیا ہے معشوق کی طلب وعظ | | جب آدمی ہے تو پھر احتیاج ہو کہ نہو

ردیف ہاے ہوز

بادہ کشی سے ایسی توبہ | | یا مرے اللہ میری توبہ

میرے دلسے کوئی پوچھے غم الفت کے مزے	دیگر	کہ لگا رکہا ہی مدت سے اِسے جان کے ساتھ
جھگڑے لگے ہین یون تو بہت آدمی کے ساتھ	دیگر	یارب نہو کسیکو محبت کسیکے ساتھ
جب یہہ نہو تو کیون نہو دنیا و دین خراب		سارے لگا و رہتے ہین دل کی لگی کے ساتھ
کہدے ایمان سے تو غیر کے گہر جانے کی		کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

بہرے بیٹھے ہو تم محفل مین اہی **داغ**	.	کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری
جو بیٹہی آنکہین تو پلکین ہی کوئی پل کی ہین		رہی ہین بس یہی آنکہون کی سیّان باقی
ہلایا جب مری آہ و فغان نے	دیگر	زمین پکڑی ہے کیا کیا آسمان نے
رقیبون سے ہو دوستداری تمہاری	دیگر	نبہے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری
ہر رنگ مین ہے **داغ** سا ہر رنگ کہان ہے	دیگر	بوڑہون مین وہ بوڑہا ہی جوانون مین جوان ہے
رنج دیتے ہین اُسیکو آپ جو رنجور رہے	دیگر	یہہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستور ہے
خاک مین تم ملانے آئے ہو	دیگر	یون بہی کوئی کسی سے ملتا ہے
اہی **داغ** یہ کیا بات ہی ہمکو تو بتاؤ	دیگر	رہتا ہے وہان ذکر تمہارا کئی دن سے
ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی	دیگر	ہم تو لے ڈالین گے مٹی ترے میخانے کی
کہتے ہین لوگ تیری طبیعت اُلٹ گئی	دیگر	یہہ جانتے نہین مری قسمت اُلٹ گئی
غضب ہی اس ستمگر پر دلِ امیدوار آئے	دیگر	کرم سے جسکو نفرت ہو وفا سے جسکو عار آئے
اپنی تقدیر پہ گریان جو شبِ غم ہوگی	دیگر	کل خورشید قیامت پہ "شبنم ہوگی

غیر پر اُنکی طبیعت آئی	دیگر	گر بجھے سچ ہے تو قیامت آئی
دِل پہ ہر روز اک نیا آفت آئی		بجھ گئی اور قیامت آئی
ہم اپنے کاتب اعمال کو ملا لینگے	دیگر	گناہ سہل ثبوتِ گناہ مشکل ہے
یہہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو سہی	دیگر	ہر اک سے کہتے ہو میری ذرا سنو تو سہی
باطن مین کینہ اور بظاہر یہہ بات ہے	دیگر	دنیا کہے کہ داغ پہ کیا التفات ہے
محبوبیت کی شان نہین ہے ستمگری	دیگر	محبوب ہو کے آپ دِل آزار کیون ہوے
گر ہو نہو تو پیچ دے شوق جرم ہو		کیا جانین ہم سزا کے سزاوار کیون ہوے
اپنے جمال ہوش ربا کی خبر بھی ہے		کہتے ہو ہم سے طالبِ دیدار کیون ہوے
تھوڑے دنونمین لطفِ اسیری بلا نہ تھا		ہم کیا کہین کہ چھٹ کے گرفتار کیون ہوے
بلا کر آنکھہ سے آنکھہ اسکو گریان کر دیا کس نے	دیگر	کہ اپنی آنکھہ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے
اہلِ محفل سے ملائی آنکھہ جب اُسنے ذرا	دیگر	مختلف سب سے اشارے ہو گئے کہ بات کے
بولے وہ ماہِ مصر کی تصویر دیکھکر		ہان خیر کچھہ درست ہے یہہ آنکھہ ناک سے
تنہا جو آئیے مری آنکھون پر آئیے	دیگر	ساتھہ اپنے غیر کو نہ کبھی لیکر آئیے
دیکھا نہ وقت ذبح بھی اُس رشک حور کو	دیگر	آنکھین اُلٹ گئین یہہ مصیبت تو دیکھئے
کرتا ہے داغ کوچۂ قاتل مین تاک جھانک		پردے پڑے ہین آنکھہ پہ غفلت تو دیکھئے
ٹھیکری آنکھہ پہ دانستہ جو مجنون رکھتا	دیگر	لیلےٰ پردہ نشین جا سے باہر ہوتی
اُسنے نگاہ ملتے ہی دِل پر لگی وہ چوٹ	دیگر	بجلی سی اپنی آنکھون کے نیچے چمک گئی

دل کو چُرا لیا ہی نگاہ نے اور ہر دیگر آنکھون مین بیٹھے ہین بٹھائی تو دیکھیے
آپ کی آنکھ ہو نہین کس طرح نہ میسو پھولے دیگر زرد ہے چہرہ بیمار اثر کرتی ہی
خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے دیگر آنکھین جو تیوراگئین یہہ کس کا نور ہے
اُس بدگمان کو نشۂ مے کا گمان ہے دیگر آنکھین چڑھی ہوئی ہین ہماری بخار سے
ہر طرف مجمع اغیار ہی دیکھا ہم نے دیگر آنکھین دوڑائین تری بزم مین کیا کیا ہم نے
ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے دیگر سات گھر بھیک یہ مانندِ گدا مانگتی ہے
چھپکے بیٹھے ہو مرے دل مین پر دا کیا ہے دیگر دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
جو گھڑی عیش کی گذرے وہ غنیمت جانو زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے
بالین سے نہ اُٹھنا تھا کیا تم نے قیامت کی دیگر لو پٹھہ گئین آنکھین بیمارِ محبت کی
غم حسین مین اُٹھیگا سر خروای داغ دیگر یہہ بوجھ تو نے اُٹھایا علی علی کر کے
تو کرے الطاف دشمن پر ستم یہہ بھی تو ہے دیگر غم غلط ہو غیر کا مجکو الم یہہ بھی تو ہے
کوے جانان مین اوڑا لیچل تنِ لاغر مرا ایک تکا اے نسیم صبحدم یہہ بھی تو ہے
کیا تڑپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
بادشاہو نکو ہی لوگ ہین دینے والے یہہ فقیرون ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر غزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل رندانے آدمی ہین رندانے آدمی تو فرزانے آدمی ہین
جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہین زاہد نہ کہہ بُرے یہہ مستانے آدمی ہین

تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

یہہ لوگ وہ ہین اُنسے الفت ہزار کیجے
اِنکو یہہ فکر ہر دم چوکین تو وار کیجے
اِنسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے
غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے

یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

یہہ سچ کہ لوگ جو ہین سو درد و غم سہارے
ظلم و ستم کے گشتے اندوہ و غم کے مارے
منت سے پوچھتے ہین آزار و رنج سارے
جو آدمی پہ گذرے وہ اک سوا تمہارے

کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

جب غیر کوئی آئے بے شبہ اُسکو ٹوکے
ہم روز کے سلامی کیون کہاے ہم پہ دھوکے
اب جی مین ٹھہن گئی ہے جائینگے جان کھوکے
کیا چور ہین جو ہمکو دربان دیکھ روکے

کہدو کہ یہہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

دے جلد بھر کے ساغر جو کچھہ ہو خم مین باقی
غافل یہہ صحبت مل ہے امر اتفاقی
کم ظرف جو ہون اُنسے کرتو یہہ خوش مذاقی
مے بوند بھر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی

بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

قسمت پر اپنی مجکو کیونکر نہ آئے حسرت
ناکارہ جہان ہون صورت نہ میری سیرت
تمکو ہی کچھہ نرالی ایسی نہین کدورت
ہین وہ بشر کہ مجھسے ہر آدمی کو نفرت

تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

بے محنت یکین کب کوئی مکان بنا ہے
دیکھو خلیلؑ ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے

ہے گرچہ ایک خرابہ لیکن تمہاری جا ہے — تمنے ہمارے دل مین گھر کرلیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہین

ہم عشق کے ہین بندے کب عشق ہمسے چھوٹا — یہہ عشق کا مزا ہے ہو لب پہ جام صہبا
صہبائے عشق کو بھی کہتے ہین آپ بیجا — اے شیخ صاحب اِس جا کیجے ایسا
حضرت کو تاکہ کوئی یہہ جانے آدمی ہین

این خدمتونکا اپنی حق لینگے روز محشر — دنیا مین جانتے ہو جیسے فدا ہین تم پر
پھر بندگی ہماری دیکھوگے بندہ پرور — جب داورِ قیامت پوچھیگا تم پہ کیکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہین

اے کشتۂ تغافل اے بسمل جدائی — مجروح ناوک غم مقتول بیوفائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تونے کر دکھائی — شاباش داغ تجکو کیا تیغ عشق کھائی
جی کرتے ہین وہی جو مردانے آدمی ہین

خمسہ بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

این چہ رفتار ست بیجا میروی — بیخود انہ مست صہبا میروی
میروی وبے محابا میروی — سرو سیمینا بصحرا میروی
نیک بد عہدی کہ بے ما میروی

ثانی نظارۂ روئے کو — جلوۂ دیدارِ محشر ہو تو ہو

کب ملا یہ دن کلیم و طور کو | اے تماشا گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشا میروی

کون کر سکتا ہی تجھسے ہمسری | سب حسینون پر ہی تجھکو برتری
ہے حجاب و شرم طرزِ دلبری | روے پنہان دا رد از مردم پری
تو پری رو آشکارا میروی

حسن تیرا غیرتِ شمس و قمر | ناز تیرا دلکش و جادو اثر
خوش ہو کیا ایسا کسیکو دیکھکر | گر تماشا ے کنی در خود نگر
کے بخود شتر زین تماشا میروی

آدمی سے بولتا ہے آدمی | فکر یہہ کیسی ہے کیسی خامشی
منتظر ہون دیر سے کہہ تو بھی | مے نوازی بندہ را یا مے کشی
مے نشینی یک نفس یا میروی

ہے حرام ناز سے دل شاد شاد | گرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیاد
عاشق پابوس کی آئے مراد | گر قدم بر چشم من خواہی نہاد
دیدہ بر رہ مے نہم تا میروی

جو ترا شیدا ہوا روز نخست | تیری فرقت مین رہا کب تندرست
داغ نے جبتک سنایہ شعر چست | دیدۂ سعدی و دلِ ہمراہِ تست
تا نہ پنداری کہ تنہا میروی

سلام

انکو بھراتے ہے جو زیرِ آسمان بیٹھے ہوئے
بھوکے پیاسے بیوطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

شورِ ماتم سنکے اہلِ بیت کا سب اہلِ شام
شادیان کرتے تھے گھر میں شادمان بیٹھے ہوئے

شاہ اسپر ہی اُٹھا دیتے تھے اعدا کے قدم
تیر تن پر دل پہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے

وا دریغا دست عابد میں تو ہو اُنکی مہار
اور اونٹوں پر چلیں کچھ ساربان بیٹھے ہوئے

کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جا بجا تھے ڈاک پر سب خط رسان بیٹھے ہوئے

اُمتِ عاصی کے حق میں شاہ نے مانگی دُعا
جانبِ قبلہ زمیں پر نیم جان بیٹھے ہوئے

جب مدینہ میں شہادت کی خبر اُڑ کر گئی
کچھ کھڑے روتے تھے کچھ پیر و جوان بیٹھے ہوئے

کوفیوں نے خود بلا کر یہہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے میں سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

خلق پر خنجر چلا سبطِ رسول اللہ کے
کہائی ہیں عابد نے غم کی برچھیاں بیٹھے ہوئے

بیٹھے بیٹھے پشت زین پر ہی پڑی شہ نے نماز
زخم کاری تھے بہت تا استخوان بیٹھے ہوئے

راہِ تسلیم و رضا میں اہلبیتِ مصطفےٰ صلعم
صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے العطش جبوقت سب اہلِ حرم
سب کی سُنتے تھے شہِ کون و مکان بیٹھے ہوئے

قطعہ

حضرتِ عابد کو زندانمیں بھی تھا اتنا لحاظ
ہمسے غافل ہو نہ در پر پاسبان بیٹھے ہوئے

رات کو چپ چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
پھر ہلا دیتے تھے اپنی بیڑیاں بیٹھے ہوئے

شاہ کے ماتم میں روئے ہیں بہت جن و ملک
دیکھنا جنت میں بھی ہونگے مکاں بیٹھے ہوئے

حج زیارت کر چکے اب کربلا کو بھی چلو
داغ مدت ہو گئی تمکو یہان بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جسنے نام چار طرف
اُسی کے نام درود و سلام چار طرف

پڑی نہی گھیرے ہوے فوج شام چار طرف
حسین بیچ مین تیغ رو ک تہا م چار طرف

خضر بہی لا نہ سکے ایک بوند پانی کی
یہہ اشقیا کا رہا انتظام چار طرف

نکل کے جائین شہ دین نہ کربلا سے کہین
پہونچ گیا تہا یہی حکم عام چار طرف

جب اکیلا رہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی
کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف

مدد کہین سے نہ پہنچے یہہ سکو دہڑکا تہا
حسینؑ ابن علیؑ کا تہا نام چار طرف

یہ عرض شاہ سے کی حر نے کیجئے اپنا
نہ بہٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف

عدو کی جانپہ گرتی تہی ہر طرف بجلی
چمک رہی تہی چو تیغ امام چار طرف

اِدہر تو خیمۂ اطہر مین ہر طرف ماتم
اُدہر خوشی کی پڑی دھوم دہام چار طرف

قضا بہی آئی تو مر مر کے آئی مقتل مین
عجب طرح کا رہا اژدہام چار طرف

در آیا جب صف اعدا مین ابن شیر خدا
تو بہاگتے نظر آئے تمام چار طرف

بلا بلا کے کرین کربلا مین شہ کو شہید
پہونچ گئے تہے یہہ خفیہ پیام چار طرف

ہزار قتل کئے ذوالفقار حیدرؑ نے
قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف

کہڑی ہوئی تہین شہید ونکے واسطے حورین
لئے ہوئے تہے کوثر کے جام چار طرف

محبت آل محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
محبت حق ہو گا
یہہ مشتہر ہے نبیؐ کا کلام چار طرف

مثال خلط عناصر تھے متفق دشمن
اگرچہ پھیلے ہوئے تھے تمام چار طرف
رہیگا حشر تک اے داغ ربع مسکونی
غم حسینؑ علیہ السلام چار طرف

رباعیات

بے مہری مہر سے دل سرد ہوا
جو حوصلہ تھا پست ہوا گرد ہوا
جو صاحب درد ہو کرے داغ کی قدر
بیداغ ہوا کوئی تو بیدرد ہوا

ولہ

بیفائدہ انسان کا گھبرانا ہے
ہر طرح اُسے رزق تو پہنچانا ہے
قارون کے خزانہ سے یہی ملیگا
منظور جو اللہ کو دِلوانا ہے

ولہ

صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو ہوئی
معراج مجھے ایسے مکان تک تو ہوئی
پستی سے فلک ناپہ آیا اے داغ
اونچی مری تقدیر یہان تک تو ہوئی

ولہ

دریا کو اگر گوہر خوش آب دیا
گردونکو اگر مہر جہانتاب دیا
اے داغ وہ انکا تھا یہہ تیرا حصہ
اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا

ولہ

ہر صاحب اقبال و قرار الامرا
ہے مظہر اجلال و قرار الامرا
اے داغ عجب کیا ہے یہ تیرے دن پھرے
ماضی کو کرے حال و قرار الامرا

ولہ

شہرت ہے بڑی شان سے آئے تو آپ
اقبال کے سامان سے آئے تو آپ
جان آگئی ملے داغ تمنا سے ہمیں
جب ہمنے سنا کان سے آئے تو آپ

ولہ

دریائے سخا کان عطا کون کہ آپ
مشکل کے مری عقدہ کشا کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس سے کہے
نواب وقار الامرا کون کہ آپ

ولہ

مجھسا نہو دکھہ درد کا سہنے والا
بیفائدہ بیقاعدہ رہنے والا
حضرت سے مرا شوق حضوری جو کہے
ایسا نہیں ملتا کوئی کہنے والا

ولہ

ذی مرتبہ ذیشان ہر خان خانان
ہر چشم میں انسان ہر خان خانان
ہر سینہ میں دل ہر اور دل میں امید
قالب میں مری جان ہر خان خانان

ولہ

گنجینۂ دولت سے سخاوت بڑھکر
ایثار و سخاوت سے شجاعت بڑھکر
نواب وقار الامرا کے اوصاف
بڑھکر ہیں زمانے سے نہایت بڑھکر

ولہ

نواب غم و رنج سے آزاد رہے
اللہ کرے صاحب اولاد رہے
داغ ہمیشہ یہہ دعا ہے اپنی
تا دور فلک خوش رہے آباد رہے

مہدی کو اگر خیر زمان کہتے ہین ولہ یا محسن ملک اسکو یہان کہتے ہین
زیبا ہے کہین محسن عالم اے داغ جو چاہیئے کہنا وہ کہان کہتے ہین

اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی ولہ ذی مرتبہ ذیشان کوئی ہو تو سہی
ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری یون دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی

ہے باغ شجاعت کا شجر افسر جنگ ولہ ہے بحر سخاوت کا گہر افسر جنگ
ذی مرتبہ ذی صلہ ذی شان ذی عقل اے داغ نہین کوئی مگر افسر جنگ

خورشید سے انور ہے تری اے منیر ولہ اُمید سے بڑھکر ہے ترا فیض کثیر
نواب منیر ملک یکتائے زمان آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر

یہہ کہکے رُلاتے ہین مجھے سب اغیار ولہ دلوا دو کچھ پہنچکو تو ہو وصل نگار
ایمان کی اے داغ جو پوچھو یہہ ہے ہین راشی و مرتشی تو دونون فی النار

ولہ

سلطان دکن کے ہوے اشفاق بہت اشخاص نے مجھسے کئے اخلاق بہت
دل کو اگر جاؤن تو ملکر جاؤن مین آپ کے ملنے کا ہون مشتاق بہت

جبتک ہین ضیا بخش مہ و مہر منیر ولہ جبتک کہ اگب سے فلک پر تنویر
دلشاد رہے خوش رہے آباد رہے نواب قدیر جنگ یارب قدیر

جبتک ہر جہان مین دو ساقی باقی ولہ جبتک رہے لذت تلاقی باقی
باقی کی نہ کیون ہو عمر و دولت کو بقا فانی فانی ہے اور باقی باقی

قطعات

قطعۂ تاریخ تہنیت مسند نشینی جناب مستطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت — بنا ہو غیرت فردوس مصطفےٰ آباد
جہان جہان ہو خوشی عیش انبساط سرور — زبان زبان سے ادا نغمۂ مبارکباد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہو بادۂ عشرت — نفس نفس سے یہہ آواز ہو کہ آئی مراد
دہن دہن سے دعائے بقائے دولت و عمر — سخن سخن مین ہو شکر و سپاس حد سے زیاد
عروج دولت و اقبال و شان و شوکت سے — بنا ہو عالم بالا یہہ عالم ایجاد
ہوا دسادہ نشین روز جمعہ کو نواب — نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد
زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر — قدم جما کے سنبھلتا ہو باغمین شمشاد
وہ جوش رنگ ہو ہو آب نیشتر ہی شہاب — جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصّاد
مثال خاطر بشگفت ہر گل امید — بر نگ غنچہ نشگفتہ ہر گل فریاد
سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع — سب اتفاق سے ہین آب و خاک آتش و باد
مزاج اہل زمانہ مین ہو وہ یک سوئی — مریض کے بھی مرض مین نہ جمع ہون اضداد
چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی — پکار اٹھتے ہین نشہ مین ہر چہ باداباد
قضا قضا کرے لیلکے ہچکیان پیہم — کسی مریض کو ہولے سے بھی نہ آئے یاد

شرارِ برق بہی دانتون مین دُر سے لے تنکا
ہوائے عدل سے ہو صرصرِ خزان برباد

تیرے سکون طبیعت قیامِ دولت سے
کہے نہ اب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیرِ اقبال سے عجب کیا ہی
پڑہے اگر خطِ تقدیر کورِ مادرزاد

تیرے زمانے مین دل ہو گئے ہین آئینہ
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد مین فولاد

گدا کو بہی وہ تمول ہی عہد دولت مین
جو اس زمانے مین ہو خسروی کرے فرہاد

ترا اشارہ ابرو کلیدِ قفلِ امید
تری نگاہ دلِ آرزو ہے جانِ مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہین اعدا
مٹا ہی عہد مین تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہین ہم کہ حافظہ ٹہیرائین
ہمیشہ تجھکو رہا دیکے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہہ داغ مدح سرا ساکنِ جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیلِ خنجرِ اعدا و کشتۂ حسّاد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو رکہا
مدام شاد رہا یہہ بفضل رب عباد

امیدوار ترحم ہی خواستگارِ کرم
نگاہِ لطف رہے خلد آشیان سے زیاد

دعائین دیکے یہہ لکہتا ہی مصرع تاریخ
جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد
۱۳۰۴

قطعۂ تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر

اعظم الدین خان بہادر کو	جاہ و منصب ملا بآسانی

یہہ مدار المہام عالیجاہ — مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہو تا یہہ فوج کا جنرل — ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم — عہد دولت مین با فراوانی
داغ آشفتہ ہو گیا مجبور — ہے یہہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودہ ہزار امراض — دل ہے مجموعہ پریشانی
مانگتا ہی دعائین صحت کی — پہلے پہونچے یہہ فضل ربانی
اپنے جبرئیل کو دیا عہدہ — ہے یہہ نواب کی ہنر دانی

اس بنابت کی یہہ کہی تاریخ
آصف اعظم جہانبانی
۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضور پرنور حضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر
بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ وصولتہ وسلطنتہ وحشمتہ

مسعود مبارک ہو تجھکو ای خسرو دوران سالگرہ
یہہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہین اسے ہان سالگرہ
بڑھکر ہو کلاوہ کا بکشان ہر ایک گرہ نجم تابان
اللہ کرے ہو لاکھہ برس یون لایق و شایان سالگرہ

یہہ چاند ربیع الثانی کا یہہ پیر کا دن تاریخ چھٹی
ہے فضل خدا تیئیسوین ہے اب ایشہ ذیشان سالگرہ

ادریس و مسیح الیاس و خضر دین بہر کلاوہ رشتۂ عمر
تا روز شمار اسکا ہو شمار ایسی ہو فراوان سالگرہ

یہہ جشن سجا یہہ دھوم مچی عالم کو ملا ہے گنج گہر
ہے عقدہ کشائے بخت جہاں دربار و زر افشان سالگرہ

وہ شور مبارکباد ہوا سب گونج رہے ہین ارض و سما
کیا حور و پری کیا انس و ملک گاتے ہین خوش الحان سالگرہ

ہر وقت خوشی ہر کن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
ہے عیش کا سامان جشن طرب ہے جشن کا سامان سالگرہ

آراستہ ہین بازار و مکان پیراستہ ہین سب پیر و جوان
ہے زینت بلدہ سالگرہ ہے رونق ایوان سالگرہ

ہے دعا دعا سلطان کو دے تاریخ لکھہ نقش کی یون
جاوید ہمایون بیدہ ہو محبوب علیخان سالگرہ

سنہ ۱۳۰۶ھ

تاریخ دیگر

سالگرہ نظام
۱۳۰۷ھ

قطعہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہ والا کی
یہہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ
ہزار دانۂ یاقوت کی بنے تسبیح

مجستہ فال ہے یہہ اور نیک فال گرہ
کہ لے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ
بڑھے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ

لکھا ہے داغ نے یہہ اسکا مصرع تاریخ
ہزار و دن سال مبارک یہہ جشن سالگرہ
سنہ ۱۳۰۶ھ

قطعۂ مبارکباد در تقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر حضور پرنور حضرت میر محبوب علیخان بہادر نظام صفحہ دام اقبالہ وملکہ

اے خسرو جم حشم فلک قدر
اللہ رکھے تجھے سلامت
اللہ نے دی ہے شاہزادی
چرچا ہے سکندر الثانی کا
اس دن کی دعائیں مانگتے تھے
ہوتی ہے ولادت اسمیں مسعود
آئی رمضان میں عید گویا
دیکھے چہٹی چلے شادیاں سب

ہے عہد ترا بسا مبارک
ہو عشرت جانفزا مبارک
اللہ کی یہہ عطا مبارک
یہہ رسم کرے خدا مبارک
یہہ دن ہے بہت بڑا مبارک
ہے ماہ صیام کا مبارک
سب عیدوں سے ہے سوا مبارک
جلسوں کا ہو دیکھنا مبارک

ہے مطربِ فلک طرب ساز — آتی ہے یہی ندا مبارک
سب اہلِ زمین و اہلِ افلاک — کہتے ہین جدا جدا مبارک
پھولین پھلین نونہالِ شاہی — مقبول ہو یہہ دعا مبارک
سرسبز رہے ریاضِ اولاد — اِس باغ کی ہو فضا مبارک
عالم کو خوشی ہی کہہ رہے ہین — سب دوست سب آشنا مبارک
تقریبِ سعید و جشنِ فرخ — دنیا مین ہے جا بجا مبارک

تاریخ کہی ہے داغ نے آج
نوروز سے تجھے بادشا مبارک
۱۳۰۵ھ

قطعہ مبارکباد سالگرہ شاہزادی اعلیحضرت حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی کی — رہے ہمیشہ الٰہی بہارِ سالگرہ
برائے نذرِ شہنشاہ داغ لکھے تاریخ — زیادتا بہ ابد ہو شمارِ سالگرہ
۱۳۰۵ھ

تاریخ حصول شرف حضوری حضور پرنور اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

قدمبوسی حضرت کا حاصل ہوا — بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھیں اگر | یہہ کہدو ملے داغ سلطان سے
۱۳۰۵ھ

تاریخ تصنیف و طبع دیوان جناب مستطاب خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین
مشیر قیصر ہند نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس اعظم
اعظم طبقہ اعلائی ستارہ ہند والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور دام ملکہم و اقبالہم

برس دن میں کہا دیوان ایسا میرے آقا نے | سخن ہی نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہیں
کہیں ہیں داغ نے اک بیت میں دو اسکی تاریخیں | یہہ ہی وہ بیت مشک بیتا بر و اسکو کہتے ہیں
یہہ اول مصرع تاریخ ہی تالیف دیوان کا | زہے معجز بیانی عطر اردو اسکو کہتے ہیں
۱۲۹۲ھ

چو پوچھے کوئی سالِ طبع پڑھ دون مصرعِ ثانی
چھپا مطبع میں اچھا نقش جادو اسکو کہتے ہیں
۱۲۹۳ھ

ایضاً

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہی | اللہ رے اللہ رے یہہ دستگہہ نظم
کس طرح یہہ دیوان نہو سامعہ افروز | کہتے ہیں اسے مہر سخن ہی یہہ مہ نظم
ہی روح فزا دل کو یہہ عیسی فصاحت | ہے راہنما شوق کو یہہ خضر رہ نظم

اے داغ ہوا طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی مین نے شہ نظم ۱۲۹۵ھ

ایضاً

خسروِ عہد کا چھپا دیوان — کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخن تازہ اِسکو کہتے ہین — تر و تازہ ہے اِس سے باغ کمال
مِلگیا اس کلام سے اے داغ — ورنہ معدوم تھا سُراغ کمال

یہہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اِسکی تاریخ ہے چراغِ کمال
۱۲۹۵ھ

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چھپ خوب طبع شد این بے نظیر کلیات — خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر
خوش ست مصرع سال شروع طبع اے داغ — طلوع شد باوده مہر منیر و زمنیر
۱۲۹۵ھ

ایضاً

جب یہہ دیوان ہو چکے مطبوع — ہو گئی نظم و نثر عالمگیر
داغ نے اِسکی یہہ کہی تاریخ — آفتاب منیر و بدرِ منیر
۱۲۹۶ھ

قطعۂ تہنیت خلعت ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر والی رامپور

نواب کو ہو حصول یار سب
خلعت کا ہے داغ عیسوی سال

دارین مین بر تری بلندی
تشریف شریف ارجمندی
۱۸۸۸ء

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گردہاری پشاد بہادر

راجہ بنسی نغر گو باقی تخلص نیک خو
ایفلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات
سال بہر مین دونون فرزند آگے پیچھے اٹھگئے
سچ ہر ہستی کے لئے لازم ہوئی ہر نیستی
ایکدن عشر تکدہ چالیس دن ہر غمکدہ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے
داغ نے یہہ عیسوی سنہ مین لکھی تاریخ آج

ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
اسطرح برباد ہو جائیگا ایک اسکا باغ
آفتاب خاندان وہ تہا تو یہہ گہر کا چراغ
تنگنائے دہر مین حاصل نہین ہتا فراغ
اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
جو خدا کے بہید مین ملتا ہر کب اسکا سراغ
آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ء

تاریخ ناول منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

یہہ فسانہ کسقدر رنگین ہوا
داغ لکھدو اسکا سال عیسوی

ہو سکے کیا ہمسے تعریف ریاض
ناول نادر ہے تالیف ریاض
۱۸۸۹ء

تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش تخلص صابر

تجھے آفرین عاقل خوش بیان	کیا اپنے اُستاد کا حق ادا
یہہ تاریخ اُسکی کہی داغ نے	خوشا پاک دیوان صابر چھپا
	۱۳۰۴ھ

ایضاً

شہِ سخن سخنِ شاہزادۂ دہلی	چھا فصیح و بلیغ ست و شستہ و معقول
بگفت داغ چنین سال طبعِ دیوانش	بسا نتیجۂ افکار صابرِ مقبول
	۱۳۰۴ھ

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

پہلے سلطان ابنِ سلطان خسرو ملکِ دکن	پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابنِ امیر
قابلِ مدح و دعا ہین لایقِ وصف و ثنا	بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہے سکندر وہ بہادر تہمتن	شاہ عالمگیر دستورِ معظم شیر گیر
جبذا خاقان دوران مرحبا نوابِ عہد	اُس سے جان آرام مین ہے اس سے دل راحت پذیر
یہہ ہے شمع سلطنت تو وہ چراغِ اُمت	مالکِ اقبال روشن صاحبِ رائے منیر
یہہ اگر ابرِ کرم ہے وہ ہے دریائے نوال	کیون نہ ہے ملکِ دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھہ

سہرہ ماہِ آسمانِ نورمین شاہ و وزیر
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر

بلا آج نواب کو خاص خلعت
ہوئی دُھوم سی دُھوم ماہی سے تا ماہ

کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی
وزیرِ شہنشاہ سر آسمان جاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ خطاب میجری نواب میجر افسر جنگ بہادر

قدر دان ہے قیصرِ ہندوستان
کر دیا میجر زراہِ معدلت

ہو مبارک یہہ خطاب میجری
تجکو اے نواب والا مرتبت

اے بہادر پاکدل پاکیزہ خوی
مدح کے قابل ہی تیری ہر صفت

قدر دان تیرا رہے شاہِ زمن
شاہ کینسا شاہ فخرِ سلطنت

مصرع تاریخ لکھا داغ نے
میجر افسر جنگ عالی منزلت
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ - بااختیار شدن راجہ ہرکشن سنگھ بہادر والی کشن کوٹ ملک پنجاب

جیو بیر ہرکشن سنگھ جی
سنا ہے بلا اختیار آپ کو

کہی داغ نے آج تاریخ سال
مبارک کشن کوٹ راجہ کو ہو
سنہ ۱۳۰۵ھ

ایضاً

راجہ صاحب ذرا اِسے سُنیئے
آپ کے اختیار مِلنے کی

یہہ ہزارون مین ایک ہی تاریخ
بخت بیدار و نیک ہی تاریخ
۱۳۰۵ھ

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادرالدولہ بہادر

میر نور الحسین خانِ ذی جاہ
داغ یک مصرع و دو تاریخ است

کرد قصرِ رفیع و باغ بنا
خوش جہا قصر — باغ روح فزا
۱۳۰۵ھ ۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ صحت اعظم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست رامپور

کرم گستر داغ جنرل بہادر
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم

ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
۱۳۰۵ھ

تاریخ انتقال نواب دلاور النساء بیگم

جملہ نثر تاریخی

نواب دلاور النساء بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
۱۳۰۵ ہجری

ایضاً

قصر جنت مین ہوئین زینت بخش
بیگم رابعہ اوصاف وخصال

بہر تاریخ یہہ کہدے اے داغ
پنجشنبہ مہ ذی الحجہ سال
۱۳۰۵ھ

ایضاً

شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ مین
یہہ واقع ہوا واقعہ جانگہی

یہہ تاریخ اسکی کہی داغ نے
دلاور نہ طاغی جنتی
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ انتقال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہ

بہشت باد نصیب آفتاب بیگم را
کزین جہان بجہان دگر خرامان شد

نوشت داغ جگر تفتہ مصرع تاریخ
عجیب زیر زمین آفتاب پنہان شد
۱۳۰۵ھ

قطعہ تاریخ رحلت حضرت محمد عبد النبی شاہ صاحب مجذوب قدس سرہ واقع ہنگمنڈہ ضلع ملک دکن

زہے درگاہ فیض آثار و پر نور
کہ از ماہی منور گشت تا ماہ

برائے چشم و دل وقت زیارت
ز عرش آید صدائے فادخلوہا

درینجا ہر کہ حاجتمند آمد
مراد خویش حاصل کرد یکجا

بخن سورہ انا فتحنا
چہ فتح الباب گشتہ بابے گا

بعہد میر محبوب علیخان
بسعی کارپردازانِ دولت

شہِ دیندار و آصف جاہِ ویجاہ
چہ خوش تعمیر شد الحمدللہ

بگو داغ از سرِ اخلاص تاریخ
مزارِ اشرف عبدالنبی شاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخِ رحلتِ حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز

چو کحل خاک شود زیبِ دیدۂ بینا
سنہ ۱۱۰۳ھ

بعین عبد بود آشکار سرِ سما
سنہ ۱۱۰۳ھ

حبیبِ پاک ببین نورِ شرب و بطحا
سنہ ۱۱۰۳ھ

ز قبرِ اطہر سید حسن رسول نما
سنہ ۱۱۰۳ھ

ایضاً

افکارِ داغ
سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخِ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیل راجہ بیکانیر

عجب روح افزا و فرحت فزا ہے
بہارِ سخن سے گلستانِ عاشق

تم اے داغ یہ کس کی تاریخ لکھدو
تصانیفِ اقبال دیوانِ عاشق

تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہادر - رونق

سخن سنج نواب احمد علیخان
سخن را کز و هست سامان رونق

ہویدا شد اعجاز جادو طرازی
ز گفتار رونق بدیوان رونق

ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا
زہے رنگ رونق زہے شان رونق

چو پرسید از داغ تاریخ طبعش
بگفتہ - شمیم گلستانِ رونق

سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ مراجعت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی از ہنکنڈہ

ہوے زیب بلدہ جو شاہِ دکن
ملا دیدہ و دل کو نور و سرور

کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ
ہنکنڈے سے آگئے آپ حضور

سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والاتبار میر عثمان علیخان بہادر ولیعہدِ شاہِ دکن

شہزادہ ہوا ہے زیبِ مکتب
سبحان ہو ثانیِ ولیعہد

سورۃ اقرأ کی آج سن لی
سلطان نے زبانیِ ولیعہد

آمین
اللہ کرے کہ شاہ دیکھے
پیری و جوانیِ ولیعہد

اس رسم کی داغ تو بھی تاریخ
لکھ تسمیہ خوانیِ ولیعہد

سنہ ۱۳۰۷ ہجری

تاریخ وفات محمد تاج الدین خان صاحب شاہجہانپوری سابق جنٹ میجر افواج سرکار نظام

جمعۂ ثانی مہ شوال بود — کز جہان شد آہ آن یکتائے عہد
داغ سال ارتحالش در رقم — بود تاج الدین خان دانائے عہد

سنہ ۱۳۰۷ھ

ایضاً

در مہ شوال روز جمعہ وائے — این جہان پدرود کرد آن نوجوان
داغ سال رحلت از ہاتف شنید — دید تاج الدین خان حال جنان

سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ تہنیت عید ذی الحجہ

میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن — یا الٰہی خوش رہے صبح و مساشادم بکام
عید ذی الحجہ کی یہ تاریخ لکھی داغ نے — عید حج اسعد مبارک ہو شہ گیتی پناہ

سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ سند یافتن فیض محمد خان وکیل ساکن بلند شہر

چون فیض محمد امتحان داد این بار — بگرفت سند برائے کار سرکار
بنوشت دو تاریخ بیک مصرع داغ — مختار خجستہ گل ـــــ وکیل مختار

سنہ ۱۳۰۷ھ — سنہ ۱۳۰۷ھ

قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی ممتاز احمد صاحب مقیم جوناگڈھ

بارک اللہ محامدِ احمدؐ — کردمستازچون بصدق ویقین
داغ تاریخِ طبع دیوان گفت — جلوہ پردازِ نعت سرورِ دیں
۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شہزادۂ بلند اقبال بادشاہِ دکن طولعمرہ وقدرہ

ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج — کہ جس سے ہوئے شاد سب خاص وعام
اِسی دن کی سب مانگتے تھے دُعا — دعا گو ہیں اِسکے دعا گو تمام
اِلٰہی یہہ مولود مسعود ہو — بحقِ محمدؐ علیہ السّلام

یہہ سالِ ولادت کی آئی ندا
کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام
۱۳۰۸ھ

تاریخ ہذا درنثر

مُبارکباد سالگرہ مبارک — بندگانعالی آصف جاہ ادام ملکہٗ
۱۳۰۸ھ

وَلَہٗ

تبارک اللہ اب آئی یہہ ساعتِ مسعود — مبارک اے شہِ عالی تبار سالگرہ
سعید و فرخ و مسعود و سعد و اسعد ہو — حضورؐ کو مرے پروردگار سالگرہ
ہزاروں بار ہوں دربار جشنِ سلطانی — ہزاروں بار ہو اے شہریار سالگرہ

شگفتہ غنچۂ خاطر ہی باغ باغ ہر خلق
ہوئی ہر باغ جہان کی بہار سالگرہ

زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے
کہ ہے زمانے مین یہہ یادگار سالگرہ

کشودِ کار کا یہہ دن ہے کیا تعجب ہے
جو کہولے آپکے مرہی ماہوار سالگرہ

کہا ہے داغ دعا گو نے مصرعِ تاریخ
اِسی روش سے ہون اسّی ہزار سالگرہ
۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نوّاب وزیرالدّولہ داور الملک داور جنگ داور مرزا علیخان بہادر

یہہ سرفرازی مبارک زیب ہر باعزو شان
۱۳۰۸ھ

سازگار اے الٰہی متفق لیل و نہار
۱۳۰۸ھ

داغ نے زیبا کہا ہی سال اِس بہبود کا
۱۳۰۸ھ

میرزا صاحب بجا ہی یہہ خطاب یادگار
۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب آصف نواز جنگ آصف نواز الدّولہ آصف نواز الملک سیّد عبد الرزّاق علیخان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظام دکن دام اقبالہ

اِک خطاب آصف نواز الدّولہ آج
شاہ نے بخشا نہایت اِنتخاب

دوسرا آصف نواز الملک بھی
جسکی قدر و منزلت ہی بیحساب

اِن حسن
دن کے تھے شایان آپ ہی
سیّد والاحسب عالی جناب

داغ نے تاریخ اِسکی یہہ کہی

معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب
سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک — دایم وقار دولت و زیب مسادہ باد
تاریخ این عطائے خطابات داغ گفت — افزایش خطاب مبارک زیادہ باد

سنہ ۱۳۰۸ھ

تاریخ صید افگنی حضرت بندگانی معالی مدظلہ العالی بادشاہ ملک دکن

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو — سخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھ کوئی — کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصفجاہ نے

سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

دوران شہ ملک دکن — کر نہیبش شیر چرخ آمد ستوہ
وجون شیر افگنی بنوشت داغ — بادشاہ شیر افگن باشکوہ

سنہ ۱۳۰۸ھ

وَلہٗ

نہ کاہے حساب شکار — داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی گستی کی ایک ہی تاریخ | شاہِ آصف نے شیر مارے دو
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخی ترتیب دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبع شہزادہ رحیم الدین | بہت کان آوا و جان حیا
کردو نواب قدر دان محمود | تا ابد شہرہ زبان حیا
زیب ترتیب دادہ جملہ کلام | کہ بماند از و نشان حیا

داغ بنوشت سال دیوانش
شاہد شوخی بیان حیا
سنہ ۱۳۰۸ھ

ایضاً

خوشا تو جہ نواب قدر دان محمود | سخن کی قدر یہہ ہی قدر کی بنا یہہ ہے
کیا ہے جمع کلام حیا بسعی بلیغ | کلام کیا ہے کہ معشوق دل ربا یہہ ہے
کلام صاف پہر اسطرح کا فصیح و بلیغ | کسینے آنکھہ سے دیکھا ہی دیکھنا یہہ ہے

کہا ہی داغ نے سن لو یہہ مصرع تاریخ
سخن طرازی شہزادہ حیا یہہ ہے
سنہ ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف و اسوخت منشی نجیب الدین صاحب ملازم ریاست کوروائی

نجیب الدین کیا کہنا تمہارا
کہی ہے داغ نے تاریخ اسکی
بنا دلبر زمانیکا یہہ واسوخت
ہوا جلنے جلانیکا یہہ واسوخت
سنہ ۱۳۰۸

قطعہ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدرآبادی

اگنون حیدر علی اُستاد کامل
بگفتم مصرع تاریخ اے داغ
نوشتہ دو نجم و ماہ و خورشید
زہے نقش جہان تقویم حیدر
سنہ ۱۳۰۹

تاریخ طبع دیوان مشفقی میر ضامن علیصاحب جلال

دیوان با مذاق سخن سنج طبع شد
رجستہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ
یارب رسد نوید بہر صاحب کمال
آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
سنہ ۱۳۰۰

قطعہ تاریخ رحلت طوبیٰ آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا بجان و دل شد
چو زد داغ سال رحلت دل دردمند پرسید
دہش مقام جنت ز کرم کریم غفار
بگشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار
سنہ ۱۲۷۲

قطعہ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدین خان بہادر جنرل کیاسپ امیور

محمد اعظم الدین خان بہادر — عظیم الشان معظم اعظم عصر
وزیر راہپور و جنرل فوج — امیر باوقار و اکرم عصر
حکیمے ماہر طرز زمانہ — فہیمے واقف کیف و کم عصر
سوم تاریخ ماہ صوم در شب — بغفلت کشتہ شد آن منعم عصر
بعمر چہل و پنج افسوس افسوس — رہائی یافت از قید غم عصر
عجب نبود اگر تا عرش اعلی — رسد فریاد اہل ماتم عصر

بفکر سال داغ از ہاتف غیب
ندا آمد مزار رستم عصر
۱۳۰۱ھ

تاریخ رحلت ثانی بیگم مرحومہ صبیہ محمد ابراہیم خان ممبر وارلونی ضلع میرٹھ

گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی — در دوشنبہ بشمار آمدہ بست و چارم
سال مرحومہ و مغفورہ چنین داغ نوشت — کاملہ رفت بفردوس ثانی بیگم
۱۳۰۸ھ

برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد

اے داغ آج دیدہ جوہر شناس میں — جو آبرو ہے بیش بہادر کے واسطے
اُس سے زیادہ ہو سر و سامان و آب و تاب — محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

تقریظ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن صاحب المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکار عالی

وہ عالی نسب میر باقر حسن — وہ سید وہ آل شرف والمنن
وہ اولاد دستور شاہ جہان — مخاطب بہ نواب اسلام خان
وہ سرکار آصف مین ہین باوقار — معزز مکرم بڑے عہدہ دار
عدالت کی مجلس مین ہین معتمد — نہین عدل و انصاف کی جنکی حد
طبیعت منور تخلص ضیا — کہین جسکو کاشمس و بدر الدجی
وہ شیرین زبان اور شیرین مقال — کہ پانی بہرے جسکے آگے زلال
ہنر ور ہنر مند کے جوہری — شفیق و کرم گستر داغ بہی
کہی مثنوی کیا عدیم المثال — محرم کے لنگر کا ہے جسمین حال
وہ چمکی جہان مین ضیائے دکن — کہ ہر بیت سورج کی ہے اک کرن
یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے — اسی جام مین جام جمشید ہے
ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے — ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے
ضیائے دکن پر پڑے گر نگاہ — تو قربان ہون روز و شب مہر و ماہ
بیان صاف صاف اور ایسا متین — پھسلتا ہے جسپر دل سامعین
زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان — بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان
نہین اسمین مضمون الجھے ہوئے — ہزارون بکھیڑے ہین سلجھے ہوئے

ہزاروں ہین مضمون جدت کے ساتھ
اگہی پھر ایسی فصاحت کے ساتھ

ہر اک لفظ بیساختہ دلنشین
مگر پھر کوئی بے رعایت نہین

مضامین کی ایسی بندہی ہے لڑی
کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی

مرصع وہ ترکیب الفاظ کی
کہ جیسے جواہر جڑے جوہری

پری بھی ہے حور خوش اندازہی
یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی

فسون ساز ہے ہر اک ڈہنگ مین
یہہ ہے شعبدہ باز ہر رنگ مین

کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہین
حریفون سے بھی اپنے لڑتا نہین

ہر اک مصرع شوخ ایسا کہا
ادہر مُنہ سے نکلا اُدہر دل مین تہا

کہین کچھہ کہین کچھہ کہین کچھہ ہے رنگ
مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈہنگ

سُنو کیا کہا اور کیسا کہا
بچا کر کہا سب سے جتنا کہا

گل اسپر ہے بلبل یہہ ایسا ہے باغ
چراغ اسکا پروانہ یہہ وہ چراغ

طبیعت روان ایسی دیکھی نہین
روانی مین رَو ہے کہ رُکتی نہین

کہین رستمی کر گئے رزم مین
کہین خسروی کر گئے بزم مین

جو ہے عیش کی شکل جنت کی ہے
مصیبت بہی ہو تو قیامت کی ہے

نرالے مضامین نئے رنگ ڈہنگ
طبیعت عجب چلبلی شوخ و شنگ

چہلاوہ ہے بجلی ہے طبع رواں
ابہی یہہ یہان تھی ابہی ہے وہان

طبیعت کی طرّاریان دیکہیے
عمرو کی سی عیاریان دیکہیے

کسیکو میسر یہہ چستی نہین — نہین اسکی بندش مین سستی نہین
نزاکت مین گل سے بھی بڑھکر ہے یہہ — رسائی مین بخت سکندر ہے یہہ
بلندی مین ہے آسمان بلند — منور مہ و مہر سے ارجمند
زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت — بیان سے ہر باہر زبان کی صفت
دل صاف سے آئینہ منفعل — زبان پاک ایسی کہ مؤمن خجل
سخنور اگر قدر اسکی کرین — ضیا کا دہن موتیون سے بھرین
سزاوار اسکا نہین ہر کوئی — دکہائے تو دو شعر لکھ کر گئی
جو کاغذ فلک کہکشان ہو قلم — سیاہی شب قیر کی ہو رقم
صفت اسکی لکھین فرشتے اگر — نہ پوری ہو توصیف اے بشر
یہہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو — جب اسکے لئے عہد محبوب ہو
سلامت رہین پادشاہ و وزیر — رکھے جمع اہل ہنر بے نظیر

سنین اسکی تاریخ اہل سخن
منور مبین ہو ضیائے دکن
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ میلاد شریف مصنفہ وزیر الدین صاحب تخصیلدار

اللہ کرے قبول اسکو — کیا خوب وزیر دین نے
اے داغ یہہ لکھدے اسکی تاریخ — میلاد شریف خوب تر ۱۳۰۹ھ

رکبا د جشن عید الفطر و مدح حضرت بندگانعالی حضور پر نور رستم دوران
بنمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان
بہ علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ تعالی ملکہ و دام اقبالہ

ن ہمم | باد شہ ذی حشم | تو ہے جہان کرم | تجھسے جہان فیضیاب
ے سپاہ | خسرو گیتی پناہ | رستم دوران نظام | آصف ثانی خطاب
اقبال مین | جاہ مین اجلال مین | آپ ہی اپنا عدیل | آپ ہی اپنا جواب
نیکیان | کس سے گنی جائینگی | کل پہ مقرر ہوا | اسلئے روز حساب
ا ابر کرم | جسسے ہوئی دمبدم | کون پریشان ہے | کیسکی ہی مٹی خراب
خاص اگر | صلح پہ ہو رہنمون | شیر و شکر ہو رہین | رستم و افراسیاب
نظر | چھائے جو قطبین پر | ایک بنے آفتاب | ایک بنے ماہتاب
خوف سے | ماہی بے آب ہے | شہرۂ شیر افگنی | سنکے ہوا زہرہ آب
ایت کرے | وہ ہو قوی یا توان | باد مخالف سے بھی | سینہ سپر ہو حباب
حضرت نظام | ہے یہہ پئے انتظام | قہر و سیاست مدیر | رحم و عنایت شتاب
ن تیرے ملے | راحت عیش و سکون | دہر کو پھر کیا کہین | جب نہ رہے انقلاب
ر گلزاریون | خلق ہی گلرنگ یون | جیسے چمن در چمن | باغمین پھولے گلاب
ا اک اک مکان | امن مین زلامان | شہر کی اک اک گلی | جادۂ راہ صواب

شاہ کے بدخواہ کو — اگر نہ جلا کر ڈبوئے — بحر مین کیون موج ہو — نار مین کیون التہاب
ہات سے دشمن کے گم — دولت دنیا ہوئی — آنہ سکے جسطرح — جاکے دوبارہ شباب
کثرت اولاد سے — پھولے پھلے بادشاہ — اے مرے رب کریم — ہو یہ دعا مستجاب
رزم مین ہو دل نوا — نعرہ تکبیر و حمد — بزم مین ہو دل فریب — نغمہ چنگ و رباب
عید کا دربار ہے — ہوتی ہین اکثر عطا — منصب و جاگیر و زر — خلعت و جاہ و خطاب
ایک زمانہ ہوا — آج ترقی پذیر — داغ ہوا خواہ بھی — ذرہ سے ہوا آفتاب
شاہ سلامت رہے — تا بقیامت رہے — عدل و سخاوت سے رو — لوٹے ہزارون ثواب

جشن شہنشاہ کا مصرع تاریخ ہے
عید مبارک تجھے اے شہ اصف جناب
سنہ ۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارک باد ولادت باسعادت فرزند ارجمند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا — یہہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہے برج اقبال روشن — یہہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہہ بحر کرم کا دُر بے بہا ہے — یہہ ہے پھول امید کے گلستان کا

کھلا غنچۂ آرزوئے خلائق — کھلا عقدۂ بخت پیر و جوان کا
ملے اِسکو عمرِ ابد یا الٰہی — یہہ لوٹے مزا عشرتِ جاودان کا
پھلے پھولے یہہ نونہالِ امارت — تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا

جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی۔ خورشید ہے آسمان کا
۱۳۰۸ ہجری

قطعہ تاریخ سالگرہ مبارک خضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

محبوب علیخان شہ ملک دکن کو — اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک
ہو عمر دراز اس شہ والا کی الٰہی — دیتے ہین دعا پیر و جوان و زن و کودک
یہہ روز وہ فیروز ہے وہ ساعت مسعود — منضم ہے خوشی دل سے غم و رنج ہے منفک
دربار دُر بار ہے سلطان دکن کا — سب اہل حشم جمع ہین فرزانہ و زیرک
گر دیکھتا جمشید بھی یہہ جشن تو کہتا — ایسا نہین سامان میسر مجھے بیشک
دیکھا نہیں ایسا تو زمین کو کبھی پُر نور — کرتا ہے فلک چشم کواکب سے ہے جیشک

ہاتف نے کہا داغ سے یہہ مصرع تاریخ
سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک
سنہ ۱۳۰۹ھ

ایضاً

وہ آج دن ہی مبارک وہ ساعتِ مسعود — شہِ دکن کی ہوئی شاہوار سالگرہ
جہان کیوں نہ سے منتظر یہ وہ دن ہے — کہ جسکی آپ تہی امیدوار سالگرہ
کسیکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش — رِ کہار ہی ہے یہہ رنگین بہار سالگرہ
خطاب و منصب و جاگیر آج ملتے ہین — ہوئی ہے باعثِ عز و وقار سالگرہ
زمین سے تا بفلک دہوم دہام ہے اسکی — سعید تر ہو یہہ پروردگار سالگرہ
مرے حضور کو یارب یونہین مبارک ہون — ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ

لکھی ملا کے سرِ الف **داغ** نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہو سازگار سالگرہ
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانی متعالے حضورِ پرنور دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت — صنیا حاصل ہو جب تک مہر و مہ کو
لکھی یہہ **داغ** نے تاریخ صحت — مبارک دورِ صحت بادشہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

دیگر

مرے حضور رہی چین ہزار برس — شفا سے جنکی سکون ہو دلِ زمانہ کو
لکھا ہو **داغ** نے یہہ سالِ صحتِ سلطان — خدا نے دی ہو شفا عادلِ زمانہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نوّر اللہ مرقدہ

خانِ محمود مسیحا دم و لقمان حکمت
رفت ازین دارِ فنا از طلبِ ربِّ ودود

داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف
جائے محمود شود خوب مقامِ محمود

قطعۂ تاریخ شکار شیر افگنی اعلیحضرت غازی گامے متعالے مظلہ العالے حضور پُر نور دام اقبالہ و جلالہ ملکہ و

سلطانِ دکن رستم دوران و دلیر
ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر

لکھا سرِ آغاز سے یہ داغ نے سال
بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادۂ نامور بلند اقبال طول عمرہ

شاہزادے کی ولادت کا ہمایوں سال ہے
یا فروغِ دیدۂ کیہوں ہا چراغِ دودمان

مجھ سے ہاتف نے کہا یہ داغ تاریخ لکھ
۱۳۰۹ھ
چاند سا بیٹا مبارک شہ کیوان مکان

۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادۂ دیگر طال اللہ عمرہ

چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا
غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال

رب کریم اسکو دے سایۂ محبوب مین
بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی مثال

خسرو ملکِ دکن دیکھے بہارِ چمن
پھولے پھلے تا ابد عیش مین یہ نونہال

شاہ کا ہے فیض عام ہین متمول تمام
کوئی نہین خستہ دل کوئی نہین خستہ حال

داغ دم فکر سال غیب سے آئی ندا
یہہ کہو — پیدا ہوا اختر جاہ و جلال

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ نو تعمیر پنج محلہ

شاہ محبوب کا مکان بنا
غیرت قصر و قیصر فغفور

اس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ
کہدے اے داغ سیر گاہ حضور

قطعۂ تاریخ طبع دیوان معزز

ہر کہ بیند این کلام نغز را گوید همین
وہ چہ خوش ترکیب الفاظ ست و انداز سخن

مصرع تاریخ طبعش گفت داغ دہلوی
چاپ دیوان معزز شد از اعزاز سخن

سنہ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان حقی

واہ عصمت آپ کیا کہنا
کیا ہی اچھی کہی ہے نعت نبی ؐ

تپش دل کی آگ ہے اس مین
اور اک لاگ ہے محبت کی

کیا فصیح و بلیغ ہے یہہ کلام
کہین تمکین ہے تو کہین شوخی

جسطرح رنگ و گل ہون نشہ دل
یون ہے چسپیدہ لفظ سے معنی

بندش اچھی زبان اچھی ہو
یہی شعر و سخن کی ہے خوبی

رگ مجذوب ہے خطِ سطر | کاغذ اسکا ہے یا دلِ صوفی
ہے دوات اسکی یا ہے دیدۂ حور | خامہ اسکا ہے یا ہے بالِ پری
حقتعالےٰ اسے کرے مقبول | بطفیلِ محمدِ عربی ؐ

طبع دیوان کا سال تو ہو داغ
کہدے ۔ مطبوع عشق پاک خفی
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے | حاجی کو بہت رب سے محبت جو ہے کمال
اللہ اکبر اسکی عمارت ہے دہ بلند | پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشۂ خیال
فرزند پانچ اُسکو خدا نے عطا کئے | با بخت و جاہ و طنطنہ و عزت و جلال
مثلِ حواسِ خمسہ رہیں اتفاق سے | مسجد میں پنجگانہ پڑھیں پانچوں نونہال

اے داغ گر زمانۂ تاریخ کی ہے فکر
لکھ ۔ کعبۂ جدید جہانگیر بخش ۔ سال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین میاں صاحب بہادر رئیس منگرول ملک کاٹھیاوار

اے زہے شادمانی و شادی | جسکو فرحت فزائے جان کہیئے
اے زہے بزم انبساط و سرور | جسکی خوبی جہان جہان کہیئے

خوب شادی کا یہہ منڈہا چہایا | نور کا جسکو آسمان کہیئے
چتر اقبال کیجیے تحریر | ابر رحمت کا سائبان کہیئے
تختۂ گلستان اسے لکہیئے | چادر ماہتاب بان کہیئے
یہہ سلیمان کا تخت اور ستون | سبز پریان ہین ہمگان کہیئے
لالہ کہیئے ہر اک کنول کو اگر | چوب کو شاخ ارغوان کہیئے
کیا کمانون سے بہر گپا منگرول | غیرت خانۂ کمان کہیئے
ابروؤن کی ہین دو ہلال کی ایک | شوکمانین ہین یون کہان کہیئے
ہر کمان مین ہے روشنی ایسی | جسکو ہمشکل کہکشان کہیئے
جلوۂ برق و مہر و مہ لکہیئے | اختر بخت خسروان کہیئے
فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ | غیرت کشت زعفران کہیے
بدر دین کی ہوئی ہر بسم اللہ | کہ جسے بدر آسمان کہیئے
اُس سے پوچہون جو ہو بڑا سیاح | کہین دیکہا ہے یہہ سمان کہیئے
آئے ہین اپنا گہر سمجہہ کے رئیس | میہمانون کو میزبان کہیئے
بٹ رہا ہے طعام کوسون تک | وہین موجود ہو جہان کہیئے
عطر بزم طرب کی خوشبو کو | نکہت گلشن جنان کہیئے
بینڈ باجے کی ہے صدا دلکش | ایسے نغمہ کو دستان کہیئے
رقص کرتی ہے چرخ پر زہرہ | اُتر آئے ابہی نہان کہیئے

ایسے دربار کی صفات و ثنا — جاودان سنئے جاودان کہیئے
اِسکا چرچا کہان کہان کیجیے — یہہ حکایت کہان کہان کہیئے
یہی سنیئے جو داستان سنیئے — یہی کہیئے جو داستان کہیئے
مین کہے جاؤن یون مبارکباد — دوست فرمائے جائین ہان کہیئے
جلوہ گر ہین یہان حسین میان — جنکو خورشید آسمان کہیئے

یہہ ہے وہ میزبان خدا رکھے
داغ کو جسکا مہمان کہیئے

ایضاً

ہم تجھے دیتے ہین نوشاہ مبارکبادی — کرے قبول یہہ اللہ مبارکبادی
دھوم سی ہوم ہی شہرت سی ہی شہرت اسکی — پہونچی ماہی سے تا ماہ مبارکبادی
چھپے بلبل گلشن کے سنے تو کوئی — شادیانہ ہے کہی گاہ مبارکبادی
تن پہ ہر مو ہو زبان اور زبان سے ہر وقت — دون تجھے نوشہ ذیجاہ مبارکبادی
آج شب گشت مین ہین نغمہ سرا اہل طرب — گاتے جاتے ہین سر راہ مبارکبادی
تمکو اللہ کی درگاہ سے ہو تیس نصیب — دے ہر اک بندہ درگاہ مبارکبادی
کیا تعجب ہے کہ گلشن مین چٹک کر غنچے — گائین بلبل کے جو ہمراہ مبارکبادی

وجد کیونکر نہ کرے سنکر اسے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

دیگر

مبارک ہو یہہ سنت والجماعت کی شادی — ہوئی ہی آج بدرالدین پر شکِ ماہ کی شادی
خوشی اسکی زمانے کو ہوئی ہی عید سے بڑھکر — بڑے ارمان کی ہی آرزو کی چاہ کی شادی
کرے اللہ عمر و دولت و اقبال روز افزون — خدا وہ دن دکھائے لوگ دیکھیں بیاہ کی شادی
قیامت تک حسین نامور کا نام ہو یارب — کہ جسنے خوب ہی اسکو دلکر دلخواہ کی شادی
فلک پر شادیانے زہرہ گائے قاف میں پریاں — زمین سے آسمان تک ہو مبارک نوشاہ کی شادی

دعا ہے داغ کی یہہ رات دن ہر وقت ہر لحظہ
مبارک ہو تمہیں فرزند عالی جاہ کی شادی

مبارکباد ولادت باسعادت فرزند دلبند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک امین الامرا امیر کبیر بشیر الدولہ سر آسمان جاہ محمد مظہر الدین خان دبہادر المہام سرکار عالی مدظلہ العالی

شادیان روز ہون سرکار مبارک تمکو — طالع فرخ و بیدار مبارک تمکو
آسمان جاہ تمہیں حق نے دیا ہی فرزند — ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو
وہ دن اللہ کرے لائے دولہن یہہ دولہ — وہ سہاگ اور ہو وہ چار مبارک تمکو
بزم جشن و طرب و عیش ہمایون ہو تمہیں — روز دربار گہر بار مبارک تمکو
صد و سی سال ہے گلبن باغ اقبال — پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو
تم سلامت رہو اللہ سلامت رکہے — اور فرزند پر انوار مبارک تمکو

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

بتقریب شادی مرزا سراج الدین احمد صاحب نبیرہ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر انار اللہ برہانہ

جوہری لایا ادہر لالی ہے مالن سہرا
مایہ کان گہر حاصل گلشن سہرا

ہو مبارک تجھے نوشاہ سراج الدیخان
دے رہا ہے رخ پرنور پہ جوبن سہرا

مردم دیدہ کو بہی تاب نظارہ نرہی
دیکھیں مژگان کی نہ کیوں ڈال کے چلمن سہرا

اس سائی سے بڑہی عمر گل و گوہر کی
آگیا ہے جو ترے تا سر دامن سہرا

ہر لڑی گوہر و یاقوت و زمرد کی گندہی
چشم بد دور جواہر کا ہے معدن سہرا

شجر طور کے کیا پہول گندہے ہیں اسمیں
ہمنے دیکہا نہیں ایسا طرحکا روشن سہرا

سب نے جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین پر خورشید
رخ نوشہ سے جو سر کا سر توسن سہرا

حور کو بہی یہہ تمنا ہے کہ مالن بنتی
اسمیں یہہ شرط ہے گوندہے گی سہاگن سہرا

سہرد یئے داغ نے گلہائے مضامین اسمیں
کیا عجب گائے اگر بلبل گلشن سہرا

دیگر

بنا ہے نوشہ ذیشان کا سہرا
سراج الدین احمد خان کا سہرا

سر نوشاہ پر ہے تاج اقبال
یہہ شاہانہ سر و سامان کا سہرا

یہہ ہر چشم تماشائی کی حسرت — کہ بن جاے مری مژگان کا سہرا
نہیں پھولا سماتا آپ میں آج — خوشی سے یہہ گل خندان کا سہرا
ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر — شعاعِ تیرِ رخشان کا سہرا
رُخِ نوشاہ پر نورٌ علی نور — سجا ہے گوہرِ غلطان کا سہرا
ثریا طرہ بندی کہکشاں ہے — منور اخترِ تابان کا سہرا
مبارک سب عزیزوں کو الٰہی — بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا

نہ کہت داغ تو پھر کون کہتا
نہال باغِ عارف خان کا سہرا

سہرا

بتقریب شادی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ رئیس پاٹودی

عید آئی ہے کہ آئی ہے گھڑی سہرے کی — کیا گلے ملتی ہے ایک ایک لڑی سہرے کی
خان ممتاز حسین آج بنا ہے دولہا — ہوگئی اس لئے توقیر بڑی سہرے کی
موتے کاکل رگِ دل شہ جاں تارِ نظر — سبکو حسرت ہے نہیں آج لڑی سہرے کی
جوہری کو ہے جو دعوی تو ہے مالن کو بھی ناز — گفتگو ہوگئی آپس میں کڑی سہرے کی
کیا عجب لے رخِ نوشہ کی بلائیں چٹ چٹ — بنکے اگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی
میٹ گئی تابِ قمر تابِ گہر کے آگے — چاندنی رات میں جب جب پڑی سہرے کی
نظرِ بد نہ پڑے آہ رخِ نوشہ پر — ہوگئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی

ہر فسوں کا ان جواہر سے جواہر خانہ — نہیں رہنے کی کسیطرح اڑی سہرے کی
گل نے بلبل سے کہا نغمہ شادی سُنکر — منہ ہی چھوٹا سا ترا بات بڑی سہرے کی

ہے دعا داغ کی نواب کی ہو عمر دراز
سب عزیزوں کو مبارک ہو گھڑی سہرے کی

ایضاً

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہے سہرا — یہہ دُولہا ہے دُولہا یہہ سہرا ہے سہرا
نہیں پھول پھولے سماتے خوشی سے — کہ مشکل سے مالن نے گوندھا ہے سہرا
یہ کہتی ہیں کھِل کھِل کے پھولوں کی کلیاں — ہمیں فخر ہے یہہ ہمارا ہے سہرا
گہر لعل یاقوت ہیرا زمرد — جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا
کرن سے جو سورج کی اِسکو ملایا — فرشتے پکارا اُٹھے اچھا ہے سہرا
دکھاتی ہیں لڑیاں یہی لہر کے موجیں — عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا
ہوا شمع کا نور کافور کیسا — مگر روے نوشہ سے سرکا ہے سہرا
خط کہکشاں سے جو بالا ہے بدہی — تو عقد ثریا پہ طُرا ہے سہرا
تمنا ہے نوشاہ کے پانوں چومے — کہ قدموں سے لپٹا ہی جاتا ہے سہرا
پہلے پھولے نواب ممتاز یارب — یہ ممتاز اِسکا ہے سہرا
ہر اختر بنا روزنِ درِ فلک پر — یہہ ہے تاک حوروں کو کیسا ہے سہرا
یہہ کہتا ہے اے داغ جوشِ محبت — تمہارا ہی حق تھا جو لکھا ہے سہرا

قصیدہ مدحیہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پُر نور رستمِ دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ و دام اقبالہ

مین ہوا بادیہ پیما طرفِ مُلکِ دکن
سرمۂ چشمِ غزالان ہوئی گردِ دامن

نازنینون کی کمر بید کی شاخِ لرزان
موجۂ ریگِ رواں لف پریشان کی شکن

بسترِ قاقم و سنجاب بنا سبزۂ دشت
تکیۂ مخمل و کمخواب ہرا کِ خشت کہن

قطرۂ شبنم ہر خار سے گوہر ہر آب
زر دُرہ لالۂ کہسار سے ہر لعل یمن

شاخِ آہو پہ گمان پیچِ رسن کاکُل کا
سبزۂ دشت مین ہر سبزۂ نوخط کی پہین

ذرہ ذرہ سے نمودار فروغِ انجم
جادہ جادہ سے عیان کاہکشان کا جوبن

دیکھے کوسون سے مسافر کہ یہہ آئی منزل
صبح صادق کیطرح شامِ غریبی روشن

خاک اس دشت مین اُڑتی ہر کہ اڑتا ہے عبیر
آگے اِس خاک کے مٹی اثرِ مشکِ ختن

قوتِ نامیہ اِس جوش پر اللہ
دانہ مومیکا جو بوئین تو ہو خرمنِ زرین

چوکری بھولے جو اِس دشت کی سونگھے خوشبو
کہ یہان آہوے تاتار کا ہو نافہ ہرن

خارِ صحرا اُسے اُنگلی کے اشارے سے بتائے
راہ بھولے جو مسافر کوئی آوارۂ وطن

دیدۂ غول بیابان نے جلائی مشعل
ہر بگولے سے عیان رقصِ بتِ نسرین تن

زندہ رہتا ہر تن عابد مرتاض کی شکل
خشک ہو کر بھی بیابان مین یہان نخل کہن

شجر طور کے مانند منور ہر نخل — جلگیا کیا کہین اس دشت سے تا امن
آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز اختر — عکس افگن جو ہوا سبزہ کہسار و دمن
ندیان کوہ کی ہین رشک دہ جوئے شیر — جنسے پہیکی پڑی فردوس کی بہی ہر لبن
موجین کرتی ہوئی پہرتی ہی صبا مثل نسیم — لہلہاتے ہوے سبزہ کا نرالا جوبن
حورین پانی بہرین پنگہٹ کا جو دیکہین جمگہٹ — ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمین تن
ایسے جہرمٹ کیے باہم ہین ثریا تمثال — کہ زمین پر نظر آنے لگے پر وین و پرن
اشہب خامۂ چالاک کی پہرتی ہی عنان — صفت دشت و جبل سے طرف شہر و چمن
قوت باصرہ و شامہ تمکو ہو نوید — باغ کی مدح مین گل کہلتے ہین گلشن گلشن

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیر چمن — پانی دینے لگے یوسف کا یہان چاہ ذقن
برگ برگ گل و گلزار یہانتک پہیلا — جس سے کوتاہ ہی گلچین کا سراسر دامن
لالۂ و گل نے جو پہنی ہے قبائے رنگین — دیتی ہے خلعت نوروز بہا گلشن
قلقل شیشہ کی آواز ہے بستان بستان — توبہ مے پہ تقاضا ہی کہ لشکن لشکن
نوعروسان چمن مست ہوے ہین کیا کیا — کہینچتی ہے کمر سرو کو بہی شاخ بمن
وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن مین خورشید — گوہر شبنم شاداب سے بہرے دامن
بوئیے تخم محبت کو تو پیدا ہو وفا — ڈالیے پر نو رخ کو تو اگے سیب ذقن
لائے گر فصل خزان کو فلک نیلی رنگ — نیلی پیلی ہو غضب دیکہ کے اسکو سوسن

پر پروانہ جلے پھولون کا پنکھا ایسا — کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی لگن
کیا عجب پھونچے وہانتک اثر فیض بہار — فلس ماہی بھی کہلین صورت گلہائے چمن
گر یونہین فصل بہاری کو رہا جوش عروج — شاخ طوبیٰ مین عجب کیا ہے کہلے نسترون
کس طرح دست حنائی نکرے نخل چنار — تیغ اردی سے بہا پھرتا ہے خون ہی چمن
شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے — فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن
ثانی خلد وارم بانی ترین وحشم — رشک چین وختن غیرت بغداد وعدن
چھپ گئے سقف فلک یون تہ ایوان بلند — تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن
روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان — جنکے نظارے سے ہو چشم تمنا روشن
ایسے عشرت کدہ مین کیون نہو خلقت دلشاد — ایسے امن مین نہ کیونکر ہو زمانہ امین
شحنۂ عدل کا وہ خوف ہے بازارون مین — نہین ممکن کہ جو برتن سے بھی کہڑکے برتن
ہاتھ باندہے ہوئے پھرتے ہین یہان دست دراز — لب [illegible] بودہ سراوقف سخن
ذی خرد اتنے ہین ذی فہم ہین اتنے کہ [illegible] جگہہ بولے ہین
ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب — سلامہ ہر اک ماہر فن
حیدرآباد کا بجتا ہے جہان مین ڈنکا — نوبتین نوبت [illegible] ہین ہوم سے باہون ماہون
طفل مکتب بھی پڑہاتا ہے فلاطون کو سبق — خلق ہونا نہین اس شہر مین کوئی کودن
حیدرآباد سے کیون جاے کہین عیش ابد — خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون حب وطن
دشت و کوہ و چمن و شہر کی آرا سے — ایسی ترتیب کو زیبا ہے کہین چار چمن

جس کے آگے دکن خسرو فیاض و جواد	جسنے شاداب کیا آب کرم سے چمن
مدح میں اُسکی پڑھوں مطلع نگین ایسا	جس سے اے داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن	میر محبوب علیخان ملک ملک دکن
داد گر داد دہ و داد رس و داد رسان	فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن
پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد	نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن
قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس	حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و اوج مہ عز و علا	شمع کاشانہ دین اختر بخت روشن
قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم	بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن
مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا	معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ حشم وارث دیہیم و سریر	مالک سیف و قلم ظل قدیر ذوالمنن
تیرے انوار کا	ہے اخلاق کی خوشبو ہر کہ خوشبوئے چمن
بات ڈالا ہے محالات	نہہ سکے کون عطا کو ترے مہا کرن
وہ گہربار ترا دست	آگے اِس فیض کے پانی بھرے بہادو کی بہرن
ہن برستی ہے دکن مین یہہ مثل مشہور	تونے برسائے گہر فیض سے معدن معدن
فیض ہے کوہ و بیابان کو بھی ہنگام نثار	لیتے ہین لعل و گہر دونون بچھا کر دامن
کوئی سخی کرے اِس عہد مین کیا ممکن ہے	موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج آہن

عہد مین تیرے جو معدوم ہو کیا ہی پیشہ — کاوش کینہ و آزار و غم و رنج و محن
جو سلطانسے وہ ممنوع ہوے طرز سوال — زخم پہلاے جو دامن تجھے تردہ من
وہ بھی چپ چپ کے یہان دیکھتا ہی امیت — زخم مین ٹانکے مین یا درد کے در پر چین
حکمت آموز فلاطون ہی تری عقل سلیم — بات پختہ ہے تری راے تری مستحسن
ریشۂ بیخ ز قوم اسکو بناتی ہی زمین — تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تا رکین
آتش قہر سے رستم کا بھی ہو زہرہ آب — شمع کی طرحسے گہلجاے تن رو مین تن
تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہل کمال — انکہ مین گہر ہی ترا تو ہے زبان پر مسکن
سوزبانین گل صد برگ سے لے قرض مزار — تو کرے لاکہ طرحسے وہ تری مدح سخن
ہین ترے عہد عدالت مین شکن ابرو — دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن
شکر و تسبیح ہی پیہہ ماتم تری دینداری سے — بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شیون
جہریان پڑگئین آخر کو رخ توبہ پر — عصمتی اسکو سمجھتے ہین جو ہے توبہ شکن
منہ چڑہے کون تری تیغ کے پہدکو شگاف — سر شکن صف شکن آہن شکن البرز شکن
ایک ہی وار مین تلوار کرے دو ٹکڑے — مغفر و کنگر و چار آئینہ حصان جوشن
اتنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی ہے — تیری تلوار اڑا دیتی ہی تن سے گردن

تعریف اسپ

کیا ترے اسپ پریوش کی کرونمین تعریف — خوب سے خوب خوش اسلوب سراپا تن
بند چڑا ہر نلی چڑی ہی ہر سم چڑے ہین — جتنی چھوٹی ہی کمر اتنی بڑی ہے گردن

یال و دم پانون مشکم کان کنوتی پٹھے — ڈھلگئے حسن کے سانچے مین سب تعظیم کے ان

جست مین برق ہو اڑے مین پہ پی گشت مین چرخ — پھر سکر و صعف ہوئے بہار گلشن

نہ بند ہے اسپ فلک سیر فلک سے ہرگز — گر بنے قوس قزح اسکی پچھاڑی کی رسن

اللہ اللہ رے اس تیز روی کی تاثیر — نام لے اسکا تو ہو صاف زبان الکن

اتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی — تار برقی مین ہے آمیزش نعل توسن

صفت فیل

فلک آسا وہ ترا پیل کہ جسکے آگے — ریزہ سنگ و خزف سے ہین سبک کوہ دمن

ہین ترے فیل کے دانتو پہ سنہری چوڑے — یا سر طور پہ کافور کی شمعین روشن

یون سر فیل سیہ زر دعماری تابان — شبکو جسطرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ فگن

ڈر کے رکھتا ہی قدم برج اسد مین خورشید — دیکھکر فیل شکاری کو ترے شیر فگن

طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق و برق — لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن

دکنی و عربی کابلی و پنجابی — ہر سپاہی ترے لشکر کا ہی رشک شمن

داغ مداح و ثناخوان و ستایش پیرا — اس دعا پر تری کرتا ہی بس اب ختم سخن

جبتک آفاق مین ہو دولت و ثروت کی نمود — جبتک افلاک پہ ہون اختر و انجم روشن

جبتک انداز پہ ہے حسن و جمال دلکش — جبتک اظہار پہ ہی رنگ گل و نسترون

جبتک آوازہ اقبال ہو آویزہ گوش — جبتک اندازہ عشرت ہو باندازہ حسن

جبتک انجام کو پہونچے فلک پیر کی عمر — جبتک آفت سے ہون محفوظ زمین اور زمن

جبتک اسلام کا ہے نام جہان مین قایم | جبتک اس نام سے آباد ہے یہ دار المحن
بلبلین شیفتہ جبتک ہون بہار گل پر | اور پروانہ نثار سر شمع روشن
حسن معشوق مین جبتک ہو کمال تاثیر | دل عاشق مین کبھی جاتی ہو تیکھی چتون
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے | زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیرا دشمن
تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل سے یون | جیسے اک دانہ سے پیدا ہون ہزارون خرمن

دعا
سرخرو ہو یون ظل کرم سے تیرے
پر تو مہر سے جس طرح بنے لعل مین

قطعہ مدحیہ در تہنیت عید الفطر بنام حضرت بندگانعالی متعالی رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخانبہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ واقبالہ

آج وہ روز مبارک ہے وہ ہے یوم سعید | کہ گلے ملتی ہے خود شاہ کے اقبال سے عید
دھوم سی دھوم ہے خوشی سی ہے خوشی چار طرف | تشنگان مے گلگون کی بر آئی امید
آج میخانہ پہ رندون کی چڑھائی دیکھو | توڑ ڈالین نہ کہین میکدہ کی سد سدید
آج یون قفل در میکدہ وا ہوتا ہے | دست زاہد مین عوض پیر مغان کے ہے کلید
آج وہ دن ہے کہ پیتے ہین اُسے مے آشام | کی ہے وہ چار برس پہلے جو ساقی نے کشید
ہان پیو بادہ کشو دیکھین تو کستاد ہے | خود ہے ساقی کے طرف سے یہی تاکید اکید

تلخی بادہ ہو وہ آج کے دن لذتِ بخشش — ہونٹ چاٹا کرے اِک گھونٹ جو پی کر شیدہ
زاہدِ خشک کے مُنہ مین بھی بھر آئے پانی — دستِ ساقی مین بھرا دیکھے اگر جام بلیدہ
حُسن مین تُلتے ہین یون ڈالکے جھولا مہوش — جسطرح برج مین میزان کے فلک پر ماہیدہ
اِعتدالِ آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا — زہر ہولے سے کوئی کہلائے تو وہ بھی ہو مفیدہ
ذہن کیا کند ہو ہوتے نہین ہتیار بھی کُند — مثلِ یونان نہین ہند سے مین کوئی شخص بلیدہ
خبثِ نفسِ اہلِ دکن مین نرہا نام کو بھی — نہ ملے بھر دواڈھونڈئے گر خبث عدیدہ
نبضِ خورشید مین پائے جو حرارت تو فلک — تخم سے قطرۂ شبنم کے بنائے تبریدہ
دیدنی ہے یہہ بہارِ چمنِ بوقلمون — دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصت دیدہ
چمن و دہر مین سو بار خزان آئے تو کیا — نہو پژمردہ و افسردہ گلِ وصفِ حمیدہ
جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی — کہ عجب شے ہے زمانہ مین تفرد تفریدہ
نیک و بد کا ہو سرِ کباب مین انسان کو خیال — دوست سے وعدۂ واثق ہو تو دشمن سے وعیدہ
وہی شہزور رہا جسنے دبایا اِسکو — نفسِ سرکش کو سمجھیے کہ یہہ ہے دیو مریدہ
بس خبردار ہوا ہی داغ ذرا ہوش مین آ — پندِ عطّار کی اس مدح مین کیسی تقلیدہ
دیدہ دل سے اُٹھا پردۂ غفلت غافل — دیکھہ سامانِ شہانہ کہ یہہ ہے قابلِ دیدہ
آج دربارِ گہربارِ شہِ والا ہے — چہائی ہے کیا در و دیوار پہ دربار مین عیدہ
ہوش آتے ہی یہہ مطلع مرے لب پر آیا — کی فرشتون نے بھی مضمون کی جسکے تائیدہ

مطلعِ ثانی

جشن آراستہ شاہ کی مدت ہے مدید — کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمشید
شاہ وہ شاہ سلیمان حشم آصف جاہ — شاہ وہ شاہ فریدون فر و فتحاک عبید
صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید — میر محبوب علیخان شہ یکتا و وحید
غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بھی کم — رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید
گم ہوا عہد عدالت مین تشدد ایسا — نہ لکھین رسم کتابت مین بھی کاتب تشدید
وقت انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظر — وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شدید
سیدھے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکے ترچھے — کہین بنتا ہے نہ ابروے حسینان کی کشید
شمع اقبال سے یون چہرہ زیبا روشن — جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآن مجید
تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد — دل کی قندیل مین روشن ہے چراغ اُمید
حیدرآباد ہے شاہ کے دم سے آباد — جس سے ہے صوت اسلام نمودار و پدید
مسجدون مین ہے یہان شور اذان و تکبیر — خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمد مجید
کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس — کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید
ہر کہین تذکرۂ عینیت ذات و صفات — ہر کہین مشغلۂ ذکر شہود و توحید
کیون نہو محکم و مضبوط بناے اسلام — شاہ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشیید
مدح حاضر مین پڑھون مطلع روشن ایسا — کہ چمک جاے مرا بخت بھی مثل خورشید

مطلع ثالث

یون سلاطین دکن مین ہے ترا دور سعید — جسطرح سارے مہینون مین مبارک ہے عید

چار آنکھین ہین زمانے کی زمانے مین ترے
چشم لطف ایک بڑی ایک بڑی چشم امید

مان جاتے ہین تری اے جہان آرا کو
اہل تفہیم مین ہوتی ہی جہان گفت و شنید

یون تری رائے کے پیرو ہین تمام اہل خرد
جسطرح اہل تسنن ہین سب اہل تقلید

دس سے دس لاکھ جو بنجائین عقول عشرہ
کر سکین وہ نہ تری رائے کی ہرگز تردید

ہوگیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار
درد ہوتا نہین عشاق کے دلمین بھی شدید

چرخ کا نپ اُٹھے لرز جاے زمین ہست سے
الامان وقت سیاست جو کرے تو تہدید

رسیان باندہ کے رکھے جو عدو اپنی عمر
تو بھی ہرگز نہ بنے حبل متین حبل وحید

تیرے بدخواہ کو دولت بھی اگر حاصل ہو
جب بھی مردود و ملعون ہو مانند یزید

قطعہ

آج وہ طنطنۂ و دبدبۂ شاہی ہے
یون فغفور ہون ترے نام سے بدخواہ ترے عہد

سنکے لاحول و لا قوت الا باللہ
جسطرح بھاگ کے فی النار ہو شیطان لعید

تیرے بدخواہ تہیدست ازل ایسے ہین
کنجفہ مین بھی حریفون کو نہ ہرگز ہو رسید

تیری تلوار ہی مقراض اجل ہو گویا
جامۂ ہستی اعدا کی کرے قطع و برید

در صفت اسپ

ہو بھی جاے جو سوار مین ترے اسپ سے سرپٹ
پیچھے مڑ مڑ کے کرے باد صبا پر تاکید

جیہہ سکے دامن زین کو نہ کبھی دست خیال
طے کرے مشرق و مغرب کی وہ یون راہ بعید

قطعہ

جس زمین پر ترے گھوڑے کا قدم پڑتا ہے
چاٹ لے خاک وہ اسکی جو کوئی پیک و بَرید

اُسکی تاثیر سے وہ تیز روی حاصل ہو
برق و صَرصَر سے بھی ممکن نہیں جسکی تقلید

ابلق لیل و نہار اور بھی جُو بن لایا
تیرے اصطبل میں جاری ہوئی جسوقت خرید

خلد سے باہر اسیواسطے گندم نکلا
ملتی رہتی ہے طویلہ میں جو گھوڑوں کو خرید

در صفت فیل

فیلخانہ میں ترے جمع ہیں عالم کے پہاڑ
ایک اک فیل زمیں پر ہے مگر چرخ جدید

ایک مہرہ میں اوڑا دے وہ اُسے صورت کاہ
گر مقابل میں ترے فیل کے ہو کوہ حدید

اُسکے خرطوم کا مضمون دراز نے بندھا
دونوں کو تاہ ہوئیں بحر طویل اور مدید

تو وہ ممدوح معرف ترے شاہانِ زمن
میں وہ مداح کہ قایل مرے سحبان و لبید

تجھ سے آسایش مخلوق خدا کا ایجاد
مجھ سے آرایش انداز سخن کی تجدید

ہیں سپہدار ہزاروں ترے منقاد و مطیع
سیکڑوں اہل سخن سحر بیان میرے مرید

اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجمال
جسطرح شعر میں میرے نہیں ہوتی تعقید

تجکو شایاں ہے ہری رتبہ فزائی کے اُمور
مجکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید

نہیں جنچتے مجھے اشراقی و مشائیں کچھ
تجھے فلاطون و ارسطو مرے شاگرد رشید

ہے وہ مکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے
نقرہ ماہ نہ لوں میں نہ طلائے خورشید

شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
داغ سے مرحمت نعمت شاہی کی رسید

بنگیا داغ حزیں کا دل پرداغ ایسا
جسطرح پھولونسے گلزار بنے قبر شہید

خسرو اب تجھسے پہونچتی ہی زمانے کو مدد
تو مؤید ہے من اللہ برائے تائید

شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہی در کا
سب ہین آسودہ لمکخوار قدیم اور جدید

تیری سرکار سے کوئی نہین جاتا محروم
تیرے دربار سے کوئی نہین پھرتا نومید

حدِ اوصاف اگر ہو تو کرے حصر کوئی
میرے امکان سے باہر ہین تیرے وصف حمید

روز نوروز ہو ہر شب ہو شب عیش و نشاط
رات دن جشن ہون فرخندہ و فیروز و سعید

دلِ عارف مین ہون اسرار نہانی جبتک
تیرے چہرے سے ہون اقبال کے آثار پدید

تجھسے عشرت کو بہی ہر وقت ہو عشرت حاصل
تجھسے اُمید کی ہر لحظہ بر آئے اُمید

تو رہے تا بہ ابد نامور و نام آور
تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال سعید

قصیدہ در مدح حضرت بندگانی متعالی حضور پُر نور رستم دوران فلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخانبہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم
فلک پیر بہی کہتا ہے جوانی کی قسم

ہوگئی فصل بہاری مین بہی آکے برسات
جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہ عالم

چرخ پر چہائی ہین اسطرح گہٹائین کالی
جسطرح ہون رخ معشوق پہ زلفین برہم

ہو سفید ابر مین اس روپ پہ بگلون کی قطار
انجم کاہکشان کی ہو لڑی جیسے بہم

گرد افلاس کو بھی ابر کرم دھوتا ہے
تارِ بارش میں ہر موتی کی لڑی کا عالم

جوشِ پر رحمتِ باری سے تعجب کیا ہے
چاہِ بابل کا دھواں بھی جو بنے ابرِ کرم

کہیں بادل کی گرج ہے کہیں بجلی کی کڑک
کہیں بوندوں کی پھواریں کہیں برسے چھم چھم

نعرۂ مست کا بادل کی گرج میں انداز
نگہِ شوخ کا بجلی کی تڑپ میں عالم

ابرِ نیساں سے ہوئی ایسی تری خشکی میں
گائیں دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم

آبِ شمشیر میں جوہر ہے بمشکل باہی
آبِ آئینہ میں غواص ہے عکسِ آدم

پُتلیاں اب نہیں دریا کی دکھائی دیتیں
خوب تن تنکے رواں ہونے لگے موجۂ یم

کشتیوں میں کہیں جلسے ہیں چڑھے دریا کے
ہو رہی ہیں کہیں تیراکوئیں شرطیں باہم

قوتِ نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہیں
دوڑیں اُٹھ اُٹھ کے زمیں پر سے اگر نقشِ قدم

خاک میں جان ہے ایسی کہ نہیں اسکا عجب
زندہ ہو جائیں اگر زیرِ زمیں اہلِ عدم

نارِ دوزخ بھی ہے آج گلستانِ خلیل
اخگر سوختہ بھی ہوں گلِ گلزارِ ارم

بات کی شاخ میں بھی آج وہ ہے استحکام
توڑنا چاہیں تو ٹوٹیں نہ کبھی قول و قسم

اثرِ بادِ بہاری سے تعجب کیا ہے
گلفشاں صورتِ گلزارِ ہو بخلِ ماتم

ارض کو فوقِ سما پر ہے اسی موسم میں
کہ زمیں لوحِ زمرد ہے فلک ہے نیلم

وقتِ انشاء اثرِ تازگیِ مضمون سے
شاخِ سرسبز بنے ہاتھ میں کاتب کے قلم

خطِ گلزار ہو قرطاس پہ کھینچیں جو لکیر
ہو بزنگِ رگِ گل ریشۂ سوراخِ قلم

ہے وہ بالیدگیِ سبزۂ سرِ راہگذر
زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہیں پتھر کے قدم

شوخیِ رنگ سے مہندیکے ہی رنگِ شفق
لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم

کہین طاؤس چمن کی ہی نوائے دلکش
کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم

ہی کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک
کوک کویل کی ہی آرگن سے بہی خوشتر ہردم

نکہت گل کا اثر ہو نفسِ مطرب مین
گائین اس فصل مین گر رام کلی اہل نغم

بہینی بہینی ہی وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ
ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کہسکر
شاخ سے شاخ گلے ملتی ہی کیا کیا باہم

روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے
چمنیان ساڑیان سرخ اسپہ ترشح کم کم

یہہ ہی موجود وہ معدوم یہہ تازہ وہ کہن
باغ محبوب کہان اور کہان باغ ارم

بزم عشرت کا عجب رنگ ہی اس موسم مین
گاتے ہین گونڈ ملار اہل طرب اہل نغم

سبعہ سیارہ کو بہی مین شرف حاصل ہی
معتدل آجکے دن چارون عناصر باہم

نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی
حیدرآباد مین ہی فصل کا ایسا عالم

روز نوروز ہی وہ فرخ و مسعود و سعید
کہ زحل کی بہی سعادت نہین جسکے سے کم

عکس بہی امکا کرے بیضۂ فولاد کو چور
بیضۂ بازی نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہی انکے بمقابل کیجے
تاج پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون کہیے
خط محور سے لکیر اس مین ہو ثابت ہردم

شور ہی قتل مینا کا چلو آؤ پیو
منچلون نے بہی مچا رکہی ہی کیا کیا اودھم

لاے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے
پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا بھرم

محو دیکھو دہی کوئی آپ سے اُٹھ سکتا ہی
محفل عیش مین جم جاے یہان بیٹھ کے جم

جشن نوروز ہے دربار شہ والا ہے
اہل دربار ہزارون ہین یہان کم سے کم

منصب وخلعت وجاگیر وخطاب وخدمت
خیر خواہون کو عطا آج ہوے ہین پیہم

عکس ہی نذر گزارونکا ہوا نذر گزار
جانبجا آئینے ایوان مین ہین قدآدم

شاہ کے نام سے ہوتی ہی محبت پیدا
کیون نہ محبوب دل خلق ہو اسم اعظم

نام لیجے اگر اُسکا تو اُسیدم کہلجاے
عقدہ کار ہو کیسا ہی جو دشوار و اہم

خسرو نامور و بادشہ نام آور
شان مین جبکی کیا داغ نے مطلع رقم

مطلع ثانی

صاحب طبل وعلم مالک شمشیر وقلم
میر محبوب علیخان شہ فرخندہ شیم

مالک مملکت و مال نشان حکمت
صاحب دبدبہ وطنطنہ وجاہ وحشم

کوکب بخت
نیر دولت
مہر اقبال وحشم چشم وچراغ عالم

بخت واقبال ودماغ ونگہ دل روشن
فہم وادراک وذکا وعمل وعلم علم

جسکے جلوے سے چمک مہر جہانتاب کی ماند
جسکے چہرے سے دمک ماہ فلک کی مدہم

بذل مین عدل مین ہی حاتم وکسریٰ کی مثال
رزم مین بزم مین ہی ثانی اسکندر وجم

ایسی سطوت ہی کہ تہراتے ہین اہل آزار
موت بہی ڈہونڈتی ہی اپنے لئے راہ عدم

شاہ کا حرف سیاست جو ہوا ہے مشہور
خوف سے دانت نکالے ہوے ہین سیم وزر

ہیبت شاہ سے کہسار مین پانی پانی
اگر آذر بہی تراشے کبہی تر شے نہ صنم

بازوے بازمین ہو پرورشِ بچۂ قاز — اور بُزِ غالہ کو آغوش مین پالے ضیغم
گنجِ سلطان کی اگر دیکھ لے کثرت قارون — تو وہین ساتھہ دوالے کے نکلجاے بہرم
اے زہے جود کہ ہی خوانِ عطا خوانِ خلیل — اے زہے فیض کہ ہی دستِ سخا ابرِ کرم
قدر ایسی ہی سپاہی کی جو پاتا یہہ دور — چھوڑکر خدمتِ کاؤس کو آتا رستم
نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل مین جو بہشت — کچھہ تعجب نہین فرسودہ ہون گر لوح و قلم
مدح حاضر مین لکھا ہی داغ وہ مطلع بیمثل — سُنکے احسنت کہے جسکو زبانِ عالم

مطلع ثالث

کیا عجب نامور ی سے تری اے بحرِ کرم — فلکِ ماہی پہ ترا سکہ ہو مانندِ درم
جمع ہین ایک تری ذات مین کتنے اوصاف — بذل و انصاف و ہنر پروری و لطف و کرم
نورِ ایمان سے وہ روشن ہی دلِ پاک ترا — دیکھے یہہ جب تو بروانہ بنے شمعِ حرم
اور بہی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل — ملک الموت ارکا دم
تو جو چاہے نرہے دہر مین کہٹکا باقی — ماہی بحر کا ہی خار سے خالی ہو شکم
گر کسی نرخ پہ ٹہیرے تری جنسِ حسنات — تو فرشتون کو یہہ لالچ ہو کرین بیعِ سلم
ہر دمِ معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال — قطب تارے کی طرح سے نہ ہٹے تیرا قدم
کعبۂ مقصدِ آفاق ہے تیرا دیدار — مردم دیدہ ہون قربان ضعفِ طوفِ حرم
تیرے ہی دست سخاوت کی کرامت کہیے — یون جو بے پانون کے چلتا ہی زمانے مین درم
تیر حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہین — قدر انداز ہی تو مثلِ قضاے مبرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا
اُسنے اُلٹا ہی اَلم کو تو بلا وہ ہی اَلم ؟

حشر تک قبر عدو سے یہہ صدا مین آئین
ہاے غم والے اَلم ہاے غضب والے ستم

یون ہے مردود عدو بارگہ عالی سے
جسطرح رکھہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم

علامہ ی فن ہی عدو ہو تو نہو اُسکا گذر
چوب دربان مین ہے موسیٰ کے عصا کا عالم

ہے ازل سے یہہ ترے در کا سلامی شاہا
پشت ہے پیر فلک کی اسی تسلیم سے خم

دخل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی بربا د
کہ پر کاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم

حیدرآباد ہے جنت سے سوا دار الامن
کہا کے گندم نہ یہان سے کبھی نکلے آدم

تعریف اسپ.

شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تحریر
ہاتھہ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہے قلم

صورت کاغذ بادی وہ اُسیدم اڑجاے
کیجے گر صفحہ قرطاس پہ نام اُسکا رقم

خامہ کاغذ پہ نہ پہنچے کہ یہہ مانند خیال
طے کرے آن مین صد دور محیط عالم

چاٹ لے خاک قدم کی اگر اسکے وہ کبھی
پشت ماہی پہ جمے گا وزمین کا نہ قدم

جاے سکہ جو ترے اسپ کی صورت ہوتی
گنج قارون مین ذر انام کو تہمتا نہ درم

تعریف فیل

فیل وہ فیل جسے کوہ جواہر کہیے
رود الماس ہین دانت اور بدن ہے سیم

وقت رفتار دہلتا ہے دل گاہ زمین
مست ہو کر جو چلے وہ تو ہو عالم برہم

چلتے چلتے جو ٹھہر جاے پڑے بوجھہ ایسا
ماہی یزمین کا بھی قوت ہمت جاے شکم

سر چشم ہو رنگ اسکا اگر صانع فنے — جبلِ طور ترا شاہ ہو سر تا بقدم

مدحتِ خسروِ آفاق ہو کیونکر پوری — اتنی طاقت نہ زبان میں ہے نہ یارائے قلم

سایۂ عاطفتِ شاہِ دکن ہے جب سے — کہلاتے ہیں قیصر و فغفور ہمارے سرکی قسم

بابِ عالی کی حضوری سے وہ حاصل ہے شرف — جبیں آتا ہے کہ خود چوم لوں میں اپنے قدم

احمریں فرشِ رہِ خسروِ دوراں ہے بجا — اے عجب چل اُس راہ میں تو بنکے قدم

اے زبان تو ہو ثنا ساز و ستایش پیرا — اے دہن تو بھی ہو مداحِ خدیوِ عالم

اے نگہ تجکو میسر رہے انوارِ جمال — اے مژہ دست دعا بنکے دعا کر پیہم

حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہے — اور اونچا ہو کسیطرح سے عرشِ اعظم

وہ دعا جس سے ہوئے زینتِ گفتار و کلام — وہ دعا جس سے شرف ہوئے قرطاس و قلم

وہ دعا جسکو فرشتے کہیں سُنکر آمین — وہ دعا حرزِ دل و قوتِ جانِ آدم

وہ دعا جسکے شجر سے ہیں حجر تک مشتاق — وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالم عالم

وہ دعا یہ ہے کہ خدا تجکو سلامت رکھے — تختِ شاہی پہ رہے شاد بصد ناز و نعم

تجھکو اے ظلِ خدا عیش خدا نیکا ملے — تیرا حامی و مددگار رہے شاہِ امم

خضر و الیاس و مسیحا سے بھی ہو عمر دراز — قیصر و خسرو و جم سے ہو سوا جاہ و حشم

زیرِ فرمانِ حکومت رہے ربعِ مسکون — اور منقاد رہیں اہلِ عرب اہلِ عجم

اِس دعا گو کی دعا مین ہون الٰہی مقبول

داغ مداح رہے مورد الطافِ کرم

قصیدہ در تہنیت عید الفطر مدوح اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پُر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

ہے عید کے دن لکشا	صحن زمین سطح فلک	اے جند اصل علیٰ	صحن زمین سطح فلک
پاک ابر رحمت نے کیا	صحن زمین سطح فلک	ہے شامل اہل صفا	صحن زمین سطح فلک
رخصت سے ماہ صوم کی	بدلے یہ تخت و فوق ہی	عید آتے ہی کچھ اور تھا	صحن زمین سطح فلک
ہے عید کا سامان چند	آئینہ بون پست و بلند	کر صاف اے باد صبا	صحن زمین سطح فلک
ہر ذرہ اک خورشید ہے	خورشید کو بھی عید ہے	ہے کسقدر رونق فزا	صحن زمین سطح فلک
خوش جیسے آدم زاد ہیں	قدسی بھی سب دلشاد ہیں	ہے عید سے کیا مرتضا	صحن زمین سطح فلک
یہ سبزہ سبزے کے لئے	رنگ آسمان کا اخضری	تخت زمرد کا بنا	صحن زمین سطح فلک
یہ سبزے کی روئیدگی	اللہ رے بالیدگی	ہر برگ بڑھکر ہوگیا	صحن زمین سطح فلک
اسمیں کہیں گلہائے تر	اسمیں ستارے جلوہ گر	ہے اک بنا خوشنما	صحن زمین سطح فلک
ہمرنگ سے گل کا ورق	تو زعفرانی ہے شفق	عشرت فزا فرحت فزا	صحن زمین سطح فلک
ہے خوشہ گندم یہاں	ہے خوشہ پروین وہاں	سامان ہے کیا کیا رزق کا	صحن زمین سطح فلک
دربار آصف جاہ ہے	روشن جمال شاہ ہے	جلوے سے جسکے بھر گیا	صحن زمین سطح فلک
فرش مقیش سے عیاں	اک چاندنی کا سا سماں	ہے آج کیا کیا خوشنما	صحن زمین سطح فلک

روشن ہین فرشی جہلا اور فکر — عقد ثریا ہے اُدھر — پر نور اک اک سے ہوا — صحن زمین سطح فلک

مسند نشین ہے بادشہ — ہے شامیانہ رشک مہ — کیونکر نہ اترائین بہلا — صحن زمین سطح فلک

وہ شاہ کا نور نظر — پرتو سے جسکے سر بسر — شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — صحن زمین سطح فلک

بحر کرم ہے موج پر — سلطانکا طالع اوج پر — کرتے ہین فخر اسکا بجا — صحن زمین سطح فلک

اِسکو ہے تمکین تخت سے — اُسکو تعلی بخت سے — تھے درحقیقت ورنہ کیا — صحن زمین سطح فلک

محبوب سلطان دکن دام اقبالہ — ہے ظل رب ذوالمنن — پرتو سے جسکے پر ضیا — صحن زمین سطح فلک

مطلع بمضمون سبع — اک لکھون باشان رفیع — جسپر ہون شیدا و فدا — صحن زمین سطح فلک

مطلع ثانی

چمکا فروغ شہ سے کیا — صحن زمین سطح فلک — اب ہے جبین مہ لقا — صحن زمین سطح فلک

اول تو تیرا مرتبہ — پھر اُسپہ تیرا حوصلہ — اتنا بڑا جتنا بڑا — صحن زمین سطح فلک

اِسپر ترا نقش قدم — اُسپر ترا خط علم — کیسا نگارین بن گیا — صحن زمین سطح فلک

یہ تیرے گوہر کے لئے — وہ تیرے اختر کے لئے — اسواسطے پیدا ہوا — صحن زمین سطح فلک

گوہر کی اِسمین آب ہے — اختر کی اُسمین تاب ہے — روشن ہین اپنی اپنی جا — صحن زمین سطح فلک

بدخواہ کی ہین تاک مین — ملکر بلائین خاک مین — ہین گرچہ ظاہر مین جدا — صحن زمین سطح فلک

قبر عدو ہو اِسمین گر — سر پر گرے وہ ٹوٹ کر — پاتے نہ کیون نشونما — صحن زمین سطح فلک

منظور ہو گر شاہ کو — پیسین سر بدخواہ کو — ملکر برنگ آسیا — صحن زمین سطح فلک

شاہ دکن دام اقبالہ کی نیکیان — لکھی نہ جائین بے گمان — گر صفحہ ہو قرطاس کا — صحن زمین سطح فلک

یون شہ کا قلب صاف ہے — یون پاک یون شفاف ہے — جیسے پس ابر و ہوا — صحن مین سطح فلک

دست سے قلب شاہ کی — کوئی کرے کیا روکشی — چھوٹے ہین در سے سوا — صحن مین سطح فلک

کیسے پلنگ و شیر نر — لے نسر طائر کی خبر — وہ صید گہ ہین جا بجا — صحن مین سطح فلک

دست کرم ہے زر فشان — بخت سا اختر نشان — ابر و لنوا بخے بہر دیا — صحن مین سطح فلک

گم ہو گئی ہے مفلسی — محتاج ہی ہین اب غنی — کیونکر ہون بے برگ و نوا — صحن مین سطح فلک

دست سخاوت دیکھکر — پھیلا ہوا ہے کسقدر — ہے دامن حرص و ہوا — صحن مین سطح فلک

اس دور مین علت کہان — ہے جا بجا امن و امان — رکھتے ہین تاثیر شفا — صحن مین سطح فلک

آب و ہوا کا ہے اثر — پھیلی ہے حکمت کسقدر — خود ہین اشارات و شفا — صحن مین سطح فلک

عالم مین تیری خوبیان — آخر سمائینگی کہان — کیا بڑھ گے ہوگا چوگنا — صحن مین سطح فلک

تعریف اسپ

وہ اسپ چالاک ہے — بجلی سی جسکی ہاک ہے — اک آن مین طے کر گیا — صحن مین سطح فلک

جب گرم ہو تیز سمند — اڑجاے سب پست و بلند — ہے اسکے آگے چیز کیا — صحن مین سطح فلک

گشت سمند باد پا — گر ہو نہ دم مین جا بجا — بیکار ہے کس کام کا — صحن مین سطح فلک

نعل سم توسن یہان — ظاہر مہ نو ہے وہان — روکش ہے کیا کیا دیکھنا — صحن مین سطح فلک

در تعریف فیل

ہاتھی ہی ایسا زور مند — اسپر عماری ہی بلند — نیچا ہوا اونچا ہوا — صحن مین سطح فلک

یہ سرخ و بری فوج کی — جسوقت عکس افگن ہوئی — مانند لالہ کہل گیا — صحن مین سطح فلک

مشق قواعد حب ہوئی — لشکر سے ایسی گرد اڑی — آپس مین اکثر ملگیا — صحن مین سطح فلک

خاک عناصر مدعی — ہر چرخ تک پہیلی ہوئی — چوڑا ہو یارب تا کجا — صحن مین سطح فلک

فوارۂ خون عدو — کیا جوش زن ہر چار سو — مثل شفق رنگین ہوا — صحن مین سطح فلک

دیکر دعا ای داغ اب — تاثیر کر حق سے طلب — باندھا کریگا تا کجا — صحن مین سطح فلک

ای بادشہ سر پر ترے — اس نور کا سایہ ہے — جس نور سے پیدا ہوا — صحن مین سطح فلک

ہو بیع مسکون پر عمل — آئے نہ تا گردون خلل — تیرے ہون اظل خدا — صحن مین سطح فلک

زر کے یہان انبار ہون — حاصل وہان انوار ہون — پہیلا کے دامن مین دعا — صحن مین سطح فلک

سر پر ترے بدخواہ کے — انگارے برسین چرخ سے — اسکو ہو دوزخ سے سوا — صحن مین سطح فلک

خاک تن بدخواہ سے — دشمن کے رود آہ سے — بن جائے یارب دوسرا — صحن مین سطح فلک

اس شش جہت مین تا خیلا — ہو دور دور شاہ کا — ہو زیر حکم بادشا — صحن مین سطح فلک

یہہ بادشا دایم رہے — یہہ سلطنت قایم رہے

جبتک ہین جا جت روا — صحن مین سطح فلک

قصیدۂ مدحیہ در تہنیت عید اضحی بنام اعلیحضرت بندگانعالے متعالے خصرو پرو رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

شب کو مین فکر مین تنہا خلوتی خلوتگاہ — جلوۂ شاہد معنی نظر آیا ناگاہ

بارک اللہ زیبے حسن کے دل ہو بیتاب — تو حش اللہ جیسے جلوہ کہ ٹھیرے نہ نگاہ

رنگ وہ رنگ نپائین گل و ریحان جسکو — نور وہ نور کہ پہونچے نہ جسے مہر نہ ماہ

اُس پر یچہرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال — حور بھی جسکو کہے دیکھکے ماشاء اللہ

غمزہ وہ تیر کہ نخچیر ہون ترکان ختن — عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہون گردان سپاہ

عشوہ وہ ناوک دلدوز نہیں جس سے امان — غمزہ وہ تیغ جہانسوز نہیں جسکی پناہ

شوخ گفتار کہ بلبل بھی کہے جسکو علی — تیز رفتار کہ محشر بھی کہے بسم اللہ

بانکے انداز سے کیا تیر چلی ادائین و کش — ہوگیا گوشۂ ابرو سے طرف طرف کلاہ

سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قامت — سرخ ترلالۂ گل سے بھی قبا اور کلاہ

تن نازک کو گران ہو جو چھوئے بادِ صبا — چہرہ صاف ہو میلا جو پڑے گرد گناہ

نوک منقار سے لے فصد رگ گل بلبل — اِس نزاکت کا ہو سودا اگر اُسکو ناگاہ

رخ پر نور وہ روشن ہی کہ جسکے آگے — مہر تابان ہو تو اَما مبین خال سیاہ

اَللہ اَللہ وہ تجلی ہی رُخ روشن کی — دیکھکر سورۂ والشمس پڑہین اہل اللہ

دولت حسن کی کرتی ہین حفاظت نفسین — اِس خزانہ کے نگہبان ہین بیدو مار سیاہ

اُسکے عشق رُخ پُر نور کا دل شاہد ہے — اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھین ہین گواہ

اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان — اُسکے رنگ گل رخسار سے رنگین ہی نگاہ

شوخیون مین وہ شرارت کہ اِلٰہی توبہ — چتونون مین وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ

ترک چشم ایک جہانسوز ہے یا ترک فلک — فوج مژگان ہی کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس چشم کی تسخیر بعینہ جادو
خط عارض مین سراسر اثر مہر گیاہ

ساتھہ لاکہے کے وہ مسّی کی ڈھڑی اُس لب پر
شفق شام شب وصل ہم سُرخ و سیاہ

رخ پر نور ہے خورشید تو ابرو ہین ہلال
جو ہر فرد دہن ہر تو کہ تار نگاہ

دل کو اُس چاہ زنخدان سے وہی ہے تشبیہ
پہلے گرنے سے جو یوسف کو خطر تہا لب چاہ

سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندوز
باصرہ اُسکے نظارہ سے منوّر و لخواہ

نہ وہ بیر جسم نہ بیدرد نہ بے مہر و غل
صاف چہرہ ہے ٹپکتے ہے وفا اور نباہ

ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا
حیلہ و مکر و دغا تہے نہ جفا ے جانکاہ

لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت
کینہ و بغض و عداوت سے نہایت اکراہ

مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا
حال دیکہے کسی مشتاق کا اپنے جو تباہ

اپنے ہاتونسے بڑہاے اُسی جانب دہن
دست مشتاق پڑے اُسکی جو صورت کوتاہ

حور جنت ہے مگر عالم اسباب مین ہے
وصل اسکا ہے ثواب اور فراق اسکا گناہ

اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکہے ہی
لوٹ جاے دل مشتاق تڑپ جاے نگاہ

مینے دیکہا جو یہہ جلوہ تو رہے ہوش بجا
لب سے نالہ دل بیتاب سے نکلی اِک آہ

متحیر متعجب متفکر ہو کر
اُڑ گئے ہوش کہ یہہ کون ہے یا ایّہا اللہ

دلربائی کے سب انداز ادائین دلکش
اُس سے پوچہا کہ ترا نام ہے کیا کر گاہ

زہرہ ہے یا ہے قمر برق ہے یا ہے خورشید
حور ہے یا ہے پری جلد بتا دے للہ

زیر لب ناز و ادا سے متبسّم ہو کر
اُسنے یہہ مجھسے کہا مین ہون نوید و لخواہ

بیخبر تجکو خبر یہی ہو کہ عید آئی ہے
عید حج کہتی ہو اس عید کو سب خلق اللہ

حج ہو کیا چیز یہہ وہ چیز ہو وہ نعمت ہے
مدت العمر کے ہو جاتے ہین سب عفو گناہ

نہین عالم مین خوشی حج کی خوشی سے بڑھکر
کہ مسلمانون کو دیتا ہو یہہ دولت اللہ

آتے ہین مکہ مین باہر سے مسافر لاکھون
اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ اللہ

حق تعالی کو ہوا جامہ احرام پسند
ایک ہی وضع ہو درویش سے تا شاہنشاہ

نیت عمرہ سے احرام کسینے باندہا
اور یہہ شوق کہ طی جلد ہو تنعیم کی راہ

شور لبیک کہین ہو تو کہین شغل درود
بانگ تکبیر کہین ہو تو کہین بانگ صلوہ

سنگ اسود کا کبھی بوسہ کبھی لب پہ دعا
ہے طواف اور کبھی داخلے بیت اللہ

گشت کرتا ہو کوئی تن کے صفا مروہ کا
کسی مشتاق زیارت کی حرم پر ہے نگاہ

رہتے ہین چارون امامون کے معلے آباد
ہوتے ہین ورد و صلوہ آئمہ پر شام و پگاہ

کوئی ہو دولت عقبی کا خدا سے طالب
کوئی کہتا ہو مرے بخشدے اللہ گناہ

ظلمت پردہ کعبہ ہے مگر سرمہ چشم
ہوتی ہو اہل زیارت کی منور جو نگاہ

چلکے کعبہ سے ٹھہرتے ہین منا مین شبکو
اور سوے عرفات آتے ہین پہر وقت پگاہ

فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہو تا عرفات
اس مین نولاکھہ سے ہوتی ہو سوا خلق اللہ

ظہر کے بعد سے ہوتا ہو وہان خطبہ شروع
عصر کے بعد سے لد جاتے ہین خیمہ خرگاہ

مسجد مزدلفہ ہین منا و عرفات
بہر حجاج ہو اک رات کی وہ طاعگاہ

پڑہتے ہین سا تہہ وہان آکے عشا و مغرب
اہل حج کرتے ہین تحمید و مناجات الہ

جب چلے مُزدلفہ سے تو منا مین پہر رہے
تین دن کے لئے ہوتی ہے وہی منزلگاہ

رجمِ شیطانِ لعین کے لئے کنکر مارے
پڑھ کے لا حولَ وَلا قُوۃَ اِلّا باللہ

شتر و دُنبہ و گُرگ ذبح ہوے ہین اتنے
آسمانِ شفقی رنگ بنی قربان گاہ

قابلِ دید ہے بازارِ منا کی خوبی
اسلحہ اقمشہ اشیاے فراوان لخواہ

ہفت اقلیم کے ہین اطلس و دیبا موجود
ہے یہہ بازار کہ گلزار ہے رنگین سرِ راہ

حج کے ارکان و مناسک کی یہی ہے تکمیل
کرتی ہے طوف حرم جا کے جو پھر خلق تمام

یون چلا قافلہ بطحے سے بسوے یثرب
نغمہ پیرا دخوش الحان ہین صد ہا خوان ہمرا

دلِ مشتاق کو یہہ شوق کہ اُڑ کر پہنچون
مجھسے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے پہنچ گاہ

آمد آمد کی خبر سُنتے ہی مہمانون کی
رہتے ہین لوگ مدینے کی سبھی چشم براہ

غُل ہُوا صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ کا پیہم
دُور سے قبۂ انور کو جو دیکھا ماگا

چاہیے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے
پاک ہو شک ندامت سے وضو کر کے نگاہ

چرخ اخضر ہے کہان قبۂ اخضر کا نظیر
ہفت افلاک نہین جسکے مثال و اشباہ

کعبہ کرتا ہے طواف اسکا یہہ ایسا ہے مقام
اسکے قدسی بھی مجاور ہین یہہ ہے وہ درگاہ

یہہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہہ
دل لرزتا ہے جہان کانپتے ہین پانے گاہ

پہلے حمام کیا پہر وہین بدلی پوشاک
سب بنے عطر مین بسون جیسے عروس و نوشاہ

مسجدِ احمدِ مرسل مین ہوے سب حاضر
خاک اُس مسجدِ انور کی ہوئی زیب جباہ

وہ نبی صلِّ علیٰ اوس کا مزار اقدس
چادرین نور کی پڑتی ہین جہان شام و پگاہ

واسطے نعت نبی کے متقاضی ہو کر — دل نے جب مجھسے کہا بسم اللہ

شانِ حضرت مین پڑہون مطلع مقبول ایسا — سنتے ہی انس و ملک سب کہین سبحان اللہ

فخر انسان و ملایک شہ کونین پناہ — سیدی احمد محبوب و حبیب اللہ

ملک ہو ملک ہو یا کوئی ملک ہو کہ ملک — زیر فرمان محمد ہین وہ ہے شاہنشاہ

ہر رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا اثر — تا قیامت جو رہیگا یہ سفید اور سیاہ

قاب قوسین کا پایا ہی مقام عالی — اللہ اللہ رے یہہ مرتبہ و رفعت جاہ

آپ کی ذات ہی وہ ہادی دین و ایمان — آگئے راہ پر اسلام کے لاکہون گمراہ

آپ ساکون ہی عالم مین شفیق امت — کہ ہوا رہتی ہی ہر آن باپ سے شفقت کی نگاہ

شافع روز جزا ہی وہی ذات اقدس — بخشوائینگے وہی امت عاصی سے گناہ

آپ کی وجہ سے ہی دولت عقبیٰ حاصل — آپ کی وجہ سے فردوس بنا نعمت گاہ

ناتوانون کو قوی دل جو کرے آپکا لطف — لے اڑے کوہ کو بہی اپنی ہوا مین پر کاہ

صاحب علم لدن واقف اسرار خفی — حال کونین سے ہی قلب مطہر آگاہ

آپ ہی تو ہین مدد گار ملوک و ملکوت — آپ ہی شاہ و گدا کے ہی تو ہین پشت پناہ

شاہ وہ شاہ سکندر حشم و قیصر بخت — شاہ وہ شاہ فریدون فر و جمشید کلاہ

شاہ وہ شاہ تہمتن تن و برزو بازو — شاہ وہ شاہ فلک منزلت و کیوان جاہ

شاہ وہ شاہ عطا پاش خطا پوش شفیق — شاہ وہ شاہ جہان پرور و آفاق پناہ

آج دربار مین سب جا ضرین — شاہزادے اُمرا اہل قلم اہل سپاہ

مدح سلطان مین پرہون مطلع روشن ایسا | رشکِ خورشیدِ جہانتاب ہو جو غیرت ماہ

مطلع

خسرو ملک دکن پادشہِ ظلّ اللہ | میر محبوبعلیخان نظام آصف جاہ
مشتری جاہ و عطارد رقم و ماہ خدم | شاہ خورشید علم خسرو سیّارہ سپاہ
شان وہ شان کہ بیقصد جھکے فرق نیاز | نام وہ نام کہ قربان ہو دل خواہ مخواہ
عدل وہ عدل نہین جسمین رعایت مطلق | بذل وہ بذل کہ لاکھون ہون عطا بحر بفاہ
لطف وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر | خلق وہ خلق کہ بدخواہ بھی ہون نیکی خواہ
غرم وہ غرم کہ لے آن مین ربعِ مسکون | نظم وہ نظم کہ عاشق کا بھی دل ہو نہ تباہ
جاہ و اقبال کو ہے ظل سعادت سے شرف | دستِ امید کو ہے دامنِ دولت مین پناہ
جسقدر بخت بلند اُسقدر اقبال بلند | دل بھی اُتنا ہی بڑا جتنا بڑا دامنِ جاہ
یہہ فلاطون زمان ہے تو ارسطوئے زمن | حال روشن ہو اسے دیکھتے ہی نبض نگاہ
روبرو اُسکے ہے سامان سکندر ایسا | مختصر جیسے ہو درویش کا رخت بنگاہ
چشم ہر نقش قدم شوق مین وا رہتی ہے | جب گذرتی ہے سواری تجمل سرراہ
نیزہ برداروں مین خورشید سے ہے نادرِ تخ | چتر برداروں مین برجیس سے لیکر تا ماہ
یہہ وقار اور یہہ تمکین یہہ جمال اور یہہ حسن | رُو کشی اُس سے کرے کب ہے مجال مخواہ
مہر پُرنور کہان اور کہان ذرۂ خاک | کوہ البرز کہان اور کہان خُبشۂ کاہ
ڈھونڈکر تعبیر کی بخت مٹا دیتا ہے | اس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعل ماہ

خیر خیرات ہے انعام ہے جاگیر ہین — چشم بد دور یہہ سرکار ہے کیا عالی جاہ
صرف خاص اور ملازم ہین جو دیوانی کے — سب کو انتیسوین دن ملتی ہے پوری تنخواہ
قید ہر امر زبون کی ہے یہا شک منظور — اڑنے پائے نہ کبھی ملک مین جھوٹی افواہ
مدح حاضر مین پڑھون مطلع ثانی کیسا — سب کہین اہل زبان سنتے ہی اکمرتبہ واہ

مطلع ثانی

خون اعدا جو بہائے تری خونریز سپاہ — وہ اٹھے موج کہ طوفان زدہ ہو کشتی ماہ
جنگ اسکندر و دارا مین قواعد یہہ کہان — ایک بازی گہ اطفال تہی وہ معرکہ گاہ
مانتے ہین اسے یورپ سے تا انگلستان — یہہ جرمی اور یہہ باقاعدہ ایسی ہے سپاہ
چاند ماری نہ سمجھ جائین اسے اہل تفنگ — چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہے کبھی ہالہ ماہ
تیغ سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق — تیغ گردسے لشکر کے ہو گرد ابر سیاہ
پہل ہے شمشیر سیہ تاب کا یا بال پری — حلقہ جوہر کا ہے یا حور کی بے چشم سیاہ
گرد معرکہ ہو تیغ شہنشاہ علم — اسد و ثور فلک کو نہ ملے جاے پناہ
ضرب شمشیر سے ہر وقت لب اعدا — نالہ بانالہ ہو دمساز اگر آہ بآہ
کہین رکتی ہی نہین کرتی ہر اک وار مین دو — آہن و سنگ سبھی مانگتے ہین اس سے پناہ
اسکے جوہر کو وہ دیکھے نظر بد سے اگر — چشم اختر مین اتر آئے دمین آب سیاہ
خوف سے عجز سے لے دانتو نمین تنکا سنجر — رکھدے نعفور سر معرکہ قدمونپہ کلاہ
نگہ گرم سے ہو جاتے ہین دشمن فی النار — اڑتے ہین مثل شرر فرق شریر و بدخواہ

دیکھکر صورتِ بدخواہ خود ابلیس لعین — کہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
فیل وہ شام برن اور وہ شبرنگ ہیں آپ — سایہ پڑجائے جو انکا رخ کافر ہو سیاہ
کان تک اُسکے جو پہنچے ترے لشکر کی صہیل — بھاگ جائے اسد چرخ بھی مثل روباہ
اثر اپنا جو کرے شاہ کی نیت کا پہل — کیا تعجب ہے جو مثمر ہو ہر اک برگ گیاہ
ہاتھی زیر زمین بھی جو لگائے غوطے — نہ ملے اُسکو ترے بحرِ سخاوت کی تھاہ
کیوں نہ مخلص ہو رعایا کہ دلِ پر اُنکے — لکھدے جب سورۂ اخلاص ترا کلک نگاہ
نورِ ایمان کے لئے قلبِ ترا ظرفِ وسیع — فیضِ یزدان کے لئے سینہ ترا منزل گاہ
تجھکو مسعود و مبارک ہو شہا عیدِ سعید — مدعی خوار رہیں شاد رہیں دولت خواہ
قلزمِ فکر میں اب غرق ہوا جاتا ہوں — ڈالدے مجھکو کنارے پہ تری موجِ نگاہ
کس طرح اس سے ادا ہوں ترے پورے اوصاف — ہے زبانِ خامہ کی میری بھی بان سے کوتاہ

داغ کی ہے یہہ دعا تیرے مساعد ہوں مدام
بخت و اقبال و حشم سلطنت و دولت و جاہ

قصیدہ در مدح نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک و قلار الامرا دام اقبالہم

نواب ہے تو نشانِ اقبال — اقبال جہان جہانِ اقبال
اقبال الدولہ نام آور — ہے روح رواں و جانِ اقبال
ہے زینتِ خاندانِ شوکت — ہے رونقِ خاندانِ اقبال
تیرے ہی نصیب کی قسم کہائے — پیدا ہوا گرزبانِ اقبال

قسّامِ ازل نے روزِ اوّل — بخشا تجھے ارمغانِ اقبال
وہ دیکھ لین تیرا مصحفِ رُخ — لین فال خجستہ دانِ اقبال
پیشانی اگر ہے آسمان قدر — خطِ اُسپہ ہے کہکشانِ اقبال
دیدار امیر ہے فتحِ بخشش — سرمست ہین میکشانِ اقبال
ہاتھہ آئے نہ کیون گل تمنا — گلزار ہے بوستانِ اقبال
اسکندر و جم کا سر جھکا دے — سرور ترا آستانِ اقبال
چٹکی مین تری خدنگِ نصرت — مٹھی مین تری کمانِ اقبال
تو گوہرِ کانِ سروری ہے — تو اخترِ آسمانِ اقبال
دیکھا تجھے جسنے بول اُٹھا — کہتے ہین اسیکو شانِ اقبال
کہتے ہین اسے قرانِ سعدین — تجھسے جو ہوا قرانِ اقبال
القاب ترا جو ہم عدد ہے — خوشحال ہین ترجمانِ اقبال
دارا ہے کہان کہان سکندر — ہو جا ترا امتحانِ اقبال
آنکھون سے یہہ کاتبانِ اعمال — ہین تیرے نگاہبانِ اقبال
کرتا ہے مطیع سرکشونکو — سرکار کا فرمانِ اقبال
چرچا ہے ترا زبان بہ زبان — ہر لب پہ ہے داستانِ اقبال
گر جامۂ زر رہے تو ہے بیکا — جبتک نہو طیلسانِ اقبال
جسپہ ہے گرانوقار کے پاس — قیمت مین گران ہے کانِ اقبال

کیون دُور نہ بھاگے اِس سے ادبار — ہشیار رہے پاسبانِ اقبال
لاکھونمین تری ہی بندگی کا — اقبال کرے زبانِ اقبال
اِکسیر ہو خاک کو جو چھو لے — اللہ رے اِمتحانِ اقبال
بدخواہ جو ہو ترے مقابل — نخچیر کرے سنانِ اقبال
ایوان رفیع وسعد و فرخ — گویا ہے اِک آسمانِ اقبال
کہتے ہین فلک نُما اِسیکو — کس اَوج پہ ہے مکانِ اقبال
اِس کوہ پر اِسقدر عمارت — معمُور ہے اِصفہانِ اقبال
ہر ایک ستون ستونِ ثروت — ہر صحن مکان جہانِ اقبال
اے شاہسوارِ آشہبِ جاہ — قابو مین رہے عنانِ اقبال
اقبال ہے لازوال تیرا — ہے فضل خدا ضمانِ اقبال
اقبال کی دیکھکر ترقی — کچھہ کہتے ہین رازدانِ اقبال
کونین کی نعمتین ہون موجود — آراستہ ہو جو خوانِ اقبال
تا دورِ فلک رہے میسّر — یہہ نعمتِ جاودانِ اقبال
اللہ کرے کہ تا قیامت — دیکھے نہ کبھی خزانِ اقبال
اقبال ترا ہو روز افزون — ہر آن سوا ہو شانِ اقبال
یا در رہو فروغ مثل اختر — شوکت ہو مُعین بیانِ اقبال
ہمت رہے ہمعنانِ دولت — دولت رہے تو اَمانِ اقبال

سو پشت بہ پشت ہو امارت — یون طول کرے زمان اقبال
ہے باغ جہان کا تازگی بخش — تیرا ہی تو باغبان اقبال
دنیا مین ترے ہی دم قدم سے — آباد ہے خاندان اقبال
محتاج بیان نہین تجھے وصف — مین کیا جو کرون بیان اقبال
گر زیر قدم ہے فرش دولت — تو سر پہ ہے سائبان اقبال
برسون کی مراد سے کلفتون کو — ملجائے جو ایک آن اقبال
ساحل پہ لگادے میری کشتی — نواب کا بادبان اقبال
زیبا ہے اگر تجھے کہون مین — گیہان خدایگان اقبال
اولاد کی تو بہار دیکھے — پھولا رہے گلستان اقبال
روشن مہ و مہر سے فزون تر — دن رات ہو دودمان اقبال

حاصل ہوا سے بہی دولت عیش
یہہ داغ ہے مدح خوان اقبال

تقریظات دیوان مہتاب داغ از نتایج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب بیخود تخلص دہلوی شاگرد جناب مصنف

کون ہے دو جہان مین ایسا — مانتا ہے جسے بڑا چھوٹا
کسنے میدان شاعری مارا — کسکا بجتا ہے آجکل ڈنکا
لایق مدح شان ہے کسکی — مستناب زبان ہے کسکی
کسنے مضمون نئے نکالے ہین — کسنے سانچے مین شعر ڈہالے ہین
یون بڑہائی ہے کسنے شان سخن — لوگ کہتے ہین کسکو جان سخن
آجکل کسکا نام ہے ایسا — کون شیرین کلام ہے ایسا
کسکے حصہ مین آج یہہ فن ہے — کس سے دلی کا نام روشن ہے
کسکا سکہ دلون پہ ہے جاری — زخم کسکا جگر پہ ہے کاری
کسکا مضمون ہے برتر و عالی — کسنے پائی زبان مکسالی
کسکا ایسا کلام رنگین ہے — جو حسین ہے وہ محو تحسین ہے
کسنے اپنا بنا لیا سب کو — کسنے دل سے بہلا دیا سب کو
اگلے لوگون مین تہی یہہ بات کہان — اسکو مانے ہوا ہے ایک جہان
جو خلاف اس زبان کے جانا — اسکو اہل زبان نے کب مانا
وہم اہل سخن مین تہی کسکی — ایسی شہرت دکن مین تہی کسکی
شاہ آصف نے کسکو مانا ہے — آج کسکی طرف زمانا ہے
جانتا جو نہ ہو بتاون اسے — نام استاد کا سناون اسے
اسکا چہپتا ہے میرا دیوان — آج جو خسرو سخن ہے یہان
لوگ معجز بیان کہین جسکو — فخر ہندوستان کہین جسکو
میرے استاد داغ کے آگے — ہو جو عرفی بہی تو قلم رکہدے

برق ایمن بیاض نامہ ہے
لنترانی صریر خامہ ہے

کیا یہین حاسدانِ خستہ جگر
کلک یہین سنان سے ہین جوہر

سخت دشوار ہے امان پانی
ہے سیاہی مین تیغ کا پانی

سُننے والے کا ہوش پران ہے
نقطہ نقطہ مین نکتہ پنہان ہے

اِسکو دیوان کون کہتا ہے
یہہ فصاحت کا اِک صحیفا ہے

ماہ کے دل مین داغ ہے اِسکا
بہ جبین اِسکے نام پر ہین فدا

ماہتاب سخن ہے یہہ دیوان
آفتاب سخن ہے یہہ دیوان

ہے ترانہ لب معنی کا
ہے یہہ نوشہ عروس معنی کا

شاعرون کے لئے وثیقہ ہے
لب زاہد پہ یہہ وظیفہ ہے

اِک جہان اسپہ جان دیتا ہے
جسکو دیکھو وہ اِسکا شیدا ہے

اِس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی
طرز گفتار پر فدا ہے کوئی

ایک رنگینیون پہ مرتا ہے
سادگی اک پسند کرتا ہے

کوئی مطلع پہ جان دیتا ہے
کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے

گرم مضمون کو کوئی سُنتا ہے
کوئی پڑھ پڑھ کے سر کو دھنتا ہے

ہے کسیکی زبان پر نالہ
ہونٹ پر ہے کسیکے تجالہ

کہین معشوق کی زبانی ہے
کہین گذری ہوئی کہانی ہے

شادی وصل کا بیان ہے کہین
غم فرقت کی داستان ہے کہین

شکر دیکھا کہین گلا دیکھا | عاشقانہ معاملا دیکھا
شکوۂ جور پاسبان ہے کہین | ظلم افلاک کا بیان ہے کہین
کہین غیرون کی کچھہ حکایت ہے | کہین قسمت کی بھی شکایت ہے
شکر کرنا کہین شکایت کا | کہین رونا ہے درد فرقت کا
تذکرہ ہے کہین رقابت کا | ذکر ہے کچھہ کہین محبت کا
شمع و پروانہ کا بیان ہے کہین | گل و بلبل کی داستان ہے کہین
کہین صیاد کے ستم کا بیان | کہین بیداد آسمان سے فغان
کہین کچھہ کہکے جھٹ پلٹ جانا | کہین شکوہ زبان پر لانا
کہین معشوق کی طرفداری | دل بیتاب کی کہین خواری
کہین چٹکی جگر مین لے لینی | کہین چبھتی ہوئی سی کہدینی
کام اک بانکپن کا کر جانا | خود کہین سادگی سے مر جانا
کہین تہمت کا اپنے سر لینا | کہین شکوہ پہ اسکو دھر لینا
کبھی دشمن سے بات کر لینی | کبھی مٹی پلید کر دینی
کبھی اپنے سے بھی بگڑ جانا | اور ناصح پہ منھہ کبھی آنا
کہین جنت کے نام پر مرنا | اور کہین حور سے حذر کرنا
کہین توہین بادہ خوارونکی | اور کہین مدح میگسارونکی
کبھی صحرا سے باغ کو جانا | کبھی گلشن سے دشت مین آنا

کبھی جنت مین جی کا گھبرانا — کوچۂ یار یاد آجانا
گل و بلبل پہ گر نظر کرنا — درد فرقت مین رشک سے مرنا
کبھی ناسازی مزاج کا ذکر — اور کبھی ہو وصال یار کی فکر
نامہ بر کی کبھی مدارات مین — اور کبھی اُس سے رشک کی باتین
کبھی مژگان کا خون چکان رہنا — کبھی اپنے سے بدگمان رہنا
راہ بر سے کبھی کھٹک جانا — اور کہین راہ سے بھٹک جانا
جان دیکر بھی بوسہ لے لینا — گالیان کہا کے دل کہین دینا
کہین ارمان دل بیان کرنا — راز الفت کہین نہان کرنا
حسن لیلی پہ مُنہہ کبھی آنا — طرز وحشت نئی دکھا جانا
کبھی مجنون کے حال کی تقلید — کبھی کچھہ ساربان سے گفت و شنید
کہین الفت کی گرم بازاری — کہین یوسف کی وہ خریداری
کبھی زندان مین نالہ و فریاد — اور کبھی قید زلف سے دل شاد
شوق دیدار کو نوید کہین — وعدۂ حشر کی امید کہین
شوخیان ہین کہین جو آفت کی — دھمکیان ہین کہین قیامت کی
کبھی کوچہ مین اُسکے کم جانا — کبھی محفل مین اُسکی جم جانا
بات اُسکی کبھی اوڑا دینی — اپنے مطلب کی کچھہ سنا دینی
کہین ہنسنا کہین ہنسا دینا — کہین رونا کہین رُلا دینا

کہین تعریف ظلم کی کرنا — کہین اپنی وفا کا دم بھرنا
وصل اُنکے خیال سے گاہے — نا امیدی وصال سے گاہے
کبھی نالون سے ہوش کھو دینا — اور کہین بیکسی سے رو دینا
کہین ممنون لطف بیحد کے — ذکر جھوٹے کہین خوشامد کے
یا دشوخی مین بیقرار کہین — جبر پر بھی ہے اختیار کہین
کہین تکرار کا مزا لینا — لنترانی کہین سنا دینا
کہین توحید کا بیان کرنا — غیر پر یار کا گمان کرنا
دیکھہ لینا وہ ہر کہین اُسکا — کبھی اپنے پہی یقین اُسکا
کہین تشبیہ ہے مثال کہین — عاشقانہ بھی ہے خیال کہین
کہین اوستاد ذوق کے انداز — طرز غالب کہین بہ راز و نیاز
کہین جرأت کے ڈھنگ ہین سارے — کہین سودا کے رنگ ہین سارے
کہین انداز میر و مومن کا — اور پھر خاص طرز سب سے جدا
حمد مین خوش ادا بیان کہین — نعت مین گل فشان زبان کہین
دین و ملت کا ہے کہین جھگڑا — مسئلہ ہے کہین تصوف کا
کبھی بتخانہ مین چلے جانا — کبھی کعبہ مین اُسکو دیکھہ آنا
لب معجز نما کا حال کہین — سحر چشم بتان جلال کہین
کہین زخمون پہ ہے یقین چمن — کہین تازہ ہے داغ کا گلشن

کہین فصل بہار کا ہے سماں — اور کہین جلوہ گر ہے صاف خزاں
کہین وامق کے حال پر تحسین — کہین وہ ذکر الفتِ شیرین
کوہکن کا لکھا ہے حال کہین — پیرزن کا ہے اور جال کہین
اسطرح کی کوئی کتاب نہین — سر سے پا تک کہین جواب نہین
جتنی غزلین ہین بے مثال ہین سب — جتنے مضمون ہین مجال ہین سب
جو رباعی ہے لاجواب ہے وہ — جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا — ختم بنجود پہ وصف بان نہوا
ایسا جادو زبان نہین دیکھا — یہہ زبان یہہ بیان نہین دیکھا
سیکڑون اس زبان پہ مرتے ہین — مدح مین اسکی گل کترتے ہین
کرسکے مدح جو زبان میری — اتنی تاب و توان کہان میری
مے پلاتا نہین ہے کیون ساقی — فکر تاریخ ہے ابھی باقی
لکھون جو کچھہ وہ انتخاب لکھون — اسکی تاریخ لاجواب لکھون
مینے صنعت رکھی ہے کیا اسمین — نخرجہ ہے جواب کا اسمین
۱۳۲۲
کسنے پایا ہے اسطرح کا دماغ — تیسرا ہے یہہ کارنامہ داغ
سنہ ۱۳۱۰ ھ

تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے بے عدیل سید محمد بشارت علیصاحب دہلوی متخلص بہ جاں

کہولی ہے کسنے کاکل مشکین ہوائی صبا — آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسول ختم المرسلین ص ایک دریائے بے کران ہے جسمین بڑے بڑے شناوروں کا دم پھول جاتا ہے اور منقبت آل کرم و محمدت اصحاب معظم ایک وادی بے پایان ہے جہان خضر جیسا رہبر رستہ بھول جاتا ہے۔ بچہ ہیچمدان کو کہان یارا جو گو ہر مطلب کو بہ مدد غواص فکر تہ سے ہاتھہ مین لاؤن یا جادۂ مقصود کو برسائی عقل رہبر پاؤن۔ الحق جہان قلم بالکل عاری ہے اور زبانون پر یہہ شعر جاری ہے۔

زلاف حمد و نعت اولی است خاکا دب خفتن سجودی میتوان کردن درودی میتوان گفتن

آج قلم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامۂ حریری مین پھولا نہین سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند حسن و جمال پر جلوہ افروز ہے۔ ہر نظارگی صورت زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر گرانمایۂ سخن کے جوہریون اور متاع زبان کے مشتریون کو وہ زہرہ جبین مژدہ سنا رہی ہے۔ محاورۂ چست پر مرنے والون اور طلیق اللسانی کے دم بھرنے والون کے دلون کو لبھا رہی ہے۔ کہ ان ایام میمنت فرجام مین رونق ایوان سخن ناسخ و یانہائے کہن روشن کنندۂ دل و دماغ اعنی مہتاب داغ جو شہسوار عرصۂ سخنوری شمع محفل ہنر پروری بہار پیرائے گلشن معانی انجمن آرائے بزم نکتہ دانی ناظم عذب البیان استادی جناب نواب مرزا خان صاحب التخلص بہ داغ دہلوی کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چھپ کر تیار ہو گیا ہے

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے۔ قتیلان خنجر ابرو
کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہم زخم التیام مہجوران
دل افگار کے لئے مژدۂ آمد دلدار یاران بادہ گسار کے واسطے شراب بے خمار
عاشقان دور از حبیب کے لئے قاصد صبا رفتار۔ دوستان خوش نصیب کے
واسطے آمد آمد فصل بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل
مین مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیت ابروے خوبان اور ہر مصرع
رشک قد محبوبان۔ ہر شعر کا نرالا ڈھنگ۔ ہر بیت مین نیا رنگ۔ ہر شعر
فرقت زدگان دور از یار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مقیمان کوے دلدار کو شراب
مواصلت کا جام۔ ہر فرد لطافت مضمون مین طاق۔ ہر شعر نزاکت مین شہرۂ
آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکھاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمان معنی
رس کی جان جاتی ہے۔ جسنے کوئی مصرع سنا سر دھنا خصوصاً عاشقان
دل از دست دادہ کی تو جان ہے غزل کی غزل ورد زبان ہے ایک طرف
بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاست زبان تڑپاتی
ہے۔ کلام کیا عنبر بار ہے جسنے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کردیا ہے
شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ و مہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہر دیا ہے۔
اعجاز کہون تو بجا ہے سحر سامری لکہون تو روا۔ مخمس کیسے پنجۂ حنائی سے
بہی زیادہ روشن۔ مسدس ہر ہفت آرائش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتمین پر ٹکراتا ہے ۔ ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو بجائے خود ایک عنصر بناتا ہے ۔ غرض اس صاحب کمال نے قلم توڑ دیئے اونے اونے شاگرد صاحب دیوان کرکے چھوڑ دیئے ۔ بھلا جب ایسا کلام فصاحت مرام ہو تو کیون نہ خریدارون کا اژدحام ہو ۔ الٰہی جب تک بلبل کی زبان پر نالہ و آہ ہے ۔ ہم شاگردون کے سر پر سایۂ اوستاد عطوفت پناہ رہے ۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

تقریظ از نتائج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی طوسی شاگرد جناب مصنف منظلہ العالی مقیم قصبہ بہیمری ضلع بمبئی

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر

اندستاے گرامی نامہ مہتاب داغ کہ از آسیم نامی فرخیشوران فرجیشور فرزآباد دانش زیور کہن ہستور زفان اردو جہان جہان اوستادیش راختو کا لبد سخنوری را روشن روان ۔ نغمہ آموز ہزاران گلستان ہندستان کیوان ایوان روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر روز افزون گرداناد

از ننگ شاگردانش سید جلال عظیم آبادی

سرنامہ چون خامہ سرمے کنم		ستایش نزاوار درمے کنم	
خدائیکہ مہتاب را تاب داد		بسیمین ایاغ آن مے ناب داد	

نمایان یکے داغ بر روے او
که باشد ورا بنده نیکخو

بلند آسمان برین جاے او
یکے گردگان گرد پیماے او

نه این داغ تنها گزین خداست
همانا که مهر نگین خداست

بگل تر توش باغ باغ آمدست
دل اهل دل داغ داغ آمدست

تو گوئی دل ماه تابان شده
ز خیبر بجاور نمایان شده

ازو آسمانرا ست آرایشی
وزو این جهان راست آسایشی

چراغی برافروخت بر آسمان
فروغش فروزنده روے جهان

خدارا که همتا و مانا بود
بنا بود نیها توانا بود

اگر مهر و ماه است گیتی فروز
یکی راشب آمد یکے راست روز

دوروی و دو سوی ست هنگام را
یکے بهر جالش یک آرام را

ز کیوان و جیس و بهرام و تیر
ز ناهید زیبنده چرخ پیر

ز فرنوش و ارنوش و چار خشیج
ز تری و خشکی و کوه و خلیج

دگر هرچه از نیستی هست شد
بفرمان او بر تر و پست شد

بدو نیک پیهم ازو آمدست
اگرچه بداد نکو آمدست

ستایشگرش نیک جان و تن ست
نیایش گرش هر دل روشن ست

زبے آن گزین جهان آفرین
فرستاده از آسمان بر زمین

همه آن کس بنزد خدا بهترست
ز پیغمبر ما شمی کهترست

خهی ماه تابندهٔ برزمین — که خاکش بیوسد سپهر برین
زمین خاکبازیست خردیش را — نهم چرخ جای بزرگیش را
چه اورا ستائی تو ای خودستای — بدشوار راهی منه پیش پای
تو موسی نئی ره که با هوش باش — زبانت بگیرند خاموش باش
پراگنده شد پیچ دستار ما — ز پرکار افتاد پرکار ما
درود از خداوند گیهان برش — بود فرّهٔ ایزدی بر سرش
بیاران و بر پیروان شترگ — بر آن نامبردار تخم بزرگ
بمانا در آن سایهٔ پایدار — که پیغمبر از ابُد از کردگار
تماشای خوابیده ره دلکش است — شب ماه شبدیز را ماندن خوش است
کشایم ز بلغار برنگ نوی — دری اندرو گونهٔ پهلوی
بگنجم جهان را هم از پنج گنج — که شادی گدار است شه راست رنج
بیا ای بت ماه پیکر بیا — که از رنج واندوه گردم رها
چمانی بیا ساده پرکار من — به پهلوی من آی و شو یار من
یکی بلبلی از مِی ارغوان — بده تا دل پیر گردد جوان
چو بینم مِی و ماهوش را بکام — نخستین خورم بوسه بستر جام
چو پیهم بدست تو ساغر خورم — ز سوز کیان دگی بیاد آورم
سیه مستیم دور دارد ز رنج — یک آسایم اندر سرای سپنج

تراشیده‌ام خامه از مشک بید — نویسم بامید واران نوید

ز خوبان هندی و ترکان چین — زده وشیزه ورید ک نازنین

ز بالا بلندان افغانیان — ز خوشرو جوانان ایرانیان

ز نازک نهالان باغ فرنگ — ز رومی پریزادگان شوخ و شنگ

هم از سرو سیمینه شیرازیان — ز فلخ ز کشمیر واز تازیان

کنون نام بردن ز بی آگهی است — وگرنه دو چشمان بینش تهی است

نماند ز باغ جهان با بهشت — نگهه کرده باید بدین خوب و زشت

که مهتاب داغست مینو سرشت — همانا جهانراست خرم بهشت

بهشت اندرون کاخهای بلند — که از گرم و سردش نیابد گزند

سراسر همه رنگ و بوئی و نگار — پرستار مهرو هزاران هزار

بگرد اندرش باغها پر بهار — ز گلبن هزاران بر آن صد هزار

خیابان خیابان گل و یاسمن — چمن در چمن لاله و نسترن

خزان اندرین باغ ننهاده پی — که اردی بهشت است اینجا نه دی

شگفته هوا بشگفاند همی — ز هر رنگ گلها دماند همی

بهر سو ز جوی مئی و انگبین — لب لب بدست بتان سانگین

نه در روز تابش نه شب تیرگی — خرد چشم پوشیده از خیرگی

کسی را که هست اختر ارجمند — نه وارثو نه اختر نه بخت نژند

سَرو کو تماشائے مینو کند | وزان پس بدیدارِشان خو کند
چو خوش گفت گوینده در رزم سور | چه لنے نیرزد بیک موے حور
جهان این پری را خریدار شد | چه گویم چهان گرم بازار شد
فروهشته گیسوے او از سرست | سراپاش مشکین پرندا ندرست
سفیدست گردن چو دندانِ پیل | نمایان یکے فرسخے از دو میل
بهپشانیش ماه را بوسه گاه | گدا را کند بوسه اش بادشاه
دژم ابروانش که پیوسته اند | تو گوئی دو خنجر بیک دسته اند
چه مژگان سنانها بر افراشته | هزبران ازو روے برگاشته
سیاهان خونی دو چشمِ سیاه | ستاره بریزد به تیر نگاه
زبینی دو بالاست خود بینیش | ازین رو نگوید کسے چینیش
چنان گوشش زآویزهٔ گوش او | همے ریزد اختر بآغوش او
رخانش ترو تازه چون لاله زار | لبانش شگفته گل اندر بهار
دهانش یکے جامِ پُر گوهرست | هم از شاخ طوبیٰ زبان کیسرست
زنخدان چو خوشرنگ سیبِ بهشت | گلویش خوش آواز ایزد سرشت
چگویم بر و بازوے و دوشِ او | جوانی زند جوش از آغوشِ او
بنگارین هم آن پنجهٔ نازنین | خوش آینده گلدستهٔ فردوین
دو پایش بچشم و دلِ دوستان | نماید چو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی ست بالای او
زبالا بلندان نه همتای او

چنانش جهان آفرین آفرید
که کس در جهان همچو نشنید و دید

بکارش بسا سال پرداختند
سراپا ز ناز و ادا ساختند

خوش آنانکه یوسف بزر میخرند
خرنده بجان و بسر میخرند

گداز دل و سوز و سازِ منش
بصد سوگواری سرشتند شش

ابا سوگوارش خوش آینده تر
که مهرش همانا ست پاینده تر

یکی مژده آوردم از بوستان
برآمد امید دلِ دوستان

که این نامهٔ نامبردار گنج
فراهم نموده به بسیار رنج

ز پرکار استاد مردِ کهن
سرانجام شد کارِ این انجمن

زباندان آسیم روشنروان
بهین پیشوای سخن پروران

بهوش آور دپیکر هوش را
ز کرسان و بد آگهی گوش را

خدایش که چالاک جست آفرید
ز هوش نخستین نخست آفرید

که هستور اردو زبان آمدست
زمینش بلند آسمان آمدست

بخوانند نواب مرزا ورا
بر رای و شوار اندیشه زا

سخنور بخوانند استاد داغ
دماغ خرد را بدانش چراغ

خدا ارجمندش چنان آفرید
نگون شد سرش هر که زو سر کشید

هم از تخمهٔ مرزبان زاده ایست
جوانمرد و خوشخوی و آزاده ایست

نژادش پدر بر پدر نامدار | نهادش بخوبی خداوندگار
بگیتی ز نام و نشان روشن ست | تهمتن تن ست و بدل بیژن ست
ز شیوا بیانی بدفتر گذاشت | نه اید هنر نه جید هنر نه تید هر بدشت
که از بیم دریای کولاک زن | گریزد بابر اندرون کرگدن
بمردی نگاور برانگیخته | که از ریخت سنگ ره ریخته
جهانی ز خاشاک و خس سوخته | چراغ دلی را بر افروخته
چه گل گل شگفت ست گلشن ازو | ورزو آرزوی دل آرزو
ازو میرزا میرزائی بماند | که در نامه اش دلکشائی بماند
ورزو میرزا دست فرزانگی | وگرنه چه بودی بدیوانگی
ازو نام مظهر هویدا شد ست | ورزو در دورانام پیدا شد ست
هم او نازش خاندان نصیر | هم او روکش شاه اُستاد پیر
چو دیدش سخن راست و هیچم چو | بنازید خاقان هندی بدو
چو گلبرگ داغش که بدشش هزار | سخن باغ باغ اندرو پُر بهار
بتاراج رفت ست زآشوب هند | نشانش پیدا به بنگال و سند
دریغا که سرمایهٔ نازِ ذوق | نهان شد چنان گشت افسانهٔ ذوق
ازآن پس بگفت ست گلزار داغ | که راهِ سخن راست روشن چراغ
دگر آفتابست با داغ نام | که خورشید رخشنده اورا غلام

چو فریادی ازو غ آمد از کلک او — شد از ناله بلبلان تنگ و بو
کنون این مه آسمان جایگاه — کلاهش سنور شید و تختش ز ماه
بگردند گردون بگردد سرش — درخشنده اختر ببراندرش
خدایش نگهدار و از چشم بد — پناهش خداوند یزدان رسد
درین نامه گوئی روان گردهاست — که این جشن آباد مینو فراست
به افرنجه و جرمنش خوانند — گزو دانش آموز شد هر دیار
زهی اوستاد سخن آفرین — نگارش بود رشک ارژنگ چین
بهر رنگ هستور رنگ آمدست — کجا زهر وندانش سنگ آمدست
به اختر اگر سے خرد چرخ پیر — بسر مایه اش دشت ناکرده گیر
چو شاگرد شد شهریار دکن — یکی چشم بکشا بکار دکن
که از خانه پروردگان بدکنش — کشاده زبان از در سرزنش
که این تا چه شاه است و استاد شاه — اگرچند باشند با فر و جاه
در آن آتش رشک میسوختند — دهان دریده نه میدوختند
بصد گرنه زی دیده ها دوختن — یکی آتش فتنه افروختن
چو یکچند زینگونه شد روزگار — برآمد ازان روسیاهان دمار
در آمد به بخشایش بی نیاز — نیایش کنان سر کش سرفراز
همه صرکشان تا خمید ند سر — ستایش کنان دست بر سینه بر

ز نا گفتنیها یکسو شدند — بنا دانی خویش خشنود شدند

از آن لیک مشتی فرومایگان — پدر بر پدر خوار و کم پایگان

ز بد دست هر چند برداشتند — نهانی از ین دیو برگاشتند

دم عیسوی را شمار ند باد — دل مردهٔ خویش و از ند باد

ازین روست کز سیلی روزگار — فتادند در پنجهٔ گیرودار

بزرگی و بد هر کرا کرد گار — نکوهندهٔ او بود خوار و زار

چه خوش گفت آموزگار این سخن — بجای بزرگان و لیری مکن

بزرگی سراسر بود دادِ او — هم او دارد آباد و برباد او

زهے داغ چرخ برین جایگاه — دلِ ماه تابان تهِ پایِ او

بهترا ے آوازهٔ کوس او — مهین چرخ باشد زمین بوس او

بدان از در فرهی رانده اند — بسا کز برگنبد افشانده اند

به بدگفتن چند بدگوهران — کجا بد شود نامِ نامآوران

ستایش گه از بود همچنان — که سنگ پاک گردد نه از گفتگوران

نه سنگ را توان گفت انبار شیر — که قالین نبافند از پشم گیر

به تندر نماناست بانگ جرس — چه خفته چه بیدار گیر مگس

چه ماند به آذرگشسپ اخگری — خر لنگ و شبدیز چالشگری

یکی بی هنر کودکِ خردسال — چه داند که اُستاد دیده جهان

که باشند کدام ست و آن مرد کیست | چه دارد هنر پایگاهش ز چیست
شگفتی نباشد بغوغای سگ | دلیران ما را نجنبید رگ
که ما شیر مردان یزدان پرست | بخون پلیدان نشوئیم دست
نوازیدن کهتران خوی ما | چو گلها شگفته بود روی ما
بما هر چه آید همانا ز ماست | مبادا سر ما بدانند پاست
چه خوش گفت فردوسی راستین | خداوند دانش خدای سخن
سر نامور ایان برافراشتن | وز ایشان امید بهی داشتن
سر رشتهٔ خویش گم کردن ست | بجیب اندرون مار پروردن ست
درختی که تلخ ست و را سرشت | گرش در نشانی بباغ بهشت
ور از جوی خلدش بهنگام آب | بیخ انگبین ریزی و شهد ناب
سرانجام گوهر بکار آورد | همان میوهٔ تلخ بار آورد
بعنبر فروشان اگر بگذری | شود جامهٔ تو همه عنبری
وگر تو شوی تر دامنت گه گه | از و جز سیاهی نیابی دگر
ز بد گوهران بد نباشد عجب | نشاید ستردن سیاهی ز شب
بناپاک زاده مدارید امید | که زنگی بشستن نگردد سفید
ز بد اصل چشم بهی داشتن | بود خاک در دیده انباشتن
به ایزد کنون خاکساری کنم | سرانجام از و خاستگاری کنم

خدایا بنکوئی دهاداورا — پناهنده دهشترایاورا
سرانجام بهبه باداین نامه را — مباداانکوهش بود خامه را
دهد ماه را داغ مهتاب داغ — خوش آینده گردد چو زین ایاغ
نگارندهٔ گونه گونه نگار — بود تا بود مهر و مه برقرار
بنام آوری و زبان آوری — ببرزگیهان پئی داوری
جهان داورا مرستایش سزاست — که بند گران راکشایش سزاست
مرا پاک کردی ز ناخواندگی — توانا نمودی ز وا ماندگی
به هیچ رگیها نیایش کنم — بهنگام شادی ستایش کنم
همیدون که خشت ست بالین من — ز خار و ز خاشاک قالین من
خرد را سوی تیرگی راه شد — ازین واز آن دست کوتاه شد
پریشان دماغ و پراگنده دل — فرومانده یکباره پایم بگل
دریغ این بروبازوی حیدری — دریغا دریغا ز والاسری
کجا آن همه ناز و آزادگی — خداوندی و مرزبان دادگی
اگر خود ظهوری بباشم چه سود — هم اورا بگویند بود انچه بود
پریشان گهرها نیارست سفت — مگر انچه استاد دیرینه گفت
سخن گفتن و بکر جان سفتن است — نه هرکس سزای سخن گفتن است
نگهدار آهنگ سید جلال — خدایت تو یارست چندین منال

ز انجامش سال وسال شمار		شمردم باندیشہ روزگار	
سر انجام نامہ درین سال بد		مہ چاردہ چند ہر ہفت شد	
		سنہ ۱۳۰۹ ہجری	

تقریظ از نتیجۂ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب متخلص بہ (شرف) از عمایدریاست جاورہ شاگرد حضرت داغ مدظلہم

یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

اِسوقت مین اپنے نامی گرامی اُستاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا چاہتا ہون ۔ میرا پہلا فرض یہہ ہوگا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب کہکر اپنا اطمینان نہ کرون بلکہ ایک ایسی تصویر کھینچون جو اپنا ظاہری اور باطنی جوبن ایک ہی جلوے مین دکھادے ۔

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے ۔ اِسکی ہر عالیشان ۔ اِسکی شاندار الماریونکا سجا ہوا قیمتی سامان ۔ درد ۔ عشق ۔ سوز ۔ عبرت ۔ معاملہ ۔ زبان اور اسکے بے انتہا سڈول سانچے ۔ غزل ۔ قطعہ ۔ رباعی ۔ مسدس وغیرہ دِل پر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہین ۔ اونچی اونچی میزون کے اچھے اچھے سامان اسلئے مکلف غلافون سے ڈھک دیئے گئے ہین کہ اُنکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑہانے دے ۔ الماریون کے دروازے کہولکر دیکہیئے ؎

گہٹا مین برق جو چمکی تو یاد آئی اُسکی ادا کسیکی وہ پردہ اُٹہلکے آنے کی

تو ہر شی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کہینچے لیتی ہے اور دیکہنے والی کی آنکہہ کا یہہ نقشہ ہے کہ اُسی حد مین ایک عرصہ تک چکر کہانے مین

دریا کا بہنور بنجاتی ہے شرف ؎

پہرا کرتی ہین حلقہ مین شب و روز مری آنکہین مسافر ہین وطن مین

لیکن ابتک یہہ امر تنقیح طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح نہین ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلیئے دوبارہ مین مہتاب داغ کو کسی اولی العظم بادشاہ کی سیر کا خوشنما گلدستہ قرار دیتا ہون اور یہہ کہنے کی قدرت رکہتا ہون کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہین جو اس مین نہو اور نہ کوئی ہنسنے والا پہول ایسا جو اِس سے باہر ہو حقیقت مین ہر پہول کی قدر اُسی مالی کو ہے جسنے اِسے تیار کیا یا اُس دولہا کو جسکے لئے تیار کیا گیا مصرع ہے ؎ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری مگر مین جسقدر خیال کرتا ہون تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانکین تصنیف اپنے دلچسپ مضمون دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد مین مجہہ سے وہ لفظ مانگتی ہے جو میرے پاس موجود نہین اور نہ شاید آیندہ مین مہیا کر سکون الغرض اِس امر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان مین آجتک کسی کتاب

کوایسا فروغ نہوا سچ ہے ! سچ ہے !! سچ ہے !!!

الحمد للہ کہ یہہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشون سے آجکل زیر طبع ہے اور عنقریب ہمارے گلون کی حمائل بننے والا ہے آخر مین بارگاہِ صمدی مین یہہ دعا ہے کہ اِس یگانۂ روزگار کو عُمرِ خضر عطا فرماے اور تھوڑے ہی زمانہ مین ہم پھر سنین کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتھا دیوان جلوہ آرا جہان ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ ۵ ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل مجمع علوم معقول و منقول منبع فروع و اصول ماہر ہر فن مولوی منشی ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب شیفتہ بھگوانپوری مظفرپوری ضلع ترہت

جہان مثلِ زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت التیام ہے جو منتخب ولاجواب لاکلام ہے سبحان اللہ دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بے نظیر ہر ایک غزل دلپذیر ہر قطعہ خوش قطع گویا زبانِ ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چست عبارت صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد ندارد ۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہین نعرۂ عاشقانہ ہے۔
کہین شید مستانہ ہے کہین آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
کہین غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈھنگ ہے۔ کہین میر تقی میر زا
و میر درد کا انداز کہین مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
ہر فرد بشر قطعۂ زمین پر مسرور ہے اس ہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
ہر مصرع بادۂ سخن کی ایک بوتل ہے جسنے ایک جام پیا وہین مست بیخود
ہوا جو اس سے محروم پھرا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
یہہ اُس شاعر عالی شان بلیغ البیان حضرت **داغ** دہلوی کا کلام بلاغت نظام
ہے جسکی اطراف عالم مین دھوم دھام ہے آج کون ہے جو آپ کے کمالات
شاعری سے واقف نہین اور سوسن وار ہزار زبان سے آپ کے فصاحت و بلاغت
کا واصف نہین حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعر و سخن رہا ہوا
بفضلہ اس فن مین ید طولی حاصل کیا کبھی فکر شعر و سخن مین دقت نہ پڑی
ادہر احباب کی باتون پر کان اُدہر مضمون رنگین کا دہیان ادہر باتون کا جواب
اُدہر شعر لاجواب غرض دیوان اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چھپکر
ہدیۂ ناظرین ہوا اب یہہ تیسرا **دیوان** ہے فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ جسکا زیب عنوان
ہے کہان ہین مشتاقان زلیخا نگاہ ادہر تشریف لائین عزیز مصر شاعری کی
گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شش جہت مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے اس

نویسے ہر اہل دل خرسند ہے المختصر اس شاہد ہوش رُبا کی تعریف خداوندان
سخن سے محال ہے مجھ ایسی کج مج زبانون کی تو کیا مجال ہے سچ ہے کہان
حضرت **داغ** کی آتش زبانی کہان شیفتۂ دلخستہ کی آشفتہ بیانی لہذا اب
مین قطع کلام کرتا ہون اور اس قطعۂ تاریخ پر اختتام۔

تقریظ نتیجۂ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز سکندپوری نائب صوبہ دار صوبۂ شمالی ممالک محروسہ سرکار عالی گورنمنٹ نظام کن

زہر سو خور در گوشِ من آواز — کہ داغ از نغمۂ نو گشت دمساز
بحرفے دفتر معنی کشادہ — فصاحت را صلائے عام دادہ
چو این مژدہ زہر سو در شنفتم — چو گل در گلشن معنی شگفتم
بدل گفتم بلے او نکتہ سازیست — کزو در طبع معنی نیز رازیست
از و با شد مضامین را بلندی — وزو قدرِ سخن را ارجمندی
غزل را از سرِ نو تازگی داد — فصاحت را بلند آوازگی داد
ز طرزِ دیگران تا دل بپرداخت — سخن را از نوی سامان نو ساخت
ز طرزِ نو کہ آراید سخن را — نیارا ید کسے روے چمن را
گہہ از نکتہ اش ہنگامِ دیدن — سپند آسا کند شوقِ طپیدن
سلاست گوہر آمائی بیانش — فصاحت نکتہ پیرائی زبانش

حلاوت از مضامینش عسل جوشن — صفائی از کلامش مه در آغوش

بهار آئینه دار گلشن او — تجلی محو راز روشن او

حدیث هجر معشوق ارنگارد — بزاهد حرف او شمشیر بارد

ز بیتابی چو میگردد سخن ساز — کند از شرم رنگ برق پرواز

اگر از یاس گردد نکته پرداز — در آید شکل نومیدی بپرواز

ز وصل یار چون گردد سخن ساز — پری آید بپیشش جلوه پرداز

ز راز عشق چون لب را کشوده — کلامش عشوه شاهد نموده

غلط گفتم بمشوقان طناز — بیاموزد بیانش عشوه و ناز

نزاکت از کلامش تا دمیده — عرق سان رنگ وی گل چکیده

ز عشق و عاشقی افسانه دارد — همه تقریر مشتاقانه دارد

وے کو بے خبر از عشق بازیست — ز حرف او بدلها سحر سازیست

بعشاق از بیانش بیقراری — بزهاد از کلامش دلفگاری

همانا عشق زائد از بیانش — تو گوئی درد خیزد از زبانش

کلامش چون ز داغ آتش فشانست — پسند خاطر گل پیکران ست

کجا عاجز که فکر ناقص او — بگردد از کمالاتش سخنگو

نه پنداری که این معنی طرازیست — بلے در پیش تو افسانه سازیست

نباشد تا بدل داغی چو مهتاب — نیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بر دعا انجام تقریظ
بدو شاید گرفت جام تقریظ

بگردون تا بود مهتاب روشن
بود اسرار پاکت لمعہ افگن

نماند در جہان تا داغ مہتاب
نماند چشمۂ فیضت پُر از آب

تقریظ از نتیجۂ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خانصاحب متخلص بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شب ہجوم یاس مین بیٹھا تہا مین
چھا گئی غفلت سی مجھپر ناگہان

مینے دیکھا جسطرف بہر کر نظر
ہو گئی ہر چیز آنکھون سے نہان

رنج و غم کی روے چرخ پیر پر
چار سو چھائی ہوئی تہین بدلیان

عالم ہو ہر طرف آیا نظر
گہر ہی کیا سنسان تہا سارا جہان

شب تہی یا قہر خداوند قدیر
رات ہی وہ یا بلائے ناگہان

مین تہا اور میرا دل ناشاد تہا
اور درد و غم تہے انہین مہمان

خرمن ہستی مین لگجاتی تہی آگ
جب چمکتی تہین فلک پر بجلیان

میرا اعنقا جلانے کے لئے
آگ برسانے لگا تہا آسمان

دیکھکر عالم شب تاریک کا
رک گئی تہی خوف سے عمر روان

تہا اندھیرا گھپ کچھ ایسا دہر مین
رہگئین آنکھون مین چھپ کر پتلیان

چلتے چلتے تھم گئی باد صبا
بہتے بہتے رک گئی تہین ندیان

رک گئے تھے دور سے لبل و نہار
تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان

اڑ گئے تھے دل سے میرے دفعتہ
صبر و ہوش و طاقت و تاب و توان

کیا کہون طبع حزین کا حال زار
کیا سناؤن درد دل کی داستان

بڑھ گئی تھی ناتوانی اسقدر
کر نہین سکتا تھا مین آہ و فغان

شور برپا تھا تن مجروح مین
دل سے آتی تھی صدائے الامان

بستر غم پر پڑا تھا مین ملول
دل شکستہ خستہ خاطر نیمجان

تھا غم و اندوہ کا مجھپر ہجوم
اور مین ناچار بیکس ناتوان

ناگہان آہٹ سی آئی کان مین
آتے دیکھا اپنی جانب اک جوان

مینے دی تعظیم پوچھا اُسکا نام
بولا وہ مین ہون خیال شاعران

اسلئے آیا ہون تیرے پاس آج
کان رکھکر سُن ذرا میرا بیان

حضرت **داغ** سخنور نکتہ دان
جنکا سلطان دکن دام اقبالہ ہے قدردان

تیسرا دیوان اُنکا چھپ گیا
اور طاری تجھپہ ہے خواب گران

کیا نہین کچھہ تجھپہ اُستادی کا حق
پوچھنے آیا ہون یہ تجھسے یہان

ہے اگر کچھہ پاس شاگردی تجھے
چاہیئے اسوقت تو ہو مدح خوان

سُنتے ہی اس مژدۂ جان بخش کو
کھل گئی میری طبیعت غنچہ سان

ہوگئے کافور سارے درد و غم
ہوگیا آنکھون سے وہ عالم نہان

گدگدی سی دل مین کچھہ ہونے لگی
سینے مین کرنے لگا دل شوخیان

خاطرِ افسردہ مین آئی بہار — طبعِ رنگین نے دکھائین تیزیان
پھر اُٹھایا مینے کلکِ دُرفشان — یون ہوا تعریف مین رطبُ اللسان
خلق کہتی ہے تجھے معجز بیان — تو ہے بیشک بلبلِ ہندوستان
تجھکو کہیے انتخابِ روزگار — تجھکو کہیے رونقِ بزمِ جہان
تجھکو کہیے شمعِ بزمِ کائنات — تجھکو کہیے تاجِ فرقِ شاعران
تجھکو معشوقون کا کہیے دلنشین — تجھکو کہیے سرگروہِ عاشقان
ذہن ہے یا شاہدِ گل پیرہن — ہے طبیعت یا بہارِ بوستان
ذات تیری ہے مجسّم لطف و خلق — مہر پرور مہر گستر مہربان
نام لیتے ہین ترا تعظیم سے — اہلِ فن اہلِ سخن اہلِ زبان
جانتے ہین تجھکو اپنا پیشوا — اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بیان
آج تجھسا شاعرون مین کون ہے — نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان
تجھسے خالق نے کہان پیدا کیے — تیز فہم و تیز طبع و تر زبان
سنتے ہی جی اُٹھتے ہین ترا کلام — نیم بسمل نیم کشتہ نیم جان
شاعران دہر کہتے ہین تجھے — خوش مزاج و خوش زبان و خوش بیان
لاکھ چکر کھائین یہہ لیل و نہار — گردشین لاکھون کرے یہہ آسمان
دوسرا پیدا ہو تجھسا دہر مین — یہہ توقع اب زمانے سے کہان
تجھسے خوش اخلاق ہین اب نا پدید — تجھسے خوش اوصاف دنیا مین کہان

مین سمجھتا ہون تجھے جان سخن	تو ہے فن شعر کی روح رواں
جب سنے تیرے مضامین گرم گرم	سوزنی کے دلسے ہی اُٹھے دھوان
زلف و رخ کے تو نے جب مضمون لکھے	سنبل و گل کی اُڑائین دھجیان
جب سنی تیری زبان سے اپنی مدح	اور بل کرنے لگی زلف بتان
شاعرون نے جب سنی تیری غزل	رہگئی انگشت حیرت در دہان
آجکل ایسی زبان کس کو ملی	ایسا پایا ہے کسینے کب بیان
کچھہ اکیلا مدح خوان مین ہی نہین	اک زمانہ ہے مرا ہمداستان
عرشی و فرشی ترے مداح ہین	تجھپہ نازان ہین زمین و آسمان
تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال	ہو ترا بدخواہ مطعون جہان
تیری ہر آفت ترے اعدا کے سر	ہر بلا تیری نصیب دشمنان
تیرے اعدا کو ترے ہاتھ کے	کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان
تیرا حافظ ہے خداوند دو سیر	تیرا حامی ہے شفیع عاصیان
کیا کرے تعریف فیروز حزین	کیا کہے آگے زبان بے زبان
طبع دیوان کی جنہ جسدم سنی	جوش مین آئی مری طبع روان
عیسوی ہجری یہہ دو مصرع ہین	ذہن مین اسطرح آئے ناگہان
ماہتاب داغ ہے رنگین چمن	ہے کلام داغ ماہ آسمان
۹۲ ۱۸ ع	۹ ۰ ۱۳ ھ

تقریظ از نتایج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

شہرت ہوئی جہان مین مہتاب داغ کی	گہر گہرہے روشنی اسی روشن چراغ کی

اللہ جلشانہٗ کی حمد کا تبرکا لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تیمناً تحریر کرنا اسیقدر بس ہے کہ اُنہون نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل واصحاب رحمت اللہ علیہم اجمعین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان

حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اسکی تقریظ لکھنے کا ارمان۔ اور مجھسا کس مپرس وہیچمدان۔ یہہ ہی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہین سخن آرائیکا خیال ہے۔ واقعی ہر کس بقدر خویش ہمت دارد۔ کی مثال میرے حسب حال ہے ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اسکو بھی لڑکون کا کھیل سمجھا ہے۔ دو حرف لکھنے پڑھنے کیا آگئے ہین۔ کہ زمین و آسمان سر پر اُٹھالیا ہے ؎ دون کی لے رہے ہین یا دون مین ہم بھی ہین بانچون سوارون مین ہے دراصل مطلب کچھہ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہہ ایک نیا طور ہے۔ کہ اس نامور تصنیف کے ساتھہ اپنی تقریظ لگادی۔ منت کے پیرایہ مین اپنی فضیلت جتادی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہوکر

سارے جہان مین اشاعت پائی۔ ہلدی لگی نہ پھٹکری مفت کی شہرت ہمارے حصے
مین آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہین۔ اگرچہ الف کے نام
بے نہین جانتے اور مطلق جاہل ہین۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے
سمجھانے سے سمجھ مین آگئی ہے ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تھا۔ کیونکہ اک مدت کا
پوشیدہ اسرار تھا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزارہا تقریظین دیکھنے کا
اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھ مین آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بھی دلمین
کبھی نہ گذرا ہوگا۔ یہہ ہمین ہین جو ایسی باتین مفت مین بتا دیتے ہین۔ کوئی
مانے یا نمانے مفت کا احسان جتا دیتے ہین۔ کیون نہ کہیگا کیسا سچا ڈھکوسلا
بنایا ہے۔ اور تقریظ لکھنے کا منشا کیا صاف صاف سمجھایا ہے۔ ورنہ آپ غور
فرمائیے کہ اس لاجواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے۔ جسکے مصنف
کو تمام دنیا نے استاد مان رکھا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ افسوس
کوئی ایسا سخنور ہندوستان مین کیا تمام جہان مین نہین کہ جو حضرت داغ
کو نہ جانتا ہو۔ ایسا کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک مین نہین ہے۔
جو انکو استاد نہ مانتا ہو۔ چار دانگ عالم نظم مین کوس لمن الملک
کا ڈنکا بجایا ہے۔ اور اپنے لاجواب کلام سے ملک الشعرا ہونیکا سکہ جمایا
ہے۔ بڑے بڑے رئیسان باوقار کے یہہ فن شاعری مین مشیر ہین۔
یون سمجھہ لیجیے کہ انکے قلمرو سخن کے یہی وزیر ہین۔ عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہین یہہ وزیر ہین کہین یہہ پادشاہ ہین - کیا تماشا ہے کہ آپ
کسی جگہہ پناہِ سخن اور کسی جگہہ سخن پناہ ہین - کشورستانِ سخن کا کلی و جزئی
انتظام اِنکے ہات ہے - اِنکے نزدیک کسیکو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات
ہے - اِنکی طبیعت کی روانی سے بحرِ سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے
سے بڑا دریا پانی پانی ہے - زورقِ کلام کے یہہ خدا نہ سہی مگر ناخداے صفر ہین
کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دیتے ہین دور دور مشہور ہین - قطرے کو دریا بنا دینا
اِنکے اِعجاز بیانی کے آگے ایک اَدنیٰ بات ہے - اِسکو اگر آپ باعتبار اِنکے
رسول نہونے کے معجزہ نہ کہین باز ہم کرامات ہے - اِسمین دلیل کی کچھہ حاجت
نہین - کیونکہ کشورِ معانی مین اِنکے سوا کوئی صاحبِ ولایت نہین - اِنکے بنانے
اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو اَدنیٰ بنایا ہے
اللہ رے اعجاز زبان دانی کہ نظم مین اور یہہ سلیس بیانی - جو محاورے روزمرہ
اُنکی نظم مین موجود ہین دوسرون کی مختصر سے مختصر نثر مین مفقود ہین -
اور کیونکر نہون - یہہ زبان کوئی کہان سے لائے - ہیکڑی سے کسطرح کوئی
اہل زبان بنجاے - آخر یہہ دِلی کی زبان ہے جہانکا ہر شخص جادو بیان ہے
یہہ بول چال کچھہ ہنسی کھیل نہین - جو یونہین آجائے - یا سُنی سُنائی دو چار
باتین یاد کرنے سے کام نکل آے - اِسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے - یون
آدھا تیتر آدھا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے - جناب مصنف نے اِسی

دیوان ہین کیا خوب فرمایا ہے۔ گویا واقعی بات کا نقشہ کہینچا ہے۔ ؎

نہین کہیل اے داغ یار و سے کہدو	کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجھہ مین زیادہ لکہنے کی طاقت نہین۔ لمبی چوڑی عبارت لکہنے کی لیاقت نہین۔ اِسلئے یہہ چند سطرین لکہکر مُصنف مدظلہ العالی کی خدمت مین پیش کی ہین۔ توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہین۔ اگر یہہ نذر قبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو۔ رب العالمین مصنف مدظلہ العالی کو با دولت و اقبال و عمر طبعی قایم و دایم تا روز قیامت رکہے۔ آمین ثم آمین فقط

تقریظ نتیجۂ افکار پُر بہار جناب سید شبیہ حسین صاحب متخلص بہ نسیم بہت پوری شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گو مہِ چرخ بہی ہنگامِ کمال اچہا ہے
میرے مہتاب کا اُس سے بہی جمال اچہا ہے

خداوندا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اِسوقت ہم اپنی مشتاق آنکہون سے اُس چیز کو دیکہہ رہے ہین جسکے شوقِ دید مین ہر شخص کا دِل آنکہون سے تقاضے پر تقاضا کر رہا تہا۔ اور آنکہین بڑی آرزو کے ساتہہ کانون کی مستحسین کرتی تہین۔ وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب! نیا مہتاب!! بالکل نیا!!! بہت چمکدار نہایت ہی روشن۔ وہ مہتاب نہین جسکی روشنی کُل دفعہ سخ تک پہنچتی ہی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بہ ابن مقنع نے چاہ نخشب سے نکالا تہا۔ وہ ماہتاب نہیں جو آفتاب سے کسب ضیا کرتا ہے۔ وہ مہتاب نہیں جسکے چہرے پر سیاہ سیاہ بدنما دہبے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ماہتاب نہیں جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہٹتا اور بڑہتا رہتا ہے۔ بلکہ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعیں کسی حسین حسین معشوق کے شہرۂ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک پہنچنے والی ہیں۔ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی دلفریبی کسی یوسف ثانی کے چہرے کیطرح داغ عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے۔ یہہ وہ مہتاب ہے جسکا حسن دلکش حسینوں کے جوبن کیطرح ناپایدار و غیر استوار نہیں ہے۔ یہہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکہوں کو نور دل کو سرور بخشتا ہے۔

اِس پُرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکہوں ہی تک پہنچ سکتی ہے۔ مگر اِس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکہتے ہی دیکہتے حواس باطنی کی آنکہیں کہلجاتی ہیں۔ دماغ روشن ہوجاتا ہے۔ اِسکی روشنی کی نسبت کبہی یہہ خیال ہو نہیں سکتا کہ خدانخواستہ یہہ ماندگی یا اِسکے سامنے کبہی کسیکو فروغ ہوگا۔

یہہ ہمارے اُستاد مقرب الخاقان اُستاذ السلطان کلیل ہندوستان عالیجناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے۔ وہ داغ جسکی

استادی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین - وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے
بیٹھے ہوئے ہین - وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لوہا استادہ حال مان چکے ہین
وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے - جنکی زبان دانی - سحر بیانی
معاملہ بندی - مضمون آفرینی - نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے
اور جنکی خداداد طبیعت سے وہ - شوخ - چلبلے - اور نئے نئے مضمون اشعار
کا دلفریب جامہ پہنے ہوے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیاری
کے ساتھہ دیکھنے والے دل نکڑ کر بیٹھہ گئے - معاملہ کی باتون کا ایک لکش
ادا کے ساتھہ ہو بہو نقشہ کھینچ دینا - اور محاورات کا بلا تصنع اس خوبصورتی
کے ساتھہ باندہ جانا - یہہ سب باتین کہین آپ نے اور کہی کسیکے کلام مین
دیکھی ہین - سچ کہیئے گا آپکو خدا کی قسم - حضرت داغ کا یہہ تیسرا دیوان
ہے - نہین وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابھی ابھی اُنکے پاس
نازل ہوا ہے - اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا مین پہیلے گا -
اِسکے پیارے پیارے جادو بھرے الفاظ - اور دل مین چُبھتے ہوئے فقرے
کلیجے مین چٹکیان لیتے ہوے چلے - اِسکی شستہ زبان اُردوے معلّی
کی جان ہے - اِسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائین مژگان یار سے تیز - اور
ہر شعر کے تیور ابروے دلدار سے زیادہ دل آویز ہین - سُبحان اللہ سبحان اللہ
بس نسیم بس کہانتک آفتاب کو گز سے ناپے گا - اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہین۔ اُنکی تعریف کا دعوی کرنا چھوٹا مُنہہ بڑی بات کا مصداق بنّا ہے۔ زمانہ مین وہ کون ہے جو اُنکی شاعری پر ایمان لائے ہُوے نہین ہے۔ خدا میرے شفیق استاد کو سب شاگردون کے سر پر تا دیر گاہ سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین۔

تقریظ از نتیجۂ ناثر عدیم المثال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نگہت تخلص سہسوانی

حمد و ثنا براسم حکیمی زیباست کہ بذاتِ خود در جملہ صفات از مثل و مثال مبراست۔ انسان را مُظہر مَظہر خویش ساخت و بخلعت گرانبہائے اشرف المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جداگانہ بخشید و لفظ را مجاورِ درگاہِ معنی گردانید چون شاہدِ سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق گش خرامی داد و کلاہ چار ترکی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر سرش نہاد۔ تا کہ ہر خیال بوضع خویش بمعاملہ آرائد و بشایستگی و بایستگی تکلم نماید ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدیل است و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعۂ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزادِ او ذو ذنبِ عقل سوز مطلع دولختش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعتِ مدورش گنبدِ گردان بنات النعش یک قطعۂ مختصر از قصیدۂ کہکشان ہست

وضعت تحتانی و فوقانی او زمین و آسمان ست ۔ اگر شرح سبع او را کواکب
برنگارند بہ یکدست و بہ یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند ۔ غزل مؤلف
الاوضاع خلقت معنی پیچیدہ دارد کہ کس حاصل مطلب او را نگاشت و نہ نگارد
رباعی اسطقسات چار اطراف از اختراعش و فرد روح افراد عالم از ابداعش
مخمس حواس خمسہ کرشمۂ قدرت بالغہ او و مربع عناصر اربع جلوۂ صنعت کاملہ او
مثلث موالید ثلثہ و مسدس شش جہت یک نکتہ از کتاب حکمتش و ہر چہ در
صفحۂ عالم نوشتند و نویسند گواہ الوہیتش سبع او ہفت دوزخ و ثمن ثمانیہ
بہشت ست معشر او عقول عشرہ نام دارد ۔ و تسعۂ او کہ فلک نہم ست
چگونہ کسے حالش در احصا را نحصار آرد از ہیبت جلالش قلم در دست کاتب
چون انگشت ششم بیکار و دوات از فرط حیرت دہن کشادہ و سکتہ در کنار
جل شانہ و عم نوالہ ازانجا کہ خداوند عز اسمہ پیغمبر ما را کہ ختم الانبیاست
بہ ثنائے مکرم ستود و پیغمبر علیہ السلام اصحاب کبار را بہ محمدت بزرگ
اعزاز فرمود اصحاب بمناقب ثاقب آل اطہار دل بستند و بندرۂ کمال
اخلاص و اختصاص نشستند بندۂ ناچیز بالتخصیص ہمچو من بے علم چہ کائنات
دارد کہ در نعت و منقبت و محمدت حرفی از لفظے برنگارد مگر اینکہ بدعای شیرین
صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم ترزبان شود و مقبول بارگاہ ایزد سبحان
و مورد رحمت ممدوح انس و جان کلک کوتاہ و عمر ناظرین و سامعین دراز باد

و درازی برطرز دیگر کرشمه سنج پرداز که سومین دیوان اوج سپهر نکته دانی موج
بحر خوش بیانی مصباح کاشانهٔ فصاحت مفتاح خزینهٔ بلاغت سباح دامای سلاست
وسیاح صحرای متانت مستجاب دعای کلام نمکین وخدا داد دولت مذاق شیرین
نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم سخنوری صاحب
طبع سلیم وسلیقهٔ مستقیم دانای حسن وقبح صحیح وسقیم درة التاج سخن پیوندان
زمانه طره دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
صاحب **داغ** که در اقران امتیاز تمام ست و در امثال مقدم نشرش رونق بازار
نثره شکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته غزلش مرتع غزالان معنی
پنداشتن مضمون زبون ست و بیت او را بیت العروس انگاشتن نامزدن
زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخواهد و پیش لمعانی نقاطش مهر چون ماه
شب پانزده مے کاهد شور ملاحت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
نباتی شکر فریفته ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فنا در جوش و رنگینی
خاطرش هزاران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا دلپذیر ست و
مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بدلفریبی
مجنون غزالان شیفته کلام شیرین قدم همت برگاشت خاطرم حیران ست و
طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سرایم - واز عهدهٔ تحسینش بچه
حیله برآیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خارست اگر پرستان نگارم البته

متاع پردازست هر صفحه اش بر روے مخطط خوبان حرفے زند و هر جدولش بر لف
نکویان خطے کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و هر مضمون شوخ
بسان چلیپله محبوب آفت جان خریطهٔ جواهر نگارم یا سبد گلهاے تر ذخیرهٔ
معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنهائی عبارت ازین ست باقی
افسانه چنان وچنین اے آه چه میگویم وچه بے راه مے پویم عجب انسانم
نه میدانم که این بزم سیه چردگان هندی نژادست که از دست شان جیش
هر واحد فتنه محشر در فریاد آرے دیوان بزم ست و معشوق اُردو اشعار ند
که بشیوهٔ دلبری زنجیر پای انظار ند هر مصرع رشک قامت محبوبان و هر
غیرت ابروے خوبان هر مطلع مرهم سینه مجروح و هر مقطع سبب راحت روح
هر تشبیه صورت نماے تصویر سایه دار و هر کنایه ساقی شیشه در کنار هر اشاره
از چشمک خوش نگاهان باج خواه نشست و برخاست هر لفظ سبحان الله واه واه
هر ترکیب چون موزونی اعضاے معشوقان نازک اندام دلفریب و هر اداش مثل غمزهٔ
دلبران شوخ و شنگ غارتگر شکیب واقعی این دیوان عجیب ست اگر راست
پرسی غریب ست جوش فکر مضامین آفرین بر آنست که تار گفتار منقطع نگردد
و مشکی قلم جفت کرده قدم از راه خویش بر نگردد تا که از چار سو شعشعه شاباش
و تحسین و لمعهٔ احسنت و آفرین بر سرم تابد و ذره ام توانائی مهر نیمروز یابد
لیکن ع ما در چه خیالیم و فلک در چه خیال ؛ حکم دل چنین ست خیر اندیشیست

زیادہ ازین مخروش و خود را بدست کور فہمان مفروش مبادا سخن راست دروغ
انگارند و امر واقعی را بر مبالغہ محمول سازند و روی گریہ آلود کس خندہ بلب
دوزد وجان ناتوان از آتش غم سوزد ای وای چہ کنم و چہ سازم بقول حضرت
قدر قدرت سلیم مغفور مرحوم ؎ کار با دل فتادہ است مرا ۔ سخت مشکل فتادہ است مرا
ناچار سخن خیر پادمے گویم و طرف کوچۂ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف نمکین
مے گویم و داد مزہ دارے جویم اگر کسے دست خریداری این آبادر آستین
دارد باکشد من و ایمان من کہ تلخکامی حسرت او را نکشد قاضی الحاجات مجیب
الدعوات این طفل نوپا آمدہ را بعین طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از
حوادث زمانہ محفوظ دارد بحرمۃ محمد صلعم و آلہ الامجاد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کثیرا کثیرا

تاریخہای دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

قطعہ تاریخ از نتائج فکر بلند جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ تخلص تلمیذ
جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

شوخی ہے خداداد خیالات اچھوتے	مضمون نرالے ہین مزا اور ہی کچھہ ہے
تاریخ کا انعام ملے آہ کواے داغ	دیوان نہین نام خدا اور ہی کچھہ ہے
	۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہے عجب محبوب بانکا داغ کا دلکش کلام	حسن ہین آن آنکھ مین جادو نگہ مین شرم ہے
شوخ مصرع جلیلے الفاظ بول اُٹھتے ہین آہ	سُو مین دیوان اک معشوق گرما گرم ہے

قطع تاریخ از نتیجۂ فکر اضعف العباد محمد ابو الحمید آزاد متخلص وکیل ہائیکوٹ گورنمنٹ سرکار نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ کمترین تلمیذان بلبل ہندوستان سرآمد شاعران استاد السلطان وکن جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مظلہ العالی

میرے استاد کا جواب نہین	فخر ہندوستان ہے کیا کہنا
ماہتاب سپہر علم و ہنر	آفتاب جہان ہے کیا کہنا
رشک سحبان و غیرت حسان	سرور شاعران ہے کیا کہنا
اُسپہ قربان ہے بلاغت آج	اُسپہ صدقے زبان ہے کیا کہنا
زود گو شوخ طبع عالی فکر	خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا
ناطق کہتا ہے ہم بھی کہتے ہین	بے نظیر زمان ہے کیا کہنا
ختم اُسپہ ہوئی سخن گوئی	نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا
اُس سے سرسبز ہے ریاض سخن	اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا
ملک در ملک جا بجا چرچا	داستان داستان ہے کیا کہنا
ہوگیا طبع تیرا دیوان	یہہ نیا ارمغان ہے کیا کہنا
ہین نئے سب سے اس چمن کے پھول	یہہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

کہدے آزاد مصرع تاریخ		داغ معجز بیان ہے کیا کہنا سنہ ۱۳۱۰ امیر

قطع تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مینائی لکھنوی استاد نواب خلد آشیان

شایع از ملک دکن شد سخن تازہ داغ		گویا ماہ ز اقلیم سخن طالع شد
مصرع سالش امیر آمدہ از ہاتف غیب		ماہتابے نوے از طرف دکن طالع شد سنہ ۱۳۱۰ امیر
	ایضاً	
ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے		نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے
تاریخ اگر نکالنی ہو تم سے امیر		شاعر نکالیں حوصلے مہتاب داغ سے سنہ ۱۳۰۹ امیر

قطع تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے		اثر آسمان سخن کا ہے دیوان
یہہ مصرع بھی ہالے کی صورت رہیگا		قمر آسمان سخن کا ہے دیوان سنہ ۱۳۰۹

قطع تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شیرین گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

ہے یہہ مہتاب داغ کی شہرت — کہ زمیں سے ہے آسمان تک شور
مصرع سال اشک نے یہہ کہا — شاعر اب ہیں اسی قمر کی چکور
۱۳۰۹ھ

قطع تاریخ از نتیجۂ فکر گہربار جناب سید محمد حسن صبا احقر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

شکر ایزد را کہ داغ نامور — یافت از دیوان سوم چون فراغ
بوے گلہاے مضامینش رسید — طبلۂ عطار شد ہر یک دماغ
اے زہے رنگینیٔ فکر نفیس — خجلت و غیرت دہ گلہاے باغ
بادۂ الفت دلم را کرد پر — از زمانے بود خالی این ایاغ
این کتاب بے مثال و بے نظیر — ہست بزم شعر را روشن چراغ
سال طبعش احقر از ہاتف شنید — نو نہال زندگی دیوان داغ
۱۳۰۹ھ

ولہ

واہ کیا دیوان چھپا استاد کا — دیکھ کر جسکو ہوا دل باغ باغ
ہے سر انصاف سے یہہ سال طبع — حسن بزم نور ہے مہتاب داغ
۱۸۹۲ء

قطع تاریخ از نتیجۂ فکر وقاد جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب رضوی ایم اے تخلص ڈاکٹر برگید گولکنڈہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا داغ صاحب کا دیوان سوم — زہے شکر خلاق کون و مکاں کا

یہہ نعتہ حسینون کے انداز کا ہے
سراپا ہے گویا یہہ ناز بتان کا

دل و جان سے عاشق ہے اسکا رما
یہہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا

الم نے کہی اسکی تاریخ ہجری
یہہ دیوان ہے داغ معجز بیان کا
سنہ ۱۳۱۲ھ

ایضاً

سال ہجری کا جو دہیان آیا الم
ہاتف غیبی نے مجھسے یون کہا

مہملہ کے زبر سے لیجے عدد
تخرجہ یہی اسمین کیجے ایک کا

اور منقوطہ کے زیر و نینہ
لیکے دیجے دونون کو باہم ملا

مصرع تاریخ پڑھیے اسطرح
تیسرا دیوان ہے یہہ استاد کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

چھپ چکا استاد کا دیوان جب
عیسوی تاریخ الم نے یون کہی

بینات و زبرمین دیکھو عدد
گلشن بیخارہ ہے دیوان داغ
سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ
ہے سب اسمین مدحت حسن صبیح

طبع کی تاریخ الم سمت مین کہہ
فکر داغ آسمان قدر فصیح
۱۹۴۹ سمت

ایضاً

تیسرا دیوان الم استاد کا
آجکل مطبع مین زیر طبع ہے

معجمہ مین سال فصلی کر رقم
نقد فکر داغ مینو طبع ہے
۱۳۰۲ف

ولہ

شاہِ اقلیمِ سخن استاد شاہ — داغ عالی قدر فخرِ روزگار
شاعرِ شیریں زبان نازک خیال — بلبلِ ہندوستان صاحبِ وقار
تیسرا دیوان ہے انکا زیرِ طبع — انتخاب و بے مثال و پر بہار
محو تھا میں فکرِ میں تاریخ کی — یہہ ندا ہاتف کی آئی ایکبار
سال فصلی یون ہی نکلے اے الم — گر سہ کر کہلے پلٹار روزگار

۱۳۰۲ ف

ولہ

دیوان استادم استاد شہریارم — باصد بہار عالم گردید طبع اللہ
خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد — تاریخ نغز و خوبی در صنعت دوگانہ
صد بیست سال ہجری مقسوم فصلی — در سیزدہ صد و دہ مطبوع گشت ایمہ

۱۳۱۰ ھ ۱۳۰۲ ف

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب اوج تخلص جہتواروی ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بنارسی

گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا — ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار
دیوان چھپ گیا تو سرانبساط سے — تاریخ اوج تم یہہ کہو نغمہ ہزار

۱۳۰۹ ف

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ

دیوان تیسرا ہی ہوا طبع داغ کا	رنگ اور ہی نکالے گی اردو زبان آج
تاریخ عیسوی یہ کہی اشتیاق نے	مہتاب داغ سے ہو منور جہان آج
	۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما شاعر باریک خیال سخنور بیمثال جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صدیقی جونپوری انیق تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

تا چہ نویسم صفات داغ را	تا رہ آئینا مثلہ تحت السما
این کہ دیوان سوم ترتیب داد	فی سماء الحسن کالنجم الضیا
از پے تاریخ طبعش ای انیق	فکر نا سارا الی عرش العلا
از سر طور دم کلیم اللہ گفت	قل لہ تاریخ ۔ کالشمس الضحیٰ
	۱۳۰۹ھ

دلہ

اذا الف الداغ دیوانہ	بارض الفصاحت کفرس الفریغ
لتاریخہ العیسوی یا انیق	فقل ۔ بان ہذا کلام بلیغ
	۱۸۹۲ء

دلہ

صنف الاستاد دیوان الفصیح	سرت کلا فی البدیعہ لا بطل
قال منی ہاتف تاریخہ	یا انیق ارقم ۔ ہو مرغوب کل
	۱۳۰۹ھ

دلہ

کسے دید دیوان مہتاب داغ	فقال ان ہذا شیٔ عجاب

زہے آسمان فصاحت پین — بخرخ بلاغت خجے ماہتاب
بیادہ بہ پین سنکر فضل داغ — بگوراست زانصاف وبرمتاب
کراہست فکر رسا ایچنین — بہر لفظ رمزیست شعرانتخاب
پئے سال طبعش انیق حزین — تجسس نمودم بصد اضطراب
بسوی سن عیسوی شد خیال — کہ ناگاہ روح نظامی شتاب
زدے جوابم ندا کرد گو — گہرہاے روشن تر از آفتاب
۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد چو انیق — گشت بمطبوع شاعران زمن
پئے تاریخ عیسوی ہاتف — سخنے بہ نظیر گفت بمن
۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع گشتہ کلام استادم — بین چہ زیبا عرائس الافکار
باہزار آرزو و شوق انیق — گفت ہرکس۔ کلام داغ بیار
۱۳۰۹ھ

ایضاً

شدہ مہتاب داغ چون مطبوع — گشت طبع سخنوران مائل
دل زمن گفت سال طبع انیق — گوچہ طرفہ سخنور کامل
۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب داغ را چو بدیدم بچشم غور — مہریست روشنست جہان مقال او

در مصرعے انیق د تاریخ شد عیان
پین یادگار داغ و چراغ کمال از و
سنہ ۱۳۰۹ آ

ایضاً

ناگہان آئی صدائے آفرین ہر سمت سے
طبع جستم ہو گیا دیوان استاد شفیق
مصرعۂ واحد مین د تاریخ یون دل نے کہی
نظم روح افزا و منظور ہاے انیق
سنہ ۱۳۰۹ آ
سنہ ۱۳۰۹ آ

ایضاً

دیوان تیسرا ہی ہوا طبع کیا خبی ہے
طرز سخن مین کچھ عجب انداز داغ ہے
منکر سے کہدو لے سر انصاف سے ذرا
آ دیکھ یہہ نمونۂ اعجاز داغ ہے
سنہ ۱۳۰۹ آ

ایضاً

کیا ہی دیوان پر بہار ہے یہہ
جسکے ہر شعر مین ہے لطف نیا
ہے سزاوار انیق اگر اسکو
کہیئے گلدستۂ بہار افزا
کسی دیوان مین ہو یہہ لطف بیان
کوئی اہل سخن بتائے ذرا
دیکھکر یہہ کلام سحر آگین
لکھیئے تاریخ طبع دل نے کہا
سر اعلان سے کہا مین نے
داغ سینہ پہ حاسدونکے ہوا
سنہ ۱۳۰۹ آ

من نتایج افکار مولدش رامپور سکنش دکن میرزا محمد عبد الرحمن خوشنویس مطبع رکاب سلطان خلد اللہ ملکہ واقبالہ ایمان تخلص

حضرت داغ کا ہے یہ دیوان	چھپ گیا اندنون بشوکت و جاہ
سال تاریخ اسکی لکھ ایمان	کیا ہے اشعار مین فصاحت داد

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فکر فلک پیما شاعر نازک خیال جہوٹے بھور نظیری نظر مستطاب جناب صاحبزادہ مرتضی خان صاحب بہادر

بسمل تخلص از خاندان نواب صاحب بہادر والی رامپور خلد اللہ ملکہ

لو چھپا دیوان داغ آتشیں	نظم رنگین جان نشین دلخواہ داغ
زیر پائے طبع ہے عرش سخن	چرخ سے اعلی ہے پایگاہ داغ
ہاتف ربی لسان حق بیان	ملہم غیبی دل آگاہ داغ
دیتے ہیں انکو حسین جانون مین جا	عاشقون کے ہے دلنشین راہ داغ
باغ باغ اُنسے ہے گلزار دکن	کیا بہار آرا ہے جلوہ گاہ داغ
بلبل ہندوستان رنگین سخن	کیون نہو دلمین گلونکے راہ داغ
شاعری نے انسے پایا ہے فروغ	فخر استاد و مکاغر و جاہ داغ
ہے عروج اختر بخت کمال	قدر فرما ہے شہ جمجاہ داغ
تو بہی اے بسمل سنین طبع صاف	نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نظیر جناب منشی محمد ممتاز احمد صاحب شیر تخلص خلف رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب مینائی

غضب تیز ہے تو سن فکر داغ
اشارے ہین یہ شہب طبع کے

کہی مین نے تاریخ دیوان شیر
ترارے ہین یہ شہب طبع کے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بمثل نازک تلاش جناب میر محمد علیہ صاحب آبادی بخشی تخلص تلمیذ جناب مرزا قربانعلی بیگ صاحب سالک مرحوم و میر عباس حسین صاحب شد

دکن سے دم تک شہرت ہے جنکی
جناب داغ کا ہمسر کہان ہے

اب انکا تیسرا دیوان چھپا ہے
کہ جنکی خاص دہلی کی زبان ہے

یہہ کہدو مصرع تاریخ بخشی
کلام شاعر شیرین بیان ہے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب دلدہی تخلص ساکن ملک میسور از احسن وسٹریکٹ

طبع شد چون کلام حضرت داغ
انکہ آستان بادشاہ دکن

ملہم از برق مصرع تاریخ
گفت ۔ مہتاب آسمان سخن

سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ بخوش فکری میر مداد کن سخنوران دکن جناب راجہ گردہاری پرشاد صاحب دلدار تخلص

چون طبع کلام داغ صاحب گردید
ہر نکتہ شد داغ دل لالہ باغ
تاریخ رقم کرد عجائب باقی
دیوان سومی مبسوط داغ
۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوانِ داغ طبع گردید
ہر سطرش ہست سنبل باغ
یافت تاریخِ او ز باقی
گفتا کحل الجواہر داغ
۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان سومی آن حضرت داغ
شد طبع و بشد پسند و کان را مرغوب
چون دید کلامم بر بہار اُستاد
محبوبِ علی شاہ دام اقبالہ شد خوب
گلدستہ باغ عشق دیدم عرشش
کس رنگِ سخن نیست با این اسلوب
تاریخ طبع خوش رقم زد باقی
دیوان سومی داغ محبوب
۱۳۱۰ھ

ایضاً

چون طبع شد کلام جناب تخلیق داغ
باقی سنش بگفت کلامم رقیق داغ
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان داغ در زبان اُردو
شد طبع کہ ہست بس فصیح و ملیح

تاریخ طبع اور قم زد باقی | دیوان داغ دہلوی افصح
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب ابو البرکات سید محمد مبارک حسین صاحب سہا مبؔ تخلص

چھپا ہے برق وہ دیوان معانی داغ | کہ غیر لب ہی ہیں مخمور خوش بیانی داغ
لکھون بہر سال مسیحی میں مصرعۂ تاریخ | بہار جان مسیحی ہے گل فشانی داغ
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بی نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا چھپا دیوان | کیا کہون کیا ہوئی مجھے فرحت
مجھکو یہہ روز خوش نصیب ہوا | اب بھی نازان نہو مری قسمت
انکے دشمن جلا کریں یارب | رنج سے ایکدم نہو راحت
سر اعدا کو کاٹ کر لکھون | ماہ تابان گلشن بہجت
۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہست دیوان جناب استاد | گنج معنی گہر معدن شوق
سال طبعش چو بجستم توقیر | گفت ہاتف بسحر گلشن شوق
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مرتضی صاحب ثابت تخلص رامپوری

بین ہیں بہار ایسے استاد کے مضامین	افسردل بہار سے اک باغ ہوگا
ثابت نے سال مکالکھا ہے خوب دیکھو	زیب سپہر مطلع مہتاب داغ ہوگا

۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر مازک خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

کیا داغ کا دیوان ہے مہتاب کی صورت	سبحانک اللہ تعالےٰ وتبارک
ہاتف نے جلال آج کہا طبع کا پیارا	شاہنشہ اردوئے معلّٰی ہے مبارک

۱۳۱۰ھ

ولہ

کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ	رشک سے گل کہاے ہر اک باغ نے
طبع کی تاریخ ہے یہ اے جلال	چاند کو لو ماند کیا داغ نے

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر رشید شاعر خوش مقال جناب مولوی محمد مبین صاحب حلیمی تخلص مہلی شہری

حضرت داغ کا چھپا دیوان	ماہ پارہ ہے مہر آگین ہے
دلکش اک ایک مصرع موزوں	ہر غزل کا مزاج رنگین ہے
دیکھکر لطف بندش مضمون	روح ذوق آج محو تحسین ہے
آب و تاب سخن کا کیا کہنا	سلک گوہر ہے نظم پروین ہے
تازہ تازہ شگفتہ فکر کے پھول	صاف گلدستۂ ریاحین ہے

لفظ لفظ اُسکے سر بسر زیبا | بہر سخن کلام تر زمین ہے
مصرع سال طبع کہد و جلیس | جلوہ شاہد مضامین ہے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان رشک چمن | ز فکر مصفاے داغ وحید
نوشتم پے سال طبعش جلیس | بہار مضامین و صبح اُمید
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر جمیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب جلیل تخلص مانک پوری تلمیذ جناب منشی امیر صاحب امیر مینائی لکھنوی

وصف مہتاب داغ کیا ہو جلیل | مہر کو حاجت چراغ نہیں
مطلع نور ہے یہہ مصرع سال | کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہیں
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش خیال جناب حکیم حافظ معشوق علیخاں صاحب جوہر تخلص وکیل درجہ اول ریاست ہوپال تلمیذ جناب نثار احمد صاحب تائب

کیوں نہ دیوان داغ ہو مرغوب | شعر ہیں دل پسند لفظ جلیس
بے سر انتشار جوہر نے | کہدیا ہے کلام داغ نفیس
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر رنگین بیان جناب محمد عبد الحمید صاحب حمید تخلص متوطن کلکتہ

حضرت داغ کا چھپا اب وہ کلام بے مثال
جس سے بلند ہو گئی شوکت و شان رخیتہ

نام سے اُنکے ہے نشان اُردوے خاص ہند کا
ذات پہ اُنکے کرتی ہے ناز زبان رخیتہ

اُنکو روا ہے گر کہون ماہ منیر اوج فیض
اُنکو بجا ہے گر کہون مہر جہان رخیتہ

اُنکے سحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن
اُنکے بہار طبع سے شاد روان رخیتہ

شعر متین کو دون مثال گیسوے حور خلد سے
مصرع نغز کو لکہون سرو روان رخیتہ

انکا بیان جان فزا اُنکا کلام روح بخش
قوت روح رخیتہ راحت جان رخیتہ

کہہ گئے باتون باتونمین نکتے فنون شعر کے
کہولدیئے جہان پر راز نہان رخیتہ

نکتہ وران ہند کو دعوت چشم و گوش ہے
دیکہیئے شان رخیتہ سنیئے زبان رخیتہ

فکر سنین انطباع تہی کہ حمید ناگہان
ہاتف غیب نے کہا کہہ۔ دل و جان رخیتہ
۱۳۰۹ھ

ولہ

حضرت داغ کا چھپا جو کلام
دلمین آیا لکہون کوئی تاریخ

فکر تہی اے حمید نکتہ سرا لے
کہ ملے کوئی ایسی سی تاریخ

ہاتف غیب نے کہا ناگاہ
درہم داغ دہلوی تاریخ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر لبیب جناب میر سید علی صاحب حبیب تخلص لکھنوی

ہے عجب بندش عجب حسن کلام
ہین گل مضمون کہ تختہ باغ کا

دیکھکر غزلین یہہ کہتے ہین حبیب
واقعی دیوان ہے یا باغ کا
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد ممتاز علی صاحب سررشتہ دار محکمۂ منصفی فوجداری ریاست پٹیالہ حافظ تخلص

بطریق جمع

مین نے جب چاہا لکھون از روے جمع
سال طبع اِس گلشنِ اشعار کا

وارد خاطر ہوے الفاظِ ذیل
خوش بیانی حسن معنی چوچلا
۹۷۹ ۲۸۸ ۴۳
سنہ ۱۳۱۰ ہ

ایضاً بطریق تفریق

چھپا دیوان ثالث داغ کا ہے التجا حق سے
حسد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دھو دے

سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے
سیاہی داغ سے لاف ہدا شعار سے کہو دے
سنہ ۱۳۱۰ ہندی

ایضاً بطریق ضرب

شردہ باد ای بلبلان سیر گلزار سخن
حالیا از سنگ بطبع گلشن اُردو دمید

سال طبعش گر ز روے ضرب خواہی اے فطا
اوج را برقال زن تا سال نو آید پدید
۱۰ × ۱۳۱ = سنہ ۱۳۱۰ ہ

ایضاً

چھپ رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ
ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعرونمیں ہر بلند

ہر الف ہر دشمنون کے حق مین اسکا تیر اور
چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سپند

چشم مہر بان سے چشمک زن ہے اسکا عین صاد
دلربائی کے لئے ہر لام خوشخط ہے کمند

ذہن مین آئے دو مصراع شگفتہ جب ہوئی
طالب تاریخ نوحافظ کی طبع ارجمند

بلبل ہندوستان کا گلستان بیخزان
طوطی ہندوستان کا بوستان دلپسند

سنہ ۱۸۹۲ء
سنہ ۱۳۰۰ فصلی ہندی

یہ جناب داغ کا دیوان ہے حیرت نما
حرف سب جادو بہرے تازے معانی معجزے

سنہ ۱۸۹۲ء
سنہ ۱۳۰۰ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ سخنوازی خیال جناب محمد علیصاحب صفیدر خیال تخلص تلمیذ جناب منشی محمد ممتاز علیصاحب

یہ چہرمان ہین یا معنے آبدار
کہ مصرع ہین سارے پہڑکے ہوے

خیال آنکہین روشن ہوئین دیکہکر
ہین سب شعر عمدہ چمکتے ہوے

سنہ ۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند عرف معنی بندا زک خیال جناب محمد مستجاب خانصاحب خلق تخلص جمعدار رسالہ خاص علاقہ سرکار حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان
سخن سے جنکے زمانے مین ہے بہار سخن

انہین کے نام سے سکہ ہے شعر کا جاری
انہین کے نام سے آباد ہے دیار سخن

انہین کی قدر سے اردو نے پائی ہے رونق
انہین کی وجہہ سے چمکا ہے روزگار سخن

عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے
نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن

یہی تو ہے بت ہندی یہی مرقع چین
یہی عروس سخن ہے یہی نگار سخن

اِسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام — اِسی سخن کی بدولت بڑھا وقارِ سخن
اِسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہین — اِسی زبان سے باقی ہے اعتبارِ سخن
اِسی کلام سے پھر نشۂ ہو گیا تازہ — اِسی سخن سے ہوے مست بادہ خوارِ سخن
سخن زبان کی بغل مین کبھی فصاحت سے — زبان کبھی ہے نزاکت سے ہمکنارِ سخن
کوئی بیان پہ قربان گفتگو پہ کوئی — کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثارِ سخن
کوئی ہے ترکیب پر اداے پہ کوئی — کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکارِ سخن
کہین بیان کی فصاحت مین تازہ دلچسپی — کہین زبان کی لطافت مین ہے بہارِ سخن
جو پوچھی خلق سے مہتاب داغ کی تاریخ — کہا یہ اُسنے کہ لالہ رنگ لالہ زارِ سخن

۱۳۱۰ھ

ولہ

آن وحید عصر یکتاے جہان — تاج فرق شاعران شاہ سخن
خوش طبیعت خوش بیان طب اللسان — بلبل ہندوستان فخر زمن
حضرت استاد داغ دہلوی — کرد چون دیوان مرتب در دکن
خلق ہاتف گفت سال طبع او — جلوہ صبح طرب مہر سخن

۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بیعدیل جناب بستیل پرشاد صاحب جید آبادی جو تخلص تلمیذ جناب حافظ محمد شمیر شمس الدین صاحب مرحوم فیض تخلص

حضرت داغ مغفور کا جو یہہ دیوان ہے — نام مشہور جہان مہتاب داغ اِسکا ہوا

اِسکے چھپنے کی کہی تاریخ حزم نے عجیب
کیا ہی زیبا چھپ گیا دیوان سوم داغ کا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بیمثل جناب میر لبسین علی صاحب دل تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چون مرتب شد دست این دیوان
منہدم شد کمال اہل بساط
فکر تاریخ کردمش ای دل
گلستان خیال اہل بساط
۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپ گیا ہے اندنون دیوان داغ نامدار
خار ہے ہیں دشمنون کو دوستونکا ہے یہ باغ
دل یہہ کہتا تہا کہ لکھون عیسوی تاریخ میں
غیب سے آئی ندا یہ جنتی دیوان داغ
۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر رنگین بیان جناب محمد عزیز الدین صاحب دل تخلص مقیم مکہ معظمہ زادہا اللہ عزا

وہ ہوا مطبوع دیوان جدید
اہل دل کا صید دل قربان ہوا
سال دل سے ہے نمایان فی الید
صید عمدہ داغ کا دیوان ہوا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنوخوش بیان جناب منشی امتیاز احمد خان صاحب رائخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

واہ یہہ دیوان ہے کیا رنگ میں ڈوبا ہوا
شعر جو اسمیں ہے گویا ارغوان کا پھول ہے

باغ مین غنچہ چٹک کر کہتے ہین تاریخ راز
بلبلِ ہندوستان کے گلستان کا پھول ہے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے یہ کیزہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰ھ

کہان تھے شاہدِ معنی کا جلوہ دیکھنے والے
وہ چشم دل سے دیکھین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی
کہین عاشق کے وصل و ہجر و سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگونکی نیرنگی
کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ
یہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
سنہ ۱۳۹۹ فصلی ہندی

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ شاعر خوش بیان جناب میر محمد علی خان صاحب رنج مخلص
کیڈٹ رسالہ گولکنڈہ حیدرآباد تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

مرتب گشت چون دیوان دُرِ دورِ شہِ آصف
دام اقبالہ
کہ مثلش نیست ہیچون بس برآمد کارِ مطلب شد
خیال این ناگہان آمد بگوئے رنج تاریخش
بحمد اللہ جزاک اللہ سوم دیوان مرتب شد
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپا جبکہ استاد کا میرے دیوان
جلے مدعی خوش ہوئے دوست احباب
لکھا ہی رنج یون با دل شاد تاریخ
یہ دیوان ہے بھی داغ صاحب کا نایاب
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعرِ خوش فکر جناب فیض محمد خانصاحب ریحانی تخلص

چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع — تازہ طباعیِ جنابِ داغ
طبع از طبعِ خود بہ سالش گفت — شدہ مطبوع ماہتابِ داغ
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمائے شاعر بیدیل سخنور یگانہ جناب میر ارتضیٰ صاحب زور حیدرآبادی ملازم دفتر خزانۂ عامرۂ سرکار عالی

دنیا پہ ہوا داغ کا مہتاب نمایاں — پورا بخدا تیسرا ارمان ہوا ہے
بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی — مطبوع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے
۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزار داغ اول و بعد آفتابِ داغ — دیوان تیسرا ہی دل افروز چھپ گیا
مژدہ ہے عاشقوں کو سن عیسوی کا زور — مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چھپ گیا
۱۸۹۲ء

ایضاً

کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند ابکی بہار — جلوۂ داغ کا روشن ہے زمانے میں چراغ
عیسوی سال کہا زور نے مرغوب جہان — مژدہ زیندہ چھپا تیسرا دیوان داغ
۱۸۹۲ء

ایضاً

تھا جسکا منتظر ہمہ تن چشم یک جہان — اے زور اب چھپے ہیں وہ اشعارِ قلب سوز
تاریخ عیسوی کی ہے چوتھے فلک پہ دھوم — مہتاب داغ چھپ گیا دیوان دل فروز
۱۸۹۲ء

ایضاً رُباعی

دیوانِ سوم عجیب و نایابِ داغ
چھپتے ہی ہوا پسند احبابِ داغ
سن تو نے لکھا ہے عیسوی کا اے زور
دِلسوز ورق چھپا ہے مہتابِ داغ
۱۸۹۳ء

ایضاً

سرسبز رہے سدا گلستانِ داغ
مہتاب عیاں ہوا بصد شانِ داغ
اے زور یہہ ہے فوید تاریخ طبع
لالہ کا چمن ہے دیکھہ دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

ایضاً

گلزار کی تھی چمک آفتاب کی
مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا
تاریخ طبع زور نے لکھی یہ بے بہا
دیوان داغ دل چمن لالہ چھپ گیا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر ناز کخیال جناب سراج میر خانصاحب تبحر مہوبالی منصدر

چھپا نواب مرزا کا وُہ دیوان
کہ جسپر لوٹ ہیں دلہائے عالم
یہہ ہے دیوان کی جدول کہ یا
کسی معشوق کا گیسوے پُرخم
انوکھے چُلبلے مضمون ایسے
فدا ہونے کو جان موجود ہر دم
ہر اک مصرع مین ہے انداز شوخی
کہ تصویر پری ہے قدِ آدم
کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرور
مقولہ ہے زبانداتون کا باہم
لکھہ تاریخ اسکی سحر تم بھی
کلام داغ ہے محبوب عالم
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چھپتا ہے شد و مدسے
صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم کا

ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن مین
دیکھے تو کوئی اُسکو ہے لطف جام جم کا

تاریخ کے لئے تو کہدے سرور فوراً
عالم مین دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا

۱۸۹۳ء

قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر طبع وقاد افتخار الشعراء شاعر بےمثیل و بی نظیر جناب حافظ خان محمد خانصاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بہوپال

نیرنگ کلام میرزا داغ
افسون گوئی نوید آمد

آئینۂ جلوۂ راز معنی ست
سرمایۂ ذوق دید آمد

ہنگامہ فروش بی قیامت
دردانۂ بے ندید آمد

ہر بستیگم کشاد دل را
نعم البدل کلید آمد

خمیازہ کشان کجا کجائید
خمخانہ کش نبید آمد

شاگرد جناب ذوق مرحوم
مرزاست کہ بس رشید آمد

این پیر طریق شاعری را
ہر گوشہ دو صد مرید آمد

در معرفت سخن شناسی
ہمرتبۂ بایزید آمد

وارد بادائے خود دم تیغ
صد دل چو دلم شہید آمد

گلزار دھم آفتاب ارش — در لطف سخن فزید آمد
این جلوہ گر سوم بصد ناز — باز اے دل نا امید آمد
گفتیم شہیر سال طبعش — نظم نادر پدید آمد
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

استاد کا جو دیوان چھپکر ہوا مرتب — تنہا چار سو یہ شہرہ لٹتی ہے دولت نظم
تاریخ عیسوی کی اے شمس فکر کی جب — آئی ندا فلک سے باران رحمت نظم
سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً

چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان — سب سے پایا جدا کلام داغ
فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو — کہ مرتب ہوا کلام داغ
شمس ہاتف نے دی فلک سے ندا — نسخہ کیمیا کلام داغ
سنہ ۱۸۹۲ء

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شیرین بیان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میر منشی رسالۂ اردلی خاص بھوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

بے بہا قطعات تاریخ
سنہ ۱۸۹۲ء

عنوان تاریخی

چھپا دیوانِ ثالث صاف و زیبا

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

استاد کا ہے کلک گہربار مصور — کھینچا ہے ہر اک شعر مین معشوق کا انداز
الفاظ دل آویز ہین مضمون اچھوتے — یہہ ڈھنگ غضب کا ہے بلا کی ہے پردا ز
مصرع ہے ہر اک روکش ابروے حسینان — نقطہ ہے ہر اک مردمکِ چشم فسونساز
یون زیور خوبی سے مزین ہین مضامین — جسطرح کہ آراستہ ہو شاہد طناز
ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش — کچھہ رنگ ہے استاد کا کچھہ میر کا انداز
جادو بھرے اشعار پھڑکتے ہوے مصرع — دیوان کو کیونکر نہ کہین نسخۂ اعجاز
کچھہ ہجر کی باتین ہین تو کچھہ وصل کی گھاتین — عشاق کی منت کہین معشوق کی انداز
کی داغ سخن سنج نے کیا خوب بیان صاف — آخیر ہوا انجام کیا میر نے آغاز
دعوے سخن جسکو ہو وہ ہمکو بتادے — یہہ لطف یہہ شوخی یہہ بیان اور یہہ انداز
اس گلشن اردوے معلّی کی کرین سیر — سعدی ہین کہ ہر اور کہان بلبل شیراز
حاسد یہی ٹھہر کی جائین وہ تاریخ لکھون شوق — یہہ داغ کا دیوان ہے سویلے دل ناز

سنہ ۱۳۱۰ھ

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ داغ باصفا کا

۱۳۰۱ نوروز فارسی

عجب حضرتِ داغ کا ہے یہہ دیوان
دِکھایا ہے عالم کو رنگِ طبیعت

کہین عالم آشوبیِ عشق پُرفن
کہین شورش انگیزیِ شوقِ وصلت

کہین ذکرِ خونریزیِ تیغِ ابرو
کہین اشک افشانیِ چشمِ حسرت

کہین جلوۂ حسن کی ارزانی
کہین عشق پیماک و پُرفن کی حالت

کہین شمع و پروانہ کی جانگدازی
کہین بلبل و گل کی رنگین حکایت

کہین لذتِ وصل و تکلیفِ ہجران
کہین حسرتِ دید و رشکِ رقابت

کہین ذوقِ کیفیت بادہ خواران
کہین نازشِ ساقیِ حور طلعت

کہین ناوک اندازیِ دست مژگان
کہین مہر انگیزیِ چشمِ الفت

کہین ناز و انداز ہین جلوہ آرا
کہین سحر پرداز مہر و محبت

کہین چٹکیان دلمین لیتے ہین مضمون
کہین شوخیان ہین کہین ہر شرارت

کہین صاف لفظون سے شوکت ہویدا
کہین چست بندش سے پیدا نزاکت

یہہ دیوان اہلِ سخن نے جو دیکھا
کہا ہے خدا ساز حسنِ بلاغت

لکھی شوق نے اُسکی تاریخ روشن
یہہ دیوان ہے جلوہ فروشِ فصاحت

۱۳۱۰ھ

عنوان تاریخی

ہے نگارستان داغ باوفا

۱۸۹۲ء

گلستان مضمون ہے دیوان داغ
ہر اسپر سے اُسکے تازہ دماغ

نہ پائینگے دنیا مین اُسکا نظیر
کرین جستجو یار لیکر چراغ

سنو شوق سے مصرع سال طبع
کہلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ

سنہ ۱۳۰۱ نوروز فارسی

عنوان تاریخی

عروج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا

سنہ ۱۹۴۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز ہو
لکھا ہے خوشنویس نے روشن مداد سے

یہہ روشنی طبع کا مضمون مین ہے اثر
مہتاب داغ ہوگیا نور سواد سے

سنہ ۱۸۹۲ء

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

کہان ہین شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے
وہ چشم دل سے دیکھین اس سراپا ناز کا جلوہ

کہین شوخی فصاحت خیز شیرانی نکتہ آرائی
کہین عاشق کے وصل و ہجر سوز و ساز کا جلوہ

کہین ہے بوستان عارض گلگونکی نیرنگی
کہین شاداب و نرگس طرز کا جلوہ

کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ
یہہ دیوان داغ کا جادو ہے اعجاز کا جلوہ

سنہ ۱۲۹۹ فصلی

ولہ

جب یہہ دیوان جہان معنی ہے
اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من

نکلے ہر چیز سے زمانے کی
شوق سے سن لے یہہ شگرف سخن

سنہ ۱۳۱۰ھ

پہلے اُس چیز کے عدد لکھ لے		جس سے ہو مشکل مدعا روشن	
پھر اسے ضرب کر تو بارہ سے	۱۲	اور پانچ اُسمیں جوڑ اسے پر فن	
بعد ازاں اُسکو چھ پہ کر تقسیم		اور باقی کو اسے وحید زمن	
دو سو ۲۶۲ سے باسٹھ مین ضرب دیجیک		حاصل ضرب ہوگا ہجری سن	

تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین ۳ ہین۔ تین ۳ کو بارہ مین ضرب دیا چھتیس ۳۶ ہوے۔ اسپر پانچ بڑہاے۔ اکتالیس ۴۱ ہوے۔ اکتالیس ۴۱ کو چھ پر تقسیم کیا۔ چھ ۶ بار گئے۔ پانچ ۵ بچے۔ پانچ کو دو سو ۲۶۲ باسٹھ مین ضرب کیا حاصل ضرب ۱۳۱۰ سنہ ہوی علی الہ القیاس

ولہ در صنعت ترجمہ

از فضلِ کردگار درین موسم بہار		سرسبز شد چو گلشن راحت فزاے داغ	
گفتہ سہ سال شوق بیک مصرع بلند		باغ گزین و نغمۂ جادو دواے داغ	
		سنہ ۱۳۱۰ ہجری سنہ ۱۳۰۱ فارسی سنہ ۱۳۰۰ افصلی	

تصریح صنعت

دو ۱۰	یک ۳۰	غ ہزار ۲۴۲	ب ست ۴۷۲	ز ہفت ۴۸۵	ی دہ ۹	ن پنجاہ ۶۱	۰	ہجری
ن پنجاہ ۶۱	غ ہزار ۲۵۳	م چہل ۳۸	ہ پنج ۵۵	ج ہ ۶۵	یک ۳۰	چہار ۲۰۹	شش ۶۰۰	فارسی
چہار ۲۰۹	شش ۶۰۰	یک ۳۰	ی دہ ۹	چہار ۲۰۹	یک ۳۰	غ ہزار ۲۱۳	۰	افصلی

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر نگین بیان جناب میرزا محمد شریف خان صاحب شرف از عنایید جاوہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا — مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے اسے
غنچۂ دل کے لئے اسکی ورق گردانی — جنبش باد سحر ہے کوئی کیا جانے اسے
کس بیمار محبت کی کہانی ہے یہہ — قصۂ درد جگر ہے کوئی کیا جانے اسے
لو سنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ — ہمکو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے اسے
سن ترتیب شرف تم بھی لکھو کیون نہ لکھو — سرمۂ مفت نظر ہے کوئی کیا جانے اسے
۱۸۹۱ء

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد — سخن سنجان مبارکباد سانیں
ندا کرد از سر تحقیق ہاتف — بگو دل کش شرف از نظم دلکش
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جلیل جناب ابو الجمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شیفتہ بہگوا پنوری ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بنارسی

بیشک ہے کلام داغ خوش گو — مجموعہ لاجواب نادر
ہاتف نے کہا یہہ شیفتہ سے — تاریخ ہے انتخاب نادر
۱۳۰۹ھ

ولہ

اِک دھوم مچی اہل سخن مین ہر سو
جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم

مینے بھی کہا شیفتہ بہر تاریخ
اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
۱۳۰۱ھ

ولہ

چو کلام حضرت داغ ما کہ یکے ز اہل سخن ورا
بخطاب طوطی ہند خواند و یکتش شکر ہزار گفت

ز برای نربت ناظرین شد طبع شیفتۂ حزین
پی سال طبع دلم بگفت زہے سخن ہمیشہ بہار گفت
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند جناب مولوی ایوب خاں صاحب رؤ دلوی صاحب برتمید جناب منشی بہاری

جسنے دیکھا کلام حضرت داغ
دِلسے اُسنے بہت پسند کیا

بہر جت سے لکھا صابر نے
کیا کلام نفیس داغ چھپا
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور رنگین بیان جناب محمد عبدالرحیم صاحب صبا خلف جناب قاضی محمد پناہ صاحب رسالہ دار سرکار رتلام شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا کیا ہی دیوان استاد داغ
ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے

یہہ معشوق کی جان عاشق کا دل
ہر اک زندہ دل کا یہہ محبوب ہے

تجھے اِسقدر فکر تاریخ کیون
صبا کہہ بھی دے کیا ہی مرغوب ہے
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد عبدالحق صاحب صفا قادری شہیدی رام پوری

ہوے حضرت دلغ جو رونق افزا — تو کیا جلوہ آرا بہار دکن ہے
ہوے سیکڑوں چشمہ فیض جاری — یہہ بحر طبیعت ہی کیا موج زن ہے
چھپا آج دیوان بیمثل انکا — جو مہتاب داغ آفتاب زمن ہے
ہوا اوج آرا وہ بخت ہمایون — کہ اب قدر دان شہریار دکن ہے
ہر اک شعر سے موجزن ہین ہمایون — یہہ دیوان رنگین وہ رشک چمن ہے
صفائین نے تاریخ پر نور لکھی — یہہ مہتاب اوج سماے سخن ہے
۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال نزہت افزاے ریاض سخن جناب محمد صاحبین صاحب صبا نائب محکمہ نیابت وزارت دیوانی وفوجداری ریاست بہوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاق جہان روشن — فروغ نظم دلغت این کہ نو مہتاب ست این
بشوخیہاے معنی پیکر الفاظ سحر آگین — سراپا جلوہ نیرنگی حسن شباب ست این
بیا مولیٰ تماشا کن اگر چشم ہوس داری — چو سوز وطور آن شمع حسن بے نقاب ست این
بچیند چشم نظارہ بہار دامن گلچین — ز گلہاے مضامین روکش گلشن کتاب ست این
بہ بین از دیدہ مست سخن کیفیت شوخی — بلفظ اندر کجا معنی ست در ساغر شراب ست این
نگاہ شوق محو دید چشم خویش را گوید — پے ہر شعر معنی خیز صاد انتخاب ست این
بشوق دیدن و ذوق شنیدن مژدہ باد آید — اگر چشم و گوش مشتاق سخن را فتح باب ست این
سخن با طرز دل آویز خود ہر دل عزیز آمد — ہمہ نازش فروش شوق طبع شیخ و شاب ست این

شد از سرمایہ حسن قبول آرایش معنی
کلام ست این کہ تاثیر دعا مے مستجاب ست این

بہ تکرار ای صبا تاریخ را قند مکرر کن
کلام لاجواب ست این کلام لاجواب ست این
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر انیق شاعر خوش گو سخنور معانی بند جناب صبر حسب صبا لکھنوی

شیفتہ ہون دل سے مین نازکلام داغ کا
ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا

ترک دیوان غالب و میر ظفر کے ہو گئے
خلق مین شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا

سن کے جی اُٹھتے ہین لاکھون سال کے کشتے دلا
وصف ادنیٰ ہے یہہ اعجاز کلام داغ کا

جب سنی یہہ دھوم چھپتا ماہتاب داغ ہے
دم لگا بہرنے مین دلسا زکلام داغ کا

بلبل دل سے ملا یہہ مصرع تاریخ صبر
واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند جناب سید محمد امیر علی صاحب صبر تخلص ہوپالی

داغ نے ایسی دکھائی ہے بہار باغ نظم
نقطہ نقطہ صفحۂ دیوان کا ہے رشک چمن

ذکر جنت مین بہار نظم کا پہونچے اگر
دل مین رضوان کے ہو پیدا شوق گلزار سخن

ماہتاب داغ کی تاریخ لکھو صبر گر
کہدو تم — اب خوب چمکا تیر فکر کہن
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ سخنوری نظیر جناب منشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف و تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

نور مہتاب داغ سے چمکا		اور اہل سخن میں نام داغ	
سچے دل سے ضمیر کہتا ہے		لائق ناز ہے کلام داغ	
		سنہ ۱۳۰۱ھ	

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند محمد نعیم الحق صاحب ضیو تخلص شیخپوری شاگرد جناب امیر و جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا دیوان اُس اُستاد کا ضیو		کہ جو اُستاد اُستادان ہے	
نہ کیونکر دل ہو اس دیوان میں شیخپوری		مصنف اسکا اک جادو بیان ہے	
سر دیوان سے فصلی سال پایا		خیال بلبل ہندوستان ہے	
		سنہ ۱۳۰۱ف	

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شوخ فکر رنگین بیان جناب نواب میرزا بہاء الدین خان صاحب نبیرۂ نواب ضیاء الدین خان صاحب بہادر مرحوم رئیس لوہارو طلب تخلص اسسٹنٹ کمشنری و ڈویژنی سنٹرل انڈیا

بٹھا دیا نہ خدا کے کرم سے آخر کا		دکن میں داغ نے سکہ زبان اُردو کا	
قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑھکر		حریف کوئی مقابل نہ اُسکے ٹھہر سکا	
شہ دکن کے لئے زیب تھا یہی اُستاد		کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملک معنی کا	
دکن کے شاہ نے دی اُسکو دولت حشمت		خدا نے علم کی دی اُسکو نعمت عظمیٰ	
کلام اُسکا ہے مرغوب شہر یار دکن		کلام اُسکا ہے مقبول بارگاہ خدا	

کلام اسکا ہر اک خاص و عام کو دل ہے — پسند آیا ہے آتا رہیگا آئے گا
نیا ہے رنگ نئی طرز ہے نئی بندش — نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا
دیا جو حکم کہ ہو چھپ کے مشتہر یہ کلام — تمام ہند مین جہانبہ داغ جا چمکا
ہے اس کلام مین وہ تازگی مضامین کی — چمن ہو جیسے لطافت سے باغ باغ کہلا
اسی کلام پہ عاشق مزاج ہین مفتون — ہے اس کلام مین انداز دلربائی کا
اس کلام سے رونق زبان اردو کی — اسی کلام پر اہل زبان ہین دلسے فدا
ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر — کہ اس کلام کا شہرہ کہان کہان پہنچا
طلب یہ ہاتف غیبی نے دی ندا مجھکو — لکھدے اس کلام کی تاریخ نظم بیش بہا

۱۳۱۰

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع آسمان پیوند شاعر خوش فکر و بی نظیر جناب ظہیر الدین صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

زمانے کو شگفتہ جہان کو نو بنا — کہ تابان ہوا ماہ تابان داغ
بہار مضامین رنگین نہ پوچھ — شگفتہ ہین نسرین و ریحان داغ
عجب حسن پر ہے ریاض سخن — عجب جوش پر ہے گلستان داغ
فصاحت کا دریا ہوا موج زن — نہ ہے بارش ابر فیضان داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہین — کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے باسخن — تو گنج معانی ہے دیوان داغ

ثنائے سخن میں ہے قاصر زبان — جہاں شاک ہو تحسین ہے ثنایانِ داغ
زہے پایہ گاہ کلام بلیغ — زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر — ہوئی رہنمون طبع دُرفشانِ داغ
سرافگندہ انجم ہیں افلاک پر — کہ طالع ہوا نجم دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

تاریخ طبع دیوان استاد سلطان دکن بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی۔ نتیجۂ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگرد ممدوح مدظلہ

از نسیم کلام حضرتِ داغ — غنچۂ دل برنگِ گل شگفت
سالِ طبعش سروش غیب اے عشق — نغمۂ عندلیبِ دہلی گفت
۱۳۱۰ھ

ایضاً

شد چو دیوان سوہنِ داغ — صورتِ آفتاب عکس فگن
ملہم غیب سالِ طبعش عشق — گفت۔ مہتابِ آسمانِ سخن
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز مارہروی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

مرتب کنون گشتہ دیوانِ داغ — کہ ہر سطر او سلکِ دُرِ عدن
ازین نغمۂ تازہ و سازِ خوش — بوجد اندر آمد دل و جانِ من

زہے شاعر و شعر را پایہ	بافلاک شعری شہ دست زن
چنین گفت مصراع سالش عزیز	بہار معانی در و روح سخن
	۱۳۰۹ھ

ایضاً

دیوان جناب حضرت داغ	جب طبع ہوا بزیب و زینت
تاریخ عزیز نے یہہ لکھی	گلدستۂ فرحت و فصاحت
	۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیریں بیان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب جوہری فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

فکر مہتاب داغ میں ہے رہین	کہ فلک کہہ اٹھا قسم قربان
کیا قمر میں ہیں چار چاند لگے	مہر اس ماہتاب پر قربان
	۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خان صاحب فراق شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

کلام داغ جادو ہے اثر میں	اگر جادو میں بات ایسی کہاں ہے
نہ کیوں ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت	کلام شاعر شیریں بیان ہے
	۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از فکر نکتہ گو خوش بیان عذب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر سررشتہ دار بخشیگری حسب الاستدعا جوہال

کلام نواب میرزا ہے یہہ نظم دلچسپ و دلربا ہے
زبان میں اور ہی مزا ہے بیان میں رنگ دوسرا ہے

مذاق شیریں ہے اس سخن میں شکر ہے گویا گھلی دہن میں
یہہ آج شہرہ ہے اہل فن میں کلام شیریں ہے بامزا ہے

سخن یہہ دلکش ہے قادر سمجھتے اسکی ہیں قدر ماہر
یہہ خوبیوں سے ہے اسکی ظاہر جو ہیں مضمر ون ہزیا ہے

خیال تاریخ دلمیں گذرا تو سال ہجری زبان پہ آیا
فصیح و زیبا ہے تازہ بندش بیان جادو بہرا ہوا ہے

سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نکتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین صاحب نصاب شاہجہان پوری قمر و ملال تخلص منشی محکمہ صدر عدالت صوبہ شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت نواب مرزا خان داغ
اوستاد نامی ہندوستان

کر دچون تصنیف دیوان سوم
شش جہت شد شہرتش اندر جہان

گشت روشن چشم مشتاقان ازو
تیرہ شد عالم بروے حاسدان

سال طبعش عیسوی گفتہ قمر
ماہتاب داغ ملک افروز جان

سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً تاریخ اُردو

عجیب شیریں گلزار داغ ہے پیشکش
غریب نور میں ہے آفتاب داغ بیا

مگر ہوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع
یہہ چاند ہی ہے سپہر سخنوری میں نیا

کہا ملال نے تاریخ طبع کا مصرع
جناب داغ کا دیوان لاعدیل چھپا

۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود صاحب محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہٗ

مری آنکھ جھپکی تھی محمود اک شب
تو کیا دیکھتا ہون کہ اک انجمن ہے

نئے لوگ ہین اور نیا ساز و سامان
غرض بزم کی بزم گل پیرہن ہے

بلا کر یہہ اک شخص سے مین نے پوچھا
یہہ محفل کہ پھولا پھلا اک چمن ہے

سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو
خوشی ایسی کیون زیر چرخ کہن ہے

کہا اُسنے اے بیخبر تو مقرر
مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے

اُس اُستاد کامل کا چھپتا ہے دیوان
کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے

کہا مین نے تاریخ کیا ہے تو بولا
کہ۔ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے

۱۳۰۹ھ

ایضاً

مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی
کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج

ندا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ
وہ شایع ہوگیا ماہتاب داغ آج

۱۸۹۲ء

ایضاً

دیوان چھپ رہا ہے کہ ہین چوں کہل رہے
کیا جوش پر ہے باغ دکن مین بہار داغ

ہین گلشن جہان مین وہ ذوق اس کلام کے
بلبل فدائے داغ ہین گل ہین نثار داغ

محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا		آئی صدائے غیب ۔ کہو لالہ زار داغ سنہ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً	
جب چھپا دیوان جناب داغ والا جاہ کا		دوستوں کے دل ہوئے خوش دشمنوں کے ہوش گم
مین نے بھی محمود سنکر لکھی یہہ تاریخ طبع		اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوانِ سوم سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر گہربار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبداللہ خانصاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صدالمہامی بھوپال

سبحان اللہ حضرتِ داغ		زانگونہ کلام خویش پیراست
کز دیدنِ او بجہد کرانہ		احسنت زکام خلق برخاست
مقبل چہ نمک فشاند در سال		معشوق ملیح جلوہ آراست سنہ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً	
داغ کی روشن بیانی دیکھیے		داغ کہاے اس سے دلپرماہ نے
وصفِ دیوان مین یہہ مقبل نے لکہا		گل کہلائے داغ عالی جاہ نے سنہ ۱۳۱۰ھ
	ایضاً	
کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئینہ خانہ		مردم اسے کیون دیکہہ کے رہجاتے ہین ششدر
یہہ ہی جو نہین ہے تو پری خانہ ہے بیشک		دل دیکہنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر
کیا خوب یہہ مقبل نے لکہا سال الٰہی		معنی کا پرستان ہے یہہ دیوان منور سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

یہہ تیسرا دیوان بہی لکہا داغ نے کیا خوب
پہولون سے مضامین کے سراپا ہے گلستان

پایا ہے سخن مین بخدا طرز خداداد
اُردو کا بجا ہے جو کہین آپ کو سوبان

ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے موافق
پیدا ہے جو اک بات تو سو باتین ہین پنہان

حالیہ لکہا تو نے یہہ مقبل سن فصلی
اِک داغ ہے حاسد کے لئے جلوہ دیوان
سنہ ۱۲۹۹ ف ہندی

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب مخمور تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا تیسرا داغ صاحبکا دیوان
مضامین خوب اصطلاحات عمدہ

لکہا سال ہجری یہہ مخمور نے بہی
ہوا طبع سب مخزن روزمرہ
سنہ ۱۳۱۰ ہجری

ایضاً

جو دیوان چہپا میرے اُستاد کا
ہوا کیا ہی مخمور دل باغ باغ

سرانس سے سال لکہہ عیسوی
ہوا طبع رنگین یہہ مہتاب داغ
سنہ ۱۸۹۲ ع

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ
شمس نورانی ہے یہہ ماہ تمام

شاعری نازان ہے جس استاد پر
کون وہ استاد اس فن کا امام

واہ اے نواب زاخان داغ
مستند دنیا مین جنکا ہے کلام

اُنکا یہہ دیوان نامی چھپ گیا
جسکے آگے ماہ و اختر ہین غلام

ابتدا سے انتہا تک ایک ہے
سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام

چاند اسے کہیئے تو اُسمین داغ ہے
اور یہہ بیداغ بالکل لاکلام

اِسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ دین
اِسمین نور اور اُسمین آتش ہر تمام

اب اسے کس چیز سے دیجے مثال
ہوتی رہتی ہے قلم کی رُوک تھام

حاسد و کجکار شک سے دِل ہو کباب
دشمن اِسکی آگ مین لوٹین مدام

اِسکا سال طبع یون لکھو مراد
سب کلام داغ ہے ماہِ تمام

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

ہوا دہ مہتاب داغ تابان کہ جس سے روشن دو مہر و مہ ہین
فروغ سے اسکے جگمگا یا سپہرِ جاہ و جلال اُردو

مجھے ہوئی فکر اسکی جسدِ کم ختم سال کیا لکھو ہین
پکار ہاتف مراد لکھو۔ کمال فضل و کمال اُردو

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نگہت تخلص سہسوانی

چھپا یہہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونون مین باغ کا ہے بہار معنی مین تازگی ہے
بلند اشعار ہین سراسر زمین غزلون کی ہے فلک پر
ہر ایک نقطہ بنا ہے اختر سواد تحریر چاندنی ہے
بہری ہین کیا شوخیان بلا کی تڑپ ہے بندش مین انتہا کی
یہہ فکر ہے داغ خوش نوا کی طبیعت ایسی کسے ملی ہے
یہہ حسن ترکیب ہے سراپا کھچا ہوا حور کا ہے نقشا
ہر ایک مصرع ہے قدرتی کا یہہ سادہ پرکار شاعری ہے
ہے روکش لالہ زار دیوان نہ کیون دکھائے بہار دیوان
نظر سے گذرے ہزار دیوان کچھہ اسکی پرواز ہی نہی ہے
اسی پہ مرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیست کا بہانہ
بیان مین ہے رنگ عاشقانہ سخن مین معشوقیت بہری ہے
لبھا رہے ہین دلونکو مضمون بہرا ہے شعرون مین سحر افسون
سخن پہ ہے چشم شوق مفتون نگاہ حرفون پہ جمگئی ہے
زبان کی تعریف مین کرون کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا
نہین ہے منہہ مین زبان گویا چپ ایسی کچھہ آج لگ گئی ہے
کہلا و نگہت گل مضامین سناؤ تاریخ نور آگین
کلام دلکش بیان رنگین یہہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

ایضاً

کلام حضرتِ نواب مرزا — پسند خاطرِ پیر و جوان ہے
نہیں دیوان داغِ نکتہ پرور — متاعِ حسنِ معنی کی دکان ہے
چھپے دلمین نہ کیونکر رنگِ مضمون — زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے
بھری ہے کوٹ کر شوخی سخن مین — جزاک اللہ کیا حسنِ بیان ہے
نہ پوچھو رفعتِ شانِ معانی — زمین شعر رشکِ آسمان ہے
ڈھلا ہے حسن کے سانچے مین ہر شعر — سخن سے نور کا جلوہ عیان ہے
بیان مین ہے بہارِ حسنِ یوسف — ہجومِ شوق عالم کا روان ہے
پریخانہ کا ہے ہر بیت مین لطف — جو مصرع ہے قدحورِ جنان ہے
ہر اک برجستہ مصرع شوخیون سے — حریف مصرع برق طپان ہے
نہ کیونکر آبرو پائین مضامین — طبیعت جوش دریائے روان ہے
لکھی برجستہ نگہت نے یہ تاریخ — کلام شاعرِ شیریں بیان ہے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر تخلص رئیس شہر بنارس تلمیذ جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا — جسکو روح و جان آرائش کہو

فکر سال طبع اے نیر جو ہو ۔۔۔ ہے نگارستان آرایش کہو
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری

واہ کیا عمدہ چھپا مہتاب داغ ۔۔۔ شان الفاظ و معانی دیکھنا
فرق حاسد کا مگر نگہت لکھو ۔۔۔ داغ کی معجز بیانی دیکھنا
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین بیان جناب محمد فخر الدین صاحب نادم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری

چھپا تیسرا جبکہ دیوان داغ ۔۔۔ ہوئے دیکھکر شاد ارباب فن
پیئے سال تاریخ نادم شتاب ۔۔۔ رقم زد۔ مبارک عروس سخن
۱۳۰۹ھ

ایضاً

چھپ گیا دیوان ثالث داغ کا ۔۔۔ جو سخن گوئی میں ہیں عالی مقام
سال ہجری طبع کا نادم یہ لکھ ۔۔۔ دُرِ تاج شاعری ہے یہ کلام
۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان تیسرا بھی چھپا خوب داغ کا ۔۔۔ مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے
ناز و ادا و عشوہ و سوز و گداز دل ۔۔۔ سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا یہ جان ہے

انصاف ہے جو کہئے [illegible] واقعی
افت کی بندشیں ہیں بلا کا بیان ہے

فضل [illegible] یہ دونوں ہیں سال
مضمون سحر کے ہیں غضب کی زبان ہے

۱۳۰۹ھ ۱۸۹۲ء

ایضاً

گشت دیوان سوم طبع چو تاریخ ادب
از محل مضمون رنگینش معطر شد دماغ

بہر تاریخ مسیحی فکر دامنگیر شد
از دل و جان گفت نامم سلک گوہر سفتہ داغ

۱۸۹۲ء

ایضاً

زہے فکر داغ ہمہ دان فن
چہ زیبا دُرِ نظم نایاب سفت

بصد حسن صحت چو گردید طبع
بدلہا گل شادمانی شگفت

پئے عیسوی سال نادم شتاب
بملک سخن سکۂ داغ گفت

۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد نادم
کہ از آن گشتہ روشنی بدماغ

شد بد و طبع سال طبع کہ بہت
فکر حاضر ۔ جناب مرزا داغ

۱۳۰۹ھ ۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر رستم بیان معرکۂ سخن منشی محمد عبدالرزاق صاحب
مُصر باشندۂ ناگپور حال ملازم سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

سن کے مہتاب داغ کا چھپنا
بولے تاریخ اس کی سب کہہ دو

کون کہتا ہے تیسرا دیوان	باب ہے رحمتِ خدا کا یہہ
	۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال مآثر عدیم المثال ہمپایۂ طالب و کلیم
جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ

تیسرا دیوان چھپا اُستاد کا	کیوں نہوں خوش دیکھکر اہلِ کمال
اور ہے ایسا کوئی جادو بیان	اور ہے ایسا کوئی نازک خیال
ہان یہی ہے تازگی بخشِ سخن	ہان یہی ہے رونق افزائے کمال
یہہ ہے اُردوئے معلی دیکھیے	دیکھیے کہتے ہین اِسکو بول چال
عقل حیران ہے کہ اِسکو کیا کہون	معجزہ ہے یہہ کہ ہے سحرِ حلال
اِسکے ہر مصرع کے تیور دیکھکر	سرنگون ہے بامِ گردونِ بلال
دیکھکر ہر شعر کی بانکی ادا	کٹ رہے ہین دلمین کیا کیا خوش خیال
یہہ مضامین یہہ ادابندی کی شان	یہہ پری بندش یہہ پیرایہ خیال
ہان یہی میوہ غذائے روح ہے	گلشنِ تفریح کا یہہ ہے نہال
ہے یہی تو انجمن آرائے عشق	ہے یہی تو شمعِ بزمِ حال و قال
ہے اِسی سے گرمیٔ بازارِ عشق	ہے اِسی سے رونقِ حسن و جمال
بس اِسیکا حسن ہے زاہد فریب	ہے اِسی کے دام سے چھٹنا محال
عیسوی تاریخ کی تہی مجکو فکر	دِل پکارا ہے عبث اتنا خیال

فرق اعدا کا نکر لکھدے نسیم		بے نظیر و بے عدیل و بے مثال سنہ ۱۸۹۲ء
	ایضاً	
چھپا ہے اس شہ اقلیم نظم کا دیوان تم لکھ دیجیو سن ختم و طبع کا مصرع		کہ جس نے عرش پہ پہونچا دیا سخن کا دماغ بیان در دل داغ و در دنامۂ داغ سنہ ۱۳۱۰ھ سنہ ۱۳۰۹ھ
	ایضاً	
جناب داغ ملک دکن سے ہوا طلوع چلتا ہے دور بادۂ حسن کلام پھر لوٹو عروس نظم کے جوبن کی پھر بہار سرمہ ہے باصرہ کے لئے یہہ مہ کلام پوچھیں جو محو شاہد مضمون سنین طبع		آئین کہہ رہیں عاشق جانانۂ سخن کہلتا ہے آج پھر در میخانۂ سخن پھر دیکھو تیر حسن صنم خانۂ سخن دعوت ہے سامعہ کی یہہ افسانۂ سخن کہدے نسیم۔ جلوۂ مستانۂ سخن سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر طناز کہ خیال خوش تقریر شیریں مقال مولانا مولوی حاجی ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صاحب نعمانی رامپوری مصنف جواب ساقی نامہ و مدینہ و غیرہ

یہہ کس گل خوشنما کا ہے عطر ہے سال و سوال و جواب ایک		کھل کے شگفتہ باغ کا ہے مطبوع کلام داغ کا ہے سنہ ۱۳۱۰ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع وقاد شاعر بیدل جناب مولوی عبدالواحد صاحب مجدد فقیہ واحد تخلص

کلام داغ با اوج معانی
سرِ رفعت ز گردون برکشیدہ

نگشتہ بے سبب این شہرتِ نظم
ہمہ مقبول ہست و برگزیدہ

بہ یکتائی نظیر خود ندارد
چنین مضمون کہ بشنیدہ کہ دیدہ

رقم زد کلکِ واحد سالِ تاریخ
بیان مطبوع دفتر پاک چیدہ

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعاتِ تاریخ طبعزاد شاعر خوش فکر نکتہ سنج جناب مہدی حسن صاحب اہلمد پیشی عدالت منصفی فوجداری خاص ریاست بہوپال

عنوانِ تاریخی

دیوان ہے یہہ شاعرِ گلشن طرازکا

سنہ ۱۳۱۰ھ

کیا داغ کی کلکِ گہرافشان نے کہلایا
کاغذ کے حیابان پہ فصاحت کا گلستان

ہر لفظ گلِ تازہ ہے ہر نقطہ ہے غنچہ
ہے سرو ہر اک مصرع برجستہ و پیچان

چھپنے کا لکھا واحد نے مصراعِ شگفتہ
ہے بحرِ مضامینِ دل آویز یہہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوانِ تاریخی

داغِ دل دوزخ ہے حاسد کے لئے یہہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

نہال کلک داغ خوش بیان نے
سر اعدا اُڑا کر وجد لکھدو

مضامین کے کہلائے باغ کیا کیا
دیئے ہین حاسدونکو داغ کیا کیا

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی

دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے

سنہ ۱۳۱۰ھ

لطف زبان ریختہ مخصوص داغ ہے
کیون ہو نہ بار رشک سے اعدا کا سرنگون

محمود کے لئے ہے نہ حامد کیواسطے
دیوان ایک داغ ہے حاسد کیواسطے

سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

عنوان تاریخی

ہے مہ کامل یہہ دیوان داغ والاجاہ کا

سنہ ۱۳۱۰ھ

زبان ریختہ کے باغ کے ہین
صبا کا رشک سے کیون دل نہ نکلے

جناب داغ خوش آہنگ بلبل
کہلائے داغ نے اعجاز کے گل

سنہ ۱۳۱۰ف

قطعۂ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخنوری نظیر جناب محمد وزیر صاحب

وزیر مالک مطبع رین پریس و اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ

مری آنکھ یہ تھی مائل خواب اک شب
تعلق سے آزاد تھا قلب پُر غم

نہ لیتا تھا چٹکی کوئی شوخ دل مین
تھی اشک حیرت سے تھی چشم پُر نم

غم دنیوی سے فراغت تھی حاصل
ہر اک گھر مین تھی شادمانی فراہم

مسرت کا ہنگامہ تھا شش جہت مین
مزاج زمانہ بھی تھا کچھ نہ برہم

کہیں نظم کے گل زمین سخن مین
مضامین کے طائر مچاتے ہین آدھم

وہان سننے والون کا ہوتا ہے مجمع
جہان ہم سخن شعر کہتے ہین باہم

رسا ہوتی ہین مرحبا کی صدائین
تعلّی کی لیتے ہین شاعر جو پیہم

طبیعت کی جدت مین ہی شوخیان ہین
بدلتا ہے رنگ آسمان لاکھ ہر دم

عجب وقت تھا وہ سہانا سماں تھا
فلک پر سحر کی سفیدی تھی کم کم

عضب ہے مؤذن کی اللہ اکبر
شب وصل کے سونے والونکو ہے بم بم

عجب نور کا وقت ہے صبح صادق
بہت طبع انسان کی رہتی ہے خرم

کوئی کہہ رہا ہے بالحان عشرت
یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام

کسی نے کہا دل مین خدشہ ہے ناحق
میسر ہر اک کو یہہ ہو وقت جسم جم

چھپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان
دل خستگان بہان کا ہے مرہم

وزیر آکے کانونمین کہتا ہے ہاتف
الٰہی یہہ ہو۔ نظم مقبول عالم

۱۳۰۹